70/2
عمران سیریز
سارتو مشن
مظہر کلیم ایم اے

مظہر کلیم ایم اے

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول "سار تو مشن" پیش خدمت ہے۔ اس ناول میں کافرستان کی دو طاقتور ایجنسیاں سیکرٹ سروس جس کا چیف شاگل ہے اور پاور ایجنسی جس کی سربراہ مادام ریکھا ہے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں اتری ہیں اور اس بار یہ مقابلہ اس قدر بھرپور، جان لیوا اور بے پناہ اور مسلسل ایکشن پر مشتمل ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حقیقی معنوں میں دانتوں پسینہ آ گیا ہے۔ شاگل کے ساتھ ایک نئی لڑکی کاشی بھی شامل ہوئی ہے جس کا کردار انتہائی منفرد اور بھرپور ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول اپنے انتہائی تیز رفتار ٹمپو، بے پناہ ایکشن اور اعصاب شکن سسپنس کے ساتھ ساتھ لمحہ لمحہ بے پناہ ہولناک اور جان لیوا جدوجہد کی بنا پر آپ کے اعلیٰ معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔ شاگل اور مادام ریکھا دونوں کے کردار اس ناول میں اپنے بھرپور انداز میں سامنے آتے ہیں اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو جس طرح اپنا مشن مکمل کرنے کے لئے لمحہ لمحہ موت کی بھیانک دلدل میں ڈوبنا اور ابھرنا پڑا ہے۔ وہ یقیناً آپ سے خراج تحسین حاصل کرے گا جب سابق آپ کی آراء کا منتظر رہوں گا۔ اب اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

قائد آباد سے اسلم ریاض احمد صاحب لکھتے ہیں۔ آپ کا ناول "ہالو وال" پڑھ کر مجھے پہلی بار یہ احساس ہوا ہے کہ موجودہ دور میں کسی بھی ملک کی

سلامتی کے خلاف کس قدر خوفناک سازشیں کی جاتی ہیں۔ "نالو وال" اپنے موضوع کے لحاظ سے واقعی جاسوسی ادب میں ایک منفرد اور شاہکار کہانی ثابت ہوئی ہے اور اس ناول میں عمران اور اس کے ساتھیوں نے جس بے پناہ انداز میں جدوجہد کی ہے اسے پڑھ کر بے اختیار ان کے حق میں دل سے دعائیں نکلی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر محب وطن شخص کو جو اپنے ملک کی سلامتی کے لئے کام کرتا ہے اپنی حفظ و امان میں رکھے۔"

اسلم ریاض احمد صاحب! خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ واقعی "نالو وال" جاسوسی ادب میں ایک قطعی منفرد موضوع کا حامل ہے اور میرے قارئین نے اسے جس انداز میں سراہا ہے میں تہہ دل سے ان سب کا مشکور ہوں۔ ان کی پسندیدگی میری محنت کا ثمر ہے اور میرے لئے حوصلہ افزائی کا موجب بنتی ہے۔

بہاولپور ماڈل ٹاؤن سے کاشف الرحمن نجمی صاحب لکھتے ہیں۔ "یوں تو آپ کے تمام ناول بے حد پسند ہیں مگر بلیک تھنڈر کا سلسلہ سب سے زیادہ پسند آیا ہے لیکن آپ نے ابھی تک بلیک تھنڈر کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کوئی نشاندہی نہیں کی۔ اگر آپ ابھی عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں بلیک تھنڈر کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ نہیں کرانا چاہتے تو کم از کم یہ تو بتا دیں کہ بلیک تھنڈر کا ہیڈ کوارٹر ہے کہاں۔ اُمید ہے آپ ضرور اس کی نشاندہی کر دیں گے۔"

کاشف الرحمن نجمی صاحب! خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ بلیک تھنڈر واقعی تمام تنظیموں سے ایک مختلف تنظیم ثابت ہو رہی ہے۔ جہاں تک اس کے ہیڈ کوارٹر کا تعلق ہے تو بظاہر تو بلیک تھنڈر کا ہیڈ کوارٹر تلاش ہونا

ناممکن نظر آ رہا ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ جب عمران کو واقعی اس کی تلاش کی ضرورت پڑی تو وہ اسے ڈھونڈ نکالے گا۔ فی الحال چونکہ بلیک تھنڈر بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ بس چھیڑ چھاڑ میں لگا ہوا ہے اس کی طرف سے پاکیشیا یا ملتِ اسلامیہ کے خلاف کوئی ایسی سازش سامنے نہیں آئی جسے روکنے کے لئے عمران کو ان کا ہیڈ کوارٹر تباہ کرنا پڑے۔ اس لئے عمران بھی اس طرف پوری طرح متوجہ نہیں ہو رہا۔ اب دیکھئے یہ موقع کب آتا ہے میں بھی اس موقع کا انتظار کر رہا ہوں اور ظاہر ہے آپ کو بھی کرنا ہی پڑے گا۔

وزیر آباد سے مسعود عتیق صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول اس قدر پسند آتے ہیں کہ کئی کئی بار پڑھنے کے باوجود بھی ہر بار نیا لطف آتا ہے۔ نجانے آپ نے اس قدر اچھا لکھنے کا انداز کہاں سے سیکھا ہے۔ ہماری تو خواہش ہے کہ ہر ہفتے آپ کا نیا ناول پڑھنے کو مل سکے۔ آپ سے ایک درخواست ہے کہ آپ خط کا جواب مجھے اپنے ہاتھوں سے لکھ کر میرے گھر کے ایڈریس پر بھیجیں میں آپ کا ممنون ہوں گا۔"

مسعود عتیق صاحب! ناول پسند کرنے کا شکریہ۔ لکھنے کا انداز اس لئے آپ کو پسند آتا ہے کہ میں آپ کے لئے ہی لکھتا ہوں لیکن ہر ہفتے نئے ناول پڑھنے والی فرمائش میں پوری نہیں کر سکتا۔ ویسے بھی آپ نے تو خود لکھا ہے کہ ناول ہر بار پڑھنے سے نیا لطف ملتا ہے تو جب تک نیا ناول شائع نہیں ہوتا آپ پہلے ناول سے ہی بار بار نیا لطف لیتے رہا کریں۔ یہ وعدہ رہا کہ آپ کو کتاب کی قیمت صرف ایک بار ہی ادا کرنا پڑے گی ہر بار نہیں۔ خط کا جواب براہ راست نہیں دے سکتا کیونکہ اس طرح

پھر مجھے نیا ناول لکھنے کے لئے تو بالکل ہی وقت نہیں ملے گا۔ اُمید ہے
کہ آپ آئندہ اصرار نہ کریں گے۔

لاہور، والٹن روڈ سے ناظم حسین صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول اُردو
جاسوسی ادب کا معیار بن چکے ہیں لیکن میں نے ایک بات محسوس کی ہے کہ
اب آپ سیکرٹ سروس کے ممبروں کی بجائے ٹائیگر سے زیادہ کام لیتے ہیں۔
حالانکہ سیکرٹ سروس کے ممبران ٹائیگر سے کہیں زیادہ ذہین اور تجربہ کار ہیں
خاص طور پر جولیا کو تو آپ نے صرف عمران پر رعب جمانے کے لئے رکھا ہوا
ہے حالانکہ وہ ڈپٹی چیف ہے۔ اُمید ہے آپ ضرور وضاحت کریں گے"۔

ناظم حسین صاحب! خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔
سیکرٹ سروس کے ممبران اور ٹائیگر کا تو کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے۔ ٹائیگر عمران
کا شاگرد ہے جبکہ سیکرٹ سروس کے ممبران عمران کے ساتھی۔ اصل مسئلہ یہ
ہے کہ عمران سچویشن کے مطابق جس سے مناسب سمجھتا ہے کام لے لیتا ہے۔
جہاں تک جولیا کا عمران پر رعب جمانے کا تعلق ہے تو ظاہر ہے وہ ڈپٹی
چیف ہے اور عمران تو سرے سے سیکرٹ سروس کا ممبر ہی نہیں ہے۔
اس لئے عمران پر رعب جمانا جولیا کا اولین حق بنتا ہے۔ یہ دوسری بات
ہے کہ عمران ہے ہی ایسا چکنا گھڑا کہ اس پر رعب تو ایک طرف سرے سے
کوئی چیز جمتی ہی نہیں۔ اُمید ہے اب وضاحت ہوگئی ہوگی۔

اب اجازت دیجئے۔

والسّلام

مظہر کلیم ایم اے

کلف لگا سفید کرتا اور سفید پاجامہ پہنے عمران صوفے
پر بڑے فرمانبردارانہ انداز میں سر جھکائے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔
کرتے کے اوپر اس نے سفید شیروانی پہن رکھی تھی۔ اور سر پر
قراقلی کی نئی ٹوپی۔ وہ اس وقت اپنی وجاہت سے واقعی کوئی
مشرقی شہزادہ لگ رہا تھا۔

"تم ابھی تیار نہیں ہوئے نماز کے لئے" ___ اماں بی نے
کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ ان کے ہاتھ میں سویوں کی پلیٹ
تھی جس کے اوپر خرمے بھی موجود تھے اور بالائی کی ایک موٹی تہہ
بھی۔

"میں تو کس وقت سے تیار بیٹھا ہوں اماں بی۔ ڈیڈی ہی ڈریسنگ
روم سے برآمد نہیں ہو رہے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔ اور اماں بی کے ہاتھ سے پلیٹ لے کر چمچے سے سویاں

کھانے لگا۔ اماں بی ہمیشہ عید کے روز عمران کے لئے خود اپنے ہاتھوں سے سویاں پکاتی تھیں۔ اور عمران بھی چاہے باقی دن آئے یا نہ آئے عید سے دو روز پہلے لازماً اماں بی کے پاس پہنچ جاتا تھا اور عید کی نماز وہ اپنے ڈیڈی کے ساتھ ہی پڑھتا تھا۔ آج عید الفطر تھی اور عمران اس وقت تیار ہو کر عید گاہ جانے کے لئے سر رحمان کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا۔

"وہ آئینے کے سامنے کھڑے مونچھوں میں کالے بال تلاش کر رہے ہوں گے۔ انہیں بڑا چاہ ہے جوان بننے کا۔ یہ نہیں سوچتے کہ جوان بیٹا اور بیٹی کے باپ ہیں" ـــــ اماں بی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور عمران کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئیں۔

"اماں بی۔ وہ ثریا کہاں ہے۔ صبح سے نظر ہی نہیں آئی" ـــ عمران نے خرمہ منہ میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"اس لڑکی نے تو میرے ناک میں دم کر رکھا ہے۔ بس ہر وقت سہیلیوں کے ساتھ پروگرام بنتے رہتے ہیں۔ آج اس کی سہیلیوں نے آنا ہے۔ یہاں ان کے انتظامات کے لئے باورچی کے سر پر چڑھی کھڑی ہے" ـــــ اماں بی نے کہا۔

"آؤ عمران۔ چلیں نماز پڑھنے" ـــ اسی لمحے سر رحمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ سر رحمان نے سفید شلوار قمیض اور سفید شیروانی پہن رکھی تھی۔ سر پر قراقلی ٹوپی تھی۔ اور ٹوپی کے نیچے ان کا سرخ و سفید بارعب چہرہ واقعی بے حد وجیہہ لگ رہا تھا۔

"اسے سویاں تو کھانے دو اطمینان سے۔ خود تو ڈریسنگ روم میں گھسے رہے۔ اب باہر نکلے ہو تو ہاہاکار مچا دی" ـــــ اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو تمہارا مطلب ہے بغیر تیار ہوئے عید گاہ چل پڑتا" ـــــ سر رحمان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اماں بی۔ ڈیڈی کو سویاں نہیں کھلائیں گی۔ آپ اپنے ہاتھوں کی پکی ہوئیں" ـــــ عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمیں تو مدت ہو گئی تمہاری اماں بی کے ہاتھ کی سویاں کھائے ہوئے" ـــــ سر رحمان بھی آج شاید عید کی وجہ سے موڈ میں تھے۔

"ارے۔ تم کھاؤ بھی تو سہی۔ دیاں۔ جب بھی سویاں لا کر دو۔ یہی کہتے ہو کہ یہ کیسی واہیات چیز ہے۔ کھاتے ہوئے آدمی احمق لگتا ہے۔ میں لے آتی ہوں۔ چلو آج بیٹے کے کہنے پر احمق بن جاؤ" اماں بی نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئیں۔ اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ سر رحمان بھی اماں بی کے اس آخری فقرے پر بے اختیار مسکرا دیئے۔

"ڈیڈی۔ عیدی نماز کے بعد دیں گے یا پہلے بھی مل سکتی ہے" عمران نے سویوں کی پلیٹ ایک طرف رکھ کر میز پر پڑے ہوئے ٹشو پیپر کے ڈبے سے ٹشو کھینچتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"عیدی ـــ تم اب بچے تو نہیں رہے کہ عیدی لو گے" ـــ سر رحمان نے چونک کر کہا۔

"ثریا آپ کی نظروں میں بچی ہے۔ جو ہر سال آپ اسے عیدی

دیتے ہیں"۔۔۔ عمران نے ٹشو سے منہ صاف کرتے ہوئے کہا۔

"وہ تو واقعی بچی ہے۔ بہرحال لے لینا عیدی"۔۔۔ سر رحمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کتنی دیں گے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کتنی کا کیا مطلب۔ جتنی عیدی دی جاتی ہے سو روپے۔ اور کیا تم نے دو چار لاکھ لینے ہیں"۔۔۔ سر رحمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"دو چار لاکھ۔ صرف۔ کمال ہے۔ اتنی کم عیدی اور آپ دیں گے۔ یہ تو آپ کی توہین ہے ڈیڈی"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"زیادہ بکنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سمجھے"۔۔۔ سر رحمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے اماں بی سویوں کی پلیٹ اٹھائے اندر داخل ہوئیں۔

"کیا بات ہے۔ آج عید کے روز بھی جوان بیٹے کو ڈانٹ رہے ہو"۔۔۔ اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ باتیں ہی ایسی کرتا ہے کہ خواہ مخواہ غصہ آجاتا ہے"۔۔۔ سر رحمان نے اماں بی کے ہاتھ سے پلیٹ لیتے ہوئے کہا۔

"اماں بی یہ ڈیڈی سے عیدی مانگنا کوئی بری بات ہے"۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"کیوں بری بات ہے۔ عید کے روز تو ہر باپ اپنی اولاد کو عیدی دیتا ہے۔ یہ تو خوشی کی بات ہے"۔۔۔ اماں بی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے کب انکار کیا ہے عیدی دینے سے"۔۔۔ سر رحمان نے کہا۔

"تم انکار کر کے تو دیکھو۔ غضب خدا کا۔ ایک ہی لڑکا ہے۔ اسے بھی تم عیدی نہیں دے سکتے۔ جن کے چھ چھ بچے ہوتے ہیں وہ بھی اس موقع پر کبھی انکار نہیں کرتے"۔۔۔ اماں بی کا پارہ اور زیادہ چڑھ گیا۔

"بیگم۔ ہر وقت ایسی باتیں مت کیا کرو۔ چلو عمران، نماز کا وقت ہو رہا ہے"۔۔۔ سر رحمان نے سویوں کی پلیٹ میز پر رکھتے ہوئے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ ابھی تو بہت دیر ہے۔ سویاں تو کھا لو۔ ایک تو تمہیں نجانے گھر سے بھاگنے کی پڑی رہتی ہے۔ عید والے دن بھی تم سے گھر میں دو منٹ نہیں بیٹھا جاتا"۔۔۔ اماں بی نے کہا۔

"بس میں نے کھا لی ہیں سویاں۔ چلو عمران"۔۔۔ سر رحمان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گئے۔

اماں بی کا چہرہ غصے سے ٹماٹر کی طرح سرخ پڑ گیا تھا۔

"اماں بی۔ فکر مت کریں۔ میں ڈیڈی کو نماز کے بعد واپس لے آؤں گا۔ اور پھر انہیں سویاں کھانی ہی پڑیں گی"۔۔۔ عمران نے اماں بی کا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لئے کہا۔ اور تیزی سے سر رحمان کے پیچھے لپک گیا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر اماں بی

کا غصہ ٹھنڈا نہ کیا گیا تو ابھی گھر میدان جنگ میں تبدیل ہو جائے گا۔

عید نماز پڑھنے کے بعد جب سب سے گلے ملنے کے بعد وہ دونوں عید گاہ سے باہر آئے تو سر رحمان نے جیب سے بٹوہ نکالا اور پانچ سو روپے نکال کر عمران کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔

"یہ لو عیدی اور اب تم جاؤ۔ میں سر سلطان کے ہاں جا رہا ہوں عید ملنے" ـــــ سر رحمان نے کہا۔ اور جلدی سے اپنی کار کی طرف بڑھ گئے۔

"مگر ـــ مگر وہ سویاں تو پہلے کھا لیں۔ ورنہ اماں بی تو......" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اپنی اماں بی کو کھلا دینا" ـــــ سر رحمان نے کہا اور کار میں بیٹھ کر اسے آگے بڑھا کر لے گئے۔ عمران مسکراتے ہوئے آگے بڑھا۔ اور پھر اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا پانچ سو روپے کا نوٹ ایک طرف خاموش اور سر جھکائے ایک آدمی کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ وہ آدمی شکل سے گداگر نہ لگ رہا تھا اور نہ ہی اس نے دست سوال دراز کر رکھا تھا۔ جب کہ گداگر ٹولیوں کی صورت میں ہر آدمی کا گھیراؤ کر رہے تھے۔ وہ آدمی ایک طرف خاموش سر جھکائے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے سے شرافت اور نجابت کے آثار نمایاں تھے۔ کپڑے پرانے ضرور تھے لیکن بہر حال صاف ستھرے تھے۔

"کک ـــ کک ـــ کیا مطلب" ـــــ اس آدمی نے پانچ سو روپے کا نوٹ دیکھتے ہی چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ رکھ لیں محترم" ـــــ عمران نے کہا اور آگے بڑھنے لگا۔

"معاف کرنا بیٹے۔ میں گداگر نہیں ہوں۔ تم غلط سمجھے ہو۔ یہ لو اپنا نوٹ رکھ لو۔ میں تو بس ویسے ہی تھک کر بیٹھ گیا تھا" ـــــ اس باریش آدمی نے کہا اور پانچ سو روپے کا نوٹ واپس عمران کی طرف بڑھا دیا۔ لیکن عمران واضح طور پر دیکھ رہا تھا کہ نوٹ دیتے ہوئے اس شریف آدمی کے ہاتھ کپکپا رہے تھے۔ اور چہرہ انتہائی شکستہ دکھائی دے رہا تھا۔

"اوہ اچھا۔ سوری" ـــــ عمران نے ان کے ہاتھ سے نوٹ لیتے ہوئے کہا۔ اور وہ آدمی تیزی سے واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ عمران نے روک لیا۔

"آپ نے کہاں جانا ہے" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"تم جاؤ بیٹے۔ میں پہنچ جاؤں گا مگر......" ـــــ اس آدمی نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ مجھے بیٹا بھی کہہ رہے ہیں اور مجھ سے تکلف بھی کر رہے ہیں۔ کم از کم بتا تو دیں کہ آپ نے کہاں جانا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مم ـــ میرا گھر بابو محلے میں ہے۔ میں پہنچ جاؤں گا۔ تم جاؤ۔ اپنی عید کی خوشیاں کھوٹی نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ایسی ہزاروں خوشیاں مزید عنایت کرے" ـــــ اس آدمی نے ڈبڈباتی ہوئی آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

"آئیے۔ میں نے بھی ادھر جانا ہے۔ میں آپ کو گھر چھوڑ دوں گا۔ آپ تھک گئے ہیں اور بابو محلہ یہاں سے کافی دور ہے۔ آئیے" عمران نے انہیں بازو سے پکڑتے ہوئے کہا اور پھر وہ بیچارے نہیں نہیں کرتے رہے۔ لیکن ظاہر ہے جب عمران ایک فیصلہ کر لے تو وہ کہاں پیچھے ہٹنے والا تھا۔ چنانچہ چند لمحے بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھے بابو محلے کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"آپ کا نام کیا ہے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"عبدالسلام صدیقی"۔۔۔ انہوں نے جواب دیا۔

"میرا نام علی عمران ہے۔ آپ کے کتنے بچے ہیں"۔۔۔ عمران نے مسکرا کر اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا اور عبدالسلام صدیقی نے ایک طویل دکھ بھرا سانس لیا۔ ان کے چہرے پر چھایا ہوا درد کچھ اور گہرا ہو گیا تھا۔

"ایک بیٹا ہے۔ لیکن......" عبدالسلام نے اتنا کہا اور پھر بے اختیار ہونٹ کاٹنے لگے۔

"کیا ہوا اُسے"۔۔۔ عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اُسے منشیات کی عادت پڑ گئی ہے۔ میں نے اُسے لاکھ سمجھایا ہے۔ اس کی ماں نے بھی اس کی لاکھ منتیں کی ہیں کہ وہ اس موذی نشے سے باز آجائے۔ لیکن بس کیا کہوں۔ نجانے اللہ تعالیٰ کو کب ہم پر رحم آئے گا"۔۔۔ عبدالسلام صدیقی نے انتہائی دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کیا کرتے ہیں"۔۔۔ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے

کے بعد پوچھا۔

"میں بیٹا ریلوے میں اکاؤنٹنٹ تھا۔ کافی عرصہ پہلے پنشن ہو گئی۔ پھر پرائیویٹ نوکری کرتا رہا۔ لیکن اب میرا ذہن صحیح کام نہیں کرتا۔ اس لئے اب کوئی مجھے ملازم نہیں رکھتا اور وہ بھی سچے ہیں حساب کتاب کا معاملہ ہوتا ہے اور میں غلطیاں کر جاتا ہوں۔ ایک بیٹا ہے۔ قاسم صدیقی۔ اُسے بی۔ اے کرایا تھا۔ نوکری اُسے نہیں ملی تو اس نے نشہ شروع کر دیا۔ اور بس اب کیا کہوں تم خواہ مخواہ ہمدردی کے چکر میں بور ہو رہے ہو گے"۔۔۔ عبدالسلام صدیقی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ میں قاسم کا علاج کرا دوں گا۔ میرے دوست کا ذاتی ہسپتال ہے۔ منشیات کا علاج کرتے ہیں۔ قاسم بالکل ٹھیک ہو جائے گا"۔۔۔ عمران نے کہا اور عبدالسلام صدیقی خاموش رہے۔ انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

"بابو محلہ آ گیا ہے جناب"۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور نے مڑ کر کہا۔

"بس یہیں روک دو بیٹے۔ آگے تنگ گلیاں ہیں کار وہاں نہ جا سکے گی۔ میں چلا جاؤں گا اور بیٹے میں تمہیں کیا دعا دوں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس نیکی کی جزا دے گا۔ کاش میں بھی تمہارے باپ کی طرح خوش قسمت ہوتا۔ تم جیسا نیک بیٹا واقعی اس دنیا کی سب سے بڑی خوش قسمتی ہے"۔۔۔ عبدالسلام صدیقی نے کہا۔ اور دروازہ کھول کر نیچے اترنے لگے۔ لیکن دروازہ ان سے کھل نہ سکا۔ تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولا۔ اور

عمران کے بعد خود بھی نیچے اتر آیا۔ اس نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کو دیا اور اُسے باقی رکھ لینے کا کہہ کر وہ عبدالسلام صدیقی کے پیچھے چل پڑا جو سر جھکائے خاموشی آگے بڑھے جا رہے تھے۔

"ارے آپ تو اس عمر میں بھی جوانوں کی طرح چلتے ہیں ماشاءاللہ" عمران نے کہا اور عبدالسلام صدیقی تیزی سے مڑے۔

"اوہ۔ تم گئے نہیں۔ میں سمجھا تھا......." ـــــ انہوں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور کچھ کہنے کے لئے رک گئے۔

"میں اتنی آسانی سے ٹلنے والا نہیں ہوں جناب۔ اب یہاں تک آگیا ہوں تو آپ سے چائے کی ایک پیالی پیئے بغیر نہیں جاؤں گا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور عبدالسلام صدیقی کے ہونٹ بھنچ گئے۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ گھر کا حال بھی دیکھ لو۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں" ـــــ عبدالسلام صدیقی نے ردعمل دینے والے انداز میں کہا۔ اور عمران نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔ وہ عبدالسلام صدیقی کے جذبات کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ لیکن انہوں نے جس انداز سے اُسے پانچ سو روپے واپس کر دیئے تھے اس سے عمران کے دل پر ان کی شرافت۔ نجابت اور خودداری کا اس قدر گہرا عکس پڑا تھا کہ وہ اب اس خاندان کی کچھ نہ کچھ تکالیف کو دور کر کے ہی واپس جانا چاہتا تھا۔ گو یہ بات تو اُسے بھی معلوم تھی کہ پاکیشیا میں لاکھوں خاندان اور کروڑوں افراد

ایسے ہوں گے جو دن رات کسی مخیر کی راہ تک رہے ہوں گے۔ اور ایک یا دو آدمی سب کی امداد بھی نہیں کر سکتے۔ یہ حکومتوں کا کام ہوتا ہے کہ وہ اپنے ہر شہری کے مسائل کو حل کرے۔ انہیں بنیادی ضروریات مہیا کرے۔ علاج معالجے کے مفت انتظامات کرے۔ لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا۔ کہ پاکیشیا کا نظام ہی ایسا ہے کہ یہاں کاغذی کارروائیوں پر ہی سارا زور صرف کر دیا جاتا ہے اور عملی طور پر عوام کے حصے میں صرف خوش آئند اعلانات ہی آتے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے نظام بدلنے پر وہ قادر نہ تھا۔ وہ تو بس دن رات ملک کی سلامتی کے لئے کوشاں رہتا تھا۔ لیکن اکا دکا افراد جن سے اس کا ٹکراؤ ہو جاتا تھا اس کی جتنی حد تک اس سے ممکن ہو سکے وہ امداد بھی کر دیتا تھا۔ لیکن اب اس نے دل ہی دل میں اس بات کا پختہ عزم کر لیا تھا کہ ایک ایسا قومی ادارہ بنایا جائے جو ملک کے ایسے افراد کو خود تلاش کرے۔ ان کی انکوائری کرے۔ جو لوگ اپنی شرافت نجابت کی وجہ سے کسی کے آگے ہاتھ پھیلانا تو ایک طرف منہ سے ہوا تک نہیں نکال سکتے۔ اور ان کے معروضی حالات ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے گھر ایک وقت کی روٹی پکنے کا تصور تک ختم ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کی ایسی امداد جس سے وہ لوگ دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکیں۔ اس ادارے کی اولین ترجیحات میں شامل ہوگا۔ عمران یہی سوچتا ہوا عبدالسلام صدیقی کے ساتھ محلے کی تنگ اور غلیظ گلیوں

زمین کو روندتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ محلے کے افراد اُسے یوں دیکھ رہے تھے جیسے کسی دوسرے سیارے کی مخلوق بھٹکتی ہوئی ان کے محلے میں آ گئی ہو۔ ظاہر ہے کڑک پاجامہ۔ نئی سلیم شاہی جوتی۔ سفید شیروانی اور سر پر قراقلی ٹوپی کے ساتھ روشن اور صحت مند چہرے والا عمران اس محلے کے باسیوں کے لئے واقعی خلائی مخلوق کا ہی درجہ رکھتا تھا۔ یہ وہ گلیاں تھیں جن میں شاید میونسپل کمیٹی کا جمعدار بھی داخل ہونا اپنی توہین سمجھتا ہوگا۔ یہاں بچے عید کے روز بھی سر اور پیر سے ننگے پھر رہے تھے۔ چند لمحوں بعد عبدالسلام صدیقی ایک قدرے پختہ لیکن کافی عرصہ پہلے بنے ہوئے مکان کے دروازے پر جا کر رک گیا۔ باہر ایک نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ جس پر عبدالسلام صدیقی اکاؤنٹنٹ کا نام لکھا ہوا تھا۔ لیکن اس پلیٹ کے آدھے سے زیادہ حروف استبداد زمانہ سے اڑ چکے تھے۔ دروازے پر پردہ پڑا ہوا تھا۔

"آ جاؤ اندر۔ ایک بوڑھی عورت ہی ہے۔ وہ بھی بیمار پڑی ہے۔ آ جاؤ" ——— عبدالسلام صدیقی نے ہونٹ چباتے اور پردہ ہاتھ سے ہٹاتے ہوئے کہا۔ اور عمران خاموشی سے اندر داخل ہو گیا۔ چھوٹا سا مکان تھا۔ لیکن خاصا صاف ستھرا تھا۔ مکان میں موجود تمام چیزیں گو خاصی پرانی تھیں۔ لیکن پھر بھی وہ صاف تھیں۔

" ارے۔ یہ کون صاحب ہیں" ——— برآمدے کے ایک

کونے میں چارپائی پر لیٹی ہوئی ایک بوڑھی عورت نے چونک کر کہا۔ اور جلدی سے دوپٹہ منہ کے آگے کر کے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

" میں آپ کا بیٹا ہوں اماں جی۔ میرا نام علی عمران ہے" ——— عمران نے جلدی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

" ب ——— ب ——— بیٹا" ——— بوڑھی عورت کا ہاتھ منہ سے ہٹ گیا۔ اور ان کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ ان کا رنگ ہلدی کی طرح زرد پڑا ہوا تھا۔ آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں۔ گال پچکے ہوئے تھے۔ اور وہ اس طرح سانس لے رہی تھیں کہ عمران سمجھ لیا کہ وہ ٹی۔ بی کی مریضہ ہیں۔

"ہاں اماں جی۔ میں قاسم کی طرح آپ کا بیٹا ہوں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جلدی سے ایک طرف پڑا ہوا سٹول گھسیٹ کر وہ چارپائی کے ساتھ بیٹھ گیا۔ عبدالسلام صدیقی نجانے کہاں چلے گئے تھے۔ چند لمحوں بعد وہ نمودار ہوئے تو انہوں نے ایک کرسی اٹھائی ہوئی تھی۔

" ارے ارے۔ تم سٹول پر بیٹھ گئے۔ ادھر بیٹھو کرسی پر۔ کپڑے خراب ہو جائیں گے" ——— عبدالسلام صدیقی نے چیختے ہوئے کہا۔

" آپ بیٹھیں سلام صاحب۔ میں تو یہاں اماں جی کے ساتھ سٹول پر ہی ٹھیک بیٹھا ہوں۔ اور ہاں آپ کا بیٹا قاسم کہاں ہے" ——— عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

" وہ صبح سے گیا ہے پھر تو واپس نہیں آیا مگر......" بوڑھی عورت نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ بار بار اپنے شوہر کی

کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھیں لیکن عبدالسلام صاحب
بس سر جھکائے خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔
"آپ کو کتنی پینشن ملتی ہے سلام صاحب"۔۔۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے پوچھا۔
"مجھے پینشن چار سو اٹھاسی روپے ستاسی پیسے ماہوار۔ کیوں"
سلام صاحب نے چونک کر پوچھا۔
"آپ پرائیویٹ نوکری کرتے رہتے ہیں۔ آپ آخری بار ملازمت
سے کب فارغ کئے گئے ہیں"۔۔۔ عمران نے اسی طرح سنجیدہ
لہجے میں کہا۔
"دو سال ہو گئے ہیں۔ مگر تم سب یہ کیوں پوچھ رہے ہو"۔۔۔
سلام صاحب کی حالت واقعی دیکھنے والی تھی۔
"کتنی تنخواہ ملتی تھی آپ کو"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔
"بارہ سو روپے ماہوار"۔۔۔ سلام صاحب نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا۔ وہ اس طرح جواب دے رہے تھے جیسے نوکری
کے لئے انٹرویو دے رہے ہوں۔
پھر اس سے پہلے کہ مزید بات چیت ہوتی پردہ ہٹا اور ایک
نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کا لباس میلا تھا۔ اس کے بال الجھے
ہوئے انتہائی پریشان سے تھے۔ چہرے کا رنگ زرد تھا۔ اور
وہ نوجوان ہونے کے باوجود ستر اسی سال کا بوڑھا لگ رہا تھا۔ وہ
لڑکھڑاتے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوا۔ لیکن دوسرے لمحے
عمران کو دیکھ کر بری طرح چونک پڑا۔ اس کے پچکے ہوئے چہرے پر

شدید حیرت کے تاثرات تھے۔
"یہ قاسم ہے۔ ہمارا اکلوتا بیٹا"۔۔۔ سلام صاحب نے
ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور عمران سٹول سے اٹھ کھڑا ہوا۔
"آؤ قاسم۔ میں تمہارا بھائی ہوں علی عمران"۔۔۔ عمران نے
کہا اور آگے بڑھ کر اس نے بڑی گرمجوشی سے قاسم سے مصافحہ
کیا۔
"بب۔۔۔ بب۔۔۔ بھائی۔ لیکن۔۔۔۔۔۔"۔۔۔ قاسم نے بری طرح
بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
"ہر مسلمان دوسرے کا بھائی ہوتا ہے۔ آؤ ادھر میرے پاس
بیٹھو۔ اور مجھے بتاؤ کہ تم نے بی۔ اے کن مضامین میں کیا ہے"
عمران نے اس کا شانہ تھپکتے ہوئے کہا۔ اور اسے ساتھ لے کر
وہ واپس سٹول پر آ کر بیٹھ گیا۔ جب کہ قاسم اسی طرح حیرت زدہ
انداز میں اپنی ماں کی چارپائی کے کنارے پر بیٹھ گیا۔
"میں نے سٹیٹکس میں بی۔ اے آنرز کیا ہے۔ لیکن یہ آنرز
میرے کسی کام نہیں آیا۔ یہ ڈگری ایک ایسا کاغذ کا پرزہ ہے جس
کے حصول کے لئے میں نے دن رات محنت کی۔ اپنے اوپر زندگی
کا ہر آرام اور راحت حرام کر دی۔ میری ماں اور باپ دونوں نے
دن رات ایک کر کے میرے اخراجات پورے کئے۔ لیکن جب یہ
ڈگری مجھے حاصل ہو گئی تب مجھے پتہ چلا کہ یہ تو محض ایک ردی
کاغذ کا ٹکڑا ہے۔ اس کے ذریعے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ کوئی
نوکری اس سے نہیں مل سکتی۔ کسی انٹرویو میں کامیابی نہیں ہو

سکتی' ـــــ قاسم کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔

"قاسم بھائی۔ ڈگری کی ذاتی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ اصل اہمیت اس علم کی ہوتی ہے جو انسان کے ذہن اور قلب کے اندر روشنی بکھیر دیتا ہے۔ یہ ڈگری تو صرف ایک پیمانہ ہوتا ہے۔ تاکہ دوسروں کو بتایا جا سکے کہ اس آدمی کے اندر کتنا علم ہے۔ کتنی روشنی ہے۔ جس طرح گرمی سردی ناپنے کا پیمانہ ہوتا ہے اور اس پیمانے کی مدد سے ہمیں معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ آج کتنی گرمی پڑی یا کتنی سردی ہے۔ یہ پیمانہ بذات خود نہ گرمی پیدا کر سکتا ہے اور نہ سردی۔ اور علم کی روشنی انسان کے اندر حوصلہ، جذبہ اور تعمیری صلاحیتیں پیدا کر دیتا ہے۔ یہ علم ہی ہے جو انسان کو نامساعد اور ناموافق حالات کے خلاف نبرد آزما ہونے کا حوصلہ بخشتا ہے۔ نوکری صرف پیٹ پالنے کا ذریعہ نہیں ہوتی۔ اس سے ملک و قوم کی خدمت بھی کی جا سکتی ہے۔ لیکن جو شخص حوصلہ ہار جائے سمجھو کہ اس نے سب کچھ ہار دیا۔ تم اگر غور کرو تو دنیا میں جس قدر عظیم لوگ گزرے ہیں۔ انہیں کبھی موافق حالات نہیں ملے۔ انہوں نے ہمیشہ سخت جدوجہد سے حالات کو اپنے موافق کیا ہے۔ انہوں نے زندگی کو جدوجہد اور حوصلے سے گزارا ہے۔ اور آج زندگی انہیں خراج تحسین پیش کرنے پر مجبور ہے۔ اگر تمہیں نوکری نہیں مل رہی تھی۔ تو کیا ہوا۔ ہزاروں، لاکھوں افراد کو نوکریاں نہیں مل سکتیں۔ اس لئے کہ نوکریاں محدود ہوتی ہیں جب کہ علم وسیع ہوتا ہے۔ تم جدوجہد جاری رکھتے۔ پیٹ پالنے کے لئے مزدوری کر لیتے۔ سائیکلوں کو

پنکچر لگا لیتے۔ کسی دکان پر سیلزمین ہو جاتے۔ لیکن جدوجہد نہ چھوڑتے تم دیکھتے کہ تمہیں خود بخود ترقی کرنے کے راستے ملنے لگ جاتے۔ تم آگے بڑھتے چلے جاتے۔ کسی نہ کسی میدان میں کسی نہ کسی راستے پر تمہاری رہنمائی بھرپور انداز میں کی جاتی۔ پرخلوص جذبہ بذات خود ایک بہت بڑی طاقت ہوتا ہے۔ اور جدوجہد اس جذبے کی خوراک ہوتی ہے۔ جو اس طاقت میں مزید اضافہ کرتی چلی جاتی ہے لیکن تم نے جدوجہد چھوڑ دی۔ حوصلہ ہار دیا۔ نتیجہ کیا ہوا۔ آج تمہارے ماں باپ اس حال میں ہیں۔ اور تم ان سے بھی بدتر حالات کا شکار ہو چکے ہو۔ زندگی بے حد بے رحم اور سفاک چیز ہوتی ہے۔ جو اسے تسخیر نہ کر سکے۔ یہ اُسے توڑ کر رکھ دیتی ہے۔ فنا کر دیتی ہے انتہائی بے رحمی سے۔ انتہائی سفاکی سے۔ اور جو اپنی جدوجہد جاری رکھتے ہیں۔ وہ اسے تسخیر کر لیتے ہیں۔ اور پھر زندگی ان کے لئے پھولوں کا بستر بن جاتی ہے" ـــــ عمران کے لہجے میں اس قدر توانائی بھی جذبہ تھا کہ قاسم کا جسم بے اختیار کانپنے لگ گیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔

"میں کیا کر سکتا ہوں۔ میں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ میرے پاس مزدوری کی طاقت نہیں ہے۔ میرے پاس اتنا سرمایہ بھی نہیں ہے۔ کہ میں کوئی معمولی سے معمولی کاروبار بھی کر سکوں۔ باتیں کرنا تو بے حد آسان ہے لیکن........" قاسم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"قاسم صاحب۔ مایوسی انسان کو اس طرح بے دست و پا کر کے

دکھا دیتی ہے۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا آجاتا ہے۔ یہاں
ایسے بہت سے لوگ ہیں جو کاغذ کے تھیلے بناتے ہیں۔ اور شام کو
مزدوری لے آتے ہیں پھر اس مزدوری میں سے کچھ بچا کر خود کاغذ
خریدتے ہیں۔ اور محدود پیمانے پر تھیلے بنا کر دکانداروں کے پاس
فروخت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جدوجہد اسی کا نام ہے مسلسل
محنت۔ مسلسل کام۔ مسلسل جدوجہد ہی زندگی ہے۔ میں ایسے
بے شمار افراد کو جانتا ہوں جو کرایہ پر سائیکل لے کر اپنے محلے کے
بچوں کو سکول چھوڑنے اور لے آنے کا کام کرتے ہیں۔ اس
طرح انہیں معقول رقم ماہانہ مل جاتی ہے اور وہ اپنا سائیکل خرید
لیتے ہیں۔ اور پھر شام کو وہ کسی بھی دکاندار سے کمیشن پر کپڑا اٹھا کر
بستیوں میں جا کر فروخت کرتے ہیں۔ زندگی انہیں خود بخود راستے
دیتی چلی جاتی ہے۔ محنت میں کوئی عار نہیں ہوتی۔ عار فارغ رہنے
اور حوصلہ ہارنے میں ہے“ ۔۔۔ عمران نے کہا۔

”اوہ اوہ واقعی۔ یہ باتیں تو آج تک کسی نے بھی مجھے نہیں بتائیں۔
سب یہی کہتے تھے کہ تم نے گریجویشن کی ہوئی ہے۔ تمہیں تو اعلیٰ
نوکری ملے گی ہزاروں روپے ماہانہ کی۔ ٹھیک ہے۔ آپ نے آج
میری آنکھوں سے پردہ ہٹا دیا ہے۔ حالانکہ محلے کے ایک دکاندار
نے مجھے کہا بھی تھا کہ جب تک تمہیں نوکری نہیں ملتی۔ تم میرے
پاس سیلز مین کے طور پر کام کرو۔ لیکن میں نے انکار کر دیا تھا۔
وہ انڈوں کا کاروبار کرتا ہے۔ اس نے کہا تھا کہ تمہیں ویگن چلانی
آتی ہے۔ ویگن میں تمہیں دوں گا۔ انڈے بھی دوں گا تم مارکیٹ
میں جا کر انہیں سیل کرو۔ معقول کمیشن بھی دوں گا۔ لیکن میں نے
انکار کر دیا۔ میں تو بینک آفیسر بنوں گا۔ کسی بڑے مالیاتی ادارے میں
آفیسر لگوں گا۔ ٹھیک ہے۔ میں آج ہی اس سے بات کرتا ہوں۔
ویگن چھوڑ۔ چاہے مجھے سائیکل پر جا کر انڈے بیچنے پڑیں میں
اب کام کروں گا“ ۔۔۔ قاسم نے ایک نئے جذبے کے
ساتھ کہا۔ اس کی بے نور آنکھیں چمک اٹھی تھیں اور زرد چہرے
پر ہلکی سی سرخی آگئی تھی۔

”تمہیں ویگن چلانی آتی ہے“ ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے
پوچھا۔

”ہاں جی۔ اصل میں میرے ایک دوست کے پاس کار تھی۔ میں
نے اس کے ساتھ کار چلانی سیکھی تھی۔ تاکہ بڑا افسر بننے کے بعد مجھے
جب کار ملے گی تو مجھے کار چلانا آتی ہو۔ ایسا نہ ہو کہ بڑا افسر کار چلانا
سیکھتا پھرے۔ لیکن میرے پاس لائسنس نہیں ہے“ ۔۔۔ قاسم
نے کہا۔

”اس کی فکر مت کرو۔ جب تمہیں کار چلانی آتی ہے تو تم لائسنس
والے ٹیسٹ میں بھی پاس ہو جاؤ گے۔ اگر ایک بار نہیں تو دوسری
بار سہی۔ دوسری بار نہیں تو تیسری بار سہی۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔
میرا ایک دوست ہے۔ جس کی بہت سی ٹیکسیاں چلتی ہیں۔ میں اسے
کہوں گا وہ تمہیں بھی ایک ٹیکسی دے دے گا اور پھر لائسنس بھی
بنوا دے گا۔ لیکن ایک شرط ہے“ ۔۔۔ عمران نے کہا۔

”شرط ۔۔۔ کیسی شرط“ ۔۔۔ قاسم نے بری طرح چونکتے

ہوئے کہا۔

"دیکھو ٹیکسی میں چار آدمی بیٹھتے ہیں ناں" ــــــ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ مگر......." ــــــ قاسم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ کیونکہ عمران کی بات واقعی اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی۔

"وہ چار معصوم اور بے گناہ لوگ صرف اس لئے تمہاری ٹیکسی میں بیٹھیں گے کہ انہیں اعتماد ہوگا کہ ان کی زندگیاں محفوظ رہیں گی۔ تم ایک ذمہ دار ڈرائیور ہو گے۔ لیکن اگر تم نے نشہ کر رکھا ہو تو پھر یہ چاروں مر بھی سکتے ہیں۔ ان کا بتاؤ کیا قصور ہوگا" ــــــ عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ آپ کو اباجی نے بتا دیا ہوگا کہ میں نشہ کرتا ہوں۔ منشیات استعمال کرتا ہوں۔ ہاں واقعی میں ایسا کرتا ہوں۔ چاہے مجھے چوری ہی کیوں نہ کرنی پڑے۔ لیکن آج میں آپ کے سامنے خدا کو حاضر ناظر جان کر وعدہ کرتا ہوں کہ اس لمحے کے بعد چاہے میں مر ہی کیوں نہ جاؤں نشہ نہ کروں گا۔ بالکل نہ کروں گا" ــــــ قاسم نے انتہائی جوشیلے لہجے میں کہا۔

"ابھی تم نے خود ہی کہا تھا کہ باتیں کرنا آسان ہوتا ہے لیکن عمل مشکل۔ اسی طرح دعویٰ کرنا آسان ہوتا ہے۔ لیکن......." عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کو اس دعوے کو سچا کر کے دکھاؤں گا" ــــــ قاسم نے کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے جیب سے پانچ سو روپے کا نوٹ نکالا اور قاسم کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

"جاؤ۔ آج عید ہے۔ اس لئے جا کر مٹھائی، پھل اور دوسرا سامان لے آؤ۔ جاؤ۔ میں تمہارا بھائی ہوں بڑا بھائی۔ اور بڑے بھائی کو انکار نہیں کرتے۔ جاؤ جلدی" ــــــ عمران نے کہا اور قاسم نے اپنی ماں اور باپ کی طرف دیکھا ــــــ جن کی آنکھوں سے مسرت کے آنسو بہہ رہے تھے۔ اور چہرے اس لئے مسرت سے گلنار بنے ہوئے تھے۔ کہ ان کے بیٹے نے وعدہ کیا تھا کہ وہ نشہ چھوڑ دے گا۔ یہ ان کے لئے زندگی کی سب سے بڑی خوشخبری تھی۔

"ہاں بیٹا جاؤ۔ لے آؤ۔ یہ جو تمہیں بھائی کہہ رہا ہے۔ یہ یقیناً فرشتہ ہے جو بھٹک کر ہمارے گھر میں آ گیا ہے" ــــــ سلام صاحب نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو آپ نے مجھے انسانوں کی صف سے بھی نکال دیا ہے" ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"معاف کرنا بیٹے۔ انسانوں کے بارے میں ہمارے تجربات بے حد تلخ ہیں" ــــــ سلام صاحب نے کہا اور عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔ قاسم اس دوران اٹھ کر باہر چلا گیا تھا۔

"اچھا اب میری بات غور سے سن لیں۔ قاسم تو انشاء اللہ اب نشہ نہیں کرے گا اور واقعی کل اس کا ٹیسٹ لے کر اسے ٹیکسی مل جائے گی۔ اگر ٹیسٹ میں کامیاب نہ ہوا تو اسے باقاعدہ ٹریننگ دی جائے گی۔ بہرحال اس کی آپ فکر چھوڑ دیں یہ میری ذمہ داری ہے۔ آپ کی نہیں۔ اب آیئے دوسری طرف یہاں پاکیشیا میں ایک ادارہ ہے۔ جس کا نام بھی خفیہ رکھا گیا ہے اور ادارے

کے کارکن بھی خفیہ رہتے ہیں۔ وہ لوگ ایسے افراد کی تلاش میں رہتے
ہیں۔ جو کسی بھی وجہ سے زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاتے ہوں اور
ان کے حالات سنبھل نہ رہے ہوں۔ وہ ادارہ ان کارکنوں کی رپورٹ
پر ایسے افراد کو بلاسود اور انتہائی طویل مدت کے لئے قرضے دیتا ہے
جس کے لئے کوئی درخواست نہیں دینی پڑتی۔ کسی کو کانوں کان خبر
نہیں ہوتی۔ اس قرضے سے اس آدمی کو کوئی مناسب کاروبار کرایا
جاتا ہے۔ جب اس کا کاروبار سیٹ ہو جاتا ہے تو پھر انتہائی
معمولی اقساط میں وہ قرضہ اس سے اس طرح واپس لیا جاتا ہے۔
کہ اُسے کہہ دیا جاتا ہے۔ کہ وہ یہ رقم فلاں بیوہ یا یتیم کو دے دیا
کرے اور بس۔ اور مجھے یقین ہے کہ آپ کسی کو بتائیں گے نہیں میں
بھی اس ادارے کا ایک کارکن ہوں۔ چنانچہ آپ کو دس لاکھ روپیہ
قرضہ ملے گا۔ جس سے آپ کسی محلے میں یا کسی بھی جگہ کوئی دکان یا کوئی
کاروبار جو آپ مناسب سمجھیں کر سکتے ہیں۔ اگر اس سلسلے میں آپ کو
کسی قسم کی ضرورت پڑے اور دکان تلاش کرنے میں یا کاروبار سیٹ
کرنے کے لئے تو ادارہ اس سلسلے میں بھی آپ کی بھرپور مدد کرے
گا۔ جب آپ کا کاروبار سیٹ ہو جائے گا۔ تو آپ کو بتا دیا جائے
گا کہ آپ نے ماہانہ کتنی رقم کہاں دینی ہے" ۔۔۔۔ عمران نے
انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" دس لاکھ روپے۔ نہیں۔ اتنی بڑی رقم تو ہم زندگی بھر نہیں
اتار سکتے۔ نہیں عمران بیٹے۔ یہ بوجھ مجھ سے نہیں اٹھایا جا سکتا۔
اور پھر اب میری عمر بھی نہیں ہے کہ میں کوئی کاروبار کر سکوں۔ ہمارے

لئے اتنا ہی کافی ہے کہ قاسم کمانے لگ جائے بس ہماری تمام تکالیف
اور پریشانیاں ختم ہو جائیں گی" ۔۔۔۔ سلام صاحب نے کہا وہ واقعی
انتہائی نیک دل انسان تھے۔ ورنہ آج کل کے دور میں اتنی بڑی رقم
لینے سے جب کہ وہ مفت ہاتھ آ رہی ہو کون انکار کر سکتا ہے۔

" اس صورت میں آپ کو پھر ایک اور کام کرنا ہوگا۔ آپ کو ادارے
کا رکن بننا ہوگا۔ جس کے ذریعے مختلف رقومات مختلف لوگوں تک
اس طرح پہنچانی ہوں گی کہ کسی کو اس کا علم نہ ہو سکے" ۔۔۔۔ عمران
نے کہا۔

" اوہ۔ یہ کام میں آسانی سے کر سکتا ہوں۔ یہ تو نیکی کا کام ہے"
سلام صاحب نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" اس کا آپ کو باقاعدہ معاوضہ ملے گا۔ پانچ ہزار روپیہ ماہوار
جس میں ہر سال قواعد کے مطابق اضافہ ہو جائے گا۔ اور آپ کو
دو سال کی تنخواہ ایڈوانس دی جائے گی تاکہ آپ خود اپنا اور
اپنی بیوی کا علاج کرا سکیں۔ یہ ایڈوانس آپ کی تنخواہ سے پانچ
سو روپے ماہوار کے حساب سے کاٹا جائے گا۔ اس سے ادارے
کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ آپ پورے سکون اور دلجمعی سے ادارے
کے فرائض ادا کر سکیں۔ لیکن شرط وہی کہ آپ نے کسی سے اس کا
ذکر نہیں کرنا" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" اوہ اوہ۔ واقعی جب اللہ تعالٰی کا کرم ہوتا ہے تو اسی طرح
ہوتا ہے۔ وہ واقعی اپنے بندوں پر انتہائی رحیم اور کریم ہے"۔
سلام صاحب نے منہ اوپر اٹھاتے ہوئے کہا اور عمران نے

شیروانی کے بٹن کھولے اور اندر کی جیب سے بڑے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر اس نے قاسم صاحب کی طرف بڑھا دی۔ "یہ ہے ایڈوانس۔ ایک لاکھ روپیہ۔ آپ اس کی رسید بنا دیں۔ باقی بیس ہزار روپیہ آپ کو ادارے کے صدر دفتر سے یہ رسید دکھا کر مل جائے گا" ___ عمران نے کہا اور سلام صاحب اور ان کی بیوی جو اب تک خاموش بیٹھے ہوئے تھے حیرت اور مسرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اتنی بڑی رقم کو دیکھنے لگے۔ سلام صاحب نے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے رقم اٹھائی اور اٹھ کر اندر کمرے میں چلے گئے۔

"تم کسی نیک ماں کے بیٹے ہو۔ انتہائی نیک ماں کے۔ ایسی ماں کے جو دنیا کی یقیناً خوش قسمت ترین عورت ہے" ___ قاسم کی ماں نے آنکھوں سے امڈنے والے آنسو پونچھتے ہوئے گلوگیر لہجے میں کہا۔

"میں آپ کا بھی بیٹا ہوں اماں جی اور مجھے فخر ہے کہ آپ نیک اور سلیقہ شعار ماں ہیں" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور قاسم کی ماں نے انتہائی مشفقانہ اور خلوص بھرے انداز میں عمران کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔

"یا اللہ۔ میرے اس بیٹے کو گرم ہوا بھی نہ لگنے دینا۔ اس کے سر پر ہمیشہ اپنے کرم کا سایہ رکھنا" ___ قاسم کی ماں نے گلوگیر لہجے میں کہا۔ اور عمران مسکرا دیا۔

اسی لمحے سلام صاحب اندر سے آئے اور انہوں نے ایک کاغذ پر لکھی ہوئی رسید عمران کی طرف بڑھا دی۔

"اسے آپ اپنے پاس رکھیں۔ یہ آپ نے ادارے میں جمع کرانی ہے۔ مجھ سے پتہ سمجھ لیں" ___ عمران نے کہا اور اس نے انہیں رانا ہاؤس کا پتہ سمجھا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں نے دیکھی ہوئی ہے وہ عمارت۔ وہ تو کسی نواب کی حویلی ہے۔ بہت بڑا اور عظیم الشان پھاٹک ہے" ___ سلام صاحب نے کہا۔

"ہاں۔ وہ رانا تہور علی صندوقی کی ملکیت ہے۔ بہرحال وہاں ایک حبشی ہے۔ جوزف۔ آپ نے جا کر اسے یہ رسید دکھانی ہے۔ تو وہ آپ کو بیس ہزار روپے دے دے گا اور اس کی رسید بھی لکھوا کر اس رسید کے ساتھ رکھ لے گا۔ آپ کو ایک مخصوص نمبر بھی مل جائے گا۔ پھر آپ نے ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو وہاں جانا ہے۔ وہی جوزف۔ پ ک تم بھی دے گا۔ اور جہاں جہاں بھی اسے پہنچانا ہو گا وہاں کے پتے بھی دے دے گا۔ آپ نے رسیدیں لے کر واپس جوزف تک پہنچا دینی ہوں گی۔ بس یہی آپ کی ڈیوٹی ہے اور پہلی تاریخ کو آپ کو تنخواہ کا لفافہ بھی ساتھ مل جایا کرے گا" ___ عمران نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔ اور سلام صاحب نے سر ہلا دیا۔ اسی لمحے قاسم مختلف چیزوں سے لدا پھندا اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ مسرت سے دمک رہا تھا۔ اور پھر اس گھر میں نجانے کتنے عرصے بعد عید کی خوشیاں لوٹ آئی تھیں۔ عمران انہیں خوش دیکھ کر خود بھی انتہائی مسرت محسوس کر رہا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے آج اس نے صحیح معنوں میں عید منائی ہو۔

شاگل اپنے دفتر میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ ساتھ رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ شاگل نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔۔۔ شاگل سپیکنگ" ۔۔۔ شاگل کے لہجے میں رعب اور دبدبہ اپنے پورے جلال کے ساتھ نمایاں تھا۔

"پی اے ٹو پرائم منسٹر" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور شاگل کا تنا ہوا چہرہ یکلخت اس طرح ڈھیلا پڑ گیا جیسے غبارے سے ہوا نکل جائے۔

"یس ۔۔۔ یس ۔۔۔ کیا بات ہے" ۔۔۔ شاگل نے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

"پرائم منسٹر صاحب سے بات کیجئے" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد وزیراعظم صاحب کی آواز رسیور پر

سنائی دی۔

"ہیلو ۔۔۔ کون بول رہا ہے" ۔۔۔ وزیراعظم کے لہجے میں نرمی تھی۔

"میں شاگل بول رہا ہوں جناب۔ چیف آف سیکرٹ سروس جناب" ۔۔۔ شاگل کا لہجہ بھیک مانگنے والوں جیسا ہو گیا تھا۔

"مسٹر شاگل۔ ایک اہم معاملے پر میں نے ایک ہنگامی میٹنگ کال کی ہے۔ آپ ایک گھنٹے میں پرائم منسٹر سیکرٹریٹ کے میٹنگ ہال میں پہنچ جائیں۔ یہ کال میں خود اس لئے کر رہا ہوں کہ یہ میٹنگ ٹاپ سیکرٹ ہے۔ ورنہ تو اس کی اطلاع پی۔ اے آپ کو دے دیتا۔ آپ سمجھ گئے ہیں ناں" ۔۔۔ پرائم منسٹر نے کہا۔

"یس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ میں پہنچ جاؤں گا" ۔۔۔ شاگل نے جواب دیا۔ اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا۔ اور شاگل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا ۔۔۔ پرائم منسٹر ابھی ایک ماہ قبل ہی نئے منتخب ہو کر آئے تھے۔ اور سرکاری طور پر یہ ان کی طرف سے پہلی کال تھی۔ شاگل نے البتہ یہ سن رکھا تھا کہ پرائم منسٹر انتہائی تجربہ کار اور جہاندیدہ شخص ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ڈسپلن کے انتہائی پابند بھی ہیں۔ اس لئے وہ چاہتا تھا کہ پہلی میٹنگ میں ہی وہ پرائم منسٹر کو اپنے حق میں قائل کر لے چنانچہ وہ اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد جب وہ ڈریسنگ روم سے باہر آیا تو اس کے جسم پر نیا سوٹ تھا۔ اور اس نے باقاعدہ مردانہ میک اپ کے ٹچز بھی چہرے پر لگائے تھے اور پرفیوم کی تو شاید پوری بوتل ہی اس نے سوٹ پر

اٹھا لی دی تھی۔ اس نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے اپنا مخصوص
بیج اٹھا کر سینے پر لگایا اور پھر تیار ہو کر وہ دفتر سے نکلا اور چند لمحوں
بعد وہ اپنی سرکاری کار میں بیٹھا پرائم منسٹر سیکرٹریٹ کی طرف
بڑھا چلا جا رہا تھا۔ باوردی ڈرائیور کار چلا رہا تھا اور شاگل عقبی سیٹ
پر بیٹھا اس طرح باہر چلتے ہوئے افراد کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ سب
اس کی رعایا ہوں۔ لیکن جب وہ میٹنگ ہال میں داخل ہوا تو بری
طرح چونک پڑا۔ وہاں تین چار آدمی پہلے سے موجود تھے جن میں سے
ایک ریکھا بھی تھی۔ وہی ریکھا جو پہلے سیکرٹ سروس میں شامل تھی
لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ ایک کیس[1] میں شاگل اور
ریکھا کی ناکامی کے بعد اس وقت کے پرائم منسٹر نے جو ریکھا کے
بے حد حامی تھے۔ ریکھا اور اس کے والد انٹیلی جنس کے چیف راجیش
وکرم کے کہنے پر کافرستان کی ایک نئی اور خفیہ ایجنسی قائم کی
جس کا نام پاور ایجنسی رکھا گیا تھا۔ یہ ایجنسی براہِ راست صدر
مملکت کے تحت کام کرتی تھی۔ اور خصوصی دفاعی معاملات کو ڈیل
کرتی تھی۔ اس کی چیف ریکھا کو بنایا گیا تھا۔ اس لئے ریکھا اب باقاعدہ
مادام ریکھا کہلاتی تھی۔ اور شاگل نے کئی بار سنا تھا کہ پاور ایجنسی
نے بعض ایسے کارنامے سر انجام دیئے ہیں کہ ملٹری انٹیلی جنس
بھی سر انجام نہیں دے سکتی تھی۔ شاگل کے لئے یہ امر باعث
اطمینان تھا کہ پاور ایجنسی کا دائرہ کار صرف دفاع کی حد تک
رکھا گیا تھا۔ اس لئے وہ سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں مداخلت
نہ کر سکتی تھی۔ مادام ریکھا کے علاوہ وہاں ریکھا کا والد اور انٹیلی جنس

[1] اس کیس کے لئے انتہائی دلچسپ ناول پڑھئے "سپیشل پلان"۔

چیف راجیش وکرم اور ملٹری انٹیلی جنس کا چیف موجود تھے۔ وہ سب
ایک مستطیل میز کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ ہر کرسی کی پشت پر اس پر
بیٹھنے والے کا عہدہ اور نام کی چٹ درج تھے۔ اور شاگل کے چہرے
پر اس وقت واقعی مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ جب اس کی کرسی سب سے
پہلے اور وزیراعظم کی کرسی کے ساتھ تھی۔ جب کہ دوسری طرف مادام
ریکھا پہلی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ اس کا والد انٹیلی جنس
کا چیف تھا۔ جب کہ شاگل کی کرسی کے ساتھ ملٹری انٹیلی جنس کا چیف
بیٹھا ہوا تھا۔ وزیراعظم کی کرسی خالی تھی۔ شاگل نے کرسی کھسکائی اور
پھر بڑی شان سے اس پر بیٹھ گیا۔ سامنے بیٹھی ہوئی ریکھا اس کے
اس انداز پر مسکرا دی۔ لیکن وہ سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ چند
لمحوں بعد دروازہ کھلا اور نو منتخب وزیراعظم جو کہ ادھیڑ عمر تھے اندر
داخل ہوئے اور ان کے اندر داخل ہوتے ہی شاگل سمیت سب
احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔

"تشریف رکھیں"۔۔۔۔ وزیراعظم نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے
ہوئے کہا۔ وزیراعظم کے پیچھے ان کا سیکرٹری تھا جس کے
ہاتھوں میں خاکی رنگ کی فائلیں تھیں۔ اس نے بڑے ادب سے
فائلیں وزیراعظم کے سامنے رکھیں اور پھر تیزی سے مڑ کر دروازے
کی طرف بڑھ گیا۔ جب اس کے باہر جانے کے بعد دروازہ بند
ہوا تو اس پر سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔

"یہ میری اور آپ کی پہلی سرکاری میٹنگ ہے۔ میں نے آپ
سب حضرات کی پرسنل فائلوں کو اچھی طرح پڑھ لیا ہے۔ لیکن

آپ اپنا تعارف خود اپنے منہ سے بھی کرا دیجئے"۔۔۔ وزیراعظم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شاگل چیف آف سیکرٹ سروس"۔۔۔ کسی دوسرے کے بولنے سے پہلے شاگل بول پڑا۔ اور وزیراعظم نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر باری باری ریکھا اس کے والد اور ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے اپنا تعارف کرایا۔

"آپ سب حضرات کافرستان کی انتہائی اہم عہدوں پر فائز ہیں۔ اور اپنے اپنے شعبوں کے چیف بھی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جو مسئلہ اس وقت کافرستان کو درپیش ہے اس پر آپ سب انتہائی ذمہ دارانہ انداز میں رائے دیں گے۔ تاکہ اس بارے میں کوئی مناسب فیصلہ کیا جا سکے۔ البتہ یہ بتا دیتا ہوں کہ یہ مسئلہ کافرستان کے لئے انتہائی اہمیت رکھتا ہے"۔۔۔ وزیراعظم نے کہا اور پھر انہوں نے ایک نظر سب کے چہروں کو دیکھا اور پھر سامنے رکھی ہوئی فائلوں میں سے ایک فائل کھول لی۔ چند لمحوں تک اس میں لگے ہوئے کاغذ پلٹتے رہے۔ پھر فائل بند کر دی۔ ماحول پر عجیب سا سسپنس چھایا ہوا تھا۔ اور وزیراعظم مسلسل اسی سسپنس کو بڑھاتے جا رہے تھے۔

"پاکیشیا اور کافرستان ہمسایہ ملک ہیں۔ لیکن دونوں ہی اس علاقے میں دفاعی لحاظ سے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی مسلسل کوشش کرتے رہتے ہیں۔ کافرستان پاکیشیا سے چار گنا بڑا ملک ہے۔ لیکن مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ پاکیشیا کے

پاس بہترین لڑاکا فوج اور انتہائی محفوظ ترین دفاعی نظام اور انتہائی اعلیٰ کوالٹی کے دفاعی ہتھیار موجود ہیں۔ یہ بات درست ہے کہ کافرستان کسی بھی لحاظ سے اس سے پیچھے یا کم نہیں ہے۔ لیکن وہ جو ایک معیار ہوتا ہے۔ اس میں بہرحال پاکیشیا ہم سے آگے ہے۔ میں نے منتخب ہونے کے بعد یہ فیصلہ کیا تھا کہ میں کافرستان کو پورے ایشیا میں ایک ناقابل تسخیر ملک بنا دوں گا۔ اس کے لئے میں نے دفاعی لیبارٹریوں کے انچارج سائنسدانوں کی ایک میٹنگ کال کی۔ اور طویل بحث و مباحثہ کے بعد اور مختلف منصوبوں کے جائزے کے بعد آخرکار مجھے ایک منصوبہ پسند آ گیا ہے۔ یہ منصوبہ کافرستان کے ایک سائنسدان سر دیال سنگھ نے تیار کیا ہے۔ اس منصوبے کا بنیادی خاکہ یہ ہے کہ اس کی مدد سے نہ صرف پاکیشیا بلکہ ایشیا کی سب سے بڑی یا دوسری بڑی شوگران کا دفاع ایک بٹن دبا کر مکمل طور پر مفلوج کیا جا سکتا ہے۔ اس منصوبے کا نام میگنٹ ویز یا ایم۔ وی ہے۔ کافرستان کی ایک اونچی چوٹی ساراٹو پر پہلے ہی ایک مکمل خودکار لیبارٹری تیار ہو چکی ہے۔ جو اس مقصد کے لئے انتہائی کارآمد ثابت ہو سکتی ہے۔ یہ منصوبہ مخصوص قسم کی نو دریافت شدہ انتہائی طاقتور مقناطیسی لہروں پر مبنی ہے۔ جن میں یہ خاصیت ہے کہ وہ دائروں کی صورت میں کسی بھی مخصوص علاقے پر پھیلائی جا سکتی ہیں۔ ان لہروں کی کارکردگی کی مدت ابھی تک بے حد کم ہے۔ یعنی صرف چند منٹ۔ لیکن مزید تجربات کی مدد سے ان کی طاقت اور مدت کو بڑھایا جا سکتا ہے۔ یہ لہریں براہِ راست بھی کسی علاقے پر پھیلائی جا سکتی ہیں اور خلائی

سیارے کے ذریعے بھی ان لہروں کے پھیلتے ہی اس علاقے میں موجود
قسم کا اسلحہ جس میں کوئی شعاع۔ گیس یا بارود استعمال کیا گیا ہو
یک لخت مفلوج ہو کر رہ جائے گا۔ اس کے اثرات پیٹرول اور ڈیز
یعنی توانائی بنانے کے کام آنے والی ہر چیز پر بھی پڑتے ہیں۔ اس
ہوائی جہاز۔ بجلی کا پیٹر، ٹینک۔ غرضیکہ ہر قسم کی چیز ساکت ہو جا
گی۔ اس طرح کافرستان جس وقت بھی چاہے گا۔ جتنی مدت کے
بھی چاہے گا اور جس ملک میں بھی چاہے گا۔ یہ لہریں پھیلا کر اس ملک
کے دفاع کو مکمل طور پر مفلوج کر سکتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ایک
اور سوال بھی پیدا ہوا کہ کافرستان اس سے فائدہ کیسے اٹھائے
گا۔ کیونکہ فرض کیا پاکیشیا کا دفاع مفلوج کر دیا جاتا ہے تو ان
لہروں کے دائرہ اثر میں داخل ہوتے ہی کافرستان کا بھی تو ہر قسم
کا اسلحہ اور ایسی چیزیں مفلوج ہو کر رہ جائیں گی اسلئے جیسے ہی یہ ویوز بند
جائیں گی تو پھر پاکیشیا کا دفاع بھی اوپن ہو جائے گا۔ چنانچہ ایک
اور سائنسدان رام موہن کے ایک اور منصوبے پر غور کیا گیا اور
پھر اس کی مدد سے ایسی شعاعیں سامنے آئیں جن کو اگر اسلحے کے
اندر فٹ کر دیا جائے تو اس پر ایم۔ ڈی کے اثرات نہیں ہوتے
ان ریز جن کا کوڈ نام ٹی۔ ایکس ہے۔ اسے چھوٹے سے آلے میں بند
کیا جا سکتا ہے اور کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ یہ طے ہوا کہ
ٹی۔ ایکس کی ایک بڑی فیکٹری لگائی جائے۔ ______
اور ٹی۔ ایکس کافرستان کے ہر دفاعی آلے میں فٹ کر دی جائے۔
اس طرح کافرستان ایم۔ ڈی کے استعمال کے دوران اس ملک

پر آسانی سے حملہ کر کے اس پر قابض ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس منصوبے
پر انتہائی تیز رفتاری سے کام شروع ہو گیا۔ اور کافرستان کے
تمام وسائل اس اہم ترین منصوبے پر خرچ کئے جانے لگے۔ ہمارے
لئے جس قدر اہم ایم۔ ڈی ہے۔ اسی قدر اہم ٹی۔ ایکس بھی ہے۔
ایک لحاظ سے یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ مجھے آج اس میٹنگ
میں یہ کہتے ہوئے بے پناہ مسرت ہو رہی ہے کہ ہم کافی حد تک
ان منصوبوں میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ ٹی۔ ایکس کی فیکٹری ہم نے آرجانا
میں لگائی ہے اور ایم۔ ڈی پر کام سارتو خود کار لیبارٹری میں ہو رہا ہے
ہم نے اسے اس حد تک طاقتور بنا لیا ہے کہ کافرستان کی سرحد
کے ساتھ پاکیشیا کی ایک فوجی چھاؤنی گادکل پر اس کا کامیاب تجربہ
کیا جا سکتا ہے اور وہاں ہم اپنے ایجنٹوں کی مدد سے ٹی۔ ایکس
کا بھی تجربہ کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد اسے مزید طاقتور بنایا جائے گا
مجھے یقین ہے کہ اگر اسی طرح کام ہوتا رہا تو زیادہ سے زیادہ چھ ماہ
کے اندر ہم اس کی رینج پورے ایشیا تک پھیلانے میں کامیاب
ہو جائیں گے۔ اور اس کی مدت بھی جو اب تک صرف پانچ منٹ
تک پہنچ سکی ہے۔ اسے ایک یا ڈیڑھ گھنٹے تک پہنچا دیں گے۔
جب ہمارا یہ منصوبہ مکمل طور پر کامیاب ہو گیا تو کافرستان پورے
ایشیا کا نہ صرف ناقابل تسخیر ملک بن جائے گا بلکہ پاکیشیا تو ایک
طرف شوگران جیسی سپر پاور بھی ہمارے قدموں تلے ہو گی ہم جس وقت
چاہیں گے کسی بھی ملک پر آسانی سے قبضہ کر سکیں گے۔ آپ لوگوں
کو یہ پلان کیسے لگا" ____ وزیر اعظم نے بولتے بولتے رک کر کہا۔

"بہت شاندار منصوبہ ہے جناب" ـــــ مادام ریکھا نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"جناب آپ اس کا تجربہ پاکیشیا پر نہ کریں" ـــــ شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کیوں" ـــــ وزیراعظم نے بُری طرح چونک کر شاگل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس لئے کہ اس طرح پاکیشیا ہوشیار ہو جائے گا۔ اور پھر اس کی تمام ایجنسیاں اس عجیب واقعے کی کھوج میں لگ جائیں گی۔ یہاں کافرستان میں بھی ان کے خفیہ ایجنٹ موجود ہیں۔ اس لئے انہیں جب علم ہو گیا کہ کافرستان ایسا منصوبہ بنا رہا ہے۔ تو پھر وہ اس منصوبے کو تباہ کرنے کے لئے پوری قوت سے حرکت میں آجائیں گے۔ آپ نئے منتخب ہو کر آئے ہیں۔ آپ کو پہلے کے واقعات کا علم نہیں ہے۔ ایک بار پہلے بھی ایسا ہی تجربہ پاکیشیا کے سرحدی شہر پر کیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں آگئی۔ یہ منصوبہ راما نند پہاڑی پر بنائی گئی ایک خصوصی اور خفیہ لیبارٹری میں تیار کیا جا رہا تھا۔ اس کا دفاع مکمل طور پر فوج اور ملٹری انٹیلی جنس کے پاس تھا۔ اور اس پہاڑی تک کسی کے پہنچنے کا تصور تک نہ ہو سکتا تھا۔ مگر عین آخری لمحات میں پوری لیبارٹری کو انتہائی طاقتور بموں سے اڑا دیا گیا وہ سائنسدان بھی ہلاک ہو گئے۔ اور وہ مشین بھی تباہ ہو گئی۔ اس طرح یہ منصوبہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم[؎] ہو گیا" ـــــ شاگل نے جواب دیا۔

؎ اس کے لئے انتہائی دلچسپ ناول پڑھیئے "خاموش چیخیں"۔

"اوہ۔ یہ تو آپ نے انتہائی اہم بات کی ہے۔ اس منصوبے کا نام کیا تھا۔ میں اس کی فائل خود دیکھوں گا" ـــــ وزیراعظم نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ سائنسی نام تو کچھ اور تھا البتہ اُسے عام طور پر "خاموش چیخیں" کے نام سے پکارا جاتا تھا" ـــــ شاگل نے جواب دیا۔

"شاگل صاحب۔ جب کوئی شخص پہاڑی تک پہنچ ہی نہ سکتا تھا اور ملٹری انٹیلی جنس اور فوج نے بھی اس پہاڑی کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ تو پھر یہ لیبارٹری کیسے تباہ ہو گئی۔ کیا آسمان سے فرشتے اترے تھے اسے تباہ کرنے کے لئے" ـــــ ریکھا نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اس کا جواب آپ کے والد صاحب زیادہ اچھی طرح دے سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ بھی اس پہاڑی کی حفاظت پر ملٹری انٹیلی جنس اور فوج کے ساتھ شامل تھے" ـــــ شاگل نے بھی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر راجیش وکرم۔ کیا واقعی ایسا ہوا تھا۔ مگر کیسے" ـــــ وزیراعظم نے چونک کر ریکھا کے ساتھ بیٹھے ہوئے راجیش وکرم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مسٹر شاگل درست کہہ رہے ہیں۔ بہرحال بعد کی تحقیقات سے جو بات سامنے آئی۔ اس نے ہم سب کو پاگل پن کی حد تک حیران کر دیا تھا۔ یہ منصوبہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے تباہ کیا تھا۔ انہوں نے اس کے لئے انتہائی عجیب تکنیک استعمال کی تھی ایسی تکنیک کہ جس کا کبھی کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ انہوں نے راما نند

وزیراعظم نے کہا۔

" جناب۔ بس اسے اتفاق ہی سمجھ لیجئے۔ مادام ریکھا بھی ایک مشن کے دوران میرے ساتھ شامل رہی ہیں۔ بلکہ ایک لحاظ سے یہ انچارج تھیں۔ اور اس مشن کی تمام تر منصوبہ بندی سابقہ وزیر اعظم صاحب نے خود کی تھی اور اس کی مکمل نگرانی بھی انہوں نے خود کی تھی۔ لیکن مادام ریکھا اور جناب وزیراعظم کی تمام تر کوششوں کے بعد نتیجہ وہی نکلا۔ ناکامی۔ جس کے بعد مادام ریکھا کو سیکرٹ سروس سے علیحدہ کر کے نئی ایجنسی پاور ایجنسی بنائی گئی ہے" ۔۔۔ شاگل نے مادام ریکھا کو بھی اپنی ناکامی میں شامل کرتے ہوئے کہا۔

" آپ یہ مشن میری ایجنسی کے حوالے کر دیں جناب اور پھر دیکھیں کہ یہ کیسے کامیاب نہیں ہوتا۔ اس وقت میں جناب شاگل کی ماتحت تھی۔ لیکن اب میں اپنی ایجنسی کی چیف ہوں۔ اس لئے اب میں چیلنج کر سکتی ہوں کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس اس مشن کے آڑے آئی تو ان کی لاشیں ہی واپس جا سکیں گی" ۔۔۔ مادام ریکھا نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

" اوکے۔ بہرحال اس میٹنگ کا یہ فائدہ تو ہوا کہ ایک اہم بات سامنے آگئی۔ اب یہ تجربہ پاکیشیا کی کسی چھاؤنی کی بجائے کافرستان کی کسی چھاؤنی پر کیا جائے گا۔ اس طرح یہ ہر لحاظ سے محفوظ رہے گا۔ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کی خبر بھی نہ ہو سکے گی۔ دوسری بات یہ کہ سارتو لیبارٹری مکمل طور پر خودکار ہے۔ صرف اس میں لہروں کے خالق سائنسدان اکیلے کام کریں گے۔

پہاڑی سے دس کلومیٹر دور واقع پہاڑی جس کا نام ست بار پہاڑی ہے۔ مہاراجہ جونا گڑھ کے شکاریوں نے ایک کبوتر اڑایا جس کے پیچھے آٹھ عقاب لگے ہوئے تھے۔ شاید ان عقابوں کے پنجوں میں انتہائی طاقتور بم باندھ دیئے گئے تھے۔ بہرحال وہ کبوتر انتہائی تیز رفتاری سے اڑتا ہوا رامانند پہاڑی کی طرف جاتے ہوئے دیکھا گیا۔ عقاب اس کے پیچھے تھے۔ یہ کبوتر رامانند پہاڑی کی چوٹی پر اتر گیا جو مکمل طور پر برف سے ڈھکی ہوئی تھی۔ اس کے پیچھے عقاب بھی اس برف پر بیٹھے ہوئے کبوتر پر جھپٹے اور اس کے ساتھ ہی انتہائی خوفناک دھماکوں کے ساتھ لیبارٹری اڑ گئی۔ مہاراجہ جونا گڑھ کے شکاریوں کے بارے میں جب تحقیقات کی گئیں تو پتہ چلا کہ ان کے شکاری ایک تہہ خانے میں مردہ پڑے ہوئے تھے۔ تب معلوم ہوا کہ یہ کام پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہے۔ جس کے بارے میں پہلے ہی اطلاع مل چکی تھی کہ وہ اس منصوبے کو تباہ کرنے کے لئے کافرستان آ رہے ہیں۔ اور انہیں روکنے کی ذمہ داری سیکرٹ سروس پر تھی۔ جس کے چیف شاگل ہیں۔ لیکن کافرستان سیکرٹ سروس انہیں روکنے میں بری طرح ناکام رہی" ۔۔۔ راجیش وکرم نے آخر میں ساری بات شاگل پر ڈالتے ہوئے کہا۔

" میں نے مسٹر شاگل کی فائل دیکھی ہے۔ ان میں بے پناہ صلاحیتیں ہیں۔ اور ان کی کارکردگی بھی بے حد اعلیٰ ہے۔ لیکن یہ بات میری سمجھ میں آج تک نہیں آئی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں یہ ہمیشہ ناکام رہتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے مسٹر شاگل"۔

اور یہ لیبارٹری اس طرح بنائی گئی ہے کہ چاہے اس پر ایٹم بم ہی کیوں نہ برسائے جائیں اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اور یہ مکمل طور پر ناقابل تسخیر ہے۔ میرے کہنے کا مقصد ہے کہ اگر کسی طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کا علم ہو بھی جائے تب بھی وہ لیبارٹری کو کسی طرح بھی تسخیر نہیں کر سکتے"۔۔۔ وزیراعظم نے کہا۔

"بہرحال دانشمندی اسی میں ہے جناب کہ اس منصوبے کا کسی کو علم نہ ہو سکے"۔۔۔ شاگل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس کے علاوہ آپ حضرات کو یہاں اکٹھا کرنے کا ایک اور مقصد بھی ہے کہ ہو سکتا ہے یہ منصوبہ کسی بھی طرح لیک آؤٹ ہو جائے تو پھر کیا ہوگا۔ یقیناً پاکیشیا اور شوگران کے ایجنٹ تو اس کے خاتمے اور تباہی کے درپے ہوں گے سو ہوں گے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ ایکریمیا اور روسیاہ کے ایجنٹ بھی ہر حالت میں اس کے فارمولے اور ان کے متعلق سائنسدانوں کو اغوا کرنے کے لئے میدان میں اتر آئیں گے۔ گو سارتو لیبارٹری ناقابل تسخیر ہے۔ پھر بھی ان ایجنٹوں کو روکنا بہرحال ضروری ہے۔ اور یہ کام آپ نے کرنا ہے۔ کوئی ایجنٹ کوئی سیکرٹ سروس کسی طرح بھی سارتو پہاڑی تک بھی نہ پہنچ سکے"۔۔۔ وزیراعظم صاحب نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"جناب۔ آپ ایسا کریں کہ ملک بانٹ دیں۔ پاکیشیا کو تو میں سنبھال لوں گی۔ شوگران کو ملٹری انٹیلی جنس آسانی سے سنبھال سکتی ہے۔ ایکریمیا اور روسیاہ کے ایجنٹوں کو سیکرٹ سروس

اور انٹیلی جنس سنبھال سکتی ہے۔ اس طرح ہم پوری ہوشیاری سے اپنے اپنے فیلڈز میں کام کر سکتے ہیں"۔۔۔ مادام ریکھا نے کہا۔

"آپ کا کیا خیال ہے مسٹر راجیش وکرم"۔۔۔ وزیراعظم نے انٹیلی جنس کے چیف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میری تجویز دوسری ہے"۔۔۔ راجیش وکرم نے کہا۔

"کیا۔ کھل کر بات کریں"۔۔۔ وزیراعظم نے چونک کر پوچھا۔

"ہمارا منصوبہ دو حصوں میں تقسیم ہے۔ ایک ایم۔وی جس پر سارتو پہاڑی پر موجود لیبارٹری میں کام ہو رہا ہے اور جسے ہم سارتو مشن بھی کہہ سکتے ہیں۔ دوسرا ٹی۔ ایکس جس کی فیکٹری آرجانا کے ریگستان میں قائم کی گئی ہے۔ یہ دونوں پوائنٹ آپ دو مختلف ایجنسیوں کی حفاظتی تحویل میں دے دیں اور وہ ایجنسیاں مکمل طور پر اس کی حفاظت کی ذمہ دار ہوں۔ اور اپنی مرضی سے اس کی حفاظت کی پلاننگ کریں۔ تیسری اور چوتھی ایجنسی جنرل چیکنگ پر رہے۔ کسی بھی ملک کے ایجنٹ ظاہر ہے نہ تو براہ راست اور فوراً سارتو تک پہنچ سکتے ہیں اور نہ آرجانا تک۔ اس لئے اگر کسی بھی ملک کے ایجنٹوں کے گروپ ان مقصدوں کے خلاف حرکت میں آئے تو اس کی اطلاع ملتے ہی وہ جنرل چیکنگ والی ایجنسیاں پوری قوت سے انہیں روکنے اور ان کے خاتمے کے لئے کام شروع کر دیں۔ اور ساتھ ساتھ وہ آرجانا اور سارتو میں موجود دونوں ایجنسیوں کو بھی الرٹ کر دے۔ اگر وہ گروپ جنرل چیکنگ والی

ایجنسیوں سے کسی طرح بچ کر ان دونوں میں سے کسی مقام پر پہنچ بھی جائے گا تو وہاں موجود ایجنسی جو پہلے سے ہوشیار ہوگی اُسے آسانی سے کور کر لے گی"۔۔۔ راجیش وکرم نے کہا۔

"ویری گڈ پلاننگ مسٹر راجیش وکرم۔ میں آپ کی ذہانت سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ آپ نے واقعی قابل عمل اور فول پروف تجویز پیش کی ہے۔ لہذا یہ تجویز میں منظور کرتا ہوں۔ اب ایجنسیوں کی تعیناتی باقی رہ گئی ہے۔ اس کا بھی فیصلہ ہو جانا چاہیئے۔ مسٹر شاگل آپ کیا کہتے ہیں"۔۔۔ وزیر اعظم نے شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"راجیش وکرم صاحب کی تجویز واقعی شاندار ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ مجھے جہاں بھی تعینات کرنا چاہیں کر دیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس بار میری سروس کی طرف سے آپ کو کوئی شکایت پیدا نہ ہوگی"۔۔۔ شاگل نے جواب دیا۔

"آپ مادام ریکھا۔ آپ کیا کہتی ہیں"۔۔۔ وزیر اعظم نے ریکھا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جیسے آپ مناسب سمجھیں"۔۔۔ ریکھا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سر۔ میں کچھ عرض کر سکتا ہوں"۔۔۔ اچانک اب تک خاموش بیٹھے ہوئے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے کہا تو سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"اوہ یس مسٹر راٹھور۔ آپ تو بالکل ہی خاموش ہیں"۔۔۔

وزیر اعظم نے کہا۔

"جناب راجیش وکرم صاحب کی تجویز واقعی اچھی اور قابل عمل ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے جناب شاگل اچھی طرح واقف ہیں۔ اور میری ایجنسی شوگران کے خلاف کام کرتی رہتی ہے۔ روسیاہ اور ایکریمیا کے ایجنٹوں کو سیکرٹ سروس اور ملٹری انٹیلی جنس دونوں ہی سنبھال سکتے ہیں۔ ویسے ہمیں سب سے زیادہ خطرہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ وہی سب سے زیادہ فعال ہے۔ جناب راجیش وکرم صاحب کی انٹیلی جنس انتہائی آسانی سے آرجانا کے ریگستان میں واقع ڈی ایکس کی فیکٹری کی حفاظت کر سکتی ہے۔ کیونکہ وہاں بڑے شہر صرف ایک دو ہی ہیں۔ اور چونکہ وہ دور دراز کا علاقہ ہے۔ وہاں اجنبی افراد ایک لمحے میں پہچانے جا سکتے ہیں۔ اس لئے انٹیلی جنس وہاں آسانی سے کسی بھی آنے والے کو چیک بھی کر سکتی ہے۔ اور روک بھی سکتی ہے پاور ایجنسی کے آدمیوں نے پہاڑی علاقوں میں دشمن ایجنٹوں کو روکنے اور ختم کرنے کی خصوصی ٹریننگ لی ہوتی ہے۔ اور پاور ایجنسی نے ایسے مشنز میں نمایاں کامیابی بھی حاصل کی ہے۔ جن کا تعلق پہاڑی علاقوں سے ہے۔ اس لئے پاور ایجنسی کی حفاظت میں سارتو مشن دے دیں۔ ملٹری انٹیلی جنس سرحدوں کی چیکنگ کرے گی۔ تاکہ کسی ایسی جگہ سے ایجنٹوں کا کوئی گروپ خفیہ طور پر داخل نہ ہو سکے۔ جہاں سے عام پبلک نہ آتی ہو۔ اور باقی دارالحکومت کا کنٹرول سیکرٹ سروس کے پاس رہنے دیں۔ آرجانا اور سارتو دونوں مقامات پر جانے کے لئے پاکیشیا۔ شوگران۔ ایکریمین

اور روسیاہی سب ایجنٹوں کو بہ صورت میں دارالحکومت سے گزرنا پڑے گا۔ وہاں سیکرٹ سروس انتہائی کامیابی سے ان کا راستہ روک سکتی ہے۔ اور اگر واقعی وہ کسی طرح ان دونوں مقامات یا کسی ایک مقام کی طرف جانے لگیں تو سیکرٹ سروس باقی ایجنٹوں کو بروقت الرٹ کر سکتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ پلاننگ ہر لحاظ سے مکمل طور پر فول پروف رہے گی" ـــــ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ یہ بہترین تجویز ہے" ـــــ شاگل نے کہا۔ اور پھر باری باری سب نے اس پر رضامندی کا اظہار کر دیا۔

"او۔ کے۔ یہ تجویز فائنل ہو گئی۔ اور آپ نے اب اس کے مطابق کام کرنا ہے۔ سرکاری طور پر احکامات آپ کے ہیڈ آفسز میں پہنچ جائیں گے۔ مزید تفصیلات آپ آپس میں طے کر سکتے ہیں۔ فی الحال یہ سب پیش بندی کے طور پر کیا جا رہا ہے۔ لیکن اگر واقعی کوئی گروپ حرکت میں آتا ہے تو پھر جس کی طرف سے بھی ناکامی کی رپورٹ آئی۔ اس کو عبرت ناک سزا دی جائے گی۔ کیونکہ میری نظروں میں وہ کافرستان کا قومی مجرم ہو گا" ـــــ وزیر اعظم نے کہا۔

"یس سر" ـــــ سب نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سر۔ کیا آپ ہمیں یہ بتائیں گے کہ تجربہ کس شہر یا چھاؤنی پر کیا جائے گا" ـــــ شاگل نے کہا۔

"کیوں۔ آپ یہ کیوں پوچھنا چاہتے ہیں" ـــــ وزیر اعظم نے ایک بار پھر چونک کر پوچھا۔

"جناب۔ اگر یہ منصوبہ لیک آؤٹ ہو سکتا ہے تو اس تجربے سے ہی ہو سکتا ہے۔ اس لئے جہاں بھی آپ تجربہ کرنا چاہیں وہاں ہم پہلے چیکنگ کر لیں کہ وہاں دشمن کا کوئی ایجنٹ تو موجود نہیں ہے" ـــــ شاگل نے کہا۔

"کیا آپ دشمن کے ایجنٹوں سے اس حد تک واقف ہیں کہ آپ انہیں دیکھتے ہی پہچان جاتے ہیں" ـــــ وزیر اعظم نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہ بات نہیں جناب۔ سیکرٹ سروس کا ایک خاص طریقہ کار ہوتا ہے۔ اس سے ہم دشمن کے ایجنٹوں کی موجودگی کی بو سونگھ لیتے ہیں" شاگل نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ جب کوئی نیا مقام یا چھاؤنی طے ہوئی تو آپ کو حسب ضابطہ پیشگی اطلاع دے دی جائے گی" ـــــ وزیر اعظم نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک رسالے کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"دیکھنا سلیمان۔ کون ہے دروازے پر۔ اگر کوئی رقم دینے والا ہو تو کہہ دینا کہ صاحب موجود ہیں اور اگر کوئی لینے والا ہو تو کہنا کہ وہ دس بارہ سالوں کے لئے باہر چلے گئے ہیں" ——— عمران نے رسالے سے سر اٹھائے بغیر اونچی آواز میں کہا۔

"دینے والے نے ہمارے دروازے کا پہلے کبھی رخ کیا ہے۔ جو آج کرے گا۔ البتہ لینے والوں کی قطار ہر وقت لگی رہتی ہے۔ اس لئے آپ سامنے پڑا ہوا رسیور اٹھا کر خود ہی جواب دے دیں۔ مجھ سے جھوٹ بولنے کی توقع مت رکھیں" ——— باورچی خانے سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔ اس دوران فون کی گھنٹی مسلسل بجے چلی جا رہی تھی۔

"یہ تو واقعی کوئی قرض خواہ ہی لگتا ہے۔ اس لئے ٹلنے کا نام ہی نہیں لے رہا" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"اگر آپ قرض خواہ ہیں تو عمران دس سال کے لئے باہر جا چکا ہے۔ البتہ اس کا کروڑپتی بلکہ ارب پتی باورچی یہاں موجود ہے۔ آپ اس سے آسانی سے اپنا قرضہ وصول کر سکتے ہیں اور اگر آپ قرضہ دینا چاہتے ہیں۔ تو پھر عمران سرتاپا حاضر ہے" ——— عمران کی زبان رسیور اٹھاتے ہی پوری رفتار سے چل پڑی۔

"عمران صاحب۔ میں طاہر بول رہا ہوں۔ آپ جتنی رقم چاہیں آپ کو پہنچا دی جائے گی" ——— دوسری طرف سے بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ بھائی سرکاری قرضہ نہیں چاہیئے۔ ساری عمر اتارتے رہو تو بجائے کم ہونے کے بڑھتا ہی رہتا ہے۔ ایسا سود در سود کے چکر میں آدمی پڑتا ہے کہ گھن چکر بن کر رہ جاتا ہے۔ اس سے تو بہتر ہے کہ میں آغا سلیمان پاشا کے سامنے ہی مونچھ نیچی کر لوں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ مونچھ ہے ہی نہیں۔ اس لئے اونچی نیچی کا سلسلہ ہی نہیں بن سکتا" ——— عمران نے کہا۔ اور دوسری طرف سے بلیک زیرو ہنس پڑا۔

"عمران صاحب۔ کافرستان سے نائٹران کی کال آئی ہے۔ اس نے ایک عجیب سی اطلاع دی ہے۔ اس کے کہنے کے مطابق اسے رپورٹ ملی ہے کہ کافرستان کی ایک چھاؤنی جوروپ نگر شہر میں

واقع ہے۔ وہاں اچانک پانچ منٹ کے لئے تمام ٹریفک خود بخود جام ہوگئی۔ حتیٰ کہ ایک ریل گاڑی وہاں سے گزر رہی تھی وہ بھی جام ہوگئی۔ البتہ چند ملٹری کی جیپیں گشت کرتی رہیں۔ ایک ہیلی کاپٹر بھی چھاؤنی اور شہر پر چکر لگاتا رہا۔ پانچ منٹ تک یہی حالت رہی۔ اس کے بعد یک لخت تمام ٹریفک خود بخود جاری ہوگئی" ــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"لیکن اخبارات میں تو ایسے کسی واقعے کی رپورٹ نہیں آئی۔ حالانکہ یہ ایسا واقعہ ہے کہ اخبارات تو اس پر ضمیمے چھاپ دیتے ہیں" عمران کے لہجے میں بھی حیرت کی جھلکیاں نمایاں ہوگئی تھیں۔

"میں نے یہی سوال ناٹران سے کیا تھا۔ اس کے کہنے کے مطابق اس نے اس بارے میں جو تحقیقات کرائی ہیں اس سے پتہ چلا ہے کہ اس خبر کو خصوصی طور پر ذرائع ابلاغ میں جانے سے روک دیا گیا تھا۔ اس عجیب واقعہ سے پہلے اس پورے قصبے اور چھاؤنی کو باقاعدہ فوجیوں نے گھیر کر بلاک کر دیا تھا۔ میں نے بہرحال اُسے مزید تحقیقات کا کہہ دیا۔ تاکہ اس حیرت انگیز واقعے کی اصل بنیاد کا پتہ چلایا جا سکے" ــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"میں آرہا ہوں۔ یہ فوج کے گھیرے والی بات سے تو پتہ چلتا ہے وہاں دانستہ کوئی خصوصی تجربہ کیا گیا ہے" ــــ عمران نے کہا۔ اور ریسیور رکھ کر وہ اٹھا۔ اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ یک لخت رک کر واپس مڑا۔ اور اس نے ایک طرف دیوار میں موجود الماری کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹی سی ڈائری نکال

کر وہ واپس صوفے پر آکر بیٹھ گیا۔ ڈائری میں فون نمبر اور ان کے سامنے کوڈ ورڈز میں ان لوگوں یا اداروں کے نام لکھے تھے۔ جن کے یہ فون نمبر تھے۔ یہ ڈائری عمران نے خصوصی طور پر اپنے لئے تیار کی ہوئی تھی۔ کافی دیر تک ڈائری کا مطالعہ کرنے کے بعد آخر اس کی نظریں ایک نمبر پر جم گئیں اور اس نے اس طرح سر ہلایا جیسے کسی فیصلے پر پہنچ گیا ہو۔ اس نے ڈائری بند کر کے ایک طرف رکھی اور رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ دو بار گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر کسی نے ریسیور اٹھالیا۔

"یس ــــ بیگم جعفری بول رہی ہوں" ــــ ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"جعفری تو پہلے ہی جعفر کی مؤنث ہوتی ہے۔ اب کیا بیگم کی بیگم بھی ہونے لگ گئی ہے" ــــ عمران نے اپنے اصل لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ آپ کو تمیز ہے بات کرنے کی۔ کون ہیں آپ" ــــ دوسری طرف سے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا گیا۔

"وہ جسے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے۔ ویسے یہ تمیز کا مسئلہ نہیں ہے۔ گرامر کا مسئلہ ہے۔ اگر آپ کو گرامر نہیں آتی تو آپ کوئی ٹیوٹر بھی رکھ سکتی ہیں۔ اس میں اتنا ناراض ہونے والی بات کیا ہے۔ آپ جیسی خوب صورت خاتون کو گرامر پڑھانے تو مجھ جیسا کم علم بھی بسر و چشم تیار ہو جائے گا۔ حالانکہ میں پاکیشیا میں ہوں اور آپ کافرستان میں" ــــ عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔

"آپ ہیں کون ۔ آپ کی زبان ضرورت سے زیادہ چلتی ہے" ——
بیگم جعفری کا غصہ اور زیادہ بڑھ گیا تھا ۔ لیکن اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا دوسری طرف سے ایسی آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے کوئی غصے میں دوسرے سے بات کر رہا ہو ۔ آوازیں بے حد مدھم تھیں ۔ شاید ریسیور پر ہاتھ رکھ لیا گیا تھا ۔

"ہیلو ۔ میجر جعفری بول رہا ہوں ۔ کون ہے فون پر" —— اس بار انتہائی رعب دار لہجے میں کہا گیا ۔

"ارے میجر ۔ واہ ۔ اتنی جلدی ترقی بھی کر لی ۔ یعنی کیپٹن سے میجر ۔ واقعی لوگ درست کہتے ہیں ۔ ترقی اُسے ہی ملتی ہے جس میں ترقی کرنے کے جراثیم ہی نہیں ہوتے ۔ ویسے کیا میجر کے تمغے کے ساتھ عمر قید کی سزا بھی دے دی جاتی ہے" —— عمران نے کہا ۔

"اوہ اوہ کہیں تم عمران تو نہیں بول رہے" —— دوسری طرف سے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا گیا ۔

"چلو شکر ہے یادداشت اور پہچان قائم ہے ۔ ورنہ یہاں تو لوگ نائب قاصد سے قاصد ۔ میرا مطلب ہے چپڑاسی بن جائیں تو پہلے ملنے والوں کے نام اور پہچان ہی بھول جاتے ہیں" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"اوہ ۔ شیطان تم کہاں سے ٹپک پڑے ۔ بیگم کا چہرہ آ کر دیکھو یوں لگ رہا ہے جیسے کسی نے ریسیور میں سے ہاتھ نکال کر اس کے منہ پر تھپڑ مار دیئے ہوں" —— اس بار جعفری نے زور سے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا ۔

"تو تمہیں کس نے کہا تھا کہ اس قدر زرد چہرے والی خاتون سے شادی کرو لو کہ فون کرنے والا ہی ان کے چہرے پر کچھ سرخی پیدا کرنے پر مجبور ہو جائے" —— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور جعفری ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑا ۔

"ارے ۔ آ کر دیکھو تو تمہیں پتہ چلے کہ میری بیگم کیسی ہے ۔ ایمان سے حسن کی دیوی بھی اس کو دیکھ کر شرما جائے ۔ اللہ قسم ۔ ایسی خوب صورت اور حسین بیوی تو قسمت والوں کو ملتی ہے ۔ بس ذرا غصے کی تیز ہے ۔ لیکن اب تم جانتے تو ہو آخر چاند میں بھی تو داغ ہوتا ہے" —— جعفری بھی واقعی عمران کی طرح ہی منہ پھٹ آدمی تھا ۔

"اس کا مطلب ہے ابھی نئی نئی شادی ہوئی ہے ۔ اس لئے قصیدہ خوانی پر گزارہ ہو رہا ہے ۔ ویسے فکر نہ کرو جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا چاند غائب اور داغ بڑھتا جائے گا اور جناب جعفری گنجے سر کے ساتھ سر جھکائے کچن میں بیٹھے برتن دھو رہے ہوں گے ۔ ویسے میری طرف سے اس عمر قید پر مبارک ہو" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"یہ جیل بڑی حسین ہوتی ہے عمران ۔ بہرحال میرے دفتر جانے کا وقت ہو رہا ہے ۔ بولو ۔ کیوں فون کیا ہے ۔ کیا کوئی قرضہ وغیرہ تو نہیں مانگنا ۔ اگر ایسے ارادے ہوں تو بھائی پیشگی معذرت قبول کر لو ۔ آج کل تو سگریٹ پینے کے بھی پیسے نہیں بچتے ہاں" —— جعفری نے ہنستے ہوئے کہا ۔

" ماشاء اللہ ماشاء اللہ۔ یعنی عمر قید کے ساتھ جرمانہ بھی شامل ہے
کہ جو کماؤ جرمانے میں دے دو۔ ایسی جیل تمہیں ہی مبارک ہو بھائی
ویسے جعفری آج اخبار میں تمہاری چھاؤنی کے بارے میں انتہائی
حیرت انگیز خبر پڑھی تھی۔ میں نے سوچا جعفری سے ہی پوچھ لوں اخبار
میں لکھا ہوا تھا کہ روپ نگر چھاؤنی اور قصبے میں پانچ منٹ کے
لئے اچانک ہر قسم کی ٹریفک جام ہو گئی تھی۔ صرف چند ملٹری
کی جیپیں اور ایک ہیلی کاپٹر اڑتا رہا تھا۔ کہیں کسی خلائی مخلوق
نے تو حملہ نہیں کر دیا تھا" ۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔
" اوہ تمہیں تو ہمیشہ سے ایسی سنسنی خیز خبریں پڑھنے سے دلچسپی
رہی ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ حکومت نے کسی خاص لہروں کا
تجربہ کیا تھا۔ مجھے تفصیل کا تو علم نہیں۔ صرف اتنا پتہ چلا تھا کہ
تجربہ ہونا ہے۔ اس لئے ہم بے فکر رہیں" ۔۔۔ جعفری نے
جواب دیا۔
" اچھا واہ۔ یہ تو انتہائی خوب صورت تجربہ ہے۔ جہاں کوئی
رقیب قریب نظر آیا اُسے جام کیا اور مال لے اڑے۔ واہ" ۔۔۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے جعفری ہنس
پڑا۔
" تم ہر بات کو اپنے خاص انداز میں موڑ لیتے ہو۔ یہ رقابت کا
چکر نہیں کسی دفاعی ہتھیار کا مسئلہ ہے اور صرف ٹریفک ہی
جام نہیں ہوئی۔ چھاؤنی میں موجود تمام ہتھیار بھی جام ہو گئے تھے۔
تجرباتی طور پر انہیں چلانے کی کوشش کی گئی تھی۔ وہ ملٹری کی
جیپیں اور ہیلی کاپٹر ہیڈ کوارٹر سے خاص طور پر اسی لئے آئے تھے۔
سنا تھا کہ ان میں ان ویز کے توڑ کے کوئی خصوصی آلات نصب
تھے" ۔۔۔ جعفری نے جواب دیا۔
" اوہ۔ تم نے تو یار میری ساری سنسنی خیزی ہی ختم کر دی ہے۔
میں تو بڑا خوش ہو رہا تھا کہ جعفری بتائے گا کہ ایک اڑن طشتری
نما کوئی چیز آسمان سے اتری۔ اس میں سے شعاعیں نکلیں ساری
ٹریفک جام ہو گئی۔ پھر اس میں سے عجیب و غریب قسم کی خلائی
مخلوق برآمد ہوئی۔ انہوں نے ایک راؤنڈ لگایا۔ لیکن یہاں انہیں
کوئی پسند نہ آیا تو وہ واپس چلی گئی۔ ٹریفک بحال ہو گئی۔ لیکن پھر
پتہ چلا کہ اس عجیب و غریب چلو تم کہتے ہو تو خوب صورت بھی مان لیتا
ہوں مخلوق میں سے ایک کو میجر جعفری پسند آ گیا اور اس طرح میجر
جعفری کے گھر میں بہار آ گئی۔ لیکن بہار میں جلال ذرا زیادہ نمایاں ہے"۔
عمران کی زبان چل پڑی اور دوسری طرف سے میجر جعفری بے اختیار
قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔
" میں سمجھ گیا تم بیگم پر طنز کر رہے ہو۔ جانے تم نے اسے کیا
کہہ دیا ہے کہ اس کا منہ پھولا ہوا ہے اور وہ ناراض ہو کر چلی گئی
ہے۔ اب مجھے دفتر جانے سے پہلے اُسے منانا پڑے گا۔ اور تمہاری
ساری شیطانی کرتوت اس کے سامنے دہرانی پڑیں گی۔ ارے
ہاں۔ ثریا اور اماں بی کیسی ہیں۔ رحمان کا تو کبھی کبھار اخبار میں
ذکر پڑھ لیتا ہوں۔ ویسے ایمان سے عمران جتنے دن تمہاری کوٹھی
میں ممی کے ساتھ گزرے تھے۔ آج تک وہ مجھے یاد آتے ہیں۔

ویسے انتہائی خوش قسمت ہو تم کہ اتنی پیاری اور معصوم سی بہن کے بھائی ہو اور اتنی محبت کرنے والی ماں کے بیٹے ہو۔ رشک آتا ہے تم پر" ——— جعفری نے کہا۔ اور عمران ہنس پڑا۔

"رشک اس دن آئے گا۔ جب میری طرح اماں بی کی جوتیاں سر پر تڑاتڑ برسیں گی۔ اس بڑھاپے میں بھی بڑی طاقت ہے ان کے ہاتھوں میں" ——— عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور جعفری بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"اچھا یار۔ تمہیں دیر ہو رہی ہو گی۔ بہرحال کبھی آؤں گا۔ اور پھر تمہاری بیگم کو تمہارا سارا کچا چٹھا سناؤں گا۔ ابھی تم اُسے بہلا لو جتنا بہلا سکتے ہو۔ خدا حافظ" ——— عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور دوسری طرف سے ہنسنے کی آواز سنتے ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"تو کافرستان حکومت نے کسی خاص دفاعی ہتھیار کا تجربہ کیا ہے" ——— عمران نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ جعفری اس کی والدہ کے دور کے عزیزوں میں سے تھا۔ اور یہ لوگ کافرستان میں رہتے تھے۔ ایک فنکشن کے سلسلے میں یہ فیملی پاکیشیا آئی۔ تو جعفری جو اس وقت فوج میں کیپٹن تھا۔ اپنی ماں کے ساتھ ان کی کوٹھی پر آیا تھا اور اتفاق سے عمران ان دنوں وہاں تھا۔ کیونکہ اماں بی کی طبیعت خراب تھی۔ جعفری بے حد ہنسنے ہنسانے والا نوجوان تھا۔ اس لئے عمران کے ساتھ اس کی خوب گاڑھی چھننے لگی اور ان دونوں نے وہاں مل کر ایسی دھما چوکڑی مچائی کہ سب پناہ مانگنے لگے۔ اُسے اچانک خیال آ گیا تھا کہ جعفری نے جاتے وقت اُسے اپنا فون نمبر

بھی دیا تھا۔ اور اس نے یہ بھی بتایا تھا کہ وہ مستقل طور پر روپ نگر چھاؤنی میں تعینات ہے۔ عمران نے اس کا یہ فون نمبر ڈائری میں درج کر لیا تھا۔ آج روپ نگر کے حوالے سے اُسے جعفری کا خیال آ گیا اور اس نے ڈائری میں سے اس کا فون نمبر دیکھ کر اُسے کال کر دی۔ جعفری کو سرے سے معلوم بھی نہ تھا کہ عمران سیکرٹ سروس سے متعلق ہے۔ اُسے عمران نے یہی بتایا تھا کہ بس آوارہ گردی کرتا رہتا ہے۔ شاید یہی وجہ تھی کہ اس نے فوجی ہونے کے باوجود بلا جھجک اصل بات بتا دی تھی۔ عمران رسیور رکھ کر تیزی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اس کے ذہن میں اس عجیب و غریب تجربے نے کھلبلی سی مچا دی تھی۔ اس کے ذہن میں وہ واقعہ آ رہا تھا جب کافرستان نے پاکیشیا کے ایک سرحدی شہر پر آواز کی طاقتور لہروں والا ایسا تجربہ کیا تھا جس سے آناً فاناً ہزاروں افراد ہلاک ہو گئے تھے۔

"ناٹران کی طرف سے کوئی رپورٹ آئی ہے" ——— عمران نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی بلیک زیرو سے پوچھا۔

"نہیں ——— لیکن آپ اس قدر پریشان کیوں ہیں" ——— بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے اس واقعے سے عمران کے اس قدر پریشان ہو جانے پر اُسے حیرت تو ہونی تھی۔

"میں نے معلوم کر لیا ہے۔ کافرستان حکومت نے روپ نگر اور چھاؤنی پر کسی خاص دفاعی ہتھیار کا تجربہ کیا ہے۔ یہ تجربہ میرے

نزدیک انتہائی خوف ناک ہے۔ اس کا فوری سدباب ضروری
ہے۔ ورنہ پاکیشیا کے لئے ہولناک خطرات پیدا ہو سکتے ہیں"
عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔
کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔
"تجربہ ۔۔۔ کیا مطلب۔ کیسا تجربہ۔ اگر ٹریفک جام کا کوئی
ہو بھی سہی تو اس سے پاکیشیا کو کیا خطرات لاحق ہو سکتے ہیں"
بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی عمران کے
اس قدر سنجیدہ اور پریشان ہو جانے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہ آ رہی
عمران نے اسے جعفری کو فون کرنے کے متعلق بتایا اور ساتھ ہی
ساری تفصیل بھی بتا دی جو جعفری نے اسے بتائی تھی۔
"اوہ اوہ۔ واقعی اگر یہ بات ہے تو یہ انتہائی حیرت انگیز اور خطرناک
ہتھیار ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو بھی اب سنجیدہ ہو گیا تھا۔
"ہاں۔ تم سوچو۔ اگر انہوں نے کسی بھی وقت پاکیشیا پر یہ لہریں
کر دیں اور پاکیشیا کا تمام ٹریفک اور تمام اسلحہ جام ہو گیا۔ اور
کافرستان کے پاس ایسا ہتھیار بھی ہو۔ جسے اڑتے ہوائی جہاز،
ٹینکوں۔ گاڑیوں اور گنوں پر فٹ کر کے وہ ان لہروں کے اثرات
سے بچ جاتا ہو تو اسے پاکیشیا پر قبضہ کرنے میں شاید چند منٹ
ہی لگیں اور پاکیشیا اپنی تمام تر فوجی اور دفاعی طاقت کے باوجود
قطعی بے بس ہو کر رہ جائے گا" ۔۔۔ عمران نے ہونٹ کاٹتے
ہوئے کہا اور اس بار بلیک زیرو کے ہونٹ بھی بھنچ گئے۔ اب
اسے احساس ہو رہا تھا کہ عمران اس قدر سنجیدہ اور پریشان کیوں

رہا ہے۔ عمران چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور
اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
"یس ۔۔۔ ناٹران بول رہا ہوں" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی
دوسری طرف سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔ یہ اس کا خصوصی
نمبر تھا۔ اس لئے اس نمبر پر وہ اپنا اصل نام ہی لیا کرتا تھا۔
"ایکسٹو" ۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔
"یس سر" ۔۔۔ ناٹران کا لہجہ یک لخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا۔
"روپ نگر چھاؤنی والے واقعے کے بارے میں کوئی رپورٹ"
عمران نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔
"جناب میں نے ایک خصوصی آدمی روپ نگر روانہ کر دیا ہے۔
وہ وہاں تفصیلی چھان بین کرنے کے بعد رپورٹ دے گا کہ وہاں
دراصل ہوا کیا ہے" ۔۔۔ ناٹران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"مجھے اطلاع مل گئی ہے۔ وہاں حکومت کافرستان نے کسی
خصوصی ہتھیار کا تجربہ کیا ہے۔ اس ہتھیار کے ذریعے کسی خاص قسم
کی لہریں روپ نگر قصبے اور چھاؤنی پر پھیلائی گئی تھیں۔ جس
سے قصبے کی ٹریفک اور چھاؤنی میں موجود ہر قسم کا اسلحہ جام ہو گیا
تھا۔ اس کے ساتھ ہی حکومت نے مزید تجربات کے لئے چند
جیپیں اور ایک ہیلی کاپٹر بھی وہاں پہنچایا ہوا تھا۔ جن کے اندر ایسے
آلات نصب تھے۔ جن پر یہ مخصوص لہریں اثر نہیں کرتیں۔ اس
طرح انہوں نے اس ہتھیار کو چیک کیا ہے" ۔۔۔ عمران نے سپاٹ
لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ یس سر۔ پھر تو یہ ہتھیار انتہائی خطرناک ہے۔ اس طرح لوگ اس ہتھیار کی مدد سے پاکیشیا کا دفاعی نظام اور اسلحہ جام کر سکتے ہیں۔ اور دوسرا آلہ نصب کر کے اپنی فوج بھی پاکیشیا بھیج سکتے ہیں" ـــــ ناٹران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور عمران ناٹران کی ذہانت پر بے اختیار مسکرا دیا۔ ناٹران واقعی فوراً بات کی تہہ تک پہنچ گیا تھا۔

"تم فوراً اس بارے میں معلومات اکٹھی کرو۔ ملٹری انٹیلی جنس سے اس بارے میں مزید معلومات مل جائیں گی۔ اس ایجنسی کو یقیناً اس تجربے کی تفصیلات کا علم ہو گا" ـــــ عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں ابھی معلومات حاصل کرتا ہوں۔ ملٹری انٹیلی جنس میں میرا ایک خاص آدمی موجود ہے" ـــــ ناٹران نے جواب دیا۔

"جلد سے جلد معلومات حاصل کر کے رپورٹ دو" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ تو واقعی انتہائی حیرت انگیز ہتھیار ہے عمران صاحب۔ میں نے اس پر جتنا بھی غور کیا ہے اتنا ہی مجھے اس کے ہولناک پن کا زیادہ احساس ہوا ہے" ـــــ بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ کافرستان والوں کی ہمیشہ سے یہی خواہش رہی ہے کہ کسی طرح وہ پاکیشیا پر قبضہ کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ایسے ہتھیاروں کی تیاری میں اپنے ملک کے تمام وسائل جھونک دینے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ چاہے وہاں رہنے والے بھوکے مر جائیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ جیسے ہی یہ ہتھیار ان کی توقع پر پورا اترا۔ انہوں نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اسے پاکیشیا پر استعمال کر دینا ہے" ـــــ عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تجربے سے تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ یہ ہتھیار بنا لینے میں کامیاب ہو چکے ہیں" ـــــ بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مجھے ایک خلاف توقع بات پر حیرت ہو رہی ہے۔ کافرستان والوں کا مزاج اب تک تو یہی رہا ہے کہ وہ ایسے تجربات ہمیشہ پاکیشیا کے کسی سرحدی علاقے پر کرتے ہیں۔ پہلی بار انہوں نے اس مزاج کے خلاف انتہائی دور دراز اپنے علاقے میں یہ تجربہ کیا ہے۔ ویسے کسی ایک جھاڑی پر تجربہ اور بات ہے اور پورے ملک پر ہتھیار کا استعمال دوسری بات ہے۔ ابھی انہیں اس کے لئے کچھ وقت ضرور چاہئے ہو گا اور ہم نے اس وقت سے ہی فائدہ اٹھانا ہے" ـــــ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں اسی طرح کی باتیں کرتے رہے اور وقت آہستہ آہستہ گزرتا رہا۔ عمران اس وقت چونکا جب ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ـــــ عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ناٹران بول رہا ہوں جناب۔ میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں جناب" ـــــ دوسری طرف سے ناٹران کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"غیر ضروری فقرے مت بولا کرو" ـــــ عمران کا لہجہ یک لخت

بے حد سرد ہو گیا۔

"اوہ یس سر۔ سوری سر۔ رپورٹ کے مطابق آج سے دو ہفتے قبل پرائم منسٹر سیکرٹریٹ میں ایک خصوصی میٹنگ ہوئی ہے۔ یہ میٹنگ کافرستان کے نومنتخب وزیراعظم نے ہنگامی طور پر کال کی تھی۔ اس میں سیکرٹ سروس کا چیف شاگل۔ انٹیلی جنس چیف راجیش وکرم۔ نئی قائم کردہ ایجنسی پاور ایجنسی کی چیف مادام ریکھا اور ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے شرکت کی تھی۔ اس میٹنگ میں اس ہتھیار کے بارے میں تفصیلات طے ہوئی تھیں۔ یہ اطلاع ملتے ہی میں نے بھرپور کوششیں شروع کر دیں اور جناب میں اس میٹنگ کی سرکاری ٹیپ حاصل کر لینے میں کامیاب ہو گیا ہوں میں نے فوری طور پر اس کی کاپی تیار کی ہے۔ اور اصل ٹیپ واپس کر دی ہے۔ اس ٹیپ سے حیرت انگیز انکشاف ہوئے ہیں۔ ٹیپ کافی طویل ہے۔ تقریباً دو گھنٹوں کی بات چیت پر مشتمل ہے جناب"۔۔۔ نائٹران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا۔ تم ایسا کرو۔ اسے سپیشل ٹیپ لائن پر لگا دو۔ چار گنا سپیڈ پر یہاں ٹیپ ہو جائے گی"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یس سر"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔ بلیک زیرو اٹھ کر تیزی سے اس مخصوص کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں یہ مخصوص لائن نصب تھی۔ اس لائن کے ذریعے پوری دنیا سے ٹیپ انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ یہاں ٹیپ کیا جا سکتا تھا۔ عمران خاموش بیٹھا ہونٹ کاٹتا رہا۔ بلیک زیرو تقریباً بیس منٹ

بعد واپس آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک عجیب ساخت کا ٹیپ ریکارڈر تھا۔ یہ سپیشل ٹیپ ریکارڈر تھا جو اس قسم کی ہائی سپیڈ ٹیپ کو نارمل رفتار میں سنوا سکتا تھا۔

بلیک زیرو نے ٹیپ ریکارڈر میز پر رکھا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔ پہلے تو اس میں سائیں سائیں کی ہلکی ہلکی آوازیں نکلتی رہیں۔ پھر انسانی قدموں کی آوازیں اور کرسیاں گھسٹنے کی آوازیں وقفے وقفے سے سنائی دیتی رہیں۔ کافی طویل وقفے کے بعد ایک بھاری مگر نامانوس سی آواز سنائی دی۔

"تشریف رکھیں"۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ ایسا تھا کہ عمران اس کا لہجہ سن کر ہی سمجھ گیا کہ یہ کافرستان کے نومنتخب وزیراعظم کی آواز ہے۔ اس کے بعد گفتگو آگے بڑھتی رہی۔ پہلے رسمی تعارف ہوتا رہا۔ اس کے بعد وزیراعظم نے باقاعدہ تقریر شروع کر دی۔ عمران اور بلیک زیرو خاموش بیٹھے سنتے رہے۔ اور پھر واقعی تقریباً دو گھنٹوں بعد ٹیپ ختم ہوئی اور عمران اور بلیک زیرو دونوں کے حلق سے طویل سانس نکل گئے۔ نائٹران نے واقعی انتہائی اہم ترین کلیو حاصل کر لیا تھا۔ اس میٹنگ کی ٹیپ نے کافرستان کے اس ہولناک منصوبے کی پوری تفصیلات ان کے سامنے کھول کر رکھ دی تھیں۔ اور اس ٹیپ سے نشر ہونے والی گفتگو سے عمران کو یہ بھی علم ہو گیا کہ کافرستان نے اپنے مخصوص مزاج کے مطابق یہ تجربہ پاکیشیا کی کسی چھاؤنی کی بجائے اپنے ہی ملک کی ایک چھاؤنی پر کیوں کیا ہے۔ یہ تجویز شاگل کی تھی۔ جس نے خاموش چیخوں والے

کیس کا حوالہ دے کر وزیر اعظم کو اپنی رائے بدلنے پر مجبور کر دیا تھا۔
اس کے ساتھ ہی عمران کو معلوم ہو گیا تھا کہ ایم۔ دی کی لیبارٹری سارتو پہاڑی پر بنائی گئی ہے اور ٹی۔ اے بلس کی فیکٹری ایک ریگستانی شہر آرجانا میں کہیں بنائی گئی ہے۔ سارتو والی لیبارٹری کی حفاظت مادام ریکھا اور اس کی ایجنسی کر رہی ہے اور آرجانا کی حفاظت راجیش وکرم کی ایجنسی۔ لیکن عمران کے لئے اصل اہمیت اس سارتو والی لیبارٹری کی تھی جہاں اس خوفناک ہتھیار پر مزید تجربات کئے جا رہے تھے۔

"اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ پاکیشیا کے خلاف انتہائی ہولناک سازش ہے بلیک زیرو۔ اور اس سازش کو مکمل ہونے سے پہلے اپنے انجام تک پہنچنا ہو گا۔ ذرا کافرستان کا تفصیلی نقشہ لے آؤ۔ تاکہ میں دیکھوں کہ یہ سارتو پہاڑی کہاں ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا اٹھا۔ اور لائبریری کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے آنکھیں بند کر کے کرسی کی پشت سے سر ٹکا دیا۔ اس کا ذہن گہری سوچوں میں ڈوب گیا تھا۔ وہ اس مشن کو مکمل کرنے کے لئے کوئی ایسی پلاننگ کرنا چاہتا تھا۔ جس سے وہ انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھ کر اس لیبارٹری کو تباہ کر سکے۔ کیونکہ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ شاگل۔ ملٹری انٹیلی جنس اور پاور ایجنسی تینوں بے حد چوکنا اور ہوشیار ہوں گی۔ اور یہ بات بھی اس نے سن لی تھی کہ آرجانا یا

سارتو جانے کے لئے انہیں لامحالہ دارالحکومت سے گزر کر ہی آگے بڑھنا ہو گا۔ اور یہ بات بھی اس کے ذہن میں تھی کہ جس طرح پاکیشیا کے ایجنٹ کافرستان میں موجود ہیں۔ اس طرح کافرستان کے ایجنٹ بھی یہاں کام کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے ان کی روانگی کی اطلاع بھی کافرستان پہنچ سکتی ہے۔

"یہ لیجئے نقشہ"۔۔۔ چند لمحوں بعد بلیک زیرو نے واپس آتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے نقشہ کھولا۔ اور پھر اس پر جھک گیا۔ بلیک زیرو بھی اس پر جھکا ہوا تھا۔

"یہ ہے سارتو پہاڑی۔ سلسلہ کاچین کی سب سے دشوار گزار پہاڑی"۔۔۔ عمران نے نقشے پر ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر میز پر موجود قلمدان میں سے اس نے سرخ پنسل نکال کر اس پہاڑی کے گرد دائرہ لگا دیا۔

"یہ تو ہر طرف سے دشوار گزار پہاڑیوں کے عین درمیان میں واقع ہے۔ یہاں تک جانے کا راستہ کہاں سے ہو گا"۔۔۔ بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"پہاڑی راستے ہی ہوں گے۔ ویسے یہ لوگ یقیناً مخصوص ہیلی کاپٹرز استعمال کرتے ہوں گے اور انہوں نے اس کی حفاظت کے لئے نہ صرف چاروں طرف پہاڑیوں پر مخصوص کیمپ لگائے ہوئے ہوں گے۔ بلکہ ان پہاڑیوں کی چوٹیوں پر مخصوص راڈار بھی نصب کئے گئے ہوں گے"۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اس سلسلے تک جانے کے لئے تو واقعی ہمیں کافرستان کے دارالحکومت سے ہو کر ہی آگے بڑھنا ہو گا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور اس بار عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"وہ آرجانا کہاں ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اُسے چھوڑو۔ اس کی اتنی اہمیت نہیں ہے۔ اُسے تو نانڑان بھی تباہ کر سکتا ہے۔ یہ لیبارٹری سب سے اہم پوائنٹ ہے"۔ عمران نے کہا۔ اور کافی دیر تک جھکا۔ وہ نقشے کو دیکھتا رہا۔ پھر ایک طویل سانس لے کر اس نے سر اٹھا لیا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے وہ کسی خاص نتیجے تک پہنچ گیا ہو۔

"یہاں جانے کے لئے ہمیں خصوصی راستہ اختیار کرنا پڑے گا۔ اگر ہم پاکیشیا سے اندر داخل ہونے کی بجائے ناپال کی طرف سے اندر داخل ہوں۔ تو پہاڑی سلسلوں کے اندر سے ہوتے ہوئے آسانی سے سارتو تک پہنچ سکتے ہیں۔ اس سارے علاقے میں ناپالی اور کافرستانی کئی پہاڑی قبیلے بستے ہیں۔ اور یہ قبیلے خانہ بدوش ٹائپ کے ہیں۔ اس لئے یہ ان سارے پہاڑی سلسلوں میں موسم اور صورت حال کے مطابق سفر کرتے رہتے ہیں۔ ان قبائلیوں کے روپ میں ہم آسانی سے مشن سپاٹ تک پہنچ سکتے ہیں۔ لیکن یہ پہاڑی بے حد بلند ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ انہوں نے نیچے سے اوپر جانے کا کوئی راستہ کوئی لفٹ نہ بنائی ہو گی۔ بلکہ خصوصی ہیلی کاپٹرز سے ہی یہ لوگ وہاں آتے جاتے رہتے ہوں گے۔ اس لئے اگر بفرض محال ہم وہاں پہنچ بھی جائیں تو اس لیبارٹری کو کیسے تباہ کیا جائے گا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اب وہ خاموش چیخوں والی ترکیب بھی دوبارہ استعمال نہیں کی جا سکتی" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اس کا تو باقاعدہ حوالہ اس میٹنگ میں دیا گیا ہے۔ اس لئے لازماً اس مادام ریکھا نے اس بارے میں انتظامات کر رکھے ہوں گے۔ اگر شاگل حوالہ نہ دیتا تو پھر یہ ترکیب دوبارہ کامیابی سے استعمال کی جا سکتی تھی۔ کیونکہ ریکھا اس ترکیب سے لاعلم تھی" ۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"پھر تو ایک ہی صورت ہے کہ جہاں سے ان کے یہ مخصوص ہیلی کاپٹرز پرواز کرتے ہوں۔ وہاں سے ان پر قبضہ کیا جائے" بلیک زیرو نے کہا۔

"ان کی قریب ترین فوجی چھاؤنی بھی اس پہاڑی سے کافی دور ہے۔ اور اگر قبضہ کر بھی لیا جائے تو جب تک یہ ہیلی کاپٹرز پہاڑی تک پہنچیں ان کے بارے میں اطلاع وہاں تک پہنچ سکتی ہے۔ اور یہ ہیلی کاپٹرز فضا میں ہی تباہ کر دیئے جائیں گے" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو خاموش ہو گیا۔

"او کے ۔۔۔ تم ایسا کرو۔ جولیا۔ تنویر۔ صفدر۔ اور کیپٹن شکیل کو الرٹ کر دو۔ کہ وہ کافرستان مہم پر جانے کے لئے تیار رہیں۔ میں اس سلسلے میں خصوصی طور پر کوئی پلاننگ بناؤں گا۔ تب ہی اس مشن میں کامیابی ہو سکتی ہے۔ ورنہ نہیں" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے

کہ بلیک زیرو کچھ کہتا وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس کے چہرے پر چھائی ہوئی بے پناہ سنجیدگی کی وجہ سے بلیک زیرو کو ہمت ہی نہ ہوئی کہ وہ کوئی بات کرتا۔ اس لئے وہ خاموش بیٹھا رہا۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور فیصل جان اندر داخل ہوا۔ کمرے میں بیٹھا ہوا ناٹران جو سامنے رکھے ایک نقشے پر جھکا ہوا تھا۔ چونک کر سر اٹھایا۔

"مجھے بلایا تھا آپ نے۔ خیریت" ___ فیصل جان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ آؤ بیٹھو۔ ایک اہم مشن درپیش ہے" ___ ناٹران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ادہ۔ کہیں وہ ٹیپ والا معاملہ تو نہیں۔ یہ بھی بتا دوں کہ

اس ٹیپ کی نقل ہونے کا بھی علم ہو گیا ہے۔ اور سپیشل سیکرٹری ٹو پرائم منسٹر کو گرفتار بھی کر لیا گیا ہے" ___ فیصل جان نے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ادہ۔ کیسے" ___ ناٹران نے چونک کر پوچھا۔

"ابھی مجھے سومرو نے اطلاع دی ہے۔ اور اس سپیشل سیکرٹری نے انہیں یہ بھی بتا دیا ہے کہ اس نے یہ ٹیپ پاکیشیائی ایجنٹوں کو فروخت کی ہے" ___ فیصل جان نے کہا۔

"اس نے یہ بیان کیسے دے دیا۔ وہ سومرو کو جانتا تھا" ___ ناٹران اور زیادہ زور سے چونک پڑا۔

"سومرو اس سے خود براہ راست نہیں ملا تھا۔ اس نے ایک درمیانی ایجنٹ کے ذریعے سودا کیا گیا۔ اور پھر ٹیپ واپس پہنچ جانے کے بعد سومرو نے اس درمیانے آدمی کو گولی مار دی تھی تاکہ وہ بات لیک آؤٹ نہ ہو۔ لیکن اس درمیانے آدمی کی لاش اس نے کسی گٹر میں ڈالنے کی بجائے چوک پر پھینکوا دی۔ جہاں سے پولیس کو اس کی جیب سے ایک کاغذ مل گیا۔ اس کاغذ پر اس ایجنٹ نے سپیشل سیکرٹری کا نام اور فون نمبر لکھا ہوا تھا۔ یہ بات انتہائی اہم تھی۔ کیونکہ یہ درمیانی آدمی بظاہر ایک عام سا آدمی تھا۔ اس کا تعلق پرائم منسٹر کے سپیشل سیکرٹری کے ساتھ کیسے ہو سکتا تھا۔ چنانچہ سپیشل سیکرٹری سے اس آدمی کے بارے میں خصوصی طور پر پوچھ گچھ کی گئی تو آخر وہ بول پڑا۔ شاید اس آدمی نے اسے یہ بات بتائی ہوگی کہ یہ ٹیپ پاکیشیائی ایجنٹ

کو دی گئی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ سومرد کو اس حیثیت سے جانتا ہو" فیصل جان نے کہا۔

"بہرحال ٹیپ سے جو مقصد حاصل ہونا تھا وہ تو ہو گیا۔ اور سومرد انتہائی محتاط انداز میں کام کرنے کا عادی ہے۔ اس لئے اس تک بھی یہ لوگ نہ پہنچ سکیں گے۔ لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم لازماً اس مشن کو تباہ کرنے کے لئے یہاں آئے گی۔ اور میں چاہتا ہوں کہ ان کے یہاں پہنچنے سے پہلے بنیادی باتیں معلوم کر لوں" ۔۔۔ ناٹران نے کہا۔

"کیسی بنیادی باتیں" ۔۔۔ فیصل جان نے چونک کر پوچھا۔

"اس ٹیپ سے یہ تو معلوم ہو گیا ہے کہ سارتو پہاڑی پر واقع لیبارٹری کی حفاظت پاور ایجنسی کر رہی ہے۔ اور جب سے پاور ایجنسی قائم ہوئی ہے۔ اس کا مکمل چارج میں نے تمہیں دے رکھا ہے۔ کیا تم اس ایجنسی کا کوئی ایسا آدمی ٹریس کر سکتے ہو جو پاور ایجنسی کے حفاظتی انتظامات کی ہمیں تفصیلات مہیا کر سکے۔ میں نے اس لئے تمہیں بلایا تھا" ۔۔۔ ناٹران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ بالکل ہو سکتا ہے۔ اس مادام ریکھا کے ہیڈ کوارٹر کے ایک آدمی کو میں نے توڑ رکھا ہے۔ مادام ریکھا تو اپنے گروپ کے ساتھ یہاں نہیں ہو گی۔ لیکن اگر اس نے ہیڈ کوارٹر بیٹھ کر کوئی پلاننگ کی ہو گی تو ہمیں اس پلاننگ کی تفصیلات حاصل ہو سکتی ہیں" ۔۔۔ فیصل جان نے کہا۔

"کیا اس سے فون پر بات ہو سکتی ہے" ۔۔۔ ناٹران

نے کہا۔

"ہاں۔ میں ابھی بات کرتا ہوں۔ وہ اس وقت یقیناً ہارلو کلب میں ہو گا" ۔۔۔ فیصل جان نے کہا۔

"صرف اس کی موجودگی کی تسلی کر لو۔ فون پر کوئی بات نہ کرنا۔ سیکرٹ سروس اور انٹیلی جنس بے حد چوکنا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ انہوں نے مخصوص آدمیوں کی نگرانی کر رکھی ہو۔ یا ان کے فون وغیرہ ٹیپ کرنے کا بندوبست کر رکھا ہو" ۔۔۔ ناٹران نے کہا۔

"ٹھیک ہے" ۔۔۔ فیصل جان نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ۔۔۔ ہارلو کلب" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مؤدبانہ سی آواز سنائی دی۔

"مسٹر ارجن داس یہاں موجود ہوں گے۔ میں ان کا ایک دوست بول رہا ہوں" ۔۔۔ فیصل جان نے کہا۔

"ارجن داس صاحب ابھی تک نہیں آئے۔ البتہ ان کے آنے کا وقت ہو گیا ہے۔ آپ اپنا نمبر بتا دیں جب وہ آئیں گے تو آپ کو فون کر دیا جائے گا" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں خود تھوڑی دیر بعد فون کر لوں گا۔ شکریہ" ۔۔۔ فیصل جان نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ہمیں خود وہیں جانا ہو گا" ۔۔۔ فیصل جان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو۔ تم اس سے بات کرنا۔ میں نگرانی وغیرہ چیک کر دوں گا۔ لیکن تم میک اپ کر لو۔ کیونکہ تمہارا اس سے رابطہ تو

کوڈ میں ہی ہوگا۔ ایسا نہ ہو کہ اس سے بات چیت کے بعد تمہاری
بھی نگرانی شروع ہو جائے" ۔۔۔ ناٹران نے کہا اور فیصل جان
سر ہلاتے ہوئے اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ دس
پندرہ منٹ بعد جب وہ باہر آیا تو اس کا حلیہ مکمل طور پر تبدیل
ہو چکا تھا۔

اور پھر وہ دونوں علیحدہ علیحدہ کاروں میں بیٹھے اپنے ہیڈکوارٹر
سے نکل کر ہالو کلب کی طرف بڑھنے لگے۔ آگے فیصل جان کی کار
تھی۔ جب کہ اس کے عقب میں دوسری کار پر ناٹران تھا۔

تقریباً پندرہ منٹ کی ڈرائیو کے بعد دونوں کاریں ہالو کلب
کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو رہی تھیں۔ کاریں پارکنگ میں روکنے
کے بعد وہ دونوں نیچے اترے اور آگے پیچھے چلتے ہوئے کلب
کی عمارت کی طرف بڑھتے گئے۔ یہ ایک اوپن کلب تھا۔ اس
لئے یہاں ممبر شپ کا کوئی جھگڑا نہ تھا۔ کلب کا وسیع ہال مردوں
اور عورتوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور ہر شخص سامنے شراب رکھے
اُسے پینے اور باتیں کرنے میں مصروف تھا۔ ناٹران جانتا تھا
کہ کلب کے نیچے تہہ خانے میں بہت بڑے پیمانے پر جوا بھی
کھیلا جاتا ہے۔ اور یہاں ایسے کمرے بھی ہیں جو گھنٹوں کے لئے
بک کئے جاتے ہیں۔ بہر حال اندر داخل ہوتے ہی ناٹران
خاموشی سے ایک خالی میز کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ فیصل جان
کو اس نے ایک میز پر بیٹھے ہوئے مرد اور عورت کی طرف
بڑھتے دیکھا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہی مرد ارجن داس ہوگا۔ فیصل جان

ان کی میز کے قریب جا کر رکا اور اس نے جھک کر جیسے ہی ارجن
داس سے کچھ کہا۔ اس نے اپنے سامنے بیٹھی ہوئی عورت سے کچھ
کہا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ دوسرے لمحے وہ دونوں تیز تیز قدم
اٹھاتے کلب سے باہر جا رہے تھے۔ ناٹران چند لمحوں تک بیٹھا
اس بات کو چیک کرتا رہا کہ ان کے پیچھے تو کوئی نہیں جاتا اُسے
سب سے زیادہ خطرہ اس عورت کی طرف سے تھا جو اس ارجن
داس کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ لیکن وہ عورت ارجن داس کے
اٹھتے ہی شراب کا جام اٹھا کر ایک اور میز پر جا بیٹھی۔ جہاں
ایک غنڈہ ٹائپ آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اور وہ دونوں ہنس ہنس
کر باتیں کرنے لگے۔ جب ناٹران کو تسلی ہو گئی کہ کوئی ان دونوں
کے پیچھے نہیں گیا تو وہ کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کلب
کی عمارت سے باہر آ گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ فیصل جان ارجن داس
کو لے کر کسی سپیشل روم میں گیا ہوگا۔ یہ سپیشل روم عمارت سے ذرا
ہٹ کر ایک طرف ایک بڑے بلاک کی صورت میں بنے ہوئے
تھے۔ ناٹران تیزی سے اس بلاک کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن وہ اندر
جانے کی بجائے وہیں ایک طرف ایک گھنے درخت کے نیچے موجود
بنچ پر بیٹھ گیا۔ اس نے کوٹ کی جیب سے ایک رسالہ نکالا اور اُسے
کھول کر اُسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ ناٹران ہمیشہ اپنی کوٹ کی
اندرونی جیب میں یہ رسالہ رکھتا تھا۔ تاکہ کسی بھی وقت اگر اُسے کہیں
انتظار کرنا پڑتا تو وہ اس رسالے سے مدد حاصل کر سکے۔ اس
طرح دیکھنے والا یہی سمجھتا تھا کہ یہ شخص مطالعے کا شوقین ہے۔

اور فارغ وقت میں کھلی جگہ پر بیٹھ کر مطالعے میں مصروف ہے۔ اور
کا انداز بھی ایسا ہوتا تھا جیسے وہ ہمہ تن مطالعے میں ہی مصروف
ہو۔ اور اُسے دنیا مافیہا سے ذرا برابر بھی کوئی تعلق نہ ہو۔ لیکن
سب کچھ دکھاوا تھا۔ ورنہ ناٹران کن انکھیوں سے باقاعدہ ہر طرف
کا جائزہ لے رہا تھا۔

فیصل جان اور ارجن داس تقریباً آدھے گھنٹے بعد سپیشل بلاک
سے نکلتے ہوئے دکھائی دیئے اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے
کلب کے سامنے کے رخ چلے گئے۔ لیکن ناٹران اُسی طرح بیٹھا
طرف کا جائزہ لیتا رہا۔ لیکن کوئی بھی ان دونوں کے پیچھے نہ تھا۔ کچھ دیر
بعد اس نے رسالہ بند کر کے اُسے دوبارہ کوٹ کی اندرونی جیب
میں رکھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کلب کے سامنے کے رخ سے ہوتا
ہوا سیدھا پارکنگ کی طرف بڑھتا گیا۔ فیصل جان کی کار اس
وقت پارکنگ سے نکل رہی تھی۔

"ہیڈ آفس" ——— فیصل جان نے بڑبڑاتے ہوئے اس وقت
کہا جب ناٹران چلتا ہوا اس کے قریب سے گزرا تھا۔ ناٹران اُسی
طرح چلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار بھی
کلب کمپاؤنڈ سے نکل کر ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھ گئی۔

"ہاں اب بتاؤ۔ کچھ پتہ چلا" ——— ناٹران نے اپنے مخصوص کمرے
میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ فیصل جان پہلے ہی وہاں پہنچ کر کرسی پر
بیٹھا ہوا تھا۔

"اس نے مجھے بتایا ہے کہ مادام ریکھا بیس آدمیوں کے گروپ کے
ساتھ سارتو پہاڑی کی حفاظت کے لئے گئی ہے۔ اس کا ارادہ سارتو
پہاڑی سے ملحقہ نیلا ہٹ پہاڑی میں کیمپ لگانے کا تھا۔ وہ چند
تیز رفتار جنگی ہیلی کاپٹر اور کئی آٹو میٹک ایئر کرافٹ گنوں کے
علاوہ انتہائی جدید اسلحہ اور آلات بھی ساتھ لے گئی ہے۔ بس اتنا ہی بتا
سکا ہے وہ" ——— فیصل جان نے کہا اور ناٹران نے سر ہلایا اور
میز کی دراز سے ایک بار پھر نقشہ نکال کر اس پر جھک گیا۔ اس نے
سرخ پنسل سے اس تفصیلی نقشے پر موجود نیلا ہٹ پہاڑی کو تلاش کر کے
اس کے گرد نشان لگا دیا۔ اس کے ساتھ ہی سارتو پہاڑی کے گرد
بھی نشان لگا ہوا تھا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس ہو سکتا ہے پہلے اس آرجانا فیکٹری
کو نشانہ بنانا چاہے اور ہم ساری توجہ سارتو کی طرف مبذول کئے
ہوئے ہیں" ——— فیصل جان نے کہا۔

"نہیں۔ اصل اہمیت اس سارتو پہاڑی پر واقع لیبارٹری کی ہے۔
اور مجھے یقین ہے کہ چیف پہلے اسے تباہ کرنے کی کوشش کرے
گا" ——— ناٹران نے کہا۔ اور ابھی اس کا فقرہ مکمل ہی ہوا تھا۔ کہ
ساتھ پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ناٹران نے چونک کر
ایک نظر ٹیلی فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور
اٹھا لیا۔

"ناٹران سپیکنگ" ——— ناٹران نے کہا۔

"ایکسٹو" ——— دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

"یس سر" ——— ناٹران کا لہجہ بے حد مؤدبانہ ہو گیا۔

"ناٹران۔ تمہاری بھیجی ہوئی ٹیپ بنیادی کلیو ثابت ہوا ہے۔ تم
نے اس ٹیپ کو حاصل کر کے واقعی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔
میں نے فیصلہ کیا ہے کہ پہلے سارتو پہاڑی پر موجود لیبارٹری کو تباہ
کیا جائے گا۔ ٹی۔ ایکس کی فیکٹری کو بعد میں تم اپنے طور پر ختم کر
دینا۔ سیکرٹ سروس کی ٹیم عمران کی قیادت میں بھجوائی جا رہی ہے
اب عمران تم سے براہِ راست رابطہ کرے گا اور تم نے اب اس
کی ماتحتی میں کام کرنا ہوگا"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور
ناٹران کا چہرہ ایکسٹو کے تحسین آمیز جملوں کی وجہ سے فرطِ مسرت
سے کھل اٹھا۔

"شکریہ جناب۔ ویسے میں نے اس سلسلے میں تھوڑی سی
معلومات اور بھی حاصل کر لی ہیں۔ سارتو پہاڑی کی حفاظت کی
ذمہ داری پاور ایجنسی کی ذمہ داری میں دی گئی ہے اور مادام ریکھا
بیس افراد کا گروپ لے کر وہاں گئی ہے۔ اس نے اپنا ہیڈ کوارٹر
سارتو پہاڑی سے ملحقہ نیلا بٹ پہاڑی پر قائم کیا ہے اور وہ اپنے
ساتھ چند تیز رفتار جنگی ہیلی کاپٹر گنشپ آٹومیٹک ایئر کرافٹ گنوں کے
علاوہ انتہائی جدید اسلحہ اور آلات بھی لے گئی ہے"۔۔۔ ناٹران نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ تفصیلات عمران کو بتا دینا۔ اب اس مشن کا
انچارج وہی ہے"۔۔۔ ایکسٹو نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی
رابطہ ختم ہو گیا۔ ناٹران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"تیار ہو جاؤ فیصل جان اس مشن پر میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ

خوب جان لڑانی پڑے گی"۔۔۔ ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب جس مشن کے لیڈر بن جائیں۔ اس میں وہ اکیلے
ہی اپنی جان لڑا دیتے ہیں کہ باقی ممبر تو بس تالیاں بجانے تک
ہی رہ جاتے ہیں"۔۔۔ فیصل جان نے کہا اور ناٹران بھی مسکرا دیا۔

"اصل میں کارکردگی کے لحاظ سے عمران کی حیثیت سورج جیسی ہے۔
اس لئے ہم لوگ اس کے مقابلے میں چراغ بن کر رہ جاتے ہیں اور
سورج کو چراغ دکھانے والا محاورہ ایسے حالات میں فٹ آتا ہے"۔
ناٹران نے کہا۔

"چراغ بھی ٹمٹماتے ہوئے"۔۔۔ فیصل جان نے ہنستے ہوئے
کہا اور ناٹران بھی ہنس پڑا۔ لیکن اسی لمحے ایک بار پھر ٹیلی فون کی
گھنٹی بج اٹھی اور ناٹران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ناٹران سپیکنگ"۔۔۔ ناٹران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہارے نام سے ہمیشہ مجھے تمہاری جنس کے بارے میں الجھن
ہی رہتی ہے"۔۔۔ دوسری طرف سے عمران کی مسکراتی ہوئی آواز
سنائی دی اور ناٹران بے اختیار مسکرا دیا۔

"وہ کیسے عمران صاحب"۔۔۔ ناٹران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔ فیصل جان بھی لاؤڈر پر عمران کی بات سن کر چونک پڑا تھا۔

"ایک جنس ہوتی ہے عورت۔ وہ ہمیشہ ناں کہتی رہتی ہے اور دوسری
جنس ہوتی ہے سیاست دان۔ جو ہمیشہ ہاں ہی کہتے رہتے ہیں۔
لیکن مطلب ان دونوں کا ہی الٹ ہوتا ہے۔ عورت کی ناں کا مطلب
ہاں اور سیاست دان کی ہاں کا مطلب ناں ہوتا ہے اور تمہارا

نام بھی نا سے ہی شروع ہوتا ہے" ——— عمران نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا اور ناٹران بے اختیار ہنس پڑا۔

"قافیہ تو ایک ہی ہے۔ آپ کے اور میرے ناموں کا" ——— ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو قافیہ تنگ ہو جاتا ہے" ——— عمران نے محاورے کو خوب صورت انداز میں استعمال کرتے ہوئے کہا۔ اور ناٹران ہنس پڑا۔ فیصل جان بھی مسکرا رہا تھا۔

"چیف نے تمہیں کوئی ہدایت دی ہے یا نہیں" ——— عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ان کا فون آیا تھا" ——— ناٹران نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایسا کرو۔ فیصل جان کو ساتھ لے کر ناپال کی سرحد پر واقع کافرستانی شہر میلانی پہنچ جاؤ۔ تم نے میلانی شہر میں واقع سارگان ہوٹل کے منیجر سے جا کر ملنا ہے۔ اور اسے "پرنس آف ڈھمپ" کا کوڈ کہنا ہے۔ وہ تمہیں ہم تک پہنچا دے گا۔ لیکن خیال رکھنا شاگل کے آدمی تمہارے پیچھے پیچھے وہاں نہ پہنچ جائیں" ——— عمران نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں عمران صاحب۔ سیکرٹ سروس کو کسی طرح بھی علم نہ ہو سکے گا" ——— ناٹران نے پُر اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آج سے دو روز بعد تم نے وہاں پہنچنا ہے۔ خدا حافظ" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ناٹران نے ریسیور رکھ دیا۔

"تو اس بار عمران نے ناپال کی طرف سے کافرستان میں داخل ہونے کا پروگرام بنایا ہے" ——— فیصل جان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اب تم تیاری کرو۔ ہم کل یہاں سے روانہ ہو جائیں گے میں پہلے وہاں جا کر اس شہر کا تفصیلی جائزہ لینا چاہتا ہوں" ——— ناٹران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور فیصل جان بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

شاگل اپنے دفتر میں بیٹھا ہوا رسیور کان سے لگائے ایک فون سننے میں مصروف تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے شاگل بے اختیار چونک پڑا۔ کمرے میں داخل ہونے والی ایک خوب صورت لڑکی تھی۔

"او۔ کے۔ ہر طرف سے محتاط رہنا"۔۔۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ وہ لڑکی مسکراتی ہوئی آگے بڑھی اور سر کے اشارے سے شاگل کو سلام کر کے میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بڑے اطمینان سے بیٹھ گئی۔

"کیا رہا کاشی۔ کوئی امید افزا رپورٹ"۔۔۔ شاگل نے لڑکی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ ریکھا کے سیکرٹ سروس سے علیحدہ ہونے کے بعد شاگل نے ملٹری انٹیلی جنس سے کاشی کا تبادلہ سیکرٹ سروس میں کرا لیا تھا۔ کاشی انتہائی خوبصورت

لڑکی ہونے کے ساتھ ساتھ ذہین بھی تھی اور تربیت یافتہ بھی تھی۔ اور سب سے بڑی خوبی جو شاگل کو پسند آئی تھی وہ اس کی فرمانبرداری تھی۔

"باس۔ کاشی کبھی ناکام نہیں لوٹ سکتی"۔۔۔ کاشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ ویری گڈ۔ پھر کیا رپورٹ ہے"۔۔۔ شاگل نے چونک کر پوچھا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم علی عمران کی قیادت میں سارتو پہاڑی کی لیبارٹری کی تباہی کے مشن پر روانہ ہو چکی ہے۔ اور اس بار وہ لوگ ناپال کی سرحد کراس کر کے کافرستان میں داخل ہوں گے اور میلانی شہر کے سارگان ہوٹل کے مینیجر کو ان کے بارے میں مکمل معلومات حاصل ہوں گی"۔۔۔ کاشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور شاگل کا چہرہ کاشی کی رپورٹ سن کر جگمگا اٹھا۔

"اوہ ویری گڈ کاشی۔ تم نے کمال کر دیا۔ اس قدر واضح رپورٹ تمہیں کہاں سے مل گئی"۔۔۔ شاگل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ اگر سلیقے سے کام کیا جائے تو پھر مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ آپ نے مجھے ایک آدمی تیر باز کے متعلق بتایا تھا کہ اس پر شبہ کیا جاتا ہے کہ اس کا تعلق یہاں کافرستان میں پاکیشیا کے فارن ایجنٹ ناٹران کے گروپ سے ہے۔ چنانچہ میں نے اس پر کام شروع کیا۔ اور اس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ اس

گروپ کا ایک اہم آدمی فیصل جان ہے۔ چنانچہ میں نے اس کی نگرانی شروع کر دی۔ اس کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ پولیس کی طرح مشکوک ذہن کا آدمی ہے۔ اس لئے میں اس سے براہِ راست نہ ملی۔ البتہ میں نے اس کے ایک ملازم کو گانٹھ لیا۔ اس ملازم کا نام ارشد ہے۔ اور ارشد ابھی حال ہی میں اس کے پاس آیا ہے۔ فطری طور پر انتہائی عیاش ٹائپ کا آدمی ہے۔ بہرحال میں نے اُسے ایک گھنٹے کے اندر ہی ڈھب پر چڑھا لیا اور پھر باس آپ سن کر حیران ہو جائیں گے کہ میں نے اس ارشد کے ذریعے اس فیصل جان کی قمیض کے کالر کے اندر سپر ڈکٹا فون بٹن پہنچا دیا۔ یہ وہ قمیض تھی جو آج اس فیصل جان نے پہنی تھی۔ کیونکہ ارشد ہی اس کے لباس وغیرہ کا خیال رکھتا ہے۔ اس سپر ڈکٹا فون نے انتہائی حیرت انگیز انکشافات کئے۔ اس سے ناٹران کی بات چیت بھی سامنے آئی۔ صرف ایک کمی رہ گئی کہ ان کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ نہ چل سکا۔ کیونکہ میں نے اس فیصل جان کی براہِ راست نگرانی نہیں کی۔ کیونکہ اگر وہ نگرانی چیک کر لیتا تو پھر سارا سیٹ اپ ہی خراب ہو جاتا۔ سپر ڈکٹا فون کی رینج چونکہ بے حد وسیع ہوتی ہے۔ اس لئے میں اس سے کافی فاصلے پر رہی۔ فیصل جان اس ناٹران سے ملا۔ پھر انہوں نے پاور ایجنسی کے ایک آدمی ارجن داس سے جا کر ملاقات کی۔ اس سے انہوں نے مادام ریکھا اور اس کے گروپ کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ پھر اس نے یہ معلومات ناٹران کو منتقل کر دیں۔ اسی دوران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا فون آ گیا۔ اس نے کسی

ٹیپ کی بابت بتایا جو اس ناٹران نے اُسے بھجوائی تھی۔ اس نے اس کی کارکردگی کی تعریف کی۔ اس کے بعد اُسے بتایا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم علی عمران کی سربراہی میں سارتو پہاڑی پر واقع لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے ترتیب دی ہے اور اب اس سے رابطہ علی عمران خود کرے گا۔ اس کے بعد علی عمران کا فون آیا وہ مسخرہ سا آدمی لگتا تھا۔ اس نے پہلے تو اس ناٹران سے گھٹیا سا مذاق کیا۔ اس کے بعد انہیں کہا کہ وہ دو روز بعد ناپال کی سرحد پر واقع کافرستان شہر میلانی پہنچ جائیں جہاں سارگان ہوٹل کے مینجر سے ملنے کے بعد وہ اُسے "پرنس آف ڈھمپ" کا کوڈ کہیں گے تو انہیں ان تک پہنچا دیا جائے گا۔ اس نے ناٹران کو فیصل جان کو بھی ساتھ لے آنے کے لئے کہا۔ اس کے بعد فیصل جان واپس اپنی رہائش گاہ پر آ گیا۔ اس نے شاید لباس تبدیل کر دیا تھا۔ کیونکہ اس کے بعد سپر ڈکٹا فون خاموش ہی رہا۔ چنانچہ میں آپ کو رپورٹ دینے یہاں آ گئی"۔۔۔ کاشی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ویری گڈ کاشی۔ کہاں ہے اس فیصل جان کی رہائش گاہ مجھے بتاؤ۔ میں ابھی اسے گرفتار کر کے سب سے پہلے تو اس ناٹران گروپ کا خاتمہ کرتا ہوں۔ اس گروپ نے مجھے بے حد نقصان پہنچایا ہے۔ لیکن آج تک اس کا پتہ ہی نہ چل رہا تھا۔ اس شیر باز کی بھی طویل عرصہ تک نگرانی ہوتی رہی تھی۔ لیکن ہمیں تو آج تک یہ کلیو نہ مل سکا۔ جب کہ تم نے ایک ہی بار اس قدر تفصیلی معلومات حاصل کر لیں"۔۔۔ شاگل نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ ہمیں اس فیصل جان کی بجائے میلانی کے اس ہوٹل منیجر کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ اس نے تو یہیں رہنا ہے۔ کسی بھی وقت ان پر ہاتھ ڈالا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر ہم درست پلاننگ کریں تو ہم اس منیجر کے ذریعے اس پوری سیکرٹ سروس کو ختم کر سکتے ہیں"۔۔۔ کاشی نے کہا۔

"اوہ۔ وہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں منیجر کی ہڈیوں سے بھی اصل بات اگلوا لوں گا۔ تم اس فیصل جان کی رہائش گاہ بتاؤ"۔۔۔ شاگل نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا تھا۔ کاشی نے رہائش گاہ کا پتہ بتا دیا۔ شاگل نے جلدی سے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور پھر دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"۔۔۔ ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"راجیش۔ ایک پتہ نوٹ کر لو"۔۔۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے کاشی کا بتایا ہوا پتہ بتا دیا۔

"یس باس۔ نوٹ کر لیا ہے"۔۔۔ راجیش نے کہا۔

"اس پتے پر فل ریڈ کرو۔ یہاں ایک آدمی جس کا نام فیصل جان ہے رہتا ہے۔ تم نے اسے زندہ گرفتار کر کے یہاں ہیڈ کوارٹر لے آنا ہے۔ دھیان رکھنا وہ تربیت یافتہ ایجنٹ ہے۔ اسے مرنا نہیں چاہیئے۔ میں اسے ہر صورت میں زندہ گرفتار کرنا چاہتا ہوں"۔۔۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی"۔۔۔ دوسری طرف سے راجیش نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔ اور شاگل نے انٹرکام کا رسیور رکھا اور پھر ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس باس"۔۔۔ دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"میلانی میں ایک ہوٹل ہے سارگان ہوٹل اس کے منیجر سے میری بات کراؤ"۔۔۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"کس حیثیت سے جناب۔ ذاتی یا سرکاری"۔۔۔ پی اے نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"احمق۔ الو۔ اب میں دو ٹکے کے منیجر سے ذاتی حیثیت سے ملوں گا۔ نانسنس"۔۔۔ شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ شاگل رسیور رکھتا۔ کاشی نے جلدی سے اٹھ کر باقاعدہ اس کے ہاتھ سے رسیور چھین لیا۔

"سنو۔ مت ملاؤ یہ نمبر"۔۔۔ کاشی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"جی۔ جی۔ آپ کون ہیں"۔۔۔ دوسری طرف سے پی اے نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔ جب کہ شاگل انتہائی حیرت بھرے انداز میں کاشی کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ کاشی اس کے ساتھ اس طرح کی حرکت بھی کر سکتی ہے۔

"میں کاشی بول رہی ہوں"۔۔۔ کاشی نے تیز لہجے میں کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔ اور اسی لمحے شاگل جیسے پھٹ پڑا۔

"تم۔۔۔ تم۔ تمہاری یہ جرات۔ کہ تم میرے ہاتھوں سے رسیور چھینو اور میرے ہی پی اے کو میرے حکم کی تعمیل سے منع کر دو"۔۔۔ غصے کی شدت سے شاگل کے منہ سے کف سی نکلنے لگ گئی تھی۔

"باس۔ آپ میری ساری محنت ضائع کر دینے پر تل گئے ہیں۔

منیجر سے جیسے ہی آپ نے بات کی۔ وہ فوراً ہی غائب ہو جائے گا اور
اس کے بعد پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہم کہاں ڈھونڈھیں گے آپ نے پہلے
ہی فیصل جان پر ہاتھ ڈلوا دیا ہے۔ جیسے ہی اس ناٹران کو اس کی گرفتاری
کا علم ہو گا وہ فوراً اس کی اطلاع پاکیشیا پہنچا دے گا اور خود بھی روپوش ہو
جائے گا"۔۔۔ کاشی نے بھی انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو۔۔۔ تو کیا تمہارا مطلب ہے کہ میں ان کی شکلیں دیکھتا رہوں
یہاں بیٹھ کر۔ میں ان کو فنا کر کے رکھ دوں گا"۔۔۔ شاگل نے میز پر مکہ
مارتے ہوئے کہا۔

"باس۔ آپ سیکرٹ سروس کے چیف ہیں پولیس آفیسر نہیں ہیں۔ آپ کو
اس انداز میں کام نہیں کرنا چاہئے۔ آپ کا انداز ایسا ہو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس
کو سرے سے کسی بات کا علم ہی نہ ہو اور انہیں اس انداز میں گھیر لیا جائے کہ
وہ کسی طرح بھی بچ کر نہ نکل سکیں"۔ کاشی نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ
اس کا فقرہ ختم ہوتا ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور شاگل نے ایک جھٹکے سے ہاتھ بڑھا کر
رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔ شاگل نے پھاڑ کھانے والے انداز میں کہا اس کے
ذہن پر ابھی تک شدید غصے کی کیفیت طاری تھی۔

"راجیش بول رہا ہوں جناب۔ جو پتہ آپ نے دیا تھا وہاں صرف
ایک لاش موجود ہے۔ باقی وہاں کچھ بھی نہیں"۔۔۔ دوسری طرف
سے راجیش کی آواز سنائی دی۔

"کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نشے میں ہو"۔۔۔ شاگل نے
حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں جناب۔ ہم جب اس کوٹھی کے اندر داخل
ہوئے تو وہاں خاموشی طاری تھی جیسے کوٹھی خالی ہو۔ اور واقعی کوٹھی
خالی پڑی تھی۔ ایک لاش البتہ ایک کمرے میں پڑی تھی جس کے چہرے
پر ایسے تاثرات ہیں جیسے اس پر تشدد کیا گیا ہو۔ اس کے دل پر گولی
ماری گئی ہے۔ اس کے علاوہ وہاں نہ ہی کوئی آدمی ہے اور نہ ہی کوئی
خاص سامان۔ صرف فرنیچر وغیرہ موجود ہے۔ میں نے ساتھ والی کوٹھی
کے چوکیدار سے پوچھ گچھ کی ہے تو اس نے بتایا ہے کہ ایک کار ہمارے
آنے سے آدھا گھنٹہ پہلے وہاں سے نکل کر گئی ہے۔ لیکن وہ ان پڑھ
آدمی ہے۔ اس لئے کار کا نمبر اس سے معلوم نہیں ہو سکا۔ میں نے
جب اندر سے جا کر اسے وہ لاش دکھائی تو اس نے بتایا کہ یہ یہاں
رہنے والے صاحب کا نیا نوکر تھا۔ اس کا نام ارشد ہے"۔۔۔ راجیش
نے اس بار تفصیلی رپورٹ دی۔ اور کاشی جو لاؤڈر پر یہ ساری باتیں
سن رہی تھی نے بے اختیار دونوں ہاتھوں میں سر پکڑ لیا۔

"ٹھیک ہے۔ واپس آجاؤ"۔۔۔ شاگل نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا۔ اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"شاید تم ٹھیک کہتی ہو کاشی۔ آئی۔ ایم۔ سوری۔ دراصل مجھ سے
دیر برداشت نہیں ہوتی"۔۔۔ شاگل نے قدرے افسوس بھرے لہجے
میں کہا۔

"باس۔ اس کو یقیناً شک پڑ گیا ہو گا۔ اور پھر اس نے ارشد سے
سب کچھ اگلوا لیا ہو گا۔ اور اب وہ سارا سیٹ اپ ہی بدل دیں
گے۔ اب میرے خیال میں اس منیجر سے بھی کچھ حاصل نہ ہو سکے گا"۔

کاشی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔ میرے آدمیوں کے پہنچنے سے پہلے ہی اسے شک پڑا ہے" ___ شاگل نے کہا۔

"بہر حال اب تو ہم جہاں سے چلے تھے وہیں دوبارہ پہنچ گئے" ___ کاشی نے کہا۔

"نہیں۔ میں اس عمران کی فطرت جانتا ہوں۔ وہ جو پلاننگ کرے اس سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ اس لئے وہ لازماً اس میلانی کی طرف سے ہی کافرستان کی سرحد پار کرے گا۔ اس لئے اب ہمیں فوری طور پر میلانی پہنچنا ہوگا" ___ شاگل نے کہا۔

"یس باس۔ اس طرح شاید ہم ان کا کوئی کھوج نکال لیں" ___ کاشی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تم میرے ساتھ جاؤ گی۔ اور سنو۔ اب تم میری نمبر ٹو ہو۔ لیکن ایک بات کا آئندہ خیال رکھنا۔ گھر اور دفتر میں فرق ہوتا ہے۔ آئندہ تم نے اس طرح میرے ہاتھ سے رسیور چھیننے کی حماقت کی یا میرے حکم کے خلاف کوئی بات کی تو میں تمہارا یہ خوبصورت جسم گولیوں سے چھلنی کر ڈالوں گا۔ تم صرف مجھے مشورہ دے سکتی ہو۔ اور بس" ___ شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوری باس۔ اس طرح میں آپ کے ساتھ کام نہ کر سکوں گی آپ مجھے واپس ملٹری انٹیلی جنس میں بھجوا دیں یا میں خود چیف آف ملٹری انٹیلی جنس سے بات کر لیتی ہوں" ___ کاشی پہلی بار اکڑ گئی تھی حالانکہ اس سے پہلے اس نے انتہائی فرمانبرداری سے شاگل کے ہر حکم کی تعمیل آنکھیں بند کر کے کی تھی۔ شاید یہی وجہ تھی۔ کہ کاشی کے اس جواب پر شاگل اُسے اس طرح حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ جیسے اس کے سامنے کاشی کی بجائے کوئی اور عورت بیٹھی ہوئی ہو۔

"تم ___ تم یہ کہہ رہی ہو۔ تم کاشی" ___ شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں آپ کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں شکست کھاتا نہیں دیکھ سکتی۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ ہر میدان میں کامیاب رہیں۔ لیکن آپ جس طرح جلد بازی سے کام لیتے ہیں۔ اس طرح کامیابی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے میں چاہتی ہوں کہ واپس چلی جاؤں" ___ کاشی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہارا مطلب ہے۔ میں جلد باز ہوں۔ احمق ہوں۔ یہی تمہارا مطلب ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔ تم کیسے واپس جاتی ہو۔ میں ابھی تمہارے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگواتا ہوں۔ تم نے مجھے سمجھ کیا رکھا ہے۔ تم نے اب تک صرف میرا ایک ہی روپ دیکھا ہوا ہے" ___ شاگل پر تو جیسے پاگل پن کا دورہ سا پڑ گیا تھا۔

"ٹھیک ہے جو آپ کی مرضی آئے کرتے رہیں۔ میں جا رہی ہوں" کاشی نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور اٹھ کر تیزی سے دروازے سے باہر نکل گئی اور شاگل صرف اُسے جاتے ہی دیکھتا رہ گیا۔

"ہونہہ۔ یہ سر پر ہی چڑھ گئی ہے" ___ شاگل نے یک لخت غصے سے قدرے چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے انٹرکام کا رسیور

اٹھایا اور اس نے بیک وقت کئی نمبر پریس کر دیئے۔

"یس باس" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز دی۔

"وکرم۔ فوراً کاشی کو گرفتار کر کے میرے سامنے لے آؤ۔ اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال کر فوراً۔ ابھی۔ اسی وقت" ۔۔۔ شاگل نے چیخ کر کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"ہونہہ۔ مجھے احمق کہہ رہی ہے۔ نانسنس۔ میں اب اسے بتاؤں گا کہ شاگل کسے کہتے ہیں" ۔۔۔ شاگل نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد دروازہ کھلا اور شاگل نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ اس کا خیال تھا کہ وکرم کاشی کو گرفتار کر کے لایا ہو گا۔ لیکن دروازے پر موجود ایک لمبے تڑنگے نوجوان کو دیکھ کر وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"تم ۔۔۔ تم سہاش۔ تم کہاں سے اچانک ٹپک پڑے" ۔۔۔ شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں ابھی آیا ہوں۔ اور یہاں آتے ہی میں نے ایک ایسی بات دیکھی کہ جی چاہا کہ اپنا سر پیٹ لوں۔ وہ تمہارا وکرم کاشی کو ہینڈز اپ کرائے کھڑا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ تمہارا آرڈر ہے۔ میں نے اُسے منع کر دیا۔ اور پھر کاشی سے واقعات پوچھے تو اس نے جو کچھ بتایا ہے۔ اس پر مجھے تمہاری عقل پر رونا آ گیا ہے" ۔۔۔ سہاش نے آگے بڑھ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تمہیں پتہ ہے اس نے کیا کہا ہے۔ اس نے میرے ہاتھوں سے رسیور چھین لیا۔ اور پھر اسے کو میرے حکم کی خلاف ورزی کے لئے کہا۔ پھر اس نے مجھے جلد باز۔ احمق کہا ہے۔ میں اُسے گولی مار دوں گا" ۔۔۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"سنو شاگل۔ تمہیں پتہ ہے کہ ریکھا تم سے کیوں علیحدہ ہو گئی تھی۔ اس نے تمہارے متعلق کیا رپورٹ دی تھی" ۔۔۔ سہاش نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میرے متعلق رپورٹ۔ کیا مطلب۔ ویسے وہ خود میرے ساتھ نہ چل سکی تھی اس لئے علیحدہ ہو گئی۔ لیکن یہ رپورٹ والی بات تم نے پہلی بار کی ہے" ۔۔۔ شاگل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس نے ایک تحریری رپورٹ تمہارے متعلق دی تھی۔ اور اس رپورٹ پر وزیراعظم تمہیں برطرف کرنا چاہتے تھے۔ لیکن مجھے اس کا علم ہو گیا اور میں نے صدر صاحب سے بات کی۔ جنہوں نے وزیراعظم کو اس اقدام سے روک دیا۔ ورنہ وزیراعظم صاحب اصولی طور پر فیصلہ کر چکے تھے کہ وہ تمہیں برطرف کر کے ریکھا کو سیکرٹ سروس کا چیف بنا دیں۔ صدر مملکت کے منع کرنے کے بعد انہوں نے علیحدہ ایجنسی قائم کر کے ریکھا کو اس کا سربراہ بنا دیا۔ بہرحال اس رپورٹ میں ریکھا نے یہی درج کیا تھا کہ تم انتہائی مشتعل مزاج۔ جلد باز فطرت کے مالک ہو۔ اور ایسا آدمی سیکرٹ سروس کا چیف نہیں ہونا چاہیئے اب کاشی نے مجھے جو کچھ بتایا ہے۔ اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔

کہ ریکھا کی رپورٹ درست تھی۔ تم کاشی کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکتے
سے زیادہ یہی ہوتا کہ اُسے واپس ملٹری انٹیلی جنس میں بھجو
جاتا۔ کیونکہ ملٹری انٹیلی جنس کا چیف کئی بار صدرِ مملکت سے
اس بارے میں درخواست کر چکا ہے۔ کہ اس کی ذہین ترین
انتہائی کارآمد ایجنٹ کو واپس بھجوایا جائے۔ لیکن صدرِ مملکت
نے میرے کہنے پر یہ درخواست ہر بار مسترد کر دی۔ اب جب
کاشی خود صدر سے بات کرتی تو پھر میں بھی اسے نہ روک سکتا
اور ظاہر ہے کاشی جو کچھ صدر کو بتاتی اس سے ریکھا کی رپورٹ
درست ثابت ہو جاتی اور تم جانتے ہو اس کا کیا نتیجہ نکلتا۔
سبھاش نے باقاعدہ تقریر کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ ویری بیڈ۔ مجھے تو ان باتوں کا دھیان بھی نہیں رہا۔
لیکن ...." شاگل نے کہا۔

" لیکن ویکن کچھ نہیں۔ کاشی تم سے معافی مانگنے پر تیار ہے۔
لیکن ایک شرط ہے کہ تم کاشی کی ذہانت کی قدر کرو۔ یہ تمہاری
سیکرٹ سروس کے لئے ایک گراں قدر سرمایہ ہے۔ تمہیں
معلوم ہے کہ اس کے یہاں آجانے کی وجہ سے ملٹری سیکرٹ
سروس کی کارکردگی پہلے کی نسبت آدھی سے بھی کم رہ گئی ہے
اس لڑکی میں بے پناہ صلاحیتیں ہیں۔ تم ان صلاحیتوں کو
اپنے حق میں استعمال کرو۔ بہرحال وہ اب تمہاری اتھارٹی کو
تسلیم کرے گی۔ اور جو تم کہو گے ویسے ہی کرے گی" ——
سبھاش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اگر وہ مجھ سے معافی مانگ لے تو میں بھی
اُسے معاف کر دوں گا" —— شاگل نے کہا اور سبھاش
اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو
کاشی اس کے ساتھ تھی۔

" آئی۔ ایم۔ سوری باس۔ مجھ سے واقعی غلطی ہوئی ہے آپ
باس ہیں۔ اس لئے آپ کے ہر حکم کی تعمیل مجھ پر فرض ہے" ——
کاشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تھینک یو کاشی۔ مجھے یقین ہے کہ تم آئندہ خیال رکھو گی۔
بہرحال میرا وعدہ کہ آئندہ میں ہر اہم معاملے میں تم سے مشورہ
کر کے ہی کوئی اقدام کروں گا" —— شاگل نے بھی مسکراتے
ہوئے کہا۔

" اب مجھے اجازت۔ میں تو ویسے ہی تم سے ملنے آ گیا تھا۔
بہرحال اچھا ہوا کہ میں بروقت پہنچ گیا" —— سبھاش نے اٹھتے
ہوئے کہا۔

" ارے بیٹھو۔ تم نے کچھ پیا بھی نہیں" —— شاگل نے چونک
کر کہا۔

" نہیں ایک ضروری کام ہے۔ جہاں مجھے وقت پر پہنچنا ہے۔ پھر
سہی۔ دعوت ادھار رہی" —— سبھاش نے مسکراتے ہوئے
کہا۔ اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔ سبھاش
صدرِ مملکت کا پرسنل سیکرٹری تھا۔ اور شاگل کا بچپن کا دوست
تھا۔ کلاس فیلو بھی تھا۔ اس لئے ان دونوں کے درمیان بے حد

گہری دوستی تھی۔

"مجھے واقعی جلد غصہ آجاتا ہے کاشی۔ بہرحال اب بتاؤ کہ موجودہ صورت حال میں ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس بار میں ریکھا پر اپنی برتری ثابت کر دوں"۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"باس۔ آپ مجھے کچھ وقت دیں۔ میں نئے سرے سے کام شروع کرتی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میں پھر کوئی نہ کوئی کلیو حاصل کر لینے میں کامیاب ہو جاؤں گی"۔۔۔ کاشی نے کہا۔

"اب کسی کلیو کی کیا ضرورت ہے۔ کیوں نہ ہم اپنا ہیڈ کوارٹر میلانی میں قائم کر لیں۔ عمران بہرحال میلانی تو آئے گا ہی سہی"۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"باس۔ ہو سکتا ہے وہ ہمیں ڈاج دے جائے۔ ہم میلانی پہنچیں اور وہ یہاں دارالحکومت سے سیدھا سار تو چلا جائے۔ کیونکہ اب کم از کم اُسے یہ تو معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہمیں اس کے میلانی آنے کی خبر ہو گئی ہے"۔۔۔ کاشی نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن اب تم کس طرح کام کرو گی"۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"یہ آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔ میں زیادہ سے زیادہ کل تک پھر کوئی نہ کوئی کلیو حاصل کر لوں گی"۔۔۔ کاشی نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔ اور شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اوکے۔ بس یہ بات ذہن میں رکھنا کہ یہ عمران جس آدمی کا نام ہے۔ یہ دنیا کا سب سے چالاک۔ سب سے شاطر اور سب سے عیار آدمی ہے۔ یہ کہتا کچھ ہے اور کرتا کچھ ہے"۔۔۔ شاگل نے منہ

بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے اس کی فائل پڑھی ہے۔ آپ بے فکر رہیں"۔۔۔ کاشی نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر مڑ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکل گئی۔ شاگل کاشی کے جانے کے کافی دیر بعد تک خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ پیارے رام مکینکل ورکس"۔۔۔ ایک کاروباری سی آواز سنائی دی۔

"میں شاگل بول رہا ہوں۔ پیارے رام سے بات کراؤ"۔۔۔ شاگل نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"۔۔۔ دوسری طرف سے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز رسیور سے نکلی۔

"پیارے رام بول رہا ہوں جناب"۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"کوئی رپورٹ ملی ہے پاکیشیا سے"۔۔۔ شاگل نے اسی طرح تحکمانہ لہجے میں کہا۔ کیونکہ پیارے رام اس کا ماتحت تھا۔ اور اس کی ذمہ داری پاکیشیا میں کافرستانی ایجنٹوں کو ڈیل کرنا تھا۔ بظاہر اس نے ایک بڑی مکینکل ورکشاپ بنائی ہوئی تھی۔

"باس۔ کوئی واضح رپورٹ تو نہیں مل سکی۔ البتہ ایک ایجنٹ نے ایک مبہم سی رپورٹ دی ہے کہ علی عمران سیر و تفریح کی غرض

سے نایال گیا ہے۔ اکیلا۔ اس کے کاغذات پر مقصد سفر سیاحت د...
تھا" ___ پیارے رام نے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔
"کب گیا ہے۔ اور کیا اصل شکل وصورت میں گیا ہے یا میک
اپ میں" ___ شاگل نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔
"سر۔ ایجنٹ کے مطابق وہ آج صبح کی فلائٹ سے گیا ہے
اور اصل شکل اور اصل کاغذات کے ساتھ گیا ہے" ___ دوسری
طرف سے جواب دیا گیا۔
"اوہ۔ یہ انتہائی اہم اطلاع ہے" ___ شاگل نے کہا۔ اور
جلدی سے کریڈل دبا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع
کر دیئے۔
"یس۔ آکاش کلب" ___ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔
"جالکو سے بات کراؤ۔ میں کافرستان سے چیف ایس۔ ایس بول
رہا ہوں" ___ شاگل نے کہا۔
"یس۔ ہولڈ آن کریں" ___ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور
شاگل خاموش ہو گیا۔ جالکو نایال کے دارالحکومت میں آکاش کلب کا
مالک تھا۔ اور کافرستان سیکرٹ سروس کا فارن ایجنٹ تھا۔
سیکرٹ سروس کا نایال میں کوڈ ایس۔ ایس استعمال ہوتا تھا۔
اور جالکو ایس۔ ایس۔ ون تھا۔
"ہیلو ___ ایس۔ ایس۔ ون" ___ چند لمحوں بعد ایک بھرائی
ہوئی آواز سنائی دی۔
"چیف۔ ایس۔ ایس سپیکنگ" ___ شاگل نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر" ___ دوسری طرف سے کہا گیا۔
"سنو۔ آج صبح کی فلائٹ سے پاکیشیا سے پاکیشیا سیکرٹ سروس
کا علی عمران اصل کاغذات کے ساتھ نایال پہنچا ہے۔ اس نے پہلے
یہاں کافرستان میں موجود اپنے ایجنٹوں کو دو روز بعد وہاں پہنچنے کا
آرڈر دیا تھا۔ اور اس سلسلے میں اس نے انہیں سرحدی کافرستانی
قصبے میلانی کے سارگان ہوٹل کے مینجر سے ملنے کے لئے کہا تھا۔ لیکن
پھر اُسے شاید اطلاع مل گئی کہ ہمیں اس کے پیغام کی خبر ہو گئی ہے۔
اس لئے وہ اکیلا وہاں پہنچا ہے۔ تم فوراً ایئر پورٹ سے معلومات
کر کے اُسے تلاش کرو اور اگر وہ نایالی سرحد میلانی کی طرف سے پار کرنے
کی کوشش کرے تو مجھے فوراً اطلاع دینا۔ اور سنو وہ انتہائی خطرناک
آدمی ہے۔ اس لئے تم نے صرف نگرانی کرنی ہے اور وہ بھی انتہائی
ہوشیاری سے۔ سمجھ گئے ہو" ___ شاگل نے کہا۔
"یس باس" ___ دوسری طرف سے کہا گیا اور شاگل نے اوکے
کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے
تاثرات نمایاں تھے۔

کافرستانی کے دارالحکومت کے ایک بڑے ہوٹل کے کمرے میں اس وقت صدیقی، چوہان اور نعمانی کافرستانی میک اپ میں بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔ وہ آج صبح ہی یہاں پہنچے تھے۔ تنویر ان کا انچارج تھا۔ ایئرپورٹ پر پہنچنے کے بعد وہ سب اپنے کاغذات سمیت سیدھے ایک چھوٹے سے ہوٹل میں پہنچے جہاں ان کے کمرے پہلے سے ریزرو تھے۔ اس وقت وہ پاکیشیائی سیاحوں کے روپ میں تھے۔ اور انہوں نے ایئرپورٹ سے نکلتے ہی اس بات کا اندازہ لگا لیا تھا کہ ان کی باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے۔ لیکن چونکہ وہ باقاعدہ ایک پلاننگ کے تحت آئے تھے۔ اس لئے انہیں اس نگرانی سے ذہنی طور پر کوئی الجھن نہ ہوئی تھی۔ ہوٹل میں پہنچنے کے بعد چند گھنٹوں تک تو وہ اس طرح اپنے کمروں میں آرام کرتے رہے جیسے سفر سے تھک گئے ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے اٹھ کر مقامی میک اپ کیا۔

باس تبدیل کئے۔ اور ضروری کاغذات جو پہلے ہی ان کے پاس تھے۔ اور کرنسی جیبوں میں ڈال کر وہ سب ایک ایک کر کے فائر اسکواڈ سیڑھیوں کے ذریعے اتر کر اس بڑے ہوٹل میں پہنچ گئے۔ اور یہاں انہوں نے نئے سرے سے ایک ایک کر کے کمرے بک کرائے۔ اور ہر شخص نے یہاں پہنچنے سے پہلے اس بات کا اطمینان کر لیا تھا کہ وہ نگرانی کرنے والوں کو جھٹک چکے ہیں۔ ویسے بھی نگرانی کرنے والے ان کے طویل آرام کی وجہ سے کچھ مطمئن سے ہو گئے تھے۔ اس لئے انہیں وہاں سے نکل آنے میں آسانی رہی تھی۔ ان کا وہ سامان اور کاغذات جن کی مدد سے وہ کافرستان میں داخل ہوئے تھے، ابھی تک ان کے کمروں میں موجود تھا۔ اور انہیں معلوم تھا کہ جب شام تک وہ کمروں سے باہر نہ نکلیں گے تو لازماً نگرانی کرنے والے چونکیں گے اور پھر جب انہیں ان کی اس طرح کی گمشدگی کا پتہ چلے گا تو پھر پورے دارالحکومت میں ان کی بھرپور انداز میں تلاش شروع ہو جائے گی۔ لیکن انہیں معلوم تھا کہ شام ہونے سے پہلے ہی وہ پلاننگ کے تحت دارالحکومت سے باہر نکل گئے ہوں گے۔ تنویر ان کا انچارج تھا۔ اور وہ پلاننگ کے تحت ایک بڑی جیپ کا بندوبست کرنے گیا ہوا تھا۔ عمران نے اس بار ایک نئی پلاننگ کی تھی۔ اس پلاننگ کے تحت تنویر کی سرکردگی میں سیکرٹ سروس کی ٹیم براہِ راست سارتو پہاڑی پر پہنچے گی۔ اور اس کا مشن پاور ایجنسی کا خاتمہ یا پھر حالات دیکھ کر پاور ایجنسی میں شمولیت تھی۔ جب کہ عمران باقی ٹیم کو لے کر ناپال کے راستے کافرستان کے پہاڑی

علاقوں میں داخل ہوگا۔ اور وہاں موجود کسی اہم ترین پہاڑی قبیلے میں شامل ہو کر وہ اس قبیلے کے ساتھ سارتو پہنچے گا۔ اور اس کے بعد دونوں ٹیمیں مل کر سارتو پہاڑی کا مشن مکمل کریں گے۔ تنویر کی عدم موجودگی میں وہ تینوں بیٹھے اس مشن کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ گائیگر کی مدد سے انہوں نے اس بات کی تسلی پہلے ہی کر لی تھی کہ کمرہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے۔

"تنویر کے لئے یہ انتہائی مشکل کام ہے۔ کہ وہ پاور ایجنسی میں بطور ورکر شامل ہو۔ اس نے یہی کوشش کرنی ہے کہ عمران کے پہنچنے سے پہلے سب کا خاتمہ بالخیر کر دے"۔۔۔ نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس کی فطرت ہی ایسی ہے۔ وہ ناک کی سیدھ میں کام کرنے کا عادی ہے اور میرا خیال ہے یہی صورت زیادہ بہتر بھی ہے۔ اس طرح ہر قسم کا خطرہ ختم ہو جائے گا"۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"نہیں۔ بلکہ اس سے حالات اور زیادہ پیچیدہ ہو جائیں گے پاور ایجنسی کے خاتمے کے ساتھ ہی حکومت کافرستان الرٹ ہو جائے گی۔ اور ہو سکتا ہے کہ وہ مکمل فوج ہی اس پہاڑی کی حفاظت کے لئے بھیج دے۔ ایسی صورت میں وہاں مشن مکمل کرنا تقریباً ناممکن ہو جائے گا"۔۔۔ چوہان نے کہا۔

"تمہاری بات بھی درست ہے۔ بہرحال تنویر آئے تو تب پتہ چلے گا کہ وہاں جا کر کیا صورت حال بنتی ہے"۔۔۔ نعمانی نے کہا۔ اور اسی لمحے دروازہ کھلا اور تنویر اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"کیا رہا"۔۔۔ نعمانی نے پوچھا۔ لدی

"نیچے جیپ موجود ہے۔ اس کے اندر اسلحہ بھی ہے اور میں تمام خصوصی اجازت نامے بھی حاصل کر لئے ہیں۔ ان اجازت ناموں کی رو سے ہمارا تعلق محکمہ معدنیات سے ہے۔ اور ہم ان پہاڑی علاقوں کے سروے کے لئے جا رہے ہیں۔ چلو اٹھو"۔۔۔ تنویر نے کہا۔ اور وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے اپنا خاص ٹائپ کا سامان جیبوں میں بھرا اور کمرے سے نکل کر لفٹ کے ذریعے ہال میں پہنچ گئے۔ تنویر نے کاؤنٹر پر کہہ دیا کہ وہ ایک ہفتے کے لئے سرکاری سروے پر جا رہے ہیں۔ اس لئے ایک ہفتے تک ان کے کمرے بند رہیں گے۔ چونکہ کرایہ وہ ایک ماہ کا ایڈوانس دے چکے تھے۔ اس لئے ظاہر ہے کاؤنٹر والوں کو اس پر کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ انہوں نے بہرحال تنویر کی دی ہوئی اطلاع نوٹ کر لی۔

اور وہ چاروں ہوٹل سے نکل کر پارکنگ میں موجود اس جیپ میں بیٹھ گئے۔ تنویر ڈرائیونگ سیٹ پر تھا جب کہ چوہان اس کی ساتھ والی سیٹ پر اور نعمانی اور صدیقی عقبی سیٹوں پر تھے۔ جیپ ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے نکلی اور تیزی سے سڑکوں پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی گئی۔ تقریباً دو گھنٹوں بعد وہ دارالحکومت کی آخری چوکی سے چیکنگ میں اوکے ہو کر باہر نکل آئے۔ اس پہاڑی سلسلے کا آغاز جس میں سارتو پہاڑی تھی۔ دارالحکومت سے تقریباً چار سو کلو میٹر کے فاصلے پر شروع ہوتا تھا۔ اس لئے چار سو کلو میٹر تک انہوں نے میدانی سفر کرنا تھا۔

علاقوں۔ اگر انہوں نے ہماری چیکنگ کی تو انہیں لازماً معلوم ہو جائے گا شامل افراد دارالحکومت سے باہر گئے ہیں"۔۔۔۔ چوہان نے کہا
"تم فکر نہ کرو۔ میرے پاس جو کاغذات ہیں انہیں وہ کسی طرح بھی نقلی قرار نہیں دے سکتے۔ اور چہروں پر میک اپ بھی سپیشل ہیں"
تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور چوہان نے سر تو ہلا دیا لیکن اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات بہرحال موجود تھے۔ تقریباً دو گھنٹوں تک مسلسل سفر کرنے کے بعد وہ ایک اور شہر کی حدود میں داخل ہوئے۔ اور نعمانی کے کہنے پر تنویر نے ایک ریستوران کے سامنے جیپ روک دی۔ وہ اب کھانا کھا کر اور چائے پی کر آگے جانا چاہتے تھے۔ کیونکہ اس کے بعد آئندہ راستے میں چھوٹے قصبے ہی تھے جہاں کھانا اچھا نہ مل سکتا تھا۔

ریستوران میں بیٹھ کر انہوں نے اطمینان سے کھانا کھایا۔ اور پھر چائے وغیرہ پینے کے بعد تنویر نے بل ادا کیا اور اٹھ کر باہر آ گئے۔ لیکن جیپ کے ساتھ کھڑے ہوئے دو پولیس افسروں کو دیکھ کر وہ سب چونک پڑے۔
"کیا بات ہے جناب۔ خیریت"۔۔۔۔ تنویر نے ایک پولیس آفیسر سے مخاطب ہو کر کہا۔
"اوہ۔ اس جیپ پر آپ سفر کر رہے ہیں"۔۔۔۔ اس پولیس آفیسر نے چونک کر تنویر اور دوسرے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اس کا لہجہ خاصا سخت تھا۔
"جی ہاں۔ کیوں۔ آپ کو کوئی اعتراض ہے"۔۔۔۔ تنویر نے قدرے

بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ کھڑے چوہان نے جلدی سے تنویر کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر دبا دیا۔ وہ تنویر کو تنبیہہ کر رہا تھا کہ وہ غصے سے کام نہ لے۔ کیونکہ وہ تنویر کی فطرت کو سمجھتا تھا کہ پولیس آفیسر کا سخت لہجہ اس کے لئے ناقابل برداشت ہوگا۔
"جی ہاں۔ ہمیں اعتراض ہے۔ ہمیں دارالحکومت سے اطلاع ملی ہے کہ ہم آپ کو اور آپ کی جیپ کو مکمل طور پر چیک کر کے انہیں رپورٹ دیں۔ اس کے بعد ہی آپ کو آگے سفر جاری رکھنے کی اجازت ملے گی۔ آپ کو ہیڈ کوارٹر جانا ہوگا"۔۔۔۔ اسی پولیس آفیسر نے پہلے سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا۔
"ٹھیک ہے جناب۔ آپ بے شک جس طرح چاہیں تسلی کر لیں۔ ہم آپ سے پورا پورا تعاون کریں گے۔ ہم قانون پسند شہری ہیں اور پولیس سے تعاون کرنا ہمارا فرض ہے"۔۔۔۔ اس بار چوہان نے کہا۔ اور پولیس آفیسر کا ستا ہوا چہرہ قدرے ڈھیلا پڑ گیا۔
"شکریہ۔ آپ ایسا کریں جیپ لے کر ہماری جیپ کے پیچھے آ جائیں۔ ہم کوشش کریں گے کہ آپ کو جلد از جلد فارغ کر دیں"۔۔۔۔ اس پولیس آفیسر نے کہا اور اپنے ساتھی کو اشارہ کرتے ہوئے وہ تیزی سے ایک طرف کھڑی پولیس جیپ کی طرف بڑھ گیا۔
"اس کے اندر اسلحہ ہے اور جیپ چیکنگ میں یہ اسلحہ سامنے آ جائے گا"۔۔۔۔ تنویر نے جیپ کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا۔
"کوئی بات نہیں تنویر۔ اسلحہ بیگ میں ہوگا۔ ہم راستے میں نماءشی

سے یہ بیگ کسی بھی محفوظ جگہ پر پھینک دیں گے۔ جہاں سے ہم واپسی
اسے اٹھا سکتے ہیں۔ لیکن ابھی پہاڑی سلسلے تک فاصلہ بے حد زیادہ
ہے اور ہم مشکوک ہو گئے تو پھر ہمیں آگے بڑھنے نہ دیا جائے گا۔"
چوہان نے کہا اور تنویر کا ستا ہوا چہرہ کھل اٹھا۔
" اوکے۔ عقبی طرف کی سیٹوں کے نیچے بڑا سا تھیلا پڑا ہے۔"
تنویر نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
" جیبوں میں جو اسلحہ ہو وہ بھی اس بیگ میں ڈال دو۔" ۔۔۔ چوہان
نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک ریوالور اور خنجر نکال کر
عقبی طرف بیٹھے نعمانی کی طرف بڑھا دیا جو سیٹ کے نیچے سے سیاہ
رنگ کا بڑا سا تھیلا باہر نکال چکا تھا۔ تنویر نے جیپ آگے بڑھا دی
تھی۔ اور تھوڑی دیر بعد ان کا سارا اسلحہ بیگ میں منتقل ہو چکا تھا۔
اور اب نعمانی کوئی مناسب جگہ دیکھ رہا تھا اور پھر اچانک انہیں وہ
مناسب جگہ نظر آ گئی۔ سڑک یہاں بائیں طرف کو گھومتی ہی دور کنارے
پر ایک کھنڈر سا ٹوٹا پھوٹا مکان تھا۔ پولیس جیپ جیسے ہی وہاں سے
آگے مڑی۔ تنویر نے جیپ کو بریک لگائے نعمانی نے تھیلے سمیت نیچے
چھلانگ لگائی اور اڑتا ہوا وہ اس کھنڈر کی ٹوٹی ہوئی دیوار کے اندر
داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس خالی ہاتھ آیا تو تنویر نے جیپ
آگے بڑھا دی۔ نعمانی جلدی سے جیپ پر چڑھ گیا۔ نعمانی جانتا تھا کہ
تھیلے میں انتہائی طاقتور اور حساس بم بھی موجود ہیں۔ اگر وہ جیپ کے
اندر سے ہی تھیلا دیوار کے عقب میں پھینک دیتا تو یقیناً یہ بم انتہائی
خوفناک دھماکوں سے پھٹ بھی سکتے تھے۔ جیپ تیزی سے موڑ کاٹ

کر آگے بڑھ گئی۔ اور اب ان سب کے چہروں پر مکمل اطمینان موجود تھا
تھوڑی دیر بعد وہ مقامی پولیس ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے۔ یہ ایک چھوٹی سی
عمارت تھی جس کے ایک کمرے میں انہیں پہنچا دیا گیا اور کمرے کا
دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد دروازہ کھلا۔
اور وہی پولیس آفیسر دو سپاہیوں کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ ان میں
سے ایک کے ہاتھ میں میک اپ واشر تھا۔
" آپ کا میک اپ چیک ہو گا" ۔۔۔ پولیس آفیسر نے کہا۔
" ٹھیک ہے۔ آپ پوری تسلی کر لیں" ۔۔۔ چوہان نے کہا کیونکہ
انہیں معلوم تھا کہ ان کے چہروں پر سپیشل میک اپ ہے جسے واش
کرنا اس عام سی مشین کے بس کا روگ بھی نہیں ہے۔ اور وہی ہوا۔
میک اپ واشر نے ان کے چہروں کے اصل ہونے کا اعلان کر دیا۔
" اوکے۔ آپ اپنے کاغذات مجھے دیں تاکہ میں دارالحکومت
سے ان کی تصدیق کرا لوں" ۔۔۔ آفیسر نے قدرے مایوسانہ لہجے
میں کہا۔ اور تنویر نے جیب سے ایک موٹا سا لفافہ نکال کر انتہائی
اطمینان سے پولیس آفیسر کی طرف بڑھا دیا۔ پولیس آفیسر نے لفافہ
اس کے ہاتھ سے لیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔
دونوں سپاہی پہلے ہی باہر جا چکے تھے۔ کاغذات کے دارالحکومت
سے چیکنگ کی بات سن کر نعمانی اور صدیقی قدرے بے چین سے
نظر آنے لگے تھے۔ لیکن تنویر نے انہیں مسکراتے ہوئے آنکھ دبا کر
مخصوص اشارہ کیا تو ان کے چہروں پر بھی اطمینان کی جھلکیاں ابھر
آئیں۔ وہ جان بوجھ کر یہاں اصل باتیں نہ کر رہے تھے کیونکہ انہیں

خطرہ تھا کہ اس کمرے میں یقیناً ڈکٹا فون ٹائپ آلات موجود ہوں گے اس لئے وہ بس ویسے ہی ہلکی پھلکی باتیں کرتے رہے۔

"نجانے اور کتنی دیر لگے گی۔ بہرحال پولیس کی تسلی ہونی چاہیئے"۔ چوہان نے کہا۔

"یہ لوگ سست بہت ہیں"۔۔۔ تنویر نے قدرے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور وہی پولیس آفیسر اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر معذرت کے تاثرات موجود تھے۔

"میں معافی چاہتا ہوں دوستو۔ آپ کے کاغذات بھی درست ہیں۔ چہرے بھی اصلی ہیں اور جیپ میں بھی کوئی قابل اعتراض چیز نہیں ہے۔ اس لئے آپ کو خواہ مخواہ تکلیف اٹھانی پڑی۔ اب آپ حضرات اپنا سفر جاری رکھ سکتے ہیں"۔۔۔ پولیس آفیسر نے لفافہ تنویر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں جناب۔ آپ کی تسلی ہو گئی۔ یہی ہمارے لئے کافی ہے"۔۔۔ چوہان نے کہا جب کہ تنویر لفافے میں سے کاغذات نکال کر ان کا جائزہ لے رہا تھا کہ وہ پورے بھی ہیں یا نہیں۔

"اصل میں دارالحکومت میں سیکرٹ سروس چار افراد کی شدت سے تلاش کر رہی ہے۔ جن کے قدوقامت آپ سے ملتے جلتے ہیں اس لئے جیسے ہی انہیں دارالحکومت کی آخری چوکی سے آپ کے جانے کی اطلاع ملی انہوں نے مجھے حکم دے دیا کہ میں تفصیلی چیکنگ کر کے انہیں رپورٹ دوں۔ آپ کی جیپ کا نمبر مجھے بتا دیا گیا تھا

اس لئے مجبوراً مجھے آپ حضرات کو روکنا پڑا"۔۔۔ پولیس آفیسر واقعی کافی شرمندہ نظر آ رہا تھا۔

"اوہ۔ پھر تو واقعی آپ کو بھی ہمارے ساتھ ہی زحمت ہوئی"۔۔۔ چوہان نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ اپنی جیپ میں بیٹھے مقامی پولیس کے ہیڈ کوارٹر سے باہر آ گئے۔ اس موڑ تک انہوں نے اپنی نگرانی کو اچھی طرح چیک کیا۔ لیکن جب نگرانی پر کسی کو نہ دیکھا تو تنویر نے اسی طرح موڑ مڑ کر جیپ روکی اور نعمانی اتر کر کھنڈر سے اسلحے کا تھیلا اٹھا کر واپس جیپ میں آ گیا۔ اور تنویر نے جیپ کی رفتار بڑھا دی۔ اب وہ سب پوری طرح مطمئن ہو گئے تھے۔ کہ اب انہیں آئندہ کسی جگہ بھی نہ چیک کیا جائے اور وہ اپنا مشن اطمینان سے مکمل کر سکیں گے۔ لیکن اس قصبے سے نکل کر وہ تقریباً سو کلومیٹر ہی آگے بڑھے ہوں گے کہ یک لخت انہیں اپنے سروں پر ایک ہیلی کاپٹر اڑنے کی آواز سنائی دی۔ اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر جیپ کے عین سائیڈ پر انتہائی نیچی پرواز کرنے لگا۔ چوہان نے سر باہر نکال کر دیکھا۔

"جیپ روک دو۔ فوراً۔ ورنہ جیپ پر میزائل فائر کر دیں گے"۔۔۔ ہیلی کاپٹر کے اوپن ڈور سے ایک بھاری چہرے والے آدمی نے جس کے ہاتھ میں میزائل گن تھی چیختے ہوئے کہا۔

"ہم جیپ روک رہے ہیں"۔۔۔ چوہان نے چیخ کر جواب دیا اور پھر اس نے سر اندر کر لیا۔

"کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔ اس لئے اب ہمیں جیپ چھوڑ کر اس ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنا ہو گا۔ جلدی کرو۔ اسلحہ لے لو۔ جلدی کرو۔"

چوہان نے تیز لہجے میں کہا۔ اور جب تک تنویر نے جیپ روکی۔ اسلحے کے تھیلے میں موجود تمام اسلحہ انتہائی برق رفتاری سے چوہان، صدیقی، نعمانی کی جیبوں میں منتقل ہو گیا۔ ایک مشین پسٹل چوہان نے تنویر کی جیب میں بھی ڈال دیا۔ اور دوسرے لمحے وہ سب اچھل کر جیپ سے باہر آ گئے۔ ہیلی کاپٹر اب بھی جیپ کے اوپر معلق کھڑا تھا۔

"جیپ سے ہٹ کر دور کھڑے ہو جاؤ۔ اور اپنے دونوں ہاتھ سروں پر رکھ لو۔ جلدی کرو۔ ورنہ فائر کھول دیا جائے گا"۔۔۔۔ اسی آدمی نے چیخ کر کہا اور چوہان کے اشارے پر وہ سب تیزی سے ایک طرف ہٹتے گئے۔ تنویر کا چہرہ اس وقت آگ کی طرح بھبھوکا ہو رہا تھا۔ اس کا بس چلتا تو اڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر پر چھلانگ لگا دیتا لیکن اپنے ساتھیوں کی وجہ سے وہ مجبور ہو گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر ان سے کچھ فاصلے پر اتر گیا۔ اور وہی بھاری چہرے والا نیچے اترا۔ اس کے ہاتھ میں وہی میزائل گن تھی۔ اور وہ بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔

"تم چاروں میری طرف پشت کر لو۔ اور سب اپنے دونوں ہاتھ پشت پر کر لو۔ جلدی کرو۔ ورنہ ابھی فائر کھول دوں گا"۔۔۔۔ اس نے قدرے قریب آ کر چیختے ہوئے کہا۔

"آخر اس کی وجہ۔ کیا ہم مجرم ہیں یا ڈاکو ہیں"۔۔۔۔ اچانک تنویر نے چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ آدمی کوئی جواب دیتا، تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی وہ آدمی چیخ مار کر

پیچھے الٹ گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی تنویر بجلی کے کوندے کی طرح دوڑتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف بھاگا۔ مگر اسی لمحے ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے اوپر کو اٹھتا گیا۔ اس کا انجن چونکہ بند نہ کیا گیا تھا۔ اس لئے پائلٹ نے جو ونڈو میں سے اپنے ساتھی کو گرتا دیکھ چکا تھا ہیلی کاپٹر کو ایک جھٹکے سے اوپر اٹھا دیا۔ لیکن تنویر نے ہیلی کاپٹر کے اٹھتے ہی یک لخت کسی پرندے کی طرح اونچی چھلانگ لگائی اور وہ ہیلی کاپٹر کے پیڈ پکڑنا چاہتا تھا۔ لیکن اس کے فضا میں اٹھے ہوئے دونوں ہاتھ پیڈز سے صرف چند انچ نیچے رہ گئے۔ اور وہ واپس منہ کے بل نیچے زمین پر گرا۔ مگر نیچے گرتے ہی اس نے قلابازی کھائی مگر اسی لمحے ایک خوف ناک دھماکہ ہوا اور اوپر کو اٹھ کر چکر کاٹ کر واپس آتے ہوئے ہیلی کاپٹر میں سے یک لخت شعلے نکلے اور پھر ایک اور خوف ناک دھماکے کے ساتھ ہیلی کاپٹر منہ کے بل زمین سے ٹکرایا۔ اور اس کے پرزے دور دور تک بکھر گئے۔ وہ آگ کے ایک بڑے شعلے میں تبدیل ہو چکا تھا۔ یہ کارنامہ نعمانی نے دکھایا تھا۔ اس نے اس مرنے والے کے ہاتھ سے نکل کر گرنے والی میزائل گن سے ہیلی کاپٹر پر میزائل فائر کر دیا تھا۔ اور یہ اس میزائل کا نتیجہ تھا کہ ہیلی کاپٹر خوف ناک آگ میں جل رہا تھا ورنہ نیچے کھلے میدان میں وہ آسانی سے ہیلی کاپٹر سے ہونے والی فائرنگ کا شکار بن سکتے تھے۔

"اس لاش کو بھی اٹھا کر آگ میں ڈال دو تاکہ بعد میں آنے والے یہی سمجھیں کہ ہیلی کاپٹر تباہ ہونے سے یہ مر گئے ہیں"۔۔۔۔ تنویر نے اٹھتے ہوئے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھیوں

نے بجلی کی سی تیزی سے زمین پر پڑی اس لاش کو ہاتھوں سے پکڑ کر اٹھایا اور دوڑ کر بھڑکتی ہوئی آگ کے الاؤ میں پھینک دیا۔ اور پھر سب تیزی سے جیپ کی طرف دوڑ پڑے کیونکہ کسی بھی لمحے سڑک پر کوئی کار وغیرہ آسکتی تھی۔ اور وہ اس سے پہلے وہاں سے دور نکل جانا چاہتے تھے۔ چونکہ یہ سڑک ویران پہاڑی سلسلے کی طرف جاتی تھی اس لئے پچھلے قصبے کے بعد یہاں ٹریفک تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی کسی وقت کوئی بس نظر آتی تھی۔ ورنہ سڑک سنسان ہی تھی۔ تنویر نے اس بار جیپ کو پوری رفتار سے چلانا شروع کر دیا۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ وہاں سے کافی دور نکل آئے۔

"آخر انہیں ہم پر کس بات پر شبہ ہوا ہوگا" ـــــ تنویر نے کہا

"کچھ تو ہوا ہے۔ بہرحال اب ہمیں فوری طور پر اس جیپ سے چھٹکارا پانا ہے اور کوئی پناہ گاہ ڈھونڈھنی ہے۔ ورنہ اس پورے علاقے کو پولیس کے ہیلی کاپٹروں اور جیپوں نے گھیر لینا ہے"۔ چوہان نے تیز لہجے میں کہا اور تنویر نے سر ہلا دیا۔

"میرے خیال میں ہمیں جیپ چھوڑ کر کسی بس پر سفر کرنا چاہیے" نعمانی نے کہا۔

"نہیں ـــــ وہ بس کے مسافروں کی بھی چیکنگ کریں گے۔ ہمیں حلیے بھی بدلنے ہوں گے۔ لباس بھی اور سواری بھی تب ہی ہم بچ سکتے ہیں" ـــــ تنویر نے کہا۔

"ارے وہ دیکھو۔ ادھر دور دھواں نکلتا نظر آرہا ہے۔ ضرور کوئی زرعی فارم ہوگا۔ ایسا کرو۔ جیپ سامنے والے

درختوں کے جھنڈ میں روک دو۔ اب ہمیں یہاں سے پیدل جانا ہوگا۔ ورنہ جیپ کے ٹائروں کے نشانات پر وہ سیدھے ہمارے پیچھے وہاں پہنچ جائیں گے" ـــــ چوہان نے کہا۔ اور تنویر نے سر ہلاتے ہوئے جیپ سڑک سے اتار کر درختوں کے اس جھنڈ کی طرف بڑھا دی۔

عمران نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ دیا اور پھر بیگ اٹھا کر وہ
اطمینان سے چلتا ہوا ناپال کے دارالحکومت کے سب سے بڑے
ہوٹل سبان کے گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ دوپہر کا وقت تھا۔ اس
لئے ہوٹل کا ہال لنچ کرنے والوں کی وجہ سے بھرا ہوا تھا۔ ایک طرف
وسیع و عریض کاؤنٹر تھا۔ جس پر چار ناپالی خوب صورت لڑکیاں کھڑی
آنے والوں کو اٹنڈ کر رہی تھیں۔ چونکہ کاؤنٹر پر کافی رش تھا۔ اس
لئے عمران ایک طرف بیگ رکھ کر اطمینان سے کھڑا ہو گیا۔
"یس سر۔ آپ فرمائیں" —— ایک لڑکی نے اس کی طرف متوجہ
ہوتے ہوئے کہا۔
"کیا یہاں ہوٹل میں ملازمت مقابلہ حسن جیتنے کے بعد ہی ملتی ہے"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور لڑکی اس کی بات سن کر چونک پڑی
"جی —— کیا فرمایا آپ نے۔ مقابلہ حسن" —— لڑکی شاید عمران

کے فقرے کا مطلب فوری طور پر سمجھ نہ سکی تھی۔
"جی ہاں۔ جس قدر آپ خوب صورت اور سمارٹ ہیں۔ مجھے تو یہی
محسوس ہوتا ہے کہ آپ گزشتہ کئی سالوں سے مقابلہ حسن جیت رہی ہوں
گی۔ بلکہ آپ نے یقیناً دو تین ہیٹ ٹرک تو کر ہی لئے ہوں گے" ——
عمران نے کہا اور اس بار لڑکی کا سانولا چہرہ اس طرح جگمگا اٹھا جیسے
کھال کے نیچے ہزاروں وولٹیج کا کوئی بلب اچانک جل اٹھا ہو۔
"اوہ اوہ۔ شکریہ —— آپ کا انداز واقعی منفرد ہے۔ فرمائیے
کیا خدمت کروں" —— لڑکی نے انتہائی تشکرانہ لہجے میں کہا۔
"خدمت اور آپ سے۔ میرا تو جی چاہ رہا ہے کہ بقیہ ساری عمر آپ
کی ہی خدمت کرتے گزار دوں" —— عمران نے ڈھیٹ عاشقوں کی
طرح کہا اور لڑکی کا چہرہ اور زیادہ جگمگا اٹھا۔ اس کی آنکھوں میں جیسے
قندیلیں سی جل اٹھی تھیں۔
"آپ —— آپ واقعی قدر شناس ہیں۔ میں آپ کی بے حد مشکور
ہوں" —— لڑکی سے شاید اور کوئی بات نہ بن سکی تھی۔
"جوہری ہوں جوہری۔ ایک نظر میں ہیرے کو پہچان لیتا ہوں۔
بہرحال کیا آپ بتا سکیں گی کہ سردیپ کہاں مل سکے گا۔ مجھے اس
سے فوری ملنا ہے" —— عمران نے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے
کہا۔
"سر —— سردیپ۔ مم۔ مگر......" لڑکی سردیپ کا نام سنتے
ہی بری طرح گڑبڑا گئی۔
"فکر مت کریں۔ درمیان میں آپ جیسی خوب صورت حسینہ کا نام نہ

آنے کا"۔۔۔ عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور لڑکی نے جلد
پیڈ پر قلم سے کچھ گھسیٹا اور عمران کی طرف بڑھا دیا۔
"میں آپ جیسے قدر شناس کی بس یہی خدمت کر سکتی ہوں"
لڑکی نے کہا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے کاغذ پر ایک نظر ڈ
اس پر ایک فون نمبر لکھا ہوا تھا۔
"شکریہ۔ پھر آپ سے تفصیلی ملاقات ہو گی"۔۔۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ اس نے لڑکی کے
ہاتھ سے چٹ نہ لی تھی۔ لڑکی نے جلدی سے چٹ کو مروڑا اور کا
اسے منہ میں ڈال کر وہ دوسری طرف متوجہ ہو گئی۔
عمران ہوٹل کے باہر برآمدے میں موجود پبلک فون بوتھ کی طرف
بڑھ گیا۔ فون بوتھ خالی پڑا ہوا تھا۔ اس نے جیب میں سے سکے نکا
اور فون پیس میں ڈال کر اس نے رسیور اٹھایا اور لڑکی کا لکھا ہو
نمبر ڈائل کر دیا۔
"یس"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک پھاڑ کھانے والی آواز
سنائی دی۔
"آہستہ بولو۔ کیا بات ہے۔ بہرے ہو۔ اس طرح چیخ رہے ہو"۔
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"کون۔۔۔ کون بول رہے ہو۔ کس میں یہ جرات پیدا ہو گئی ہے
کہ سردپ کو اس کے خاص نمبر پر فون بھی کرے اور اس سے یہ
توہین آمیز بات بھی کرے"۔۔۔ دوسری طرف سے حلق کے بل
چیختے ہوئے کہا گیا۔

"ہو گا۔ خاص نمبر کا ونڈو پر کھڑی لڑکیاں تک تو تمہارا نمبر جانتی ہیں
ورنہ تم اسے خاص بنائے پھر رہے ہو۔ اس سے تو بہتر ہے کہ تم اس
نمبر کے بورڈ چوکوں پر لگوا دو"۔۔۔ عمران نے اسی لہجے میں کہا۔
"تم ہو کون۔ جلدی بولو۔ کون ہو تم"۔۔۔ اس بار سردپ کا
لہجہ پہلے سے زیادہ سخت ہو گیا تھا۔
"اگر جلدی نہ بولوں تو پھر کیا ہو گا۔ کیا گاڑی نکل جائے گی تمہاری۔
ارے بھائی۔ آہستہ بولو۔ اطمینان سے بات کرو۔ مان لیا کہ تم یہاں
کے نامی گرامی غنڈے ہو۔ پورا نایال تمہارے نام سے تھر تھر کانپتا ہے۔
لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ تم اس طرح چیخ چیخ کر بات کرو۔ میں نے
تو سنا ہے کہ جو بڑے غنڈے ہوتے ہیں وہ بڑے ٹھنڈے مزاج
کے ہوتے ہیں اور چیخ چیخ کر بولنے والے تو صرف ڈھول کی طرح بجنا
جانتے ہیں اندر سے خالی ہوتے ہیں۔ بہرحال تعارف کرا دوں۔ کہ
میرا نام پرنس ہے۔ اور میں پاکیشیا سے تمہیں خاص طور پر ملنے آیا
ہوں۔ بولو کہاں آجاؤں"۔۔۔ عمران کی زبان چل پڑی۔
"پاکیشیا سے پرنس"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
"ہاں۔ اتفاق ہے کہ دونوں سے پہلے "پ" آتی ہے لیکن تمہارے
آخر میں "پ" ہے۔ بس یہی فرق ہے تم میں اور مجھ میں"۔۔۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"ہوں۔ کہاں سے فون کر رہے ہو"۔۔۔ اس بار قدرے ٹھہرے
ہوئے لہجے میں کہا گیا۔
"ہوٹل سبان کے برآمدے میں موجود پبلک فون بوتھ سے"۔۔۔

عمران نے کہا۔

"اوکے ۔تم وہیں ٹھہرو۔میرے آدمی آرہے ہیں تمہیں لینے۔ ان کے لئے سیاہ رنگ کی کار ہوگی"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اور پھر فون بوتھ سے نکل کر باہر برآمدے میں ایک ستون کے ساتھ لگ کر اطمینان سے کھڑا ہوگیا۔ اس نے ایک نئی پلاننگ کی تھی۔ پڑتال کرنے پر اُسے معلوم ہوا تھا کہ نایال کے دارالحکومت کا سب سے بڑا غنڈہ سردیپ اس کے قد وقامت کا آدمی ہے اس لئے عمران نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ وہاں جا کر سردیپ کا روپ دھارے گا اور پھر اس کے ساتھیوں میں سے اپنے ساتھیوں جیسے قد وقامت کے افراد کو چن کر ان کے میک اپ میں اپنے آدمیوں کو لے آئے گا۔ اس کے بعد مزید اقدام اٹھائے گا۔ کیونکہ سردیپ کا تعلق دراصل نایال اور کافرستان کے پہاڑی علاقوں میں بسنے والے پہاڑی قبائل میں سب سے بڑے اور طاقتور قبیلے جاتوک سے تھا۔ اس لئے وہ سردیپ جاتوکی کہلاتا تھا۔ اور اس کی غنڈہ گردی کی کامیابی کا راز بھی یہی تھا کہ اس نے اپنا پورا گروپ جاتوکی افراد سے تیار کیا ہوا تھا۔ جو لڑنے مرنے کے کام میں ماہر تھے۔ اور سردیپ کا جاتوک قبیلے میں بڑا اثر ورسوخ تھا۔ عمران نے گو اس سے پہلے ٹیم کے ساتھ نایالی سرحد پار کر کے جاتوک قبیلے میں جانے اور وہاں سے آگے سارتو پہاڑی کی طرف بڑھنے کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن عین روانگی سے

چند لمحے پہلے اُسے کافرستان سے ناٹران کی کال ملی کہ شاگل کو ان کے پروگرام کی اطلاع ہو چکی ہے۔ ناٹران نے بتایا تھا کہ ان کی فون کال ٹیپ کر لی گئی تھی۔ اور شاگل نے اپنا پورا گروپ میلانی بھجوا دیا ہے۔ اس پر عمران نے فوری طور پر پلاننگ میں ترمیم کر دی۔ سب سے پہلے تو اس نے میلانی کے ہوٹل سارگان کے منیجر آگوش کو جو اس کا دوست تھا فون کر کے کہہ دیا کہ وہ کچھ عرصے کے لئے زیر زمین چلا جائے اور پھر باقی ٹیم کو وہیں روک کر خود وہ اکیلا نایال آگیا تھا۔ گو اس نے سردیپ کے بارے میں معلومات ٹائیگر کی مدد سے حاصل کی تھیں۔ لیکن وہ ٹائیگر کو بھی ساتھ نہ لایا تھا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ سردیپ کا روپ دھارنا سب سے بنیادی مرحلہ ہے۔ اور یہاں اکیلا ہونے کی وجہ سے اُسے خاصی آسانی رہے گی۔ ٹائیگر نے ہی اُسے بتایا تھا کہ سردیپ جاتوکی خوبصورت عورتوں کا بڑا رسیا ہے۔ اس لئے اس کا خاص فون نمبر یا پتہ کسی حسین عورت سے ہی معلوم ہو سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ عمران نے جب کاؤنٹر پر اس خوبصورت لڑکی کو دیکھا جو اپنی باقی ساتھی لڑکیوں سے واقعی کئی گنا زیادہ حسین اور سمارٹ تھی تو اس نے جان بوجھ کر ایسی باتیں کیں کہ اگر یہ لڑکی سردیپ کے متعلق کچھ جانتی ہوگی تو لازماً بتا دے گی اور اس کا اندازہ درست نکلا۔ لڑکی سے اُسے سردیپ کا فون نمبر مل گیا تھا۔ اس نے سردیپ سے بھی یہ ساری باتیں اسی نفسیات کی بنا پر کی تھیں کہ اب سردیپ اس سے خود

ملنے کے لئے بے چین ہو گا ۔ ورنہ بچانے اُسے سردیپ تک
کے لئے کتنے مراحل طے کرنے پڑتے کیونکہ اس ٹائپ کے
غنڈے صرف اپنا رعب داب قائم رکھنے کے لئے اپنے ارد گرد
کئی حصار قائم کئے رکھتے ہیں ۔

اُسے وہاں کھڑے دس منٹ ہی گزرے ہوں گے ۔ کہ
ایک سیاہ رنگ کی لمبی سی نئے ماڈل کی کار برآمدے کے
سامنے آکر رکی اور اس میں سے ایک مضبوط جسم کا آدمی نکل
کر اس کی طرف بڑھا ۔

" تم پرنس ہو " ۔۔۔ اس آدمی نے اس انداز میں کہا جیسے
اس نے بات کرنے کی بجائے عمران کے سر پر لٹھ مار دیا ہو ۔ مگر
دوسرے لمحے وہ بُری طرح چیختا ہوا اچھل کر دو قدم دور جا گرا ۔

" خبردار آئندہ ایسے توہین آمیز انداز میں مجھ سے بات کی
تو گولی سے اڑا دوں گا " ۔۔۔ عمران نے اس قدر سرد لہجے میں
کہا کہ نیچے گر کر تیزی سے اٹھنے اور جیب سے ریوالور نکالنے
کی کوشش کرنے والا وہ آدمی یک لخت ٹھٹھک کر رک گیا ۔
عمران کے ہاتھ میں ریوالور کی جھلک بھی اُسے نظر آ رہی تھی ۔

" تم ۔۔۔ تم نے ساہاٹی کو تھپڑ مارا ہے ۔ ساہاٹی کو " ۔۔۔
اس آدمی نے بُری طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا ۔

" تم ساہاٹی ہو یا سیٹی ۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے سمجھے
ابھی میں نے صرف تھپڑ اس لئے مارا ہے کہ تم سردیپ کے آدمی
ہو ۔ ورنہ میں تھپڑ مارنے کی بجائے گولی مار دینے کا قائل ہوں

سمجھے " ۔۔۔ عمران کا لہجہ اُسی طرح سرد تھا ۔

" میں تمہیں بخشوں گا نہیں ۔ بہرحال چلو باس نے تمہیں بلایا
ہے " ۔۔۔ ساہاٹی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا ۔ اور کار کی طرف
بڑھ گیا ۔ وہ شاید اکیلا آیا تھا ۔ کیونکہ اس دوران کار میں سے
اور کوئی باہر نہ آیا تھا ۔

عمران نے اطمینان سے کار کا عقبی دروازہ کھولا اور پچھلی
نشست پر دھنستا گیا ۔ ساہاٹی سٹیئرنگ پر بیٹھا اور پھر اس
نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی ۔ چند لمحوں بعد کار ہوٹل
کے کمپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر آندھی اور طوفان کی طرح اڑتی ہوئی
آگے بڑھنے لگی ۔ ساہاٹی شاید عمران کا غصہ کار پر نکال رہا تھا ۔
لیکن عمران اس طرح اطمینان سے نشست سے سر ٹکائے بیٹھا
ہوا تھا جیسے تیز رفتاری سے باقاعدہ لطف اندوز ہو رہا ہو ۔
مختلف سڑکوں پر گھومنے کے بعد کار ایک کلب کے گیٹ میں
داخل ہوئی اور پھر کلب کے سامنے سے گزر کر اس کے عقبی طرف جا کر
ایک دھچکے سے رک گئی ۔ اور عمران ساہاٹی سے پہلے دروازہ کھول
کر نیچے اتر آیا ۔ عقبی طرف ایک چھوٹا سا دروازہ نظر آ رہا تھا ۔

" میرے پیچھے آؤ " ۔۔۔ ساہاٹی نے کار سے نیچے اتر کر اس
دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتا اس کے
پیچھے چل پڑا ۔ دروازے کی دوسری طرف ایک طویل اور بند
راہداری تھی جس کے اختتام پر ایک چھوٹا سا کمرہ تھا ۔ اس کمرے
میں پہنچ کر ساہاٹی نے دروازہ بند کیا اور سائیڈ پر موجود سوئچ

پینل میں سے ایک بٹن دبایا تو کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔
چند لمحوں بعد جب کمرے کی حرکت رکی تو ساہاٹی نے دروازہ کھولا
اور وہ ایک چھوٹی سی راہداری سے گزر کر ایک بڑے ہال نما
کمرے میں پہنچ گئے۔ یہاں صوفوں کی دو قطاریں آمنے سامنے
موجود تھیں۔ جن میں سے ایک پر ایک آدمی نیلے رنگ کا سوٹ
پہنے اکڑا ہوا بیٹھا تھا۔ اس کے عقب میں پانچ مشین گنوں سے
مسلح آدمی بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہوئے تھے۔ لیکن اس
آدمی کو دیکھتے ہی عمران کے ہونٹ بھنچ گئے۔ کیونکہ ٹائیگر کی حاصل
کردہ اطلاع غلط ثابت ہو رہی تھی۔ اس شخص کا جسم عمران کی
نسبت خاصا بھاری تھا۔ اس لئے عمران کے لئے اس کا میک
اپ کرنا تقریباً ناممکن تھا۔

"باس۔ اس شخص نے مجھے برسر عام تھپڑ مارا ہے۔ میں آپ
کے حکم کی وجہ سے خاموش ہو گیا ہوں ورنہ میں وہیں اس کی
بوٹیاں نوچ ڈالتا"۔۔۔۔ ساہاٹی نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔
وہ بڑی زہریلی نظروں سے عمران کو بھی دیکھ رہا تھا جس کے
چہرے پر یک لخت معصومیت کے ایسے تاثرات ابھر آئے تھے
جیسے وہ ابھی ابھی کسی تہہ خانے سے نکل کر پہلی بار دنیا کو دیکھ
رہا ہو۔

"گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ آدمی جی دار ہے۔ حالانکہ شکل
سے تو یہ کوئی مچھر مار قسم کا آدمی لگتا ہے"۔۔۔۔ صوفے پر بیٹھے
ہوئے سروپ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کی تیز نظریں عمران

پر جمی ہوئی تھیں۔

"تمہاری بات درست ہے۔ اس لئے تو مچھر مار کہا گیا۔ اور تمہیں
کس نے یہ مشورہ دے رکھا ہے کہ تم مچھروں کو اپنا حفاظتی گارڈ بنا
لو"۔۔۔۔ عمران نے بڑے معصومانہ لہجے میں کہا۔ اور اطمینان
سے سروپ کے سامنے بالکل اسی کے انداز میں اکڑ کر بیٹھ
گیا۔

"ہونہہ۔۔۔۔ تم کوئی خاص قسم کی چیز لگتے ہو۔ شکل پر تو بچوں جیسی
معصومیت ہے۔ لیکن کرتوت احمقوں جیسے ہیں۔ ساہاٹی"۔۔۔۔
سروپ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور آخر میں عمران کے عقب
میں کھڑے ساہاٹی سے مخاطب ہو گیا۔

"یس باس"۔۔۔۔ ساہاٹی نے چونک کر کہا۔

"تم اپنا بدلہ لے سکتے ہو۔ لیکن ہتھیار استعمال نہ کرنا۔ میں معصوم
بچوں پر ہتھیار استعمال کرنے کے خلاف ہوں"۔۔۔۔ سروپ جاتوکی
نے بڑے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔

"شکریہ باس۔ میں ہاتھوں سے ہی اس کی ہڈیاں توڑ سکتا
ہوں"۔۔۔۔ ساہاٹی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ جب کہ عمران
اسی طرح اطمینان سے صوفے سے پشت لگائے اکڑا ہوا بیٹھا تھا
اس کا انداز ایسا تھا جیسے ساہاٹی اور سروپ کی گفتگو اس کی
بجائے کسی اور آدمی کے بارے میں ہو رہی ہو۔ دوسرے لمحے
اس کے عقب میں کھڑا ساہاٹی بجلی کی سی تیزی سے عمران پر
جھپٹا۔ لیکن عمران یک لخت کسی سپرنگ کی طرح اچھلا۔ اور اچھل کر

سائیڈ پر ہو گیا۔ اور اس پر جھپٹتا ہوا ساہاٹی عمران کے اچانک ہٹ جانے کی وجہ سے اپنے آپ کو نہ سنبھال سکا اور وہ آدھے دھڑ سے صوفے پر آگے کی طرف لٹک گیا۔ اسی لمحے عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور ایک ہاتھ سے اس نے ساہاٹی کی گردن پکڑ کر اسے زور سے نیچے کی طرف جھٹکا دیا تو ساہاٹی کا جسم قلابازی کھاتا ہوا سامنے کے صوفے پر گرا جب کہ اس کا اوپر والا جسم عمران کے صوفے پر اور نچلا دھڑ سامنے والے صوفے پر پہنچ چکا تھا۔ اور اس کا منہ اور سینہ اوپر کی طرف تھا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ ساہاٹی سنبھلتا عمران یک لخت فضا میں اچھلا اور دوسرے لمحے اس کی ایک لات ساہاٹی کی گردن اور ٹھوڑی کے ساتھ اور دوسری لات دوسرے صوفے پر اکٹھی جڑی ہوئی پنڈلیوں کے اوپر پہنچ گئی اور عمران نے اپنے جسم کو بیک وقت دونوں اطراف میں دبایا تو ساہاٹی کے حلق سے کربناک چیخیں نکلنے لگیں۔ عمران نے صرف دو جھٹکے دیئے۔ اور اس کے بعد ایک بار پھر اچھل کر وہ واپس اپنی جگہ پر بالکل اسی طرح معصومانہ انداز میں بیٹھ گیا۔ جیسے اس نے سرے سے کوئی حرکت ہی نہ کی ہو۔ اور ساہاٹی کا جسم بے جان ہو کر آہستہ آہستہ کھسکتا ہوا درمیانی خلا میں گرا اور بے حس و حرکت ہو گیا۔ اس کا چہرہ نیلا پڑ گیا تھا۔ اور آنکھیں اوپر کو چڑھ گئی تھیں۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ سروپ سمیت اس ہال نما کمرے میں موجود ہر شخص حیرت سے بت بنا اس عجیب و غریب شعبدے کو اس طرح دیکھ

رہا تھا جیسے انہیں یقین ہو کہ ابھی ساہاٹی نعرہ مار کر اٹھے گا اور عمران کو اٹھا کر نیچے فرش پر پٹخ دے گا۔ لیکن ظاہر ہے ساہاٹی بے چارہ تو اس قابل بھی نہ رہا تھا کہ معمولی سی حرکت بھی کر سکے۔

"ہاں تو سروپ جاکوتی صاحب۔ اور سناؤ کیسی چل رہی ہے تمہاری بدمعاشی۔ یار کچھ منہ سے بولو۔ پہلے تو بڑے چیخ چیخ کر بھونک اوہ سوری بول رہے تھے" ۔۔۔ عمران نے اچانک بڑے معصومانہ لہجے میں کہا تو سروپ اور اس کے ساتھی اس کی آواز سن کر اس طرح جھرجھری لے کر چونکے جیسے جادو ختم ہو جانے پر جادو کے زور پر بنے ہوئے مجسمے دوبارہ انسان بن گئے ہوں۔

"کک ۔۔۔ کک ۔۔۔ تم ۔۔۔ تم کیا چیز ہو۔ تم ......" ۔۔۔ سروپ کے منہ سے بے اختیار ٹوٹے ہوئے الفاظ نکلے۔

"میرا نام پرنس ہے۔ اور میرا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ کہو تو کسی کاغذ پر خوشخط لکھوا کر تمہارے گلے میں ڈال دوں" ۔۔۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم ۔۔۔ تم ۔۔۔ تمہاری یہ جرات" ۔۔۔ سروپ نے یک لخت ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے جیب میں داخل ہوا تھا کہ یک لخت عمران اچھلا اور دوسرے لمحے سروپ بری طرح چیختا ہوا اڑ کر پیچھے کھڑے چار مشین گنوں سے مسلح افراد سے ٹکرایا اور وہ سب ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے فرش پر جا گرے۔ عمران نے واقعی انتہائی حیرت انگیز پھرتی سے سروپ جیسے بھاری بدن کے آدمی کو دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر اس کے ساتھیوں

پر دے مارا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے یک لخت صوفہ اٹھایا اور
ایک بار پھر سمروپ سمیت اس کے چاروں اٹھنے کی کوشش کرتے
ہوئے ساتھی صوفے کی ضرب کھا کر نیچے جا گرے۔ اور اس کے ساتھ عمران
نے بھی جمپ لگایا اور پھر اس کا جسم بالکل اس طرح حرکت میں آ گیا
جیسے کوئی لٹو پوری رفتار سے گھوم رہا ہو۔ اور کمرہ کربناک چیخوں سے
گونج اٹھا۔ سمروپ سمیت اس کے چاروں ساتھی عمران کے بوٹوں کی
زوردار ضربیں کھا کر دوسری چیخ مارنے کے قابل ہی نہ رہے تھے۔ عمران
نے جلدی سے ان کی ادھر ادھر بکھری ہوئی مشین گنیں اٹھا کر ایک
طرف کونے میں پھینکیں اور پھر کنپٹی پر زوردار ضرب کھا کر بے ہوش
پڑے سمروپ کو اٹھا کر اس نے ایک اور صوفے پر پٹخا اور اس کے
عقب میں کھڑے ہو کر اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔
چند لمحوں بعد سمروپ کے ڈھیلے پڑے ہوئے جسم میں ہلکی سی حرکت
محسوس ہونے لگی تو عمران نے اسے صوفے پر لٹا کر خود اطمینان سے
الٹا پڑا صوفہ اٹھا کر واپس اپنی جگہ پر رکھا اور خود سمروپ کے
سامنے جا کر بڑے معصومانہ انداز میں بیٹھ گیا۔ اسی لمحے سمروپ کی
آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور وہ ہلکی سی چیخ مار کر سیدھا ہو کر
بیٹھ گیا۔

"بس اتنی ورزش کافی ہے۔ اب اطمینان سے بیٹھ کر میری بات
سنو"۔۔۔ عمران نے بڑے معصومانہ لہجے میں کہا اور سمروپ ایک
جھٹکے سے اٹھا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اپنے ساتھیوں کی
طرف مڑا جو فرش پر آڑے ترچھے بے ہوش پڑے ہوئے تھے عمران

اسی طرح اطمینان سے بیٹھا رہا۔ جب کہ سمروپ چند لمحوں تک اسی
طرح مڑے ہوئے انداز میں اپنے ساتھیوں کو دیکھتا رہا پھر وہ اس
طرح آہستہ آہستہ عمران کی طرف مڑا جیسے بجلی کی وولٹیج میں یک لخت
کمی آ جانے کی وجہ سے بجلی سے چلنے والے کھلونوں کی رفتار سست
پڑ جاتی ہے۔ اس کے چہرے پر اب حیرت کے ساتھ ساتھ مرعوبیت
کے آثار نمایاں تھے۔

"میں نے تمہارے ساتھیوں کو صرف بے ہوش کیا ہے۔ اس لئے
کہ فی الحال میری تمہارے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے۔ ورنہ یہاں ان
کی ٹوٹی ہوئی گردنوں والی لاشیں پڑی ہوتیں"۔۔۔ عمران نے اس
طرح دوستانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا جیسے اس نے سمروپ
پر کوئی بہت بڑا احسان کر دیا ہو۔

"تم۔۔۔ تم۔۔۔ تم کہیں پاکیشیا کے علی عمران تو نہیں ہو"۔۔۔
یک لخت سمروپ کے منہ سے الفاظ نکلے اور اس بار عمران حیرت
سے اچھل پڑا۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ سمروپ اس طرح اچانک
اس کا نام لے دے گا۔

"تم علی عمران کو جانتے ہو"۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کاش جانتا ہوتا۔ بہرحال میں نے اس کے متعلق اتنا سن رکھا
ہے کہ وہ مارشل آرٹ کا جادوگر ہے۔ اور تم نے بالکل جادوگروں
والا کام کیا ہے۔ ورنہ میں اور میرے ساتھی کبھی اس طرح بے بس
نہیں ہوئے"۔۔۔ سمروپ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"کس سے سنا تھا تم نے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا میں میرا ایک دوست تھا۔ ریالٹو۔ اس کا دوست ایک
شخص ٹائیگر تھا اور ٹائیگر اس علی عمران سے واقف ہے۔ اس ٹائیگر نے
ریالٹو کو اس علی عمران کے اس قدر کارنامے بتائے کہ وہ ریالٹو اسے
جادوگر کہا کرتا تھا۔ اور اس ریالٹو نے ہی مجھے اس علی عمران کے بارے
میں تفصیل سے بتایا تھا۔ میں پچھلے سال پاکیشیا گیا بھی تھا تاکہ ریالٹو
کے دوست کی مدد سے اس عمران سے مل سکوں لیکن وہاں جا کر پتہ
چلا کہ ریالٹو ایک حادثے میں مر گیا ہے۔ اس پر مجھے اتنا افسوس ہوا
کہ میں اس ٹائیگر سے بھی ملے بغیر واپس آگیا۔ اور پھر وہاں جانا نہ
ہو سکا"۔۔۔ سردپ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ایک سال پہلے شاید تمہارا جسم اس قدر بھاری نہ تھا"۔۔۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس وقت میں فیلڈ میں خود بھی کام کرتا تھا۔ لیکن اب مجھے
فیلڈ میں کام کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ اس لئے بیٹھے بیٹھے بھاری ہو
گیا ہوں۔ لیکن تم کیوں یہ بات پوچھ رہے ہو"۔۔۔ سردپ نے چونک
کر پوچھا۔

"اس لئے کہ تمہارے اس بھاری بدن نے تمہاری زندگی بچا لی ہے۔
ورنہ میں یہاں آیا اسی ارادے سے تھا کہ تمہیں ختم کر کے تمہاری جگہ خود
سردپ بن جاؤں۔ ویسے تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے کہ میرا نام
ہی علی عمران ہے۔ لیکن مجھے تو جادوگری وغیرہ بالکل آتی ہی نہیں"۔۔۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ تم علی عمران ہو۔ اوہ۔ پھر تو واقعی میرا اور میرے ساتھیوں

کا بھی حشر ہونا چاہئے تھا۔ لیکن مجھے کیوں مارنا چاہتے تھے۔ میری تمہاری
کیا دشمنی ہے۔ میں تو تمہارا پرستار ہوں"۔۔۔ سردپ نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔ وہ اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھ رہا تھا
جیسے اس کے سامنے انسان کی بجائے کوئی مافوق الفطرت مخلوق بیٹھی
ہوئی ہو۔

"دشمنی تو واقعی کوئی نہیں ہے۔ البتہ ضرورت ضرور ہے۔ اور تمہیں
معلوم ہے کہ ضرورت پوری کرنے کے لئے اگر گدھے کو باپ بنایا جا
سکتا ہے تو تمہیں بھی مارا جا سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

"اوہ اوہ۔ تم بتاؤ۔ کیسی ضرورت۔ میرے پاس بے پناہ دولت ہے۔
میں سب تمہیں دے سکتا ہوں۔ پہلے تو میں نے صرف تمہارے متعلق
سنا تھا۔ لیکن اب میں نے آنکھوں سے تمہاری جادوگری دیکھ لی ہے۔
اب تم میرے ہیرو ہو"۔۔۔ کوہستانی فطرت کے سردپ نے انتہائی
پرخلوص لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"اگر تم مجھے جادوگر تسلیم کرتے ہو تو جادوگروں کے پاس تو خزانے
ہوتے ہیں۔ بہرحال مجھے رقم کی ضرورت نہیں ہے یہ بات ذہن سے
نکال دو۔ تم مجھے اتنا بتا دو کہ اگر تمہیں کافرستان کے مفاد کے
لئے استعمال کیا جائے تو کیا تم وہ کام کر سکتے ہو"۔۔۔ عمران
نے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کافرستان۔ کیا مطلب۔ تمہارا تعلق تو پاکیشیا سے ہے۔
پھر تم......" سردپ نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے۔ میں ڈبل ایجنٹ ہوں" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم جو کچھ بھی ہو مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے لیکن میں پہاڑی آدمی ہوں۔ پہاڑ کی طرح صاف اور سیدھا۔ میں کافرستان کے مفاد میں کوئی کام نہ کروں گا۔ کافرستان کی بُری نظریں ہر بار ناپال پر پڑتی رہتی ہیں اور وہ ناپال کو ہضم کرنا چاہتا ہے۔ مجھے کافرستان سے شدید نفرت ہے" ۔۔۔۔ سروپ نے جو اس دوران صوفے پر بیٹھ گیا تھا انتہائی کھرے لہجے میں کہا۔

"حالانکہ تمہارا قبیلہ جاتوک کافرستانی علاقے میں رہتا ہے۔ اس لئے کافرستانی ہے" ۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہم پہاڑوں کے بیٹے ہیں۔ ہم کسی ملک کے ماتحت نہیں ہیں۔ یہ ماتحتی وغیرہ قبیلے کے سرداروں میں ہوگی۔ ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے" ۔۔۔۔ سروپ نے بھی منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"سنو۔ کافرستان نے سارتو پہاڑی پر ایک لیبارٹری قائم کی ہے۔ جس میں وہ ایسے ہتھیار بنا رہا ہے۔ جس کی مدد سے وہ جس وقت چاہے پاکیشیا اور ناپال سمیت باقی تمام ہمسایہ ملکوں کو تباہ و برباد کر سکتا ہے۔ لاکھوں افراد کو تہہ تیغ کر سکتا ہے۔ بے گناہ شہریوں اور معصوم بچوں کے خون سے ہولی کھیل سکتا ہے۔ اور میں تمہارے قبیلے کی آڑ میں اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچ کر اس لیبارٹری کو تباہ کرنا چاہتا ہوں۔ بولو کیا تم اس معاملے میں کوئی مدد کر سکتے ہو" ۔۔۔۔ عمران نے اس بار صاف اور سیدھی بات کی۔

"میں تو تیار ہوں۔ لیکن میرا قبیلہ اس معاملے میں نہ آئے گا۔ کیونکہ ان کے مفادات بہرحال کافرستان سے متعلق ہیں اور قبیلے کا سردار تو کافرستانی حکومت کا خاص آدمی ہے۔ وہ میرا سگا چچا ہے۔ اور اس نے میرے باپ کو ہلاک کر کے سرداری پر زبردستی قبضہ کیا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں وہاں سے اپنے چند ساتھیوں سمیت فرار ہو کر یہاں ناپال میں آ بسا ہوا ہوں" ۔۔۔۔ سروپ نے بھی صاف لفظوں میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اگر میں تمہارے چچا سے سرداری لے کر تمہارے حوالے کر دوں تو......" عمران نے کہا۔

"نہیں۔ ایسا ناممکن ہے۔ سارا قبیلہ اب میرے چچا کا حمایتی بن چکا ہے۔ اس نے انہیں کافرستانی حکومت سے بے پناہ سہولتیں لے کر دی ہوئی ہیں جبکہ میرا باپ کافرستان کے خلاف تھا۔ وہ ناپال سے ملنا چاہتا تھا۔ اور شاید یہی وجہ ہے کہ حکومت کافرستان نے میرے چچا کو اپنے ساتھ ملا کر میرے باپ کو ہلاک کرا دیا تھا۔ بہرحال اب قبیلہ مکمل طور پر اس کا حمایتی ہے" ۔۔۔۔ سروپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ تمہاری ان صاف باتوں کا شکریہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میری یہ پلاننگ اب قابل عمل نہیں رہی۔ ٹھیک ہے۔ میں کوئی اور پلاننگ تیار کر لوں گا۔ مجھے اب اجازت" ۔۔۔۔ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ تم اس طرح واپس نہیں جا سکتے۔ آؤ میرے ساتھ میں

تمہیں اپنے ایک خاص آدمی سے ملواتا ہوں۔ وہ ان پہاڑی علاقوں کا
کیڑا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ تمہیں کوئی ایسی ترکیب بتا دے جس سے تمہارا
کام ہو سکے"۔۔۔۔ سروپ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ دراصل کافرستانی ایجنٹ ہو اور
نتیجہ یہ کہ ہم پہلے قدم پر ہی دھر لیے جائیں"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔

"نہیں شاکو ایسا نہیں ہے۔ وہ انتہائی کھرا اور صاف آدمی ہے
اور کافرستانیوں سے تو اسے شدید نفرت ہے۔ کیونکہ کافرستانی
فوج کے ایک افسر نے جو وہاں پہاڑی علاقوں میں کیمپ لگائے ہوئے
تھا۔ ایک رات اس کی بیوی کو زبردستی پکڑ کر اس سے منہ کالا کیا۔
اور اس عورت نے غیرت میں آکر ایک چٹان سے چھلانگ لگا کر اپنے
آپ کو موت کے حوالے کر دیا تھا۔ اس شاکو کو جب پتہ چلا تو اس
نے مردوں کی طرح فوجی سپاہیوں سے بھرے ہوئے اس کیمپ
میں داخل ہو کر اس افسر کے ٹکڑے اڑا دیئے۔ اور پھر روپوش ہو
گیا۔ فوج نے اسے تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن وہ پہاڑوں
میں اسے تلاش نہ کر سکی اور پھر شاکو میرے پاس آگیا"۔۔۔۔
سروپ نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ ملاؤ اس سے"۔۔۔۔ عمران نے ایک طویل سانس
لیتے ہوئے کہا۔

"آؤ میرے ساتھ۔ اوپر دفتر میں بیٹھتے ہیں"۔۔۔۔ سروپ نے
کہا اور پھر وہ عمران کو ساتھ لے کر دوبارہ اس لفٹ میں آیا اور

اس بار لفٹ کافی اوپر جا کر رکی۔ سروپ نے آتے ہوئے مڑ کر بھی وہاں
ہال نما کمرے میں بے ہوش پڑے ہوئے ساتھیوں کی طرف نہ دیکھا
تھا جیسے انہیں اس کی ذرا برابر بھی پرواہ نہ ہو۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئے۔
جہاں ایک بڑی میز اور اس کے پیچھے اونچی نشست کی کرسی موجود تھی۔
اور سامنے دو قطاروں میں صوفے رکھے ہوئے تھے۔ میز پر ایک سرخ
رنگ کا ٹیلی فون اور ایک انٹرکام پڑا ہوا تھا۔ فرش پر قالین اور
دروازے پر قیمتی پردے پڑے ہوئے تھے۔

"یہ تمہارا دفتر ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ بہت سے دفتروں میں سے ایک ہے۔ میں خفیہ رہتا ہوں
کیونکہ اس طرح میرے آدمیوں پر میری دہشت اور رعب قائم رہتا
ہے"۔۔۔۔ سروپ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے
ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر
دیئے۔

"یس۔۔۔ ڈجام گیم کلب"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک
سخت سی آواز سنائی دی۔

"بلیک چیف سپیکنگ"۔۔۔۔ سروپ نے انتہائی سخت لہجے
میں کہا۔

"اوہ اوہ۔ یس سر حکم سر"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے
والے کا لہجہ یک لخت بھیک مانگنے والوں جیسا ہو گیا۔ اور عمران
نے اس طرح سر ہلایا جیسے وہ سمجھ گیا ہو۔ کہ سروپ کا واقعی رعب

دبدبہ قائم ہے۔

"شاکو بولو۔ دس منٹ میں آجائے فوراً"۔۔۔ سروپ نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ ایک طرف دیوار میں نصب الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے شراب کی دو بوتلیں نکال کر وہ عمران کی طرف مڑا۔

"یہ نابال کی سب سے قیمتی شراب ہے عمران صاحب"۔ سروپ نے کہا۔

"میں شراب نہیں پیا کرتا۔ کیونکہ جادوگری میں میرے استاد نے مجھ سے حلف لیا تھا کہ جیسے ہی میں نے شراب کو منہ لگایا میری ساری جادوگری ناک کے راستے نکل جائے گی"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ کمال ہے۔ کہ تم اس قدر جاندار لڑاکے ہو اور شراب نہیں پیتے۔ حالانکہ میرا خیال ہے کہ جو شراب نہیں پیتا وہ لڑ ہی نہیں سکتا"۔۔۔ سروپ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم سے کس نے کہا ہے کہ میں لڑاکا ہوں۔ بھائی میں تو انتہائی مرنجاں مرنج قسم کا آدمی ہوں۔ یقین نہ آئے تو چل کر میرے باورچی آغا سلیمان پاشا سے پوچھ لو۔ وہ مجھ سے اس بات پر لڑتا رہتا ہے کہ میں قرض خواہوں کے سامنے بھیگی بلی بن کر کیوں کھڑا ہو جاتا ہوں"۔ عمران کی زبان چل پڑی اور سروپ نے زوردار قہقہہ لگایا۔

"تم واقعی دنیا کے حیرت انگیز ترین انسان ہو۔ میں اگر اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتا شاید دس بار مر کر بھی یقین نہ کرتا۔ کہ تمہارے اندر

اس قدر چستی، پھرتی اور مہارت ہے کہ تم نے پلک جھپکنے میں مجھ سمیت میرے پانچ آدمیوں کو بےکار کر دیا ہے۔ حالانکہ ان میں سے ہر ایک نابال کا ماہر ترین لڑاکا ہے۔ اور اچھے اچھے لڑاکے ان کے سامنے سر اٹھانے کی جرات نہیں کر سکتے"۔۔۔ سروپ نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ وہ لڑاکے تھے۔ اوہ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا میں وہاں سے جان بچا کر بھاگ آتا۔ میں سمجھا مچھر ہیں اور مچھر مارنے میں تو مجھے مہارت حاصل ہے۔ تم خود ہی تو بتا رہے تھے کہ میں شکل سے مچھر مار ہی لگتا ہوں"۔۔۔ عمران نے کہا اور سروپ اس بار شرمندہ سے انداز میں ہنس پڑا۔

"میں واقعی تمہیں نہ جانتا تھا۔ اگر تم پہلے اپنا تعارف کرا دیتے تو میں تمہارا استقبال خود ہی ہوٹل میں آ کر کرتا۔ ارے ہاں تم نے میرا خاص نمبر کہاں سے حاصل کر لیا تھا"۔۔۔ سروپ نے شراب کی بوتل منہ سے لگا کر ایک لمبا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"ایک لڑکی سے۔ مجھے ٹائیگر نے بتایا تھا کہ نابال کی کسی بھی خوب صورت لڑکی سے تمہارا نمبر پوچھا جا سکتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور سروپ ایک بار پھر شرمندہ سے انداز میں ہنس پڑا۔

اسی لمحے دروازے پر آہستہ سے دستک ہوئی۔

"یس۔۔۔ کم ان"۔۔۔ سروپ نے چونک کر تیز لہجے میں

کہا۔ اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا اور مضبوط بدن کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ وہ شکل سے ہی پہاڑی لگ رہا تھا۔

"باس آپ نے یاد فرمایا ہے" ۔۔۔ آنے والے نے اندر آکر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بیٹھو شاکو۔ آج تمہاری ضرورت پڑ گئی ہے" ۔۔۔ سردپ نے مسکراتے ہوئے کہا اور شاکو کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار ابھر آئے۔ شاید اس نے پہلی بار سردپ کو اس طرح مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہ مؤدبانہ انداز میں صوفے کے کنارے پر ٹک گیا۔

"اطمینان سے بیٹھو۔ میں نے تمہیں آج یہ عزت بخش دی ہے کہ تم میرے سامنے بیٹھ سکو" ۔۔۔ سردپ نے بوتل میں موجود شراب کے آخری گھونٹ حلق میں انڈیلتے ہوئے بوتل کو ایک طرف لاپرواہی سے پھینکتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کا شکر گزار ہوں باس" ۔۔۔ شاکو نے جواب دیا۔

"سنو۔ یہ میرے دوست بھی ہیں اور میرے ہیرو بھی۔ ان کا نام علی عمران ہے اور ان کا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ یہ کافرستان کے خلاف ایک اہم مہم میں تمہاری مدد چاہتے ہیں۔ بولو کام کرو گے کافرستان کے خلاف" ۔۔۔ سردپ نے تیز لہجے میں کہا۔

"کافرستان کے خلاف۔ باس۔ دل و جان سے کام کروں گا" ۔۔۔ شاکو نے ایسے لہجے میں کہا کہ عمران کو اس کے خلوص کا یقین آگیا۔

"شاکو۔ کافرستان سارتو پہاڑی کی چوٹی پر بنائی گئی ایک لیبارٹری میں ایسا ہتھیار تیار کر رہا ہے جس سے وہ پاکیشیا، ناپال اور ایسے ہی دوسرے ملکوں کو آسانی سے تباہ و برباد کر سکتا ہے اور ہم نے اس لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے۔ اس لیبارٹری کے گرد اس نے حفاظتی جال بچھایا ہوا ہے۔ وہاں اس کے تربیت یافتہ افراد بھی موجود ہیں" ۔۔۔ عمران نے شاکو سے براہ راست بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ اکیلے وہاں جائیں گے" ۔۔۔ شاکو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میرے ساتھ میرے چار یا پانچ ساتھی بھی ہوں گے۔ دراصل میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ وہاں پہنچنے تک کسی کو ہماری آمد کی اطلاع نہ ہو سکے۔ اس لئے پہلے میرا خیال تھا کہ جاتوک قبیلے کے آدمیوں کے روپ میں وہاں جاؤں۔ لیکن سردپ نے مجھے بتایا ہے کہ جاتوک قبیلہ اور اس کا سردار کافرستان کے حامی ہیں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ وہ سب کافرستانی بن چکے ہیں بے غیرت۔ لیکن اگر آپ سارتو پہاڑی تک پہنچنا چاہتے ہیں تو یہ تو کوئی مشکل بات نہیں۔ میں آپ کو وہاں تک ایسے ایسے راستوں سے لے جاؤں گا کہ ہوا میں اڑنے والے پرندے بھی آپ کی وہاں موجودگی سے واقف نہ ہو سکیں گے" ۔۔۔ شاکو نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔ اور

عمران کا چہرہ کھل اٹھا۔

"تم پڑھے ہوئے ہو۔ نقشہ سمجھ لیتے ہو"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں سردار۔ میں یہاں آنے سے پہلے کافرستان کے ایک محکمے میں کام کرتا تھا۔ پھر اس بے غیرت فوجی نے میری معصوم بیوی کی عزت پر ہاتھ ڈالا اور میں نے اس کی بوٹیاں اڑا دیں۔ اور پھر میں ان بے غیرتوں کی نوکری چھوڑ کر سردار سردپ کے قدموں میں آ گیا ہوں۔ سردار سردپ غیرت مند اور مرد ہے"۔۔۔ شاکو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیب سے ایک نقشہ نکالا اور اسے میز پر پھیلا دیا۔

"اب مجھے بتاؤ کہ تم کس کس راستے سے ہمیں لے جانا چاہتے ہو۔ پوری تفصیل سے بتانا کیونکہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں یہ کوئی مذاق نہیں ہے۔ پوری کافرستانی حکومت اور فوج ہمارے خلاف ایکشن میں آ سکتی ہے"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں سمجھتا ہوں جناب۔ مسئلہ یہ ہے جناب کہ میں نقشے پر تو آپ کو وہ دراڑیں اور وہ کریک اور قدرتی سرنگیں نہیں دکھا سکتا۔ یہ تو میری زندگی کے تجربات ہیں۔ میں تین ماہ تک اسی پہاڑی سلسلے میں کافرستانی فوج سے چھپتا پھرتا رہا ہوں۔ حالانکہ کم از کم ایک ڈویژن پہاڑی فوج مجھے مسلسل تلاش کرتی رہی تھی"۔۔۔ شاکو نے کہا۔ اس کے چہرے پر ایسے تذبذب کے آثار تھے کہ عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اب تم جاؤ۔ میں بعد میں تمہیں بلا لوں گا"۔ عمران نے نقشہ تہہ کرتے ہوئے کہا۔

"باس۔ کیا حکم ہے"۔۔۔ شاکو نے سردپ سے مخاطب ہو کر کہا۔ [سردپ] اس دوران خاموش بیٹھا صرف شراب پینے میں مصروف رہا تھا۔

"اگر عمران صاحب نے تمہیں اجازت دے دی ہے تو جاؤ"۔ سردپ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور شاکو سلام کر کے تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"اچھا سردپ۔ اب مجھے اجازت دو۔ تمہارا بے حد شکریہ"۔۔۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ کہاں عمران صاحب۔ کہاں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ سردپ کے پاس آئیں اور پھر اس طرح اٹھ کر چلے جائیں۔ آپ یہاں میرے مہمان ہیں۔ ابھی تو میں نے آپ کی کوئی خدمت بھی نہیں کی"۔ سردپ نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اس نے شراب کی بوتل رکھی اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"میرے پاس کوئی خصوصی نمبر نہیں ہے جو میں خدمت کے عوض دے دوں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا تو سردپ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ ابھی اس کا قہقہہ کمرے میں گونج ہی رہا تھا کہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور سردپ گھنٹی کی آواز سن کر بری طرح چونک پڑا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے فون کی گھنٹی بجنے پر شدید حیرت ہوئی ہو۔ اس کے اس انداز کی وجہ سے عمران بھی سنجیدہ ہو گیا۔

"بلیک چیف"۔۔۔ سردپ نے رسیور اٹھاتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

" شاکو بول رہا ہوں باس۔ میں ابھی ساترا کلب میں پہنچا ہوں۔ میں
نے وہاں آکاش کلب کے جالکو کے خاص آدمی رتنا گر کو دیکھا ہے۔ اس
کے پاس عمران صاحب کا فوٹو ہے اور وہ ان کے متعلق پوچھ گچھ کرتا پھر
رہا ہے۔ میں نے سوچا آپ کو اطلاع دے دوں"۔۔۔ دوسری طرف
سے شاکو کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" جالکو کا آدمی کیوں ڈھونڈھ رہا ہے۔ اس کا کیا تعلق"۔۔۔ سروپ
نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" باس۔ آکاش کلب کافرستانیوں کا اڈہ ہے۔ اور جالکو کے متعلق
کہا جاتا ہے کہ وہ کافرستانیوں کا ایجنٹ ہے"۔۔۔ شاکو نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اس کی یہ جرأت کہ وہ میرے مہمان کے بارے میں پوچھ گچھ
کرے۔ میں ابھی اس کا پورا کلب بموں سے اڑا دیتا ہوں"۔۔۔ سروپ
نے انتہائی غصے میں چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے
کریڈل پر ہاتھ مارا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" بس اتنا غصہ اچھا نہیں ہوتا۔ سنو۔ جیسے ہی تم نے اسے چھیڑا۔
کافرستانیوں کو معلوم ہو جائے گا کہ میں تمہارے پاس ہوں۔ اور
اس کے بعد کافرستانیوں نے ہر اس آدمی کی نگرانی شروع کر دینی ہے
جس کا معمولی سا تعلق بھی تمہارے ساتھ ہو گا۔ اس طرح شاکو بھی ان کی
نظروں میں آ جائے گا۔ اور ظاہر ہے اس کا نقصان مجھے ہی ہو گا"۔۔۔
عمران نے کریڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ مگر میں یہ کیسے برداشت کروں کہ وہ میرے مہمان کے متعلق

پوچھ گچھ کرتا پھرے"۔۔۔ سروپ نے بری طرح ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" کرتا پھرے۔ اس سے تمہارے مہمان کی صحت پر کیا فرق پڑ سکتا ہے۔
بہرحال شاکو کی اس اطلاع نے کم از کم یہ بات ظاہر کر دی ہے۔ کہ
کافرستانیوں کو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ میں یہاں پہنچ گیا ہوں۔ اور
سروپ اب تمہاری خدمت کا موقع آ گیا ہے۔ مجھے ایک کوٹھی۔
بڑی جیپیں۔ میک اپ کا جدید سامان اور کچھ اسلحہ چاہیئے۔ بولو۔
کیا کر سکتے ہو"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" یہ کیا چیزیں ہیں۔ تمہارے لئے پورا نایال حاضر کر سکتا ہوں"۔
سروپ نے کہا۔

" تم فی الحال اتنا ہی کرو۔ باقی نایال میں واپسی میں تم سے وصول
کروں گا۔ ادھار رہا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور
سروپ بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

شاگل کا چہرہ غصے کی شدت سے بُری طرح مسخ ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے سے نکل رہے تھے۔ سامنے قصبے کا پولیس آفیسر نظریں جھکائے سہما ہوا کھڑا تھا۔

"کس الو کے پٹھے نے تمہیں پولیس چیف بنایا ہے۔ جب ان کے کاغذات بتا رہے تھے کہ وہ معدنی سروے کرنے پہاڑیوں پر جا رہے ہیں۔ تو تم نے کم از کم یہ تو چیک کرنا تھا کہ جیپ میں سروے کے آلات بھی ہیں یا نہیں" ۔۔۔ شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ مجھے اس کا خیال بھی نہ آیا تھا۔ میں تو اسلحہ چیک کر رہا تھا" ۔۔۔ پولیس آفیسر نے انتہائی سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ شاگل کو دراصل اطلاع ملی تھی کہ چار افراد ہوٹل میں سے اچانک غائب ہو گئے ہیں۔ اور یہ لوگ پاکیشیا سے آئے تھے تو وہ بُری طرح چونک پڑا۔ اور اس نے پوری سیکرٹ سروس کو ان کی تلاش میں لگا دیا۔

پھر اسے اطلاع ملی کہ ان جیسے قد وقامت کے چار افراد نے دارالحکومت سے پہاڑیوں کی طرف جانے والی چوکی کراس کی ہے۔ تو وہ فوراً سمجھ گیا کہ یہ لازماً سیکرٹ سروس کے لوگ ہوں گے۔ کیونکہ وہ اب عمران کی نفسیات سے کافی حد تک واقف ہو گیا تھا کہ وہ اسی طرح دوسروں کو ڈاج دیتا ہے۔ اس نے خود تو ناپال کی طرف سے کافرستان میں داخل ہونے کی خبر اڑائی اور شاید ہو بھی ایسا۔ لیکن اپنے دوسرے گروپ کو اس نے دارالحکومت کے راستے سارتو پہاڑی کی طرف روانہ کر دیا ہو گا۔ اس نے فوری طور پر دارالحکومت سے آگے بڑے قصبے کے پولیس آفیسر کو ان لوگوں کی فوری چیکنگ اور گرفتاری کا حکم دیا۔ پھر بے چینی کی وجہ سے وہ ایکشن گروپ کے چند افراد کو ساتھ لے کر مخصوص ہیلی کاپٹر میں خود بھی اس قصبے کی طرف چل پڑا تھا۔ لیکن یہاں آتے ہی اسے معلوم ہوا کہ پولیس آفیسر نے ساری چھان بین کرنے کے بعد انہیں آگے جانے کی اجازت دے دی ہے تو اس کی امیدوں پر جیسے اوس سی پڑ گئی۔ پولیس آفیسر نے اسے بتایا تھا کہ اس نے ان کی جیپ کی تفصیلی تلاشی لی ہے۔ ان کے چہروں کو میک اپ واشر سے چیک کیا ہے اور ان کے کاغذات کو دارالحکومت کے محکمے سے تصدیق کرائی ہے۔ سب کچھ او۔کے تھا۔ اس لئے اس نے انہیں جانے کی اجازت دے دی ہے۔ محکمے کا نام سن کر شاگل چونکا اور جب اس نے محکمے کے متعلق دریافت کیا تو پولیس آفیسر نے بتایا کہ وہ معدنی سروے ڈیپارٹمنٹ کے لوگ تھے اور پہاڑیوں پر معدنی سروے کے لئے

جا رہے تھے۔ اس پر شاگل نے اس سے پوچھا کہ معدنی ہمر دے کر
مخصوص آلات ان کے پاس موجود تھے اور جب پولیس آفیسر نے
نہیں کا لفظ کہا تو شاگل بے اختیار غصے سے پاگل سا ہو گیا۔ اس
نے اپنے ایکشن گروپ کے چیف کو فوراً ہیلی کاپٹر پر اس جیپ کے
پیچھے جانے اور انہیں زندہ یا مردہ ہر صورت میں واپس لانے کا
حکم دے دیا۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ خود اپنے سامنے ان کی
چیکنگ کرے گا۔ اور ایکشن گروپ کا چیف ہیلی کاپٹر لے کر ان
کی تلاش میں چلا گیا تھا جب کہ شاگل اب پولیس آفیسر پر چڑھائی
کئے ہوئے تھا۔ اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا۔ اور
دوسرے لمحے ایک پولیس آفیسر ہانپتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"ج۔ ج۔ جناب۔ وہ ہیلی کاپٹر تباہ ہو گیا ہے زمین پر گر
کر"۔۔۔ اس نے انتہائی متوحش لہجے میں کہا۔

"کک۔ کک۔ کیا کہہ رہے ہو"۔۔۔ شاگل نے اس
طرح چونکتے ہوئے کہا جیسے اُسے اپنے کانوں پر یقین نہ آیا ہو۔

"جناب۔ ابھی زیمڈ ٹاور سے اطلاع آئی ہے۔ وہ اس
ہیلی کاپٹر کو چیک کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہیلی کاپٹر پہلے
نیچے اتر گیا پھر اوپر چڑھا۔ لیکن اس کی بلندی اتنی زیادہ نہ تھی
کہ اچانک وہ شعلوں کی لپیٹ میں آ گیا اور پھر زمین پر گر کر مکمل
طور پر تباہ ہو گیا۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ یہ کس کا ہیلی کاپٹر ہے۔
اس لئے انہوں نے پولیس کو اطلاع دی۔ مجھے معلوم تھا۔ اس
لئے میں آپ کو فوراً اطلاع دینے کے لئے یہاں تک دوڑتا ہوا

آیا ہوں جناب"۔۔۔ آنے والے نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ اب اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ یہ لوگ پاکیشیا
سیکرٹ سروس سے متعلق ہیں اور ان کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے
کہ وہ ہیلی کاپٹر کو ہٹ کر دیں۔ ہمیں اب ہر صورت میں انہیں
گرفتار کرنا ہے۔ جیپیں نکالو۔ جلدی کرو۔ اگر یہ لوگ نکل گئے تو
میں تم سب کو زندہ دفن کر دوں گا"۔۔۔ شاگل نے غصے سے
چیختے ہوئے کہا۔ اور دونوں پولیس آفیسر پاگلوں کے سے انداز
میں باہر کی طرف دوڑ پڑے۔

تھوڑی دیر بعد دو پولیس جیپیں پوری رفتار سے دوڑتی ہوئیں
پولیس ہیڈ کوارٹر سے نکلیں اور آندھی اور طوفان کی طرح دوڑتی ہوئیں
سڑک پر دوڑنے لگیں۔ پہلی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر وہی پولیس
آفیسر تھا جسے شاگل جھاڑ رہا تھا۔ سائیڈ سیٹ پر شاگل بیٹھا بری
طرح ہونٹ کاٹ رہا تھا۔ جب کہ عقبی سیٹ پر اس کے ایکشن
گروپ کے دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔

"کاش مجھے معلوم ہوتا تو میں اس ایکشن گروپ کے چیف کی
بجائے خود جاتا یا پھر دوسرا ہیلی کاپٹر بھی ساتھ لے آتا وہ تو اب
یقیناً نکل جائیں گے"۔۔۔ شاگل نے انتہائی بے بسی کے انداز
میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"جناب میں نے ٹرانسمیٹر کال کر دی ہے۔ اگلے قصبے کے
پولیس چیف کو اس نے کہا کہ وہ ہر صورت میں زندہ یا مردہ
انہیں گرفتار کرے گا"۔۔۔ پولیس آفیسر نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"اگر وہ اسی طرح پولیس کے ہتھے آسانی سے چڑھنے والے ہوتے تو آج شاگل ان کے پیچھے پاگل نہ ہوا پھرتا"۔۔۔ شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ شاگل کی جیپ کے پیچھے دوسری جیپ میں پولیس کے مسلح سپاہی تھے۔ اور پھر وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں ہیلی کاپٹر کا ملبہ سڑک سے ہٹ کر پڑا ہوا تھا۔ وہ اب جل کر مکمل طور پر راکھ ہو چکا تھا۔ جیپیں وہاں رکیں اور شاگل اچھل کر نیچے اترا۔ اس نے سب سے پہلے ملبے کے قریب جاکر اسے دیکھا۔ ملبے کے اندر دو افراد کی جلی ہوئی لاشیں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ لیکن ایک بالکل ہیلی کاپٹر کے جلے ہوئے کاک پٹ کے اندر تھی جب کہ دوسری باہر پڑی ہوئی تھی۔

"جناب۔ ادھر خون کے دھبے بھی ہیں"۔۔۔ ایک سپاہی نے اچانک چیخ کر کہا۔ اور شاگل تیزی سے اس طرف کو دوڑ پڑا۔ اور وہاں واقعی زمین پر سوکھے ہوئے خون کا اتنا بڑا دھبہ دکھائی دے رہا تھا جیسے یہاں خون کا پورا تالاب سا بن گیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی مشین پسٹل کی گولیوں کے خول بھی ادھر ادھر بکھرے ہوئے دکھائی دیئے۔

"اوہ اوہ۔ ایکشن گروپ کے چیف کو یہاں مشین پسٹل سے ہلاک کیا گیا ہے۔ اور پھر اس کی لاش کو اٹھا کر جلتے ہوئے ہیلی کاپٹر کے ملبے میں پھینکا گیا ہے۔ ٹائروں کے نشانات تلاش کرو"۔۔۔ شاگل نے چیخ کر کہا۔ اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے سڑک کے کنارے جیپ کے چوڑے ٹائروں کے تازہ نشانات چیک کر لئے۔

"اوہ اوہ۔ نشانات اور ملبے سے نکلنے والی گرمی بتا رہی ہے کہ وہ زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے۔ چلو آگے بڑھو"۔۔۔ شاگل نے چیخ کر کہا اور ایک بار پھر آگے پیچھے دوڑتی ہوئیں جیپیں تیزی سے آگے کی طرف دوڑنے لگیں۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ یہ لوگ دائیں طرف گئے ہیں"۔۔۔ یک لخت شاگل نے جو باہر کی طرف جھکا ہوا نیچے دیکھ رہا تھا چیختے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے دوڑتی ہوئیں جیپوں کی بریکوں سے ماحول گونج اٹھا۔

"ادھر ادھر چلو۔ ادھر یہ لوگ یقیناً آس پاس چھپے ہوئے ہوں گے"۔ شاگل نے کہا اور دونوں جیپیں تیزی سے آگے بڑھنے لگیں۔ کچی زمین پر اب چوڑے ٹائروں کے نشانات واضح طور پر نظر آ رہے تھے۔ اور تھوڑی دیر بعد جیپیں درختوں کے ایک جھنڈ میں پہنچ کر رک گئیں۔ وہاں واقعی وہ جیپ موجود تھی۔ جس کا وہ پیچھا کر رہے تھے۔ وہ سب تیزی سے جیپوں سے اتر کر اس جیپ کے گرد پھیل گئے۔ لیکن جیپ خالی تھی۔

"ادھر ادھر دوڑو۔ تلاش کرو انہیں وہ یقیناً قریب ہی کہیں چھپے ہوئے ہوں گے"۔۔۔ شاگل نے چیخ کر کہا اور اس کے ایکشن گروپ کے افراد اور پولیس کے سپاہی سب درختوں کے جھنڈ سے نکل کر ادھر ادھر دوڑ گئے۔ اب شاگل اکیلا اس جھنڈ میں کھڑا تھا۔ وہ جان بوجھ کر وہاں رہ گیا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ لوگ اس قدر آسانی سے ہاتھ نہیں آئیں گے۔ اور چونکہ وہ اسے پہچانتے ہیں۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ اسے دور سے ہی گولی مار دیں۔ اس

کے کان کہیں نہ کہیں سے فائرنگ کی آوازیں سننے کے منتظر تھے۔
لیکن ہر طرف خاموشی طاری تھی۔ اچانک اُسے دور سے ایکشن گروپ
کا ایک آدمی دوڑتا ہوا اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔

"کیا ہوا" ۔۔۔ شاگل نے چیخ کر پوچھا۔

"چیف۔ یہاں سے کچھ دور ایک چھوٹی سی دیہاتی بستی ہے۔ دس بارہ گھر ہیں۔ اس بستی کو ہم نے گھیر لیا ہے۔ یقیناً وہ اس بستی کے اندر چھپے ہوئے ہوں گے۔ اس لئے میں آپ کو اطلاع دینے آیا ہوں چیف" ۔۔۔ آنے والے نے کہا۔

"او۔ کے۔ دوسری جیپ تم چلا کر لے آؤ۔ میں لے آتا ہوں" شاگل نے کہا اور اچھل کر اپنے والی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھی نے تیزی سے جیپ آگے دوڑائی اور شاگل نے جیپ اس کے پیچھے لگا دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واقعی ایک چھوٹی سی بستی کے قریب پہنچ گئے۔ دس بارہ کچے گھروں کے درمیان ایک بڑا اور پختہ سا مکان بھی نظر آرہا تھا۔ شاگل جیپ دوڑاتا اس مکان کی طرف بڑھ گیا۔ مکان کے باہر ایک بڑا سا احاطہ تھا۔ جس میں جگہ جگہ مویشی بندھے ہوئے تھے۔ اور چارپائیوں پر چند افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ جو دو پولیس جیپوں کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے شاگل جیپ اندر ان کے قریب لے گیا اور پھر جیپ روک کر وہ اچھل کر نیچے اترا۔

"کون ہے یہاں کا بڑا۔ کون ہے۔ میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں۔ جلدی بتاؤ" ۔۔۔ شاگل نے نیچے اترتے ہی چیخ کر کہا۔

"جناب۔ میں ہوں یہاں کی زمینوں کا مالک رام بھروسے۔ جناب نمبردار بھی ہوں جناب۔ حکم فرمائیں جناب" ۔۔۔ ایک ادھیڑ عمر آدمی نے جلدی سے آگے بڑھ کر ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔ جیپوں کو اندر جاتے دیکھ کر ادھر ادھر بکھرے ہوئے عام دیہاتی اور دوسرے لوگ بھی دوڑتے ہوئے اندر آ گئے تھے۔

"وہ چار آدمی جو یہاں آئے ہیں۔ تقریباً گھنٹہ پہلے۔ وہ کہاں ہیں" شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"چار آدمی۔ اوہ جناب۔ وہ سرکاری افسر۔ ان کی جیپ خراب ہو گئی تھی۔ ہم نے انہیں گھوڑے دیئے ہیں تاکہ وہ یہاں سے قریبی ریلوے اسٹیشن تک جا سکیں" ۔۔۔ نمبردار نے جواب دیا۔

"کتنی دیر ہوئی ہے۔ کتنے گھوڑے دیئے تھے" ۔۔۔ شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"دو گھوڑے جناب۔ وہ سرکاری افسر تھے جناب۔ اس لئے ہم نے انہیں کہا تھا کہ وہ گھوڑے اسٹیشن ماسٹر کے پاس چھوڑ دیں۔ ہم وہاں سے لے لیں گے۔ آدھا گھنٹہ ہوا ہوگا جناب۔ انہیں یہاں سے گئے ہوئے" ۔۔۔ نمبردار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کس طرف ہے ریلوے اسٹیشن۔ وہ سرکاری افسر نہیں پاکیشیا کے جاسوس تھے" ۔۔۔ شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

"جاسوس۔ اوہ جناب۔ وہ تو اپنے آپ کو افسر کہہ رہے تھے۔ ان کے پاس شناختی کارڈ بھی تھے۔ ریلوے اسٹیشن مشرق کی طرف ہے جناب۔ یہاں سے آٹھ کوہ کے فاصلے پر جناب" ۔۔۔

ہمزاد نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں جناب۔ نرکی ریلوے اسٹیشن ہے"۔۔۔ شاگل کے ساتھ کھڑے ہوئے پولیس آفیسر نے کہا تو وہ سب تیزی سے مڑے اور پھر جیپوں پر سوار ہو گئے۔ چند لمحوں بعد جیپیں ایک بار پھر انتہائی تیز رفتاری سے کچی سڑک پر دوڑ رہی تھیں۔ ان کے اس طرح دوڑنے سے دھول اور مٹی کے بادل سے اڑ رہے تھے۔ لیکن دونوں جیپیں پوری رفتار سے آگے بڑھی جا رہی تھیں۔ اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے کی انتہائی تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد وہ اس چھوٹے سے نیم پختہ اسٹیشن تک پہنچ ہی گئے۔ اسٹیشن کی عمارت سے باہر دو گھوڑے کھڑے تھے۔

"اسلحہ لے کر چلو۔ یہ لوگ خطرناک ہیں"۔۔۔ شاگل نے نیچے اترتے ہی چیخ کر کہا اور پھر خود بھی ریوالور سنبھالے تیزی سے ریلوے اسٹیشن کی عمارت کے اندر داخل ہو گیا۔ یہ چھوٹا سا دیہاتی ریلوے اسٹیشن تھا۔ جس کا اسٹیشن ماسٹر ہی ٹکٹ فروخت کرتا تھا۔ اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئے۔ کیونکہ چھوٹے سے ہال نما کمرے میں اسٹیشن ماسٹر کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اس کا چہرہ خوف اور دہشت سے بری طرح بگڑا ہوا تھا۔ جیسے اس پر تشدد کیا گیا ہو۔ اور باقی کمرہ خالی تھا۔

"اوہ اوہ۔ ادھر ادھر معلوم کرو گاڑی تو نہیں گزری یہاں سے" شاگل نے پاگلوں کے سے انداز میں چیختے ہوئے کہا اور باقی افراد تو تیزی سے کمرے سے نکل کر ادھر ادھر دوڑنے لگے جبکہ پولیس آفیسر نے آگے بڑھ کر ایک طرف رکھا ہوا۔۔۔ ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔ یہ ڈائل کا فون تھا۔ اور اس کا رابطہ دارالحکومت کے ریلوے اسٹیشن سے مستقل رہتا تھا۔

"ہیلو ہیلو۔ میں نرکی ریلوے اسٹیشن سے بول رہا ہوں"۔۔۔ پولیس آفیسر نے چیختے ہوئے کہا۔

"کون بول رہا ہے"۔۔۔ دوسری طرف سے سخت لہجے میں پوچھا گیا۔ شاید آپریٹر اسٹیشن ماسٹر کی آواز پہچانتا تھا۔ اس لئے غیر مانوس آواز اور بدلا ہوا لہجہ سن کر وہ چونک پڑا تھا۔

"میں پولیس آفیسر بول رہا ہوں۔ اسٹیشن ماسٹر کو قتل کر دیا گیا ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ نرکی اسٹیشن سے کوئی گاڑی اس وقت گزری ہے۔ اگر گزری ہے تو اب سے کتنی دیر پہلے"۔۔۔ پولیس آفیسر نے اپنے مخصوص سخت لہجے میں کہا۔

"نرکی اسٹیشن سے آخری گاڑی اب سے دو گھنٹے پہلے گزری ہے۔ اس کے بعد کوئی گاڑی نہیں گزری۔ اب دو گھنٹے بعد ایک ٹرین گزرے گی"۔۔۔ دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ اور پولیس آفیسر نے رسیور رکھ دیا۔

"جناب۔ آخری گاڑی تو دو گھنٹے پہلے گزری ہے اور اسٹیشن ماسٹر کی لاش بتا رہی ہے کہ اسے مرے ہوئے زیادہ دیر نہیں گزری اس لئے یہ لوگ یہیں اردگرد چھپے ہوئے ہوں گے یا پھر پیدل جا رہے ہوں گے"۔۔۔ پولیس آفیسر نے جلدی سے باہر برآمدے میں موجود شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ اوہ۔ تو جلدی سے ادھر ادھر تلاش کرو۔ دوڑو۔ میں انہیں ہر صورت میں زندہ یا مردہ حالت میں دیکھنا چاہتا ہوں" ــــ شاگل نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا اور پولیس آفیسر سر جھکا کے تیزی سے ایک طرف کو دوڑ پڑا۔ اس نے شاگل کی ذہنی کیفیت ایسی محسوس کی تھی کہ وہ اس کے قریب مزید زیادہ دیر تک نہ رہنا چاہتا تھا۔ شاگل انتہائی بے بسی اور غصے کے عالم میں برآمدے میں ٹہلنے لگا۔ اُسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر وہ کہاں جا کر ان لوگوں کو ٹریس کرے۔ گھوڑے بھی موجود تھے۔ اور ٹرین بھی نہ گزری تھی پھر یہ لوگ آخر کہاں جا سکتے ہیں۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے تک اسی طرح ٹہلتے رہنے کے بعد آخر کار ایک ایک دو دو کر کے سارے لوگ واپس آ گئے۔ ان کے چہروں پر لکھی ہوئی مایوسی صاف بتا رہی تھی کہ وہ ان لوگوں کا سراغ حاصل نہیں کر سکے تھے۔

"ہم نے دور دور تک ڈھونڈ لیا ہے جناب۔ ان کا کہیں سراغ نہیں مل سکا" ــــ پولیس آفیسر نے سب کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا۔

"چلو واپس۔ اب مجھے دوسرا ہیلی کاپٹر اور سیکرٹ سروس کی فورس منگوانی پڑے گی۔ چلو واپس" ــــ شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔ اور تھوڑی دیر بعد دونوں جیپیں ایک بار پھر دھول اڑاتیں واپس جا رہی تھیں۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور آرام کرسی پر نیم دراز ایک پستہ قد لیکن بھاری جسم کے آدمی نے چونک کر منہ سے لگا ہوا شراب کا جام ہٹا دیا۔

"کچھ پتہ چلا رامو" ــــ اس پستہ قد نے جو نایال میں کافرستان سیکرٹ سروس کا فارن ایجنٹ جالکو تھا چونک کر آنے والے سے پوچھا۔

"بظاہر تو وہ غائب ہے باس۔ البتہ ایک مبہم سی رپورٹ ضرور ملی ہے" ــــ آنے والے لمبے قد کے نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیسی رپورٹ۔ تفصیل بتاؤ" ــــ جالکو نے چونک کر پوچھا۔

"باس۔ علی عمران ایئرپورٹ سے ٹیکسی پر ہوٹل سبان کے بیرونی گیٹ پر اترا۔ اس کے بعد اس کا کہیں پتہ نہیں چل رہا۔

ہم نے پورا نایال چھان مارا ہے۔ البتہ ایجنٹ تھری تھری نے رپورٹ دی ہے کہ سبان ہوٹل کی ایک استقبالیہ کاؤنٹر پر کام کرنے والی لڑکی جاگشیری سے اُسے کافی دیر تک باتیں کرتے دیکھا گیا تھا اس کے بعد وہ ہوٹل سے باہر چلا گیا تھا۔ یہ جاگشیری اس سے بڑی ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی۔ اس اطلاع پر میں نے جاگشیری سے پوچھ گچھ کا حکم دیا۔ لیکن یہ اطلاع ملی ہے کہ جاگشیری پولیس چیف سردار رتنا سنگھ کی عورت ہے اور وہ دونوں سٹوری ہوٹل میں موجود ہیں۔ انہوں نے وہاں کمرہ بھی بک کرا رکھا ہے۔ شاید رات وہ وہیں رہیں۔ اس لئے اب یہی ہو سکتا ہے کہ کل صبح جب وہ دوبارہ ڈیوٹی پر آئے تو اس سے پوچھ گچھ کی جائے ورنہ آپ جانتے ہیں کہ سردار رتنا سنگھ کس قدر کینہ پرور اور غصیلی طبیعت کا آدمی ہے"۔۔۔ رامو نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

" اوہ۔ تمہاری بات درست ہے۔ لیکن چیف تو ہمیں کچا چبا جائے گا۔ یہ علی عمران پاکیشیا کا انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہے۔ ہو سکتا ہے صبح تک وہ اپنا کام سرانجام بھی دے ڈالے جس کی خاطر چیف نے ہمیں اس کی تلاش کا حکم دیا ہے۔ اس لئے جاگشیری سے ابھی اور اسی وقت پوچھ گچھ ہو گی"۔۔۔ جالکو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" مگر باس۔ پولیس چیف"۔۔۔ رامو نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

" لعنت بھیجو پولیس چیف پر۔ تم ایسا کرو۔ چار آدمی ساتھ لے

لو۔ انہیں کہنا کہ وہ میک اپ کر لیں۔ تم بھی میک اپ کر لو۔ اور میں بھی۔ ہم دو کاریں چوری کر لیں گے جنرل پارکنگ سے آسانی سے کاریں اڑائی جا سکتی ہیں۔ اس لڑکی کو ہم زبردستی وہاں سے اغوا کر کے پوائنٹ ٹو پر لے جائیں گے اور پھر اس سے پوچھ گچھ کے بعد اُسے چھوڑ دیں گے۔ کاریں بھی سڑک پر چھوڑ دیں گے۔ اور میک اپ بھی ختم کر دیں گے۔ ایسی صورت میں وہ پولیس چیف ہمارا کیا بگاڑ لے گا"۔۔۔ جالکو نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس باس۔ یہ پلاننگ واقعی درست رہے گی۔ لیکن آپ کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں خود ہی اس پلاننگ کے تحت اس لڑکی کو اغوا کر کے پوائنٹ ٹو پر لے جاؤں گا۔ اور اس سے پوچھ گچھ کر کے آپ کو رپورٹ دے دوں گا"۔۔۔ رامو نے کہا۔

" نہیں۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔ اس لئے پوچھ گچھ میں خود کروں گا۔ تم ایسا کرو کہ اُسے پوائنٹ ٹو پر لے آؤ۔ میں وہاں ابھی پہنچ جاتا ہوں"۔۔۔ جالکو نے کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے باس۔ ہم زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے تک جاگشیری سمیت پوائنٹ ٹو پر پہنچ جائیں گے"۔۔۔ رامو نے کہا اور جالکو کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے مڑا اور باہر چلا گیا۔

جالکو رامو کے جانے کے بعد دفتر سے ملحقہ ڈریسنگ روم

کی طرف بڑھ گیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ بالکل مختلف
میک اپ اور لباس پہن کر باہر آیا اور کار لے کر پوائنٹ ڈ
طرف چل پڑا۔ یہ پوائنٹ شہر کی ایک مضافاتی کالونی کی آبادی
سے ہٹ کر ایک کوٹھی تھی۔ جو جالکو نے اسی قسم کے مقاصد کے
لئے خفیہ طور پر خرید رکھی تھی۔ یہاں اس نے چند افراد کو بھی ملازم
رکھا ہوا تھا۔ جو مستقل طور پر یہیں رہتے تھے۔

تھوڑی دیر بعد جالکو اس کالونی میں داخل ہوا تو اس نے کار
ایک طرف کر کے درختوں کے نیچے روکی اور پھر کار سے اتر کر پیدل
ہی آگے بڑھنے لگا کیونکہ اس کے ذہن میں پولیس چیف کا خطرہ
بہرحال موجود تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ اگر سردار رتنا سنگھ کو کسی
بھی طرح اس بات کا علم ہو گیا۔ کہ اس کی عورت کو اغوا کرنے
میں جالکو کا ہاتھ ہے تو پھر جالکو کے لئے کم از کم نابال میں رہنا
ناممکن ہو جائے گا۔ اس خدشے کو ذہن میں رکھتے ہوئے وہ پیدل
اس کوٹھی کی طرف گیا تھا۔

وہاں جا کر اُسے معلوم ہوا کہ لڑکی وہاں پہنچ بھی چکی ہے۔ رامو
نے اُسے تفصیل بتائی کہ کس طرح انہوں نے سردار رتنا سنگھ
کے کمرے کے بند دروازے پر دستک دی اور جیسے ہی سردار
رتنا سنگھ نے دروازہ کھولا انہوں نے اس کے سر پر ریوالور کا
دستہ مار کر اُسے بے ہوش کیا اور جاگشیری جو اس وقت غسل خانے
میں تھی۔ وہ دھماکے کی آواز سن کر باہر آئی تو اُسے بھی بے ہوش
کر کے عقبی سیڑھیوں سے باہر لایا گیا۔ اور پھر بے ہوشی کے

عالم میں اُسے چوری کی کار میں ڈال کر یہاں پہنچا دیا گیا۔ اور چوری کی
گاڑیاں فوری طور پر واپس بھجوا دی گئیں۔ اب وہاں مستقل رہنے
والے ملازموں کے علاوہ گروپ میں سے صرف رامو ہی رہ گیا تھا۔
جالکو نے یہ تفصیل سن کر اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔ چند
لمحوں بعد وہ رامو کے ساتھ تہہ خانے میں پہنچ گیا۔ جہاں ایک
کرسی پر جاگشیری بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ جالکو نے آگے بڑھ
کر اس کے چہرے پر زوردار تھپڑ مارا اور پھر اس وقت تک
تھپڑ مارتا رہا جب تک جاگشیری چیخ مار کر ہوش میں نہ آگئی۔

"گک۔۔۔ گک۔۔۔ کون ہو تم" ۔۔۔ جاگشیری نے ہوش میں
آتے ہی انتہائی خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"سنو۔ جاگشیری۔ ہمیں تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ ہم تم
سے صرف چند معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر تم وہ بتا دو
گی تو ہم تمہیں زندہ اور اسی شکل وصورت میں واپس بھجوا دیں گے
ورنہ تمہارے چہرے پر تیزاب بھی پھینکا جا سکتا ہے۔ دونوں
آنکھیں بھی نکالی جا سکتی ہیں۔ اور جسم کی تمام ہڈیاں بھی توڑی جا
سکتی ہیں" ۔۔۔ جالکو نے آواز بدلتے ہوئے انتہائی سرد اور
سخت لہجے میں کہا۔

"تم۔۔۔ تم۔۔۔ مجھ پر رحم کرو۔ میں بے گناہ ہوں" ۔۔۔ جاگشیری
نے بُری طرح کانپتے ہوئے کہا۔ جالکو کے ان خوف ناک فقروں
نے ہی جاگشیری کو لرزنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"اس کا فیصلہ تم نے خود کرنا ہے" ۔۔۔ جالکو نے اسی طرح

سرد لہجے میں کہا اور پھر وہ مڑ کر ساتھ کھڑے راموں سے مخاطب ہو گیا۔
"اسے تصویر دکھاؤ"۔۔۔ جالکو نے کہا اور راموں نے جلدی سے
کوٹ کی اندرونی جیب سے علی عمران کی تصویر نکال کر جاگیشری
کے سامنے کر دی۔

یہ وہ تصویر تھی جو عمران کے پاسپورٹ پر لگی ہوئی تھی۔ چونکہ
نابال میں ہر چیز کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔ اس لئے
پاسپورٹ اور دوسرے کاغذات کی فوٹو کاپیاں ائیرپورٹ کے
ریکارڈ میں موجود تھیں جہاں سے یہ تصویر حاصل کی گئی تھی۔

"یہ آدمی سیان ہوٹل میں تم سے ملا تھا۔ اور تم اس سے ہنس
ہنس کر باتیں کرتی رہی ہو۔ ہم نے اس آدمی کو تلاش کرنا ہے"۔
جالکو نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ۔ ہاں ہاں۔ یہ آدمی آیا تھا۔ اس نے میرے حسن کے
متعلق خوب صورت باتیں کی تھیں۔ اور پھر میرے پوچھنے کے باوجود
کچھ کہے بغیر واپس چلا گیا تھا"۔۔۔ جاگیشری نے کہا۔

"خنجر نکالو اور اس لڑکی کی ایک آنکھ نکال دو۔ یہ اصل بات
نہیں بتا رہی"۔۔۔ جالکو نے راموں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور
راموں نے تصویر واپس جیب میں ڈالی اور دوسرے لمحے ایک
تیز دھار چمکتا ہوا خنجر نکال کر وہ جاگیشری کی طرف بڑھنے لگا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتی ہوں۔ رک جاؤ۔ اس نے مجھ
سے سردپ کا پتہ پوچھا تھا۔ میں نے اسے سردپ کا خاص فون
نمبر بتا دیا۔ سردپ نے چونکہ مجھے منع کر رکھا تھا کہ میرا فون نمبر کسی

کو نہ بتایا جائے ورنہ وہ مجھے قتل کر دے گا۔ اس لئے میں تمہیں نہ بتا رہی
تھی۔ میں اس آدمی کو بھی نہ بتاتی لیکن اس نے مجھے اتنا مجبور کر دیا تھا
کہ میں نے لاشعوری طور پر بتا دیا"۔۔۔ جاگیشری نے کہا اور جالکو نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔ لڑکی کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ سچ بول رہی ہے
اور ویسے بھی جالکو کے علم میں تھا کہ سردپ پاکیشیا جاتا رہتا ہے۔ اور
کافرستان سے نفرت بھی کرتا ہے۔ اس لئے وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ عمران
لازماً سردپ کے پاس ہوگا۔ اسی لئے اس کے متعلق پتہ نہ چل رہا تھا۔

"اسے بے ہوش کر کے کسی چوک پر ڈال دو۔ اس نے سچ بولا ہے
اس لئے اس کی جان بخشی کی جاتی ہے۔ اور سنو جاگیشری۔ اگر تم نے
ہمارے متعلق یا ان باتوں کا ذکر اس پولیس چیف سے کیا تو کسی بھی
جگہ تمہارے چہرے پر تیزاب پھینکا جا سکتا ہے۔ وہ پوچھے تو بتا دینا
کہ تمہاری آنکھ ہی اسی چوک پر کھلی تھی"۔۔۔ جالکو نے سرد لہجے میں کہا۔
اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

اسی لمحے راموں نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے جاگیشری کی کنپٹی پر
مکہ مارا اور جاگیشری چیخ کر ایک بار پھر بے ہوش ہو گئی۔ جالکو پوائنٹ
ٹو میں بنے ہوئے دفتر نما کمرے میں آ کر بیٹھ گیا وہ اب سوچ رہا تھا
کہ کس طرح وہ اس عمران کا پتہ چلائے۔ کیونکہ وہ سردپ کی طاقت
سے بھی واقف تھا۔ اگر سردپ کو علم ہو گیا کہ اس کے آدمی کے پیچھے
وہ لگے ہوئے ہیں۔ تو سردپ میں بہرحال اتنی طاقت موجود تھی کہ وہ
جالکو اور اس کے پورے گروپ کا آسانی سے خاتمہ کر سکتا تھا۔
لیکن باوجود مسلسل سوچنے کے اس کے ذہن میں کوئی ایسی ترکیب نہ آ

رہی تھی جس سے اس کا مسئلہ حل ہو جاتا اور سرد پ کو بھی اس کا علم ہوتا۔ تھوڑی دیر بعد رامو دفتر میں داخل ہوا۔

"میں اُسے چوک پر چھوڑ آیا ہوں باس" ـــــ رامو نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور جالکو نے سر ہلا دیا۔

"باس۔ آپ پریشان نظر آتے ہیں" ـــــ رامو نے کہا۔ وہ جالکو کا نمبر ٹو اور اس کا رائٹ ہینڈ تھا۔ پوری تنظیم کو عملی طور پر وہی کنٹرول کرتا تھا۔ اور جالکو نے اُسے اپنی مشکل بیان کر دی۔

"باس۔ سرد پ کا ایک خاص آدمی میرا مخبر ہے۔ میں اُسے بھاری رقم ادا کرتا رہتا ہوں۔ کیونکہ اس سے مجھے اندر کی انتہائی مفید معلومات مل جاتی ہیں۔ میں اس سے بات کرتا ہوں" ـــــ رامو نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یہاں سے فون مت کرو۔ کسی پبلک فون بوتھ سے کر لو" ـــــ جالکو نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں باس۔ وہ آدمی انتہائی بااعتماد ہے" ـــــ رامو نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ وکی بول رہا ہوں" ـــــ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"وکی۔ میں رامو ہوں۔ کیا تمہارا فون محفوظ ہے" ـــــ رامو نے کہا۔

"ایک منٹ" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور پھر چند لمحوں

بعد وکی کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"ہاں۔ اب کھل کر بات کرو" ـــــ وکی نے کہا۔

"تمہارے باس کے پاس پاکیشیا سے ایک آدمی آیا ہے علی عمران۔ اس کے متعلق معلومات چاہئیں۔ کہ وہ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے" ـــــ رامو نے کہا۔

"اوہ۔ اچھا اچھا۔ میں سمجھ گیا۔ لیکن رقم ڈبل ہو گی۔ کیونکہ باس نے خاص طور پر منع کیا ہے کہ اس بارے میں منہ سے بھاپ بھی نہ نکالی جائے" ـــــ دوسری طرف سے وکی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ڈبل ملے گی۔ بولو" ـــــ رامو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ وہ آدمی علی عمران باس کے پاس آیا۔ اور باس نے اُسے راجیش کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں ٹھہرا دیا ہے۔ اور مجھے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ شاکو کو بھی اس سے ملوایا گیا ہے۔ ابھی ایک گھنٹہ پہلے اس کے چار اور ساتھی بھی آ گئے ہیں اور وہ شاکو کے ساتھ آج شام کو خصوصی جیپوں پر کافرستان جا رہے ہیں۔ لیکن وہ ڈسازی جنگل سے خفیہ طور پر سرحد پار کریں گے۔ شاکو یہ تمام راستے جانتا ہے" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا اب وہ سب اس کوٹھی میں ہیں" ـــــ رامو نے پوچھا۔

"ہاں۔ ابھی تک تو وہیں ہیں۔ اب یہ پتہ نہیں کہ کس وقت جائیں گے۔ ہو سکتا ہے ابھی چلے جائیں اور ہو سکتا ہے رات کو جائیں" ـــــ وکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔کے۔رقم مل جائے گی" ۔۔۔ رامو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اب بتائیے باس۔کیا اس کوٹھی پر ریڈ کیا جائے" ۔۔۔ رامو نے رسیور رکھتے ہوئے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"احمق ہو گئے ہو۔ہمیں صرف نگرانی کا حکم ملا تھا۔میں چیف سے بات کرلوں۔پھر جو وہ حکم دے گا۔اس کے مطابق عمل کریں گے" ۔ جالکو نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ہیڈ کوارٹر" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"ناپال سے ایس۔ایس۔دن بول رہا ہوں۔چیف سے بات کرائیں" ۔۔۔ جالکو نے کہا۔

"چیف اس وقت دارالحکومت میں موجود نہیں ہیں۔پیغام نوٹ کرا دیں" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"نہیں۔انتہائی اہم بات کرنی ہے۔چیف جہاں بھی ہوں ان سے رابطہ کرائیں" ۔۔۔ جالکو نے تیز لہجے میں کہا۔

"او۔کے۔ہولڈ آن کریں۔میں چیک کرتا ہوں" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔ پھر تقریباً دس منٹ کے طویل وقفے کے بعد لائن پر آواز ابھری۔

"ہیلو۔ایس۔ایس۔دن۔کیا آپ لائن پر ہیں" ۔۔۔ آواز سنائی دی۔

"ہاں" ۔۔۔ جالکو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چیف سے بات کریں" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی چیف کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ایس۔ایس۔دن۔کیا رپورٹ ہے" ۔۔۔ چیف کی سخت اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

اور جالکو نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں دکی سے ملنے والی اطلاع تفصیل سے بتا دی۔

"اوہ۔ویری گڈ نیوز۔انہیں تمہارے متعلق کوئی شبہ تو نہیں ہوا" چیف نے پوچھا۔

"نو باس۔انہیں تو ہمارے متعلق علم بھی نہیں۔آپ حکم کریں تو ہم ان کی رہائش گاہ پر ریڈ کر دیں" ۔۔۔ جالکو نے کہا۔

"وہ لوگ تمہارے بس کے نہیں ہیں۔ایس۔ایس۔دن۔ان سے میں ہی نمٹ سکتا ہوں۔کون سی سرحد بتائی تھی تم نے۔جہاں سے انہوں نے کراس کرنا ہے" ۔۔۔ چیف نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"ڈساری جنگل جو ناپال کے دارالحکومت سے مشرق کی طرف تین سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔بہت گھنا اور خطرناک جنگل ہے" ۔۔۔ جالکو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس جنگل کے بعد کافرستان کی طرف پہلا قصبہ،شہر یا بستی کون سی آتی ہے" ۔۔۔ چیف نے پوچھا۔

"رام شودی باس۔چھوٹا سا پہاڑی قصبہ ہے" ۔۔۔ جالکو نے جواب دیا۔

"او۔کے ٹھیک ہے۔ اب تم نے سپیشل ٹرانسمیٹر پر مجھے صرف اطلاع کرنی ہے کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت نایالی دارالحکومت سے کس وقت روانہ ہوا اور کس سواری پر گیا ہے۔ اگر وہ جیپیں استعمال کریں جیسا کہ تم نے پہلے بتایا تھا۔ تو پھر تم نے جیپوں کے نمبر بھی بتانے ہیں۔ سمجھ گئے ہو۔ انہیں بالکل شک نہیں پڑنا چاہیے کہ ان کی نگرانی ہو رہی ہے۔ ورنہ وہ فوراً پلاننگ بدل دیں گے" ــــ چیف نے کہا۔

"یس باس۔ آپ بے فکر رہیں" ــــ جالکو نے کہا۔ اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا۔ جالکو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا۔ اور پھر چیف سے ہونے والی بات چیت اور ان کی ہدایات سے رامو کو آگاہ کرنا شروع کر دیا۔

"بے فکر رہیں باس۔ میں ابھی ان کی نگرانی شروع کرا دیتا ہوں۔ انہیں پتہ ہی نہ چلے گا کہ ان کی نگرانی ہو رہی ہے" ــــ رامو نے کہا اور جالکو سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم نے مجھے فوری مطلع کرنا ہے۔ میں جہاں بھی ہوں۔ تم بھی وائج ٹرانسمیٹر استعمال کرنا" ــــ جالکو نے کہا اور رامو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اور جالکو مطمئن انداز میں چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

ایک بڑی سی غار کے اندر مادام ریکھا ایک فولڈنگ چیئر پر نیم دراز تھی۔ اس کے جسم پر فوجی یونیفارم تھی۔ اور سر پر باقاعدہ اس نے پی کیپ پہن رکھی تھی۔ اس کے سامنے ایک چھوٹی سی میز پر ایک مشین رکھی ہوئی تھی۔ جس میں ایک بڑی سی سکرین تھی۔ جسے چار واضح خانوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ریکھا نے یہاں آتے ہی سارتو پہاڑی کے گرد اپنی مرضی سے حفاظتی انتظامات کئے تھے۔ اس نے اپنے ساتھ آنے والے خصوصی تربیت یافتہ افراد کو چار چار کی پانچ ٹکڑیوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ اور سارتو پہاڑی کے چاروں طرف مختلف جگہوں پر ان کے خفیہ کیمپ بنا دیئے تھے۔ وہاں اونچی چوکیوں پر مخصوص انداز کی کیمرہ نما مشینیں بھی فٹ تھیں۔ جو چاروں طرف کا منظر نیچے کیمپ میں موجود مشین تک مسلسل پہنچاتی رہتی تھیں۔ اور وہاں سے یہ منظر یہاں مین کیمپ

میں ریکھا کے سامنے رکھی ہوئی مشین پر بھی پہنچ جاتا تھا۔ سکرین کے
چاروں خانے چار مختلف مشینوں کی کارکردگی کو منظر پر لاتے تھے
ریکھا جب بھی چاہتی ایک بٹن دبا کر سارتو پہاڑی کے کسی بھی حصے
کا منظر یہاں بیٹھے بیٹھے چیک کر سکتی تھی۔ اس نے چاروں گروپوں
کو ون سے فور تک کے نمبر دے دیئے تھے۔ ہر گروپ کے
پاس ایک آٹومیٹک اینٹی ایئر کرافٹ گن بھی تھی۔ جو انہوں
نے ایسی جگہ پر نصب کر رکھی تھی۔ کہ اوپر سے انہیں چیک بھی
نہ کیا جا سکتا تھا۔ اور اگر وہ چاہتے تو اس کا کور ہٹا کر اس سے
فضا میں اڑتے ہوئے انتہائی تیز رفتار اور انتہائی بلند طیارے
کو بھی آسانی سے نشانہ بنا سکتے تھے۔ سب گروپوں کے پاس
ایک ایک تیز رفتار جنگی ہیلی کاپٹر بھی تھا۔ تاکہ ضرورت کے وقت
وہ اس سے زمین پر کسی کو بھی ٹارگٹ بنا سکیں۔ اس کے ساتھ بھی
چار آدمی تھے۔ اور یہاں بھی انہوں نے ایک اینٹی ایئر کرافٹ گن
اور ایک تیز رفتار جنگی ہیلی کاپٹر بھی چھپا کر رکھا ہوا تھا۔ اس کے
ساتھ ساتھ پہاڑی راستوں پر سفر کرنے والی خصوصی جیپ بھی تھی۔
وہ مسلسل چاروں گروپوں سے رپورٹیں لیتی رہتی تھی۔ اس طرح
اس نے سارتو پہاڑی کے گرد ایک ایسا حصار قائم کر دیا تھا۔
جسے کراس کرنا کسی کے بس کا روگ نہ تھا۔ اور ویسے بھی ابھی تک
کسی مشکوک آدمی یا گروپ کے بارے میں اُسے کوئی اطلاع نہ
ملی تھی۔ عام پہاڑی راستہ جس پر پہاڑی افراد کے قافلے سفر
کرتے تھے ـــ سارتو پہاڑی سے تقریباً دو ڈھائی میل دور سے

گزرتا تھا۔ اور نمبر تھری گروپ اس سڑک کے قریب تھا اور اوپر
چوٹی پر لگی ہوئی کیمرہ نما مشین سڑک پر سے گزرنے والے ہر آدمی
کو مسلسل چیک کرتی رہتی تھی۔

ریکھا ہاتھ میں شمپین کا جام پکڑے گھونٹ گھونٹ شراب پینے
میں مصروف تھی۔ شمپین اس کی پسندیدہ شراب تھی۔ اور وہ مسلسل
اور باقاعدگی سے تو نہ پیتی تھی لیکن وہ اس کی بوتلیں ہمیشہ ساتھ
رکھتی تھی۔ اور جب بھی اس کا موڈ بنتا تو وہ کم از کم دو جام ضرور
پیتی تھی۔ اب بھی اس کے ہاتھ میں دوسرا جام تھا۔ اور وہ مسلسل
گھونٹ گھونٹ پیتی جا رہی تھی۔ اس کا ذہن عمران کی طرف تھا۔ گزشتہ
کیس میں جب اس کا ٹکراؤ عمران سے پہلی بار ہوا تھا اور جب وہ
شاگل کے ساتھ سیکرٹ سروس میں تھی تو عمران نے اُسے ایسی
شکست دی تھی کہ جس کا زخم آج تک مندمل نہ ہوا تھا اور اس
کی شدید خواہش تھی کہ زندگی میں ایک بار پھر عمران سے سابقہ پڑ
جائے تو وہ اپنی گزشتہ ناکامی کا داغ دھو ڈالے اور اب یہ
موقع آ گیا تھا بشرطیکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کافرستان کے
اس نئے مشن کا علم ہو گیا ہو۔ ویسے تو کئی بار اس کا خود دل چاہا
تھا۔ کہ وہ فون پر عمران کو اس مشن سے مطلع کر دے تاکہ عمران
یہاں آئے اور پھر وہ اپنے ہاتھوں سے اس کے جسم میں مشین
گن کا پورا برسٹ اتار کر اپنا انتقام پورا کر سکے لیکن پھر ملک کی
خاطر اس نے اپنی اس سوچ کا گلا گھونٹ دیا تھا۔ کیونکہ اس راز
کو لیک آؤٹ کرنا ملک کے مفادات کے خلاف تھا۔ اور وہ

بہر حال ایک محب الوطن عورت تھی۔ وہ یہی باتیں سوچ رہی تھی کہ
اچانک مشین کی ایک سائیڈ سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں
ابھریں اور ریکھا بے اختیار چونک کر سیدھی ہو گئی۔ یہ ٹرانسمیٹر
کال تھی۔ اس کی تیز نظریں مشین کے اس حصے پر پڑیں جہاں سے
آواز نکل رہی تھی۔ آواز ایک جالی سے نکل رہی تھی۔ اور اس کے
اوپر ایک بڑے سے ڈائل میں سرخ اور پیلے رنگ کی دو سوئیاں
مختلف ہندسوں پر لرز رہی تھیں۔ ان سوئیوں کو دیکھتے ہی ریکھا
اور بھی زیادہ چونک پڑی۔ کیونکہ ڈائل بتا رہا تھا کہ کال اس کے
کسی گروپ کی بجائے دارالحکومت سے مین ٹرانسمیٹر پر آ رہی
ہے۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھایا اور ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ——— چیف آف سیکرٹ سروس شاگل کالنگ
اوور" ——— بٹن دبتے ہی ٹرانسمیٹر سے شاگل کی تیز آواز سنائی
دی۔ اور ریکھا کے اعصاب لاشعوری طور پر تن سے گئے۔

"یس۔ ریکھا اٹنڈنگ اوور" ——— ریکھا نے جواب بھی
قطعی لاشعوری طور پر دیا تھا۔ اس کے ذہن کے کسی بعید ترین
گوشے میں یہ خیال نہ تھا کہ شاگل کی کال بھی اس طرح اچانک
آسکتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اب تک اس کا شعور اس کال سے
ایڈجسٹمنٹ نہ کر سکا تھا۔

"مس ریکھا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ جو چار
افراد پر مشتمل ہے۔ رام پور قصبے کی طرف سے سارتو پہنچنے کی
کوشش میں مصروف ہے۔ میرے آدمی ان کا تعاقب کر رہے

ہیں۔ لیکن ابھی ابھی مجھے ایک مصدقہ اطلاع ملی ہے کہ عمران اپنے
ساتھیوں سمیت نایال کے دارالحکومت سے کافرستان
کے پہاڑی علاقے میں داخل ہو رہا ہے۔ اس کا مقصد عقب سے
سارتو پہاڑی پر پہنچنا ہے۔ اور چونکہ جس گروپ میں عمران موجود ہو
وہ زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں خود ہی طور پر
اس کے خاتمے کے لئے نایال کی سرحد کی طرف جا رہا ہوں۔ اس
دوسرے گروپ کو تم آسانی سے سنبھال سکتی ہو۔ ہوشیار رہنا۔
یہ لوگ بظاہر معدنی سروے کرنے والے محکمے کے افراد کا روپ
دھارے ہوئے ہیں اوور" ——— شاگل کی تیز آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے۔ میں سنبھال لوں گی۔ لیکن یہ لوگ دارالحکومت
کراس کر کے ادھر آتے ہوں گے۔ آپ نے انہیں کور کیوں نہیں
کیا اوور" ——— ریکھا نے جان بوجھ کر انتہائی طنزیہ لہجے میں
کہا۔

"مجھے جب اطلاع ملی وہ دلدالحکومت سے نکل چکے تھے۔ میں
نے انہیں آکوشو شہر کے قریب گھیر لیا تھا۔ لیکن میرے پہنچنے
سے پہلے وہ مقامی پولیس کو جل دے کر نکل جانے میں کامیاب
ہو گئے تھے۔ میں ان کا پیچھا کر رہا تھا کہ مجھے عمران کے بارے
میں نایال سے اطلاع مل گئی۔ چنانچہ میں نے مناسب سمجھا کہ
میں تمہیں ہوشیار کر کے ادھر پوری توجہ مبذول کر دوں۔
اوور اینڈ آل" ——— شاگل نے اسی طرح تیز لہجے میں کہا۔ اور
ریکھا نے بھی ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"کاش ان کے ساتھ عمران ہوتا"۔۔۔ ریکھا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کی دوسری سائیڈ میں لگے ہوئے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"ہیلو ہیلو اوور"۔۔۔ ریکھا نے بٹن دبا کر تیز تیز لہجے میں کہنا شروع کر دیا۔

"یس۔ مادام گروپ نمبر ون اٹنڈنگ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ابھی دارالحکومت سے اطلاع ملی ہے۔ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چار افراد کا گروپ رام پور قصبے کی طرف سے ہماری طرف آ رہا ہے۔ یہ لوگ معدنی سروے کرنے والے ڈیپارٹمنٹ کا روپ دھارے ہوئے ہیں۔ یہ تمہاری سائیڈ پڑتی ہے۔ تم نے اب پوری طرح ہوشیار رہنا ہے۔ مجھے ان کی لاشیں چاہئیں ہر صورت میں اور ہر قیمت پر۔ سمجھ گئے اوور"۔ ریکھا نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

"یس مادام۔ آپ بے فکر رہیں۔ یہ لوگ بچ کر نہ جا سکیں گے اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور ریکھا نے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ وہ چند لمحے بیٹھی سوچتی رہی پھر اس نے اٹھ کر ایک طرف کونے میں رکھی ہوئی میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک نقشہ نکال کر اس نے میز پر پھیلا دیا اور جھک کر اسے غور سے دیکھنے لگی۔ اور تھوڑی دیر بعد اس نے یونیفارم کی جیب سے ایک پنسل

اور نقشے پر نشان لگانے شروع کر دیئے۔ اُسے یقین تھا کہ عمران اور ... کے گروپ کو روکنا شاگل کے بس کا روگ نہیں ہے۔ اس لئے یہ ... لازماً یہاں تک پہنچیں گے یہی وجہ تھی کہ وہ ان راستوں کو چیک ... ہی تھی جہاں سے شاگل نے عمران اور اس کے گروپ کے کافرستان ... میں داخلے کے متعلق بتایا تھا۔ وہ اس سلسلے میں پہلے سے جامع ... صوبہ بندی کر لینا چاہتی تھی۔ اور تھوڑی دیر بعد جب وہ سیدھی ... ہوئی تو اس کے چہرے پر اطمینان کے نمایاں تاثرات موجود تھے۔ ... وہ ایک خاص پلاننگ کر چکی تھی۔ اس نے نقشہ اٹھایا اور آ کر کرسی ... بیٹھ گئی اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آن کر کے اپنے اس گروپ کو ہدایات ... دینا شروع کر دیں جو اس طرف موجود تھا۔ جدھر سے عمران اور اس کا گروپ آ سکتا تھا۔

تنویر اور اس کے ساتھی گھوڑوں پر سوار تیزی سے قریبی
ریلوے اسٹیشن کی طرف بڑھے جا رہے تھے۔ کیونکہ ان کے نقطہ
نظر سے اب سڑک کی نسبت ریلوے کا سفر زیادہ محفوظ رہ سکتا تھا۔
انہیں معلوم تھا کہ اس پہاڑی علاقے میں ریلوے کا آخری اسٹیشن
موریز تھا۔ جہاں سے انہیں آسانی سے پہاڑی راستوں پر سفر کرنے
والے مخصوص خچر مل سکتے تھے۔ اور وہ ان خچروں کی مدد سے آسانی
سے سارتو پہاڑی کے قریب پہنچ سکتے تھے۔ اسلحے کا تھیلا نعمانی
نے اپنی کمر پر باندھ رکھا تھا۔ وہ دو دو کی تعداد میں گھوڑے پر
بیٹھے ہوئے تھے۔ ریلوے اسٹیشن پہنچنے پر انہوں نے گھوڑوں
کو باہر ہی درختوں سے باندھا اور پھر ریلوے اسٹیشن کی عمارت
کی طرف بڑھتے گئے۔ اسی لمحے ایک نوجوان آدمی جس کے جسم پر
ریلوے کی مخصوص یونیفارم تھی۔ شاید گھوڑوں کی ٹاپوں اور ان کے

ہنہنانے کی آواز سن کر کمرے سے نکل کر باہر برآمدے میں آ گیا۔
"تم یہاں اسٹیشن ماسٹر ہو"۔۔۔ تنویر نے اس کے قریب پہنچ کر کہا۔
"ہاں۔ مگر آپ لوگ کون ہیں۔ پہلے تو اس طرف کبھی نظر نہیں آئے"۔۔۔
نوجوان نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں انہیں غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔
"ہم معدنی سروے کرنے والے ڈیپارٹمنٹ کے آفیسر ہیں۔ ہم نے
فوری طور پر موریز پہنچنا ہے۔ ہماری جیپ راستے میں خراب ہو گئی
ہے اور ہم قصبے کے نمبردار سے گھوڑے لے کر یہاں آئے ہیں۔
گاڑی کس وقت یہاں سے آگے جائے گی"۔۔۔ نعمانی نے کہا۔
"گاڑی آنے میں تو ڈھائی گھنٹے دیر ہے۔ اور ویسے بھی یہ برانچ
لائن ہے۔ یہاں تو اکثر گاڑیاں کئی کئی گھنٹے لیٹ ہو جاتی ہیں۔ اس
لئے کم از کم تین ساڑھے تین گھنٹوں سے پہلے آپ کو گاڑی نہیں مل
سکتی"۔۔۔ اسٹیشن ماسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اب کیا ہو سکتا ہے۔ سوائے انتظار کے"۔۔۔ چوہان نے
کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔
"اندر دفتر میں آ جائیں۔ میں اپنے کوارٹر سے آپ کے لئے چائے
بنا کر لے آتا ہوں"۔۔۔ اسٹیشن ماسٹر نے کہا۔
"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے"۔۔۔ تنویر نے اسے جھڑک
دیا۔ اور اسٹیشن ماسٹر ہونٹ چبا کر خاموش ہو گیا۔ اور وہ سب
وہیں اسٹیشن پر ہی ٹہلنے لگے۔
"وہ لوگ اگر ہمارے پیچھے قصبے تک پہنچ گئے تو پھر انہیں لازماً یہ
پتہ چل جائے گا کہ ہم ادھر آئے ہیں اور گاڑی کا کوئی پتہ نہیں اس

لئے کیوں نہ ہم گھوڑوں پر ہی آگے سفر جاری رکھیں "۔۔۔ تنویر نے
کہا۔

" گھوڑوں کے ذریعے ہم کہاں تک جا سکیں گے۔ اس لئے
میرا خیال ہے کہ ہمیں بہرحال گاڑی کا انتظار کر لینا چاہیئے "۔۔۔
صدیقی نے کہا۔ اور پھر باقی ساتھیوں نے بھی اس کی تائید کی تو تنویر
ہونٹ چبا کر خاموش ہو گیا۔ لیکن بے چینی بہرحال ان سب کو محسوس
ہو رہی تھی۔

" ارے یہ کیا۔ یہ اتنی دھول "۔۔۔ اچانک نعمانی نے کہا اور
وہ سب تیزی سے اس طرف کو مڑ گئے جدھر نعمانی دیکھ رہا تھا۔

" اوہ۔ واقعی۔ اوہ اوہ۔ یہ ضرور تیز رفتار جیپیں ہیں۔ ان کی تیز
رفتاری کی وجہ سے اتنی دھول اڑ رہی ہے اور یہ ابھی ادھر ہماری
طرف رہے ہیں "۔۔۔ چوہان نے کہا اور سب نے سر ہلا دیئے۔

" اس کا مطلب ہے کہ تنویر کا خیال درست ثابت ہوا ہے۔ ہمیں
چیک کر لیا گیا ہے "۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

" اب تو گھوڑوں پر بیٹھ کر بھی دور نہیں جایا جا سکتا۔ اب کیا کریں
ادھر کہیں چھپ جائیں "۔۔۔ صدیقی نے بے چین ہو کر کہا۔

" یہ اسٹیشن ماسٹر سب کچھ بتا دے گا۔ پہلے میں اس کا بندوبست
کر لوں "۔۔۔ تنویر نے کہا اور دوسرے لمحے وہ دوڑتا ہوا اس
ہال نما کمرے کے اندر گیا جس میں وہ اسٹیشن ماسٹر اپنی ڈیوٹی پر
موجود تھا۔ اس کے ساتھ ہی گولیاں چلنے کی آوازیں اور انسانی چیخ
سنائی دی۔

" مجھے یقین ہے یہ لوگ یہاں گھوڑے اور اسٹیشن ماسٹر کی لاش دیکھ کر
اردگرد کا سارا علاقہ پوری تفصیل سے چیک کریں گے "۔۔۔ چوہان
نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" آؤ چلیں۔ ادھر ادھر بکھر کر چھپ جائیں۔ وہ لوگ اب قریب آ
چکے ہیں "۔۔۔ تنویر نے باہر آتے ہوئے کہا اور چوہان نے اپنا
خیال دوہرا دیا۔

" اوہ۔ ویری بیڈ۔ پھر کیا کریں۔ پھر اسلحہ نکالو اور آنے والوں کو
بموں سے اڑا دو "۔۔۔ تنویر نے کہا۔

" نہیں تنویر۔ ہو سکتا ہے۔ ان کے پیچھے بھی لوگ آ رہے ہوں۔ اس
طرح ہم پھنس بھی سکتے ہیں۔ سنو اگر ہم اس اسٹیشن کی چھت پر چڑھ
جائیں تو مجھے یقین ہے کہ ان کا خیال چھت کی طرف کبھی نہ جائے گا۔
یہ لوگ یہی سوچیں گے کہ ہم ادھر ادھر چھپے ہوئے ہیں۔ اور آخر یہ تھک
ہار کر واپس چلے جائیں گے۔ اس کے بعد گاڑی آ جائے گی تو ہم
اس پر سوار ہو جائیں گے "۔۔۔ چوہان نے کہا۔ اور چند لمحوں کی بحث
کے بعد آخر کار سب نے چوہان کی تجویز قبول کر لی۔ کیونکہ اگر وہاں بھی
انہیں چیک کر لیا گیا تو پھر ان کے پاس انتہائی طاقتور اسلحہ تو بہرحال
موجود تھا وہ آسانی سے انہیں اوپر سے ہلاک بھی کر سکتے تھے۔ چھت پر
جانے کے لئے سیڑھیاں وغیرہ موجود نہ تھیں۔ اس لئے وہ دوڑتے
ہوئے عمارت کے آخری کونے میں موجود کھمبے کی طرف بڑھ گئے۔
اور پھر اس کھمبے کی مدد سے ایک ایک کر کے وہ چاروں چھت پر پہنچ
جانے میں کامیاب ہو گئے۔ اور اس کے بعد وہ چاروں کونوں میں

چھت پر اس طرح لیٹ گئے۔ کہ اسٹیشن کے چاروں طرف کا
وہ آسانی سے چیک کر سکتے تھے۔ لیکن انہیں اوپر آئے بغیر نیچے سے
چیک نہ کیا جاسکتا تھا۔ مشین گنیں ان سب کے ہاتھوں میں تھیں
دھول اب بالکل قریب پہنچ چکی تھی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس دھول
میں سے دو پولیس جیپیں نمودار ہوئیں اور گھوڑوں کے قریب آکر رک
گئیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ سب یہ دیکھ کر بُری طرح چونک پڑے
کہ جیپ میں سے سب سے پہلے نکلنے والا کافرستان سیکرٹ
سروس کا چیف شاگل تھا۔ وہ اپنے مخصوص انداز میں چیخ چیخ کر جیپ
سے اترنے والے دوسرے افراد کو ہدایات دے رہا تھا۔ جیپ
میں سے نکلنے والوں کی زیادہ تعداد البتہ پولیس کے سپاہیوں کی تھی ان
میں اس پولیس آفیسر کو بھی انہوں نے پہچان لیا تو انہیں ہیڈ کوارٹر
لے گیا تھا۔ وہ سب تیزی سے دوڑتے ہوئے آگے بڑھے اور انہوں
نے اسٹیشن کی چھوٹی سی عمارت کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ شاگل اور
وہ پولیس آفیسر اندر کمرے میں چلے گئے۔ جہاں اس اسٹیشن ماسٹر کی لاش
پڑی ہوئی تھی۔ وہ سب دم سادھے خاموش پڑے ہوئے تھے۔ اور
تھوڑی دیر بعد انہوں نے سپاہیوں اور پولیس آفیسر کو اسٹیشن کے
گرد چاروں طرف دوڑتے ہوئے دیکھا وہ بڑے محتاط انداز میں
دوڑ بھی رہے تھے اور چیکنگ بھی کر رہے تھے جب کہ شاگل باہر نہ
آیا تھا یا تو وہ اندر کمرے میں تھا یا پھر برآمدے میں تھا۔ سپاہیوں
نے واقعی اردگرد کے علاقے کو چھان مارا۔ لیکن ظاہر ہے وہ وہاں
ہوتے تو انہیں نظر بھی آتے۔ وہ تو ان کے سروں کے اوپر موجود تھے۔

رہن کی طرف ان کا خیال بھی نہ جاسکتا تھا۔ خاص طور پر شاگل کا کیونکہ
وہ شاگل کا مزاج جانتے تھے۔ وہ اتنے قریب کا کبھی سوچ بھی
نہ سکتا تھا۔ حالانکہ اسٹیشن ماسٹر کی لاش دیکھ کر اُسے سمجھ جانا
چاہیئے تھا کہ اُسے قتل ہوئے زیادہ دیر نہیں گزری اور اتنے کم
وقت میں۔ ظاہر ہے وہ زیادہ دور کہاں جاسکتے تھے۔ اس صورت
میں لامحالہ انہیں چھت کی چیکنگ کرنی چاہیئے تھی۔ لیکن وہ اُسی
طرح دور دور تک انہیں تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ پھر تقریباً
ایک گھنٹے تک وہ انہیں تلاش کرتے رہے پھر جیپوں میں بیٹھ کر
واپس چلے گئے۔ لیکن وہ ان کے جانے کے باوجود اُسی طرح چھت
پر لیٹے رہے۔ کیونکہ اس طرح ڈاج بھی ہو سکتا تھا۔ وہ دور جیپیں
روک کر واپس پیدل بھی ادھر ادھر بکھر کر آسکتے تھے۔ حالانکہ اڑتی ہوئی
دھول انہیں بتا رہی تھی کہ جیپیں واقعی واپس جارہی ہیں۔ لیکن پھر بھی
وہ احتیاطاً وہیں پڑے رہے۔ ویسے بھی نیچے جاکر انہوں نے کیا کرنا
تھا۔ ریلوے اسٹیشن ویسے ہی سنسان پڑا ہوا تھا۔ دھول اڑتے
اڑتے آخر کار بیٹھ گئی۔ اور ماحول پر ہر طرف سکوت سا طاری ہو گیا۔
کافی دیر بعد اچانک انہیں دور سے ایسی آواز سنائی دی جیسے
دور سے کوئی ریلوے ٹرالی آرہی ہو اور وہ بے اختیار چونک پڑے۔

"یہ ریلوے ٹرالی ادھر کیوں آرہی ہے" —— صدیقی نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"انہیں یقیناً اسٹیشن ماسٹر کے قتل کی خبر دے دی گئی ہوگی اس
لئے تحقیقات کے لئے ریلوے پولیس آرہی ہوگی" —— جوانا نے

جواب دیا۔

" ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ یہ مقامی پولیس تھی۔ یہ ریلوے کی حدود میں ہونے والے جرم کی تحقیقات نہیں کر سکتی۔ پولیس آفیسر نے یقیناً اندر موجود ان سائیڈ فون پر اطلاع دی ہو گی۔" تنویر نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" ہمیں اس ٹرالی پر قبضہ کرنا ہے۔ یہ ہمارے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے" ---- چوہان نے کہا۔

" اگر یہ ہمارے قدوقامت کے ہوں تو پھر زیادہ آسانی ہو جائے گی۔ ہم ریلوے پولیس کی یونیفارمز میں آسانی سے آخری ریلوے اسٹیشن تک پہنچ سکتے ہیں۔ ورنہ شاگل اس طرح آسانی سے جان چھوڑنے والوں میں سے نہیں ہے۔ اس نے یقیناً اب ہیلی کاپٹر کے ذریعے سڑک اور ارد گرد کے علاقے کو چیک کرنا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ وہ تمام ریلوے اسٹیشنوں پر بھی اپنے آدمی پہنچا دے" ---- نعمانی نے کہا۔ اور اس کے بعد وہ چاروں تیزی سے اسی کھمبے کے ذریعے جس سے وہ اوپر گئے تھے نیچے اتر آئے۔

" خیال رکھنا۔ انہیں اس طرح مارنا ہے کہ ان کی یونیفارمز خراب نہ ہوں" ---- چوہان نے کہا۔ اور اس کے بعد وہ چاروں سائیڈ کے برآمدے کے ایک کونے میں جا کر چھپ کر کھڑے ہو گئے۔ یہاں سے وہ ریلوے پٹڑی کو دور سے چیک کر سکتے تھے۔ اور واقعی تھوڑی دیر بعد انہیں دور سے موٹر سے چلنے والی ٹرالی آتی

ہوئی دکھائی دی۔ اس کے آگے سرخ رنگ کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ ٹرالی میں پانچ افراد سوار تھے۔ جن میں سے ایک ٹرالی ڈرائیور اور چار ریلوے پولیس کے آفیسر تھے۔ ٹرالی خاصی تیز رفتاری سے پٹڑی پر دوڑتی ہوئی اس ریلوے اسٹیشن کے قریب آئی اور پھر رک گئی۔ چاروں پولیس آفیسر اچھل کر ٹرالی سے اترے اور تیزی سے دوڑتے ہوئے ریلوے اسٹیشن کی حدود میں داخل ہو کر اس ہال نما کمرے کی طرف بڑھنے لگے۔ جس میں اس اسٹیشن ماسٹر کی لاش پڑی ہوئی تھی۔

" تم نے اس ٹرالی ڈرائیور کو بے ہوش کرنا ہے۔ یہ ہمیں لے جائے گا۔ باقی چار کو ہم تینوں ختم کریں گے" ---- چوہان نے صدیقی سے کہا۔ اور صدیقی نے سر ہلا دیا۔ تنویر کی سرکردگی میں نعمانی اور چوہان محتاط انداز میں سائیڈ سے نکل کر برآمدے سے ہوتے ہوئے اس کمرے کے دروازے پر پہنچ گئے۔ اندر سے تیز تیز باتوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔

" خبردار۔ ہاتھ اٹھا دو" ---- اچانک تنویر نے مشین گن سمیت کمرے میں داخل ہوتے ہی چیخ کر کہا۔ اور اس کے پیچھے چوہان اور نعمانی بھی مشین گنیں لئے اندر داخل ہو گئے۔ چاروں پولیس آفیسر پہلے تو انہیں دیکھ کر حیرت سے اچھل پڑے۔ اس کے بعد ان کے ہاتھ خود بخود اوپر کو اٹھتے گئے۔ ان سب کے چہروں پر شدید ترین حیرت کے تاثرات موجود تھے۔

" کک ---- کک ---- کون ہو تم" ---- ان میں سے ایک نے

ہکلاتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"دیوار کی طرف منہ کر کے ہاتھ دیوار پر رکھ دو۔ ورنہ ایک لمحے میں گولیوں سے اڑا دوں گا۔ جلدی کرو"۔۔۔ تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ مگر"۔۔۔ ان میں سے ایک نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ گولیوں کی بوچھاڑ ان کے قریب سے گزر کر دیوار سے ٹکرائی اور ان چاروں کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں۔

"جو کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ ورنہ دوسری بوچھاڑ تمہارے جسموں پر پڑے گی"۔۔۔ تنویر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اور وہ چاروں اس بار بجلی کی سی تیزی سے مڑے اور انہوں نے دیوار پر ہاتھ رکھ دیئے۔ چوہان نے آگے بڑھ کر ان چاروں کے سائیڈ ہولسٹروں میں موجود ریوالور نکال لئے۔

"چلو اب سیدھے ہو جاؤ"۔۔۔ تنویر نے کہا۔ اور وہ چاروں سیدھے ہو گئے۔ اسی لمحے صدیقی بھی اندر داخل ہوا۔

"میں نے اسے کور کر لیا ہے"۔۔۔ صدیقی نے اندر آ کر کہا۔ اور تنویر نے سر ہلا دیا۔

"چاروں اپنی یونیفارمز اتار دو۔ جلدی کرو"۔۔۔ تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"یونیفارم"۔۔۔ ان چاروں کے حلق سے بے اختیار نکلا۔ اور اس کے ساتھ ہی تڑتڑاہٹ کے ساتھ گولیاں ایک بار پھر ان کی سائیڈ سے دوبارہ نکل گئیں۔ اور ایک بار پھر ان چاروں نے تیزی سے یونیفارم اتارنی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد وہ چاروں قمیض اور انڈر ویئر کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔ چوہان نے آگے بڑھ کر ان کی یونیفارمز ایک طرف کر دیں۔

"اب اپنا اپنا تعارف بھی کرا دو"۔۔۔ تنویر نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

"میرا نام آر۔ ایس۔ چوپڑہ ہے۔ میں ریلوے پولیس انسپکٹر ہوں" ایک نے جلدی سے کہا۔ دوسرے نے اپنا نام رمیش۔ تیسرے نے منگا رام اور چوتھے نے پرنام کمار بتایا۔ باقی تینوں اسسٹنٹ سب انسپکٹر تھے۔ تنویر نے باقاعدہ ان سے تفصیلی انٹرویو لیا اور اس کے بعد اچانک اس نے ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے وہ چاروں گولیوں کی بوچھاڑ میں پھنستے ہوئے گھوم کر نیچے گرے اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔

"یونیفارمز لباس کے اوپر ہی پہن لو۔ یہ لوگ تو حرام کھا کھا کر خاصے پلے ہوئے ہیں"۔۔۔ تنویر نے مڑ کر کہا اور اس کے بعد ان چاروں نے تیزی سے اپنے لباس کے اوپر ہی یونیفارمز پہننا شروع کر دیں۔ سروں پر پی کیپ رکھنے کے بعد انہوں نے نام بھی باقاعدہ بانٹ لئے۔ تنویر چوپڑہ۔ نعمانی پرنام کمار۔ صدیقی منگا رام اور چوہان رمیش بن گیا۔

"اب ان چاروں کو گھسیٹ کر ہمیں کسی کھڈ میں پھینکنا پڑے گا تاکہ فوری طور پر ہمارا تعاقب نہ ہو سکے"۔۔۔ تنویر نے کہا۔

" تم انہیں یہیں چھوڑ دو۔ صرف ان کے چہرے مسخ کر دو۔ پیچھے گاڑی آنے والی ہے۔ ہمیں جلد از جلد یہاں سے نکل جانا چاہیے" ۔۔۔ چوہان نے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک بار پھر مشین گن سیدھی کی اور کمرہ ایک بار پھر تیز تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا۔ اس بار گولیاں لاشوں کے چہروں پر پڑ رہی تھیں۔

" اس ٹرالی ڈرائیور کو بھی اٹھا لاؤ تاکہ وہ یہ لاشیں اپنی آنکھوں سے دیکھ لے" ۔۔۔ تنویر نے صدیقی سے کہا اور صدیقی سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس نے بے ہوش ٹرالی ڈرائیور کو کاندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔ کمرے میں لا کر اس نے اسے زمین پر پٹخا اور پھر جھک کر اس کا ناک اور منہ ہاتھوں سے بند کر دیا۔ پھر جیسے ہی اس ٹرالی ڈرائیور کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی صدیقی پیچھے ہٹ گیا۔ ٹرالی ڈرائیور کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس کے ساتھ ہی وہ چیخ مار کر بے اختیار اٹھ بیٹھا۔

" سس۔ سس" ۔۔۔ اس نے بے اختیار اپنے سامنے کھڑے پولیس آفیسروں کو ۔۔۔ دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ" ۔۔۔ تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔ اور اجنبی آواز سن کر ٹرالی ڈرائیور بے اختیار جھٹکے سے کھڑا ہو گیا اب اس کی آنکھیں شدید حیرت سے پھیلتی چلی جا رہی تھیں۔

" تمہارے مردوں کی لاشیں ادھر پڑی ہیں۔ انہیں اچھی طرح دیکھ لو۔ اور بتاؤ کیا تم بھی ان کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہو۔ یا ہم سے تعاون کر کے زندہ رہنا چاہتے ہو" ۔۔۔ تنویر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اور ٹرالی ڈرائیور تیزی سے مڑا اور اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ اس کا جسم مسخ شدہ لاشوں کو دیکھ کر بری طرح لرزنے لگا۔

" مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ مجھے مت مارو۔ مجھے مت مارو۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ میں غریب آدمی ہوں۔ مجھے مت مارو" ۔۔۔ ٹرالی ڈرائیور نے مڑ کر ان کے سامنے ہاتھ جوڑ کر گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" سنو۔ اگر تم وعدہ کرو کہ ہمیں ٹرالی پر بغیر کسی کو اشارہ کئے یا کوئی غلط حرکت کئے آخری اسٹیشن مونیتر تک پہنچا دو گے تو ہم تمہیں زندہ چھوڑ سکتے ہیں ورنہ ٹرالی ہم خود بھی چلا سکتے ہیں البتہ تمہاری لاش بھی ان کے ساتھ شامل ہو جائے گی" ۔۔۔ تنویر نے کہا۔

" مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ میں لے جاؤں گا۔ میں لے جاؤں گا اور کوئی غلط حرکت نہ کروں گا" ۔۔۔ ٹرالی ڈرائیور نے فوراً ہی کہا۔

" کیا نام ہے تمہارا" ۔۔۔ تنویر نے پوچھا۔

" آصف ۔۔۔ میرا نام آصف ہے" ۔۔۔ ٹرالی ڈرائیور نے کہا۔

" اوہ۔ تم مسلمان ہو" ۔۔۔ تنویر نے چونک کر پوچھا۔

" ہاں۔ میں مسلمان ہوں" ۔۔۔ آصف نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

" پھر تمہارے زندہ رہنے کے چانس اور بھی بڑھ گئے ہیں۔

ورنہ میں سمجھ رہا تھا کہ تم بھی ان چوپڑے ، منگا رام ، رمیش کے ہم مذہب ہو" ـــ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

"آ ـــ آپ مسلمان ہیں" ـــ آصف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"ہاں چلو ۔ اب وقت ضائع مت کرو ۔ گاڑی آنے والی ہو گی" ۔ تنویر نے کہا ۔

"گاڑی تو آج دو گھنٹے لیٹ ہے ۔ آیئے" ـــ آصف نے کہا ۔ اس کے چہرے پر اب کافی اطمینان کے آثار ابھر آئے تھے ۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ چاروں ریلوے پولیس آفیسر کی یونیفارم میں ٹرالی پر بیٹھے خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے ۔

"کیا ہمیں ہر اسٹیشن پر رکنا پڑے گا" ـــ تنویر نے آصف سے پوچھا ۔

"نہیں جناب ۔ پولیس ٹرالی کو روکنے کی کس میں جرات ہے" ۔ آصف نے جواب دیا اور تنویر نے سر ہلا دیا ۔

"ج ـــ جناب ۔ آپ نے اسٹیشن ماسٹر کو مارا تھا" ـــ اچانک آصف نے ہچکچاتے ہوئے لہجے میں ساتھ بیٹھے تنویر سے پوچھا ۔

"ہاں ۔ کیوں" ـــ تنویر نے چونک کر پوچھا ۔

"کچھ نہیں جناب ۔ ویسے پوچھ رہا تھا ۔ کیا آپ مجرم ہیں" ـــ آصف کا تجسس بدستور قائم تھا ۔

"ہاں ۔ اس ملک میں ہم مجرم ہی سمجھے جائیں گے" ـــ تنویر نے

مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ آصف بڑی مہارت سے ٹرالی کو آگے بڑھائے لئے جا رہا تھا ۔ وہ راستے میں آنے والے پٹڑی کے کانٹے بدلنے والے کیبن والوں کو دور سے ہاتھ لہرا کر مخصوص اشارے کرتا اور اس کے ساتھ ہی کانٹا بدل دیا جاتا ۔ اس طرح وہ اسٹیشن پر رکے بغیر خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے ۔ اگر آصف ان سے تعاون نہ کر رہا ہوتا تو وہ زیادہ سے زیادہ اگلے اسٹیشن تک ہی پہنچ سکتے پھر انہیں وہاں قتل و غارت کرنی پڑتی اور زبردستی کانٹے بدلوانے پڑتے ۔ یہی وجہ تھی کہ تنویر کا رویہ آصف کے ساتھ اتنا سخت نہ رہا تھا ۔

"اس ملک میں ۔ کیا مطلب ۔ کیا آپ کا تعلق کسی اور ملک سے ہے" ـــ آصف نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا ۔

"ہاں ۔ ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے ۔ یہاں سارتو پہاڑی پر ایک لیبارٹری قائم کی گئی ہے جہاں دنیا کا خوفناک ترین ہتھیار بنایا جا رہا ہے ۔ ایسا ہتھیار جس کی مدد سے پاکیشیا کے لاکھوں کروڑوں معصوم اور بے گناہ مسلمانوں کو ہلاک کیا جائے گا اور ہم مسلمانوں کو بچانے کے لئے یہ لیبارٹری تباہ کرنا چاہتے ہیں" ۔ تنویر نے لفظ "مسلمانوں" پر خاص طور پر زور دیتے ہوئے کہا ۔

"اوہ اوہ ۔ تو یہ ارادے ہیں ان ہندوؤں کے ۔ اوہ" ـــ آصف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا ۔ اس کے چہرے پر یکلخت جذبات کی حدت واضح طور پر نظر آنے لگ گئی تھی ۔

"بہرحال ۔ اس بارے میں تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں

ہے۔ تم بس ہمیں مونیر تک پہنچا دو" ـــــــ تنویر نے کہا۔

"جناب۔ اگر آپ مجھ پر اعتماد کریں تو میں مونیر سے آگے بھی آپ کی مدد کر سکتا ہوں۔ میں مسلمان ہوں۔ اور بحیثیت مسلمان یہ میرا فرض ہے کہ میں مسلمانوں کے خلاف ان ہندوؤں کی سازش کو ناکام کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کروں" ـــــــ آصف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے سے خلوص ٹپک رہا تھا۔

"تم آگے ہماری کیا مدد کر سکتے ہو" ـــــــ تنویر نے چونک کر پوچھا۔

"جناب۔ سارتو پہاڑی سے دس میل ادھر ایک گاؤں ہے۔ جاکدانی۔ وہاں میرا سسرال ہے۔ یہ سارا گاؤں مسلمانوں کا ہے۔ وہاں سے آپ کو بڑی مدد مل سکتی ہے" ـــــــ آصف نے کہا۔

"نہیں۔ ہم کسی گاؤں میں نہیں جا سکتے۔ حکومت نے وہاں ہر طرف اپنے مخبر چھوڑ رکھے ہیں" ـــــــ تنویر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"جناب۔ اگر یہ بات ہے تو آپ گاؤں میں نہ جائیں۔ میں جاؤں گا۔ گاؤں میں ایک آدمی رہتا ہے۔ اس کا نام تو رفیق ہے لیکن سب گاؤں والے اُسے پہاڑی نیولا کہتے ہیں۔ وہ ان پہاڑوں کے اندر ایسے ایسے راستے جانتا ہے کہ جن کی خبر آج تک وہاں رہنے والوں کو بھی نہیں ہو سکی۔ اس کا شوق ہے پہاڑوں کے اندر گھومنے اور نئے نئے راستے تلاش کرنے کا۔ وہ بھی مسلمان ہے۔ اُسے ہندوؤں سے شدید نفرت ہے۔ میں اُسے بلا لاؤں گا۔

یقیناً آپ کی بے حد مدد کر سکتا ہے۔ ویسے بھی وہ انتہائی جی دار مضبوط اور کھرا آدمی ہے۔ ایک بار جو منہ سے نکال دے گا۔ پھر چاہے اس کی جان ہی کیوں نہ چلی جائے وہ اپنی بات سے نہ ہٹے گا" ـــــــ آصف نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا آدمی واقعی ہمارے لئے معاون ثابت ہو سکتا ہے" ـــــــ تنویر نے کہا۔

اور پھر تقریباً چار گھنٹوں تک پوری رفتار سے ٹرالی دوڑانے کے بعد وہ مونیر اسٹیشن کی حدود میں داخل ہو گئے۔

"صاحب۔ میں ٹرالی ذرا پہلے روک دوں گا۔ آپ سب مل کر اس ٹرالی کو اٹھا کر پٹڑی سے اتار کر دھکیل کر ایک کھڈ میں چھپا دیں ورنہ مونیر بڑا اسٹیشن ہے وہاں باقاعدہ فوج بھی ہوتی ہے۔ وہ آسانی سے آپ کو جانے نہ دیں گے اور ایک بات اور کہ مونیر کا اسٹیشن ماسٹر جو پڑہ کا سگا بھائی بھی ہے" ـــــــ آصف نے کہا۔

اور تنویر نے سر ہلا دیا۔ پھر آصف نے واقعی اسٹیشن سے کافی پہلے ٹرالی روک دی۔ ان چاروں نے نیچے اتر کر آصف کے ساتھ مل کر ٹرالی کو اٹھا کر پٹڑی سے اتارا اور اُسے دھکیلتے ہوئے ایک کھڈ کی طرف لے گئے۔ اس کھڈ کے کناروں پر جھاڑیاں تھیں جو اس طرح پھیلی ہوئی تھیں کہ کھڈ کا دہانہ نظر نہ آتا تھا۔ آصف نے ٹرالی اس کے اندر دھکیل دی اور ٹرالی ایک زوردار دھماکے سے اندر جا گری۔ اور لچکدار جھاڑیاں ایک بار پھر آپس میں مل گئیں۔

"آئیے جناب" ـــــ آصف نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔
پھر وہ انہیں لے کر ریلوے کی پٹڑیاں کراس کرتا ہوا ایک پہاڑی راستے پر بڑھنے لگا۔

"یہ یونیفارمز آزار دیں یا یہ فائدہ دیں گی" ـــــ تنویر نے پوچھا

"جناب بڑا فائدہ دیں گی۔ یہاں پولیس والوں سے جتنا لوگ ڈرتے ہیں اتنا شاید اپنے دیوتاؤں سے بھی نہ ڈرتے ہوں گے۔ آصف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس کی اس بات پر سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم واپس جا کر کیا کہو گے۔ ظاہر ہے تم سے پوچھ گچھ تو ہو گی" چوہان نے پوچھا۔

"مشین گن کی نوک پر لے جایا گیا تھا اور پھر انہوں نے بیہوش کر کے جھاڑیوں میں پھینک دیا۔ جہاں سے ہوش آنے کے بعد وہ گرتا پڑتا موونیر اسٹیشن پہنچا اور اس کے بعد آگے کی کہانی شروع" ـــــ آصف نے جواب دیا اور ان سب نے سر ہلا دیئے۔

آگے ایک چھوٹا سا پہاڑی قصبہ تھا۔ جہاں سے انہوں نے پولیس کی یونیفارمز کی وجہ سے خچر حاصل کر لئے۔ اور اس کے بعد ان کا سفر کہیں زیادہ رفتار سے ہونے لگا۔ شام کے قریب ایک پہاڑی درے کے قریب آصف نے خچر رکوائے اور پھر وہ نیچے اتر آیا۔

"آپ یہاں ٹھہریں جناب۔ میں جا کر پہاڑی ٹولے کو بلا لاتا

ہوں" ـــــ آصف نے کہا۔ اور تنویر نے سر ہلا دیا اور آصف پہاڑی سے آگے بڑھ گیا۔

"ادھر ادھر چھپ جاؤ۔ ہو سکتا ہے یہ شخص ہمیں ڈاج دے رہا ہو" ـــــ تنویر نے کہا اور وہ سب خچروں کو وہیں پتھروں سے باندھ کر بکھر کر چٹانوں کے پیچھے چھپ گئے۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد انہیں ایک چٹان کے پیچھے سے دو آدمی آتے دکھائی دیئے۔ ان میں سے ایک آصف تھا۔ دوسرا مقامی پہاڑی آدمی تھا۔ لیکن اس کا جسم خاصا مضبوط اور جفاکش لگتا تھا۔ اس کے جسم پر کپڑے بھی موٹے اور سستے سے تھے۔ جیسے عام طور پر پہاڑی علاقوں کے غریب لوگ پہنتے ہیں۔ اور اس کا چہرہ واقعی کسی پہاڑی ٹولے سے ملتا جلتا تھا۔ تنویر سب سے پہلے چٹان کے پیچھے سے نکلا۔ اور آگے بڑھ گیا۔

"جناب میں نے رفیق کو بتا دیا ہے۔ یہ آپ لوگوں کی مدد کرنے کے لئے تیار ہے" ـــــ آصف نے کہا۔

"کیا آپ اکیلے ہیں" ـــــ رفیق نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"پہلے تم کلمہ پڑھ کر وعدہ کرو کہ ہمارے ساتھ کوئی دھوکہ نہیں کرو گے" ـــــ تنویر نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے سپاٹ لہجے میں کہا۔ اور رفیق نے واقعی کلمہ پڑھ کر وعدہ کر لیا تو تنویر کو اطمینان ہو گیا۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے اپنے ساتھیوں کو بلایا اور وہ سب چٹانوں کے پیچھے سے

نکل آئے۔

"جناب۔ ادھر آجائیں۔ یہ راستہ ہے۔ یہاں کوئی بھی آ سکتا ہے
ادھر ایک بڑی غار ہے وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں" ——— رفیق نے
کہا۔ اور وہ سب رفیق کے پیچھے خچروں کو کھینچتے ہوئے کافی آگے ایک
طرف ہٹ کر ایک بڑی غار میں پہنچ گئے۔ خچروں کو باندھ دیا گیا۔

"جناب آپ مجھے تفصیل بتائیں کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں اور کہاں
جانا چاہتے ہیں۔ اور آپ کو کس قسم کی امداد درکار ہے۔ میں ان ہندوؤں
کی سازش کو ناکام بنانے کے لئے آپ کا ہر طرح سے ساتھ دوں
گا" ——— رفیق نے زمین پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور تنویر نے اُسے
مختصر طور پر سارتو پہاڑی پر قائم لیبارٹری اور پاور ایجنسی کے متعلق
بتا دیا۔

"اوہ ہاں۔ میں نے ان کی چیک پوسٹ دیکھی ہے۔ یہاں سے
بارہ میل دور ایک پہاڑی پر انہوں نے مشینیں لگا رکھی ہیں۔ بڑی
عجیب سی توپ بھی ہے جس کا منہ آسمان کی طرف ہے اور ایک
ہیلی کاپٹر بھی انہوں نے چھپا رکھا ہے۔ میں ایک پہاڑی خرگوش کو
پکڑنے کے لئے وہاں تک جا پہنچا تھا۔ ان کی تعداد چار ہے۔ وہ
لمبے تڑنگے فوجی ہیں" ——— رفیق نے چونک کر کہا۔

"ان میں کوئی لڑکی بھی ہے" ——— تنویر نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ لڑکی کوئی نہیں ہے۔ چاروں مرد ہیں" ——— رفیق
نے جواب دیا۔

"میرے خیال میں یہ ان کی کوئی ——— چوکی ہوگی۔ وہ دیکھا یقیناً

ین کیمپ میں ہوگی" ——— چوہان نے کہا۔

"او کے۔ تم ہمیں وہاں تک لے چلو۔ ہم ان سے مزید پوچھ گچھ کر
لیں گے" ——— تنویر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"پھر جناب ہمیں چکر کاٹ کر جانا پڑے گا۔ انہوں نے پہاڑی پر
گھومنے والی کیمرہ نما مشین لگائی ہوئی ہے۔ اور میں نے ان کے قریب
دو پہاڑی آدمیوں کی لاشیں بھی دیکھی تھیں۔ میں تو ڈر کے مارے واپس
آگیا تھا۔ کہ فوجی ہیں۔ مجھے بھی مار ڈالیں گے" ——— رفیق نے اٹھتے
ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بہرحال تمہارے ساتھ جانے کا صرف ہمیں یہ فائدہ
ہونا چاہیے کہ وہ ہمیں چیک نہ کر سکیں" ——— تنویر نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔ میں آپ کو ایسے راستوں سے لے
جاؤں گا کہ ہم ان کے سروں پر پہنچ جائیں گے اور انہیں خبر تک نہ ہو
گی" ——— رفیق نے کہا۔

"مجھے اب اجازت ہے جناب" ——— آصف نے کہا۔

"ہاں۔ تم جاؤ۔ تمہارے اس تعاون کا شکریہ" ——— تنویر
نے کہا۔

"کوئی بات نہیں جناب۔ یہ میرا فرض تھا" ——— آصف نے کہا۔
اور پھر وہ باقاعدہ تنویر اور دوسرے ساتھیوں سے مصافحہ کر کے غار
سے نکلا اور دوڑتا ہوا ایک چٹان کے پیچھے غائب ہو گیا۔

دو بڑی اور طاقتور جیپیں تیزی سے سڑک پر آگے پیچھے دوڑ رہی تھیں۔ آگے والی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر شاکو تھا۔ اس کے ساتھ جولیا تھی۔ جب کہ عقبی سیٹ پر عمران اور صفدر بیٹھے ہوئے تھے۔ جب کہ پچھلی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر کیپٹن شکیل تھا۔ اس کے ساتھ ٹائیگر اور عقبی سیٹوں پر جوانا اور جوزف موجود تھے۔ عمران نے شاکو کے ساتھ پوری تفصیل سے ساری پلاننگ کر لی تھی۔ اور اب وہ ناپال سے کافرستان اور پھر وہاں سے پہاڑیوں کے اندر ہوتے ہوئے سارتو پہاڑی کی طرف جانے کا پروگرام بنائے ہوئے تھے۔ جیپیں خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئیں آگے بڑھی جا رہی تھیں۔ کیونکہ انہوں نے کافرستان کی سرحد میں داخل ہونے تک اچھا خاصا طویل سفر طے کرنا تھا۔

"ہمارا تعاقب ہو رہا ہے"۔۔۔ اچانک پچھلی نشست پر خاموش

بیٹھے ہوئے عمران نے کہا۔ اور جیپ میں بیٹھے ہوئے سب افراد بے اختیار چونک پڑے۔

"تعاقب۔۔۔ کیا مطلب۔ ہمارا تعاقب کون کر سکتا ہے جناب"۔ شاکو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ایک سبز رنگ کی کار کوہین کالونی سے ہی اپنے پیچھے دیکھ رہا تھا۔ انتہائی محتاط انداز میں تعاقب کیا جا رہا ہے۔ وہ سبز رنگ کی کار تیسرے چوک پر ایک سیاہ رنگ کی کار کے قریب جا کر رک گئی اور پھر وہ سیاہ رنگ کی کار ہمارے پیچھے آنے لگ گئی۔ اب وہ پیچھے ہے"۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں جیپ کے سائیڈ مرر پر جمی ہوئی تھیں۔

"پھر اب کیا کرنا ہے"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"کرنا کیا ہے"۔ انہیں گھیر کر معلوم کرنا ہے۔ کہ یہ کون لوگ ہیں۔ ویسے میرا خیال ہے یہ اس جالکو کے آدمی ہوں گے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جالکو۔۔۔ وہ کون ہے"۔۔۔ جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"شاکو انہیں جانتا ہے۔ کافرستانی ایجنٹ ہیں۔ اور اگر وہی ہیں تو اس کا واضح مطلب ہے کہ مجھے تلاش کر لیا گیا ہے اور ایسا صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ سردپ کے گروپ میں سے کسی نے مخبری کی ہو"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جناب۔ باس کے گروپ میں سے کسی کی جرأت نہیں کہ ذرا سی غلط بات بھی منہ سے نکال سکے"۔۔۔ شاکو نے کہا۔

"تم ایسا کرو۔ کسی ویران سڑک پر جیپ موڑ کر لے جاؤ۔ پھر مجھے کسی موڑ پر اتار کر تم آگے بڑھ جانا۔ اس طرح آخری چیکنگ بھی ہو جائے گی۔ کیا واقعی ہماری نگرانی ہو رہی ہے یا نہیں۔ اور میں اس کا ٹائر پھاڑ کر اُسے روک بھی لوں گا۔ ویران سڑک کی وجہ سے کام میں کوئی مداخلت بھی نہ ہو گی" ـــــ عمران نے کہا۔

"جناب۔ آگے ایک چوک آ رہا ہے۔ میں وہاں سے دائیں طرف کو مڑ جاؤں گا۔ وہ قطعی ویران سڑک ہے۔ آگے ایک موڑ ہے۔ وہاں آپ اتر جائیں۔ ہم آگے جا کر رک جائیں گے اور پھر واپس آ جائیں گے۔ اس دوران آپ انہیں آسانی سے روک سکتے ہیں" شاکو نے کہا۔

"ٹھیک ہے" ـــــ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر نکالا۔ اور پھر اس کا بٹن دبا کر اس نے ٹائیگر کو ہدایات دینی شروع کر دیں۔ شاکو نے اگلے چوک سے جیپ دائیں طرف جانے والی سنگل روڈ کی طرف موڑ دی۔ ٹائیگر کی جیپ بھی ان کے پیچھے ہی مڑ گئی۔

"موڑ آ رہا ہے جناب" ـــــ شاکو نے کہا۔ اور عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں ڈالا۔ اور جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکال کر اس نے ہاتھ میں لے لیا۔ دوسرے لمحے موڑ پر شاکو نے جیپ روکی اور عمران اچھل کر نیچے کودا اور دوڑتا ہوا ایک سائیڈ پر موجود درخت کے بھاری تنے کے پیچھے ہو گیا۔ ٹائیگر کی جیپ

بھی آگے نکل گئی۔ اب سڑک صاف تھی اور پھر دور سے اُسے وہ سیاہ رنگ کی کار آتی ہوئی دکھائی دی اور عمران نے ریوالور ہاتھ میں لیا۔ اور چوکنا ہو کر کھڑا ہو گیا۔ کار تیزی سے آگے آ رہی تھی۔ پھر جیسے ہی وہ ریوالور کی رینج میں آئی عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ شاک کی آواز کے ساتھ ہی ایک زوردار دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے کار قلابازیاں کھاتی ہوئی سڑک کی سائیڈ پر دور جا گری۔ عمران نے اس کے اگلے پہیے پر اس وقت فائر کیا تھا جب وہ موڑ مڑ رہی تھی۔ اس لئے ڈرائیور کار کو بروقت سنبھال نہ سکا۔ چار قلابازیاں کھا کر کار جیسے ہی رکی اس میں سے اچھل کر دو آدمی باہر نکلے اور دوڑتے ہوئے کار سے ہٹ کر ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ کار میں آگ کے شعلے نکلتے نظر آ رہے تھے۔ اور چند لمحوں بعد ایک خوف ناک دھماکے سے کار کی پٹرول ٹینکی پھٹی اور کار کے پرزے شعلوں کی صورت میں دور دور تک بکھر گئے۔ وہ دونوں مڑے اور دوڑتے ہوئے سڑک پر آ گئے۔ اور پھر ان میں سے ایک نے جیب میں ہاتھ ڈال کر جب باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں چھوٹا سا فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اُسی لمحے عمران نے دوسری بار ٹریگر دبایا اور وہ آدمی یکلخت چیخ مار کر گھوم کر نیچے گرا اور اس کے ہاتھ سے ٹرانسمیٹر نکل کر سڑک پر دور تک لڑھکتا چلا گیا۔ دوسرے آدمی نے ایک جھاڑی کے پیچھے چھلانگ لگائی ہی تھی کہ عمران نے تیسری بار ٹریگر دبا دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی دوسرے آدمی کے حلق سے بھی چیخ نکلی اور وہ جھاڑی کے اوپر گر کر بُری طرح تڑپنے

لگا۔ عمران تنے کی اوٹ سے نکلا اور دوڑتا ہوا اس جھاڑی پر پڑے پھڑکتے ہوئے آدمی کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے گولی اس کی ران میں ماری تھی۔ اس لئے وہ پھڑکنے کے بعد اب اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور عمران نے قریب پہنچتے ہی پوری قوت سے اس کے سر پر ریوالور کا دستہ دے مارا اور وہ آدمی چیختا ہوا نیچے گرا ہی تھا کہ عمران کی ٹانگ حرکت میں آئی اور نیچے گر کر دوبارہ اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا وہ آدمی کنپٹی پر زوردار ضرب کھا کر ایک بار پھر نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔ اس کی ران سے خون بہہ رہا تھا عمران نے اسے بازو سے پکڑا اور تیزی سے گھسیٹتا ہوا سڑک کے کنارے لے آیا۔ اور پھر اس نے زمین سے مٹی اٹھا کر اس کے زخم پر ڈالنی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد اسے اپنی جیپیں واپس آتی ہوئی دکھائی دیں۔ جیپیں قریب آ کر رک گئیں اور عمران کے ساتھی اچھل کر نیچے اتر آئے۔ مٹی پڑنے سے زخم سے نکلنے والا خون بند ہو گیا۔ اور عمران نے جھک کر اس کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس آدمی کے جسم میں حرکت ہوئی۔ اور عمران پیچھے ہٹ گیا۔ اس آدمی کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ اور اس نے بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش کی مگر ٹانگ پر زخم کی وجہ سے وہ چیخ کر دوبارہ گر گیا۔ اس کا ایک ہاتھ بے اختیار زخم پر جم گیا۔ اور پھر وہ اس حالت میں اپنے گرد کھڑے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھنے لگا۔ اس کے

چہرے اور آنکھوں میں خوف و ہراس کی پرچھائیاں لہرانے لگی تھیں۔

"کیا نام ہے تمہارا"۔۔۔ عمران نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"میلارام۔۔۔ مم۔۔۔ میرا نام میلارام ہے"۔۔۔ اس آدمی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جاکو کے آدمی ہو"۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں"۔۔۔ اس آدمی کے حلق سے اس طرح الفاظ نکلے جیسے اس نے لاشعوری طور پر یہ الفاظ بول دیئے ہوں۔

"ہمارا پیچھا کرنے کے لئے کیا سکیم بنائی گئی ہے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"پیچھا۔۔۔ کس کا پیچھا۔ ہم تو کسی کا پیچھا نہیں کر رہے تھے"۔۔۔ میلارام نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جوانا۔ اس کی بتیسی باہر نکال دو"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اور ایک طرف کھڑا ہوا جوانا یک لخت اس پر کسی عقاب کی طرح جھپٹا۔ اور دوسرے لمحے میلارام جوانا کے ہاتھوں میں جکڑا ہوا اس طرح فضا میں اٹھتا گیا جیسے وہ کوئی پلاسٹک کا بنا ہوا غبارہ ہو۔ اس کے ساتھ ہی جوانا کا دوسرا ہاتھ گھوما اور میلارام کے حلق سے انتہائی کربناک چیخ نکلی اور اس کا حلق میں لٹکتا ہوا جسم بُری طرح پھڑکنے لگا۔ جوانا کے ایک ہی زوردار تھپڑ سے اس کے منہ سے دانت پھلجھڑیوں کی طرح باہر آ گرے تھے۔ گال پھٹ گیا تھا اور اس کی ناک اور منہ سے خون نکلنے لگا تھا۔

"بس کہیں مر ہی نہ جائے"۔۔۔ عمران نے کہا اور جوانا نے جھٹکا دے

کر اُسے واپس زمین پر پٹخ دیا۔ اس آدمی کا جسم نیچے گر کر بے حس و حرکت ہو گیا۔

"اسے ہوش میں لاؤ" ـــــ عمران نے کہا۔ اور جوانا نے لات اس کی پسلیوں میں مار دی۔ دوسرے لمحے میلا رام کا جسم بُری طرح پھڑکا اور وہ ہوش میں آکر چیخنے لگا۔

"بولو۔ ورنہ اس بار جسم کی ساری ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی" ـــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں۔ رامو نے ہمیں حکم دیا تھا۔ جالکو کے نمبر ٹو نے" ـــ میلا رام نے چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ساری سکیم بتلا دی۔ کہ کس طرح انہوں نے چھ کاروں اور دو جیپوں کی مدد سے ان کا ڈساری جنگل تک تعاقب کرنا تھا۔ لیکن وہ یہ نہ بتا سکا کہ یہ تعاقب کیوں ہو رہا ہے۔

"جالکو یا رامو کہاں ہوگا" ـــ عمران نے پوچھا۔ اور میلا رام نے جالکو اور رامو کے متعلق تفصیل بتادی۔ عمران نے ان کا حلیہ بھی معلوم کر لیا۔ اس نے ریوالور کا ٹریگر دبایا اور ٹھک کی آواز کے ساتھ گولی میلا رام کی پیشانی میں گھس گئی۔ اور وہ چیخ مارے بغیر نیچے گرا اور چند لمحے تڑپ کر ساکت ہو گیا۔

"ٹائیگر تم جوزف اور جوانا کے ساتھ جیپ لے کر جاؤ اور اس جالکو کو پکڑ کر یہاں لے آؤ۔ رامو کے ساتھ تو کافی آدمی ہوں گے جب کہ بقول اس میلا رام کے جالکو اس وقت اکیلا ہوگا۔ شاکو کو ساتھ لے جاؤ یہ ان جگہوں کو جانتا ہے" ـــ عمران نے کہا۔

"میں جالکو کی رہائش گاہ جانتا ہوں جناب۔ وہ ایسی جگہ پر ہے کہ عام آدمی وہاں آسانی سے پہنچ بھی نہیں سکتا" ـــ شاکو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جاؤ اور اسے زندہ پکڑ کر یہاں لے آؤ۔ ہم یہیں تمہارا انتظار کریں گے اور شاکو ایسے راستے سے جانا جہاں سے ان کے ساتھی تمہاری جیپ نہ پہچان سکیں" ـــ عمران نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں جناب۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہم زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر اسے لے کر یہاں پہنچ جائیں گے" ـــ شاکو نے کہا اور تھوڑی دیر بعد ان کی جیپ تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

"تم جالکو سے کیا پوچھنا چاہتے ہو" ـــ جولیا نے پوچھا۔

"میلا رام نے ڈساری جنگل کا نام لے کر مجھے چونکا دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں ہماری پوری پلاننگ کا علم ہے اور جالکو شاگل کا آدمی ہے۔ تو پھر لازماً یہ پلاننگ شاگل تک بھی پہنچ چکی ہوگی۔ اور شاگل ہمارے لئے جال بچھا چکا ہوگا۔ وہ ایسے معاملات میں بے حد تیز ہے" ـــ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہمیں یہاں سے دور ہٹ جانا چاہیے۔ کیونکہ اب میلا رام کی کار جب اگلے پوائنٹ پر نہ پہنچے گی اور نہ ہی جیپیں پہنچیں گی تو پھر لازماً یہ لوگ چونک پڑیں گے۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہ تلاش کرتے ہوئے ادھر آنکلیں" ـــ صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیپ لے کر آگے نکل چلتے ہیں۔ شاکو ادھر سے ہی گیا ہے۔ اور ظاہر ہے ادھر سے ہی واپس آئے گا" ـــ عمران

نے کہا۔ اور وہ سب جیپ کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے جیپ کافی آگے لے جا کر سڑک کی سائیڈ پر بنے ہوئے ایک پرانے سے کھنڈر نما مکان کی اوٹ میں روک دی اور خود نیچے اتر کر وہ ادھر ادھر بکھر گئے۔ تاکہ اگر رامو یا اس کے آدمی ادھر آ بھی جائیں تو انہیں آسانی سے کور کیا جا سکے۔ لیکن طویل انتظار کے باوجود ادھر سے کوئی آدمی نہ آیا۔ اور وہ سمجھ گئے کہ رامو یا اس کے آدمیوں کو اس طرف کا خیال ہی نہ آیا ہو گا۔ پھر تقریباً سوا گھنٹے کے بعد انہیں دور سے اپنی والی جیپ آتی ہوئی دکھائی دی۔ اور عمران اور جولیا اوٹ سے نکل کر سڑک پر آ گئے۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر جیپ کو رکنے کا اشارہ کیا اور جیپ ان کے قریب آ کر رک گئی۔

"جالکو کے ساتھ چار آدمی بھی تھے۔ ان کی وجہ سے دیر لگ گئی ہے۔ انہیں پہلے خاموشی سے بے ہوش کرنا پڑا تھا"۔۔۔۔ جوزف نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے جوانا ایک لمبے قد لیکن بھاری جسم کے بے ہوش آدمی کو کاندھے پر اٹھائے نیچے اتر آیا۔

"ادھر کھنڈر میں لے آؤ اسے۔ اور شاکو تم جیپ کو کسی اوٹ میں کر لو۔ اور جوزف اور جوانا کے علاوہ باقی سب باہر رک کر خیال رکھیں گے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کھنڈر کی اندرونی طرف بڑھ گیا۔ جوانا جولکو کو اٹھائے اس کے پیچھے تھا۔ اور اس کے پیچھے جوزف تھا۔

"اس کے ہاتھ اور پیر بیلٹس سے باندھ دو۔ یہ آسانی سے سب کچھ نہیں اگلے گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور جوانا نے اُسے نیچے گرد آلود

فرش پر پٹخ دیا۔

"میرے پاس رسی ہے باس"۔۔۔۔ جوزف نے کہا۔ اور اس نے پشت پر لدے ہوئے بڑے سے تھیلے میں سے ہاتھ ڈال کر نائلون کی سیاہ رنگ کی باریک رسی کا گچھا نکالا۔ اس میں گانٹھیں لگی ہوئی تھیں اور ایک طرف مخصوص قسم کا آنکڑہ تھا۔ یہ کمند تھی۔ بہرحال اسے استعمال کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ چند لمحوں بعد جالکو کے ہاتھ اور پیر بندھ گئے۔ اور جوانا جھک کر اس کا ناک اور منہ بند کر کے اُسے ہوش میں لانے لگا۔ چند لمحوں بعد جولکو کے جسم میں حرکت ہوئی۔ پھر آنکھیں کھولتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن بندھے ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا۔ کہ عمران نے لات اس کی گردن پر رکھ کر اُسے گھما دیا۔ جولکو کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخ نکلی اور اس کا بندھا ہوا جسم بری طرح پھڑکنے لگا۔

"تمہارا نام جولکو ہے"۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی لات کو ذرا سا واپس گھما دیا۔

"ہاں۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔ ہاں"۔۔۔۔ جولکو کے حلق سے مسلسل ہاں ہاں کے الفاظ نکلنے لگے۔ اس کی حالت اتنی دیر میں غیر ہو گئی تھی۔ اور اسی لمحے عمران نے یک لخت لات اس کی گردن سے ہٹا لی۔ کیونکہ اس نے جولکو کے سینے کو عجیب انداز میں پھولتے پچکتے دیکھ لیا تھا۔ یہ انداز بتا رہا تھا کہ جولکو دل کا مریض ہے۔ اگر عمران چند لمحے اور لات گردن پر رکھے رہتا تو جولکو یقیناً ختم ہو جاتا۔ لات ہٹنے کے کافی دیر بعد جا کر جولکو کی بری طرح بگڑی ہوئی حالت سنبھل سکی۔

"تم نے شاگل کو ہمارے متعلق کیا اطلاع دی تھی" ـــــ عمران نے دوبارہ لات اس کی گردن کی طرف بڑھاتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ لیکن اس بار اس نے لات کا پورا زور ایڑی پر ہی رکھا تھا اور صرف پنجے کا معمولی سا دباؤ گردن پر دیا تھا۔

"بولو۔ ورنہ ایک لمحے میں مسل کر رکھ دوں گا" ـــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"تت ـــ تت ـــ تم کون ہو۔ کون ہو تم" ـــــ جالکو نے بری طرح خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"وہی جس کا تعاقب راموا اور اس کے آدمی کر رہے ہیں" ـــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ چونکہ عمران میک اپ میں تھا اس لئے ظاہر ہے جالکو اسے کیسے پہچان سکتا تھا۔

"اوہ اوہ۔ تم عمران ہو۔ علی عمران" ـــــ جالکو کے لہجے سے اور زیادہ خوف کا اظہار ہونے لگا۔

"ہاں بولو۔ کیا رپورٹ دی ہے تم نے شاگل کو" ـــــ عمران نے اسی طرح کرخت لہجے میں کہا اور جالکو نے فوراً ہی وہ ساری باتیں دوہرا دیں جو اس نے شاگل کو بتائی تھیں۔

"کس نے تمہیں بتایا تھا ان کے بارے میں۔ بولو" ـــــ عمران نے پنجے کا دباؤ ذرا سا بڑھاتے ہوئے کہا۔

"بتاتا ہوں بتاتا ہوں۔ پلیز میں دل کا مریض ہوں۔ مجھے کچھ نہ کہو میں بتاتا ہوں سب کچھ بتاتا ہوں" ـــــ جالکو نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے بتایا کہ سردیپ کے گروپ کا ایک

آدمی ہے وکی۔ وہ راموا کے لئے مخبری کرتا ہے۔ اس نے راموا کو سب بتایا تھا" ـــــ جالکو نے کہا اور عمران نے لات گردن پر رکھ کر اسے گھما دیا۔ جالکو کا جسم ایک لمحے کے لئے زور سے تڑپا پھر ساکت ہو گیا۔ اس کی آنکھیں اوپر کو چڑھ گئی تھیں اور سانس بند ہو گیا تھا۔

"رسی کھول لو جوزف اور اسے یہیں پڑا رہنے دو" ـــــ عمران نے کہا اور تیزی سے باہر کی طرف مڑ گیا۔

"کوئی آدمی وکی ہے۔ سردیپ کے گروپ میں" ـــــ عمران نے شاکو سے پوچھا۔

"وکی۔ جی ہاں۔ باس کا خاص آدمی ہے۔ کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں" ـــــ شاکو نے حیران ہو کر پوچھا۔

"وہ وکی اس راموا کو تمہارے باس کی مخبری کرتا رہتا ہے۔ اور ہمارے متعلق بھی اس نے ہی بتایا ہے۔ ڈساری جنگل والی بات بھی اسی نے ہی انہیں بتائی ہے۔ کیا تم نے وکی سے بات کی تھی کیونکہ ڈساری جنگل والی بات تو میرے اور تمہارے درمیان ہوئی تھی" ـــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"جناب۔ میں نے خود باس کو یہ سب کچھ بتایا تھا۔ کیونکہ باس کا اپنا بڑا اڈہ ڈساری جنگل میں ہے۔ کیونکہ کافرستان سے تمام سمگلنگ اسی جنگل کے راستے ہوتی ہے۔ میں نے باس کو اس لئے بتایا تھا تاکہ باس اڈے میں موجود اپنے آدمیوں کو ہمارے متعلق بتا دے۔ ورنہ ہم کسی صورت بھی یہ جنگل کراس نہ کر سکتے۔ اور باس نے مجھے کہا کہ میں آپ سمیت اطمینان سے جنگل کراس کر دوں۔ وہ

اڈے میں موجود سب افراد کو ہمارے متعلق بریف کر دے گا" ۔۔۔ شاکو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہارے پاس کے پاس کون سا ٹرانسمیٹر ہے ۔ میں اُسے دکی کے متعلق بتانا چاہتا ہوں ۔ اگر ہے تو اس کی فریکونسی بتاؤ" ۔۔۔ عمران نے کہا اور شاکو نے سر ہلاتے ہوئے اُسے فریکونسی بتا دی۔

" جوزف ۔ لانگ رینج ٹرانسمیٹر جیب سے نکال لاؤ" ۔۔۔ عمران نے پاس کھڑے جوزف سے کہا اور جوزف تیزی سے اپنے والی جیب کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں بڑا سا ٹرانسمیٹر تھا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر پر شاکو کی بتائی ہوئی فریکونسی سیٹ کی اور پھر بٹن دبا دیا۔

" ہیلو ہیلو ۔۔۔ پرنس کالنگ اوور" ۔۔۔ عمران نے بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔ تقریباً دس یا بارہ کالوں کے بعد دوسری طرف سے سردپ کی مخصوص آواز سنائی دی۔

" یس ۔۔۔ سردپ اٹنڈنگ اوور" ۔۔۔ سردپ کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔ اور ظاہر ہے ہونی بھی چاہیے تھی۔ کیونکہ عمران کی کال اس کے لئے قطعی غیر متوقع تھی۔

" سردپ ۔ کیا دکی نام کا کوئی آدمی تمہارے گروپ میں ہے اوور" عمران نے کہا۔

" دکی ۔ ہاں ہے میرا خاص اسسٹنٹ ہے ۔ کیوں اوور" ۔۔۔ سردپ نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" تو پھر سن لو کہ تمہارا یہ دکی جاگو کے اسسٹنٹ رامو کو مخبری کرتا رہا ہے اوور" ۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" مخبری کرتا ہے دکی ۔ کیا کہہ رہے ہو پرنس اوور" ۔۔۔ سردپ نے بے حد حیرت سے چیختے ہوئے کہا۔ اور عمران نے اُسے اب تک ہونے والے تمام واقعات تفصیل سے بتا دیئے۔

" اوہ اوہ ۔ میں اس دکی کی بوٹیاں اڑا دوں گا ۔ میں اس کا عبرتناک حشر کر دوں گا ۔ اوہ اوہ ۔ میرا خاص اسسٹنٹ اور مخبری کرے اوور" سردپ کی حالت واقعی پاگلوں جیسی ہو گئی تھی۔

" وہ تم کرتے رہنا ۔ پہلے یہ بتاؤ کہ شاکو نے تم سے ڈساری جنگل کی بات کی تھی اوور" ۔۔۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" شاکو نے ۔ ہاں ۔ اور میں نے ڈساری جنگل میں اطلاع بھی کر دی ہے کہ تم لوگ آ رہے ہو ۔ وہ شاکو کو پہچانتے ہیں ۔ اس لئے وہ تمہاری پوری مدد کریں گے ۔ کیوں ۔ یہ بات تم کیوں پوچھ رہے ہو اوور" سردپ نے کہا۔

" میں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ شاکو نے تو تم سے بات کی پھر دکی کو اس کا پتہ کیسے چلا اوور" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

" اوہ ۔ میں سمجھ گیا ۔ وہ میرا سسٹم ہے ۔ میں نے اپنے دفتر میں ریکارڈنگ سسٹم لگایا ہوا ہے ۔ ہماری بات چیت ٹیپ ہو گئی ہو گی اور یہ ٹیپ دکی نے سن لیا ہو گا ۔ وہ اس ریکارڈنگ سسٹم کا انچارج ہے اوور" ۔۔۔ سردپ نے کہا۔

" اچھا آدمی رکھا ہوا ہے تم نے ریکارڈنگ سسٹم کا انچارج ۔ یہ لوگ ہمارے تعاقب کی حماقت نہ کرتے تو ہم پکے ہوئے پھل

کی طرح ڈساری جنگل سے نکلتے ہی کافرستانی سیکرٹ سروس کی جھولی میں جا گرتے اور دی اینڈ آل" ۔۔۔ عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" شاکو۔ اب بتاؤ۔ ڈساری جنگل میں سے نکلنے کا اور بھی کوئی پوائنٹ ہے پہلے سے مختلف یا نہیں" ۔۔۔ عمران نے اس بار شاکو سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں ابھی تک تلخی کا عنصر موجود تھا۔

" جی ہاں۔ ایک اور پوائنٹ بھی ہے۔ ادھر سے ذرا فاصلہ بھی بڑھ جائے گا اور راستہ بھی زیادہ دشوار ہو گا۔ لیکن بہرحال وہ محفوظ رہے گا" ۔۔۔ شاکو نے جواب دیا۔

" او کے۔ پھر چلو" ۔۔۔ عمران نے کہا اور جیپ کی طرف بڑھ گیا۔

پہاڑ کی ایک کھلی غار کے دہانے پر شاگل اور کاشی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان دونوں کی آنکھوں سے دوربینیں لگی ہوئی تھیں۔ اور سامنے چٹان سے نیچے گہرائی میں انتہائی گھنا جنگل نظر آ رہا تھا۔ اس وقت صبح طلوع ہو رہی تھی۔ اس لئے منظر انتہائی دلکش سا تھا۔ شاگل اپنے ساتھ تقریباً بیس آدمی لے آیا تھا۔ اس کے آدمیوں نے یہاں باقاعدہ ایک پلاننگ کے تحت مورچے سنبھالے ہوئے تھے۔

" باس۔ کہیں یہ لوگ کسی اور راستے سے نہ نکل جائیں۔ اب تک تو انہیں پہنچ جانا چاہئے تھا" ۔۔۔ کاشی نے دوربین آنکھوں سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ لیکن وہ کیوں راستہ بدلیں گے۔ انہیں تو معلوم ہی نہ ہو گا کہ ہم ان کی گھات لگائے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں" ۔۔۔

شاگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس۔ جنگل بے حد وسیع ہے۔ وہ کسی بھی طرف سے نکل سکتے ہیں۔ ویسے میں نے اپنے سپیشل گروپ کے آدمیوں کو آٹھ میل دور اونچی چوٹی پر بٹھایا ہوا ہے۔ تاکہ اگر وہ کسی اور جگہ سے نکلیں تب بھی ہمیں اطلاع مل جائے۔ وہاں سے سارا جنگل اور اس کے کنارے تک نظر آتے ہیں"۔۔۔ کاشی نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ لیکن وہاں سے بھی کوئی اطلاع نہیں آئی اب تک" شاگل نے کہا۔

"میں خود بات کرتی ہوں"۔۔۔ کاشی نے کہا اور اٹھ کر غار کے اندر چلی گئی۔ جہاں ان کا سامان موجود تھا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا باکس تھا۔ اس نے باکس کے کونے میں موجود ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے باکس میں سے ٹوں ٹوں کی ہلکی ہلکی آوازیں نکلنے لگیں۔ کاشی نے شاگل کی اجازت سے سیکرٹ سروس کے دس افراد کو علیحدہ کر کے براہِ راست اپنی ماتحتی میں لیا ہوا تھا۔ اور وہ خود ان کی ٹریننگ بھی کرتی رہتی تھی۔ اسے اس نے سپیشل گروپ کا نام دیا ہوا تھا۔ اور شاگل کے ساتھ آتے ہوئے وہ اپنے سپیشل گروپ کو بھی ساتھ لے آئی تھی جسے اس نے شروع سے علیحدہ ذمہ داریاں سونپ رکھی تھیں۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ سپیشل نمبر ون کالنگ اوور"۔۔۔ کاشی نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس مادام۔ سپیشل ٹو اٹنڈنگ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"ایس ٹو۔ تم نے اب تک کوئی رپورٹ نہیں دی اوور"۔۔۔ کاشی نے تیز لہجے میں کہا۔

"مادام۔ ابھی تک رپورٹ کے قابل کوئی پوائنٹ ہی سامنے نہیں آیا اوور"۔۔۔ ایس ٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ پوری طرح ہوشیار رہنا۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔ کاشی نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"انہیں اب تک کہیں نہ کہیں سے تو نکل ہی آنا چاہیئے تھا۔ کہیں انہوں نے ارادہ ہی نہ بدل دیا ہو"۔۔۔ کاشی نے ٹرانسمیٹر بند کرتے ہوئے کہا۔

"وہ ارادہ بدلنے والا آدمی نہیں ہے کاشی۔ لیکن میرا دل کہہ رہا ہے کہ اسے کسی نہ کسی طرح اس بات کا علم ہو گیا ہے۔ کہ ہم یہاں اس کے انتظار میں موجود ہیں۔ اس لئے وہ کوئی ایسی حرکت بھی کر سکتا ہے۔ جس کے بارے میں ہم سوچ بھی نہ سکتے"۔ شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اسے کیسے علم ہو سکتا ہے باس۔ کیا اسے الہام ہوتا ہے"۔۔۔ کاشی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"الہام تو نہیں ہوتا۔ لیکن میرا تجربہ ہے کہ ایسے معاملات میں ہمیشہ خوش قسمتی اس کے ساتھ رہتی ہے"۔۔۔ شاگل نے جواب دیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ اس کی بات مکمل ہوتی اچانک

ساتھ پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی تیز آواز نکلی اور کاشی نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر دیا۔ شاگل بھی چونک کر ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

"ہیلو ہیلو ——— سپیشل ٹو کالنگ سپیشل ون اوور" ——— بٹن دبتے ہی پُرجوش آواز سنائی دی۔

"یس سپیشل ون اٹنڈنگ اوور" ——— کاشی نے تیز لہجے میں جواب دیا۔

"مادام۔ اندھیری پوائنٹ کی طرف سے دو جیپیں جنگل میں سے نکلی ہیں اور اب وہ انتہائی تیز رفتاری سے اوکھلی قصبے کی طرف بڑھی جا رہی ہیں۔ میں نے مخصوص دوربینوں سے چیک کیا ہے۔ ان میں سات افراد ہیں جن میں ایک لڑکی بھی شامل ہے اوور" ——— سپیشل ٹو نے کہا۔

"اوہ اوہ۔ یہی عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔ ہمیں انہیں فوری طور پر اوکھلی پہنچنے سے پہلے گھیر لینا چاہیئے" ——— شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔ اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"سپیشل ٹو۔ تم اپنے ساتھیوں سمیت فوراً اوکھلی قصبے سے پہلے شمال کی طرف دو نوکوں والی پہاڑی کے پیچھے مورچہ لگا دو۔ وہاں ایک تنگ درہ ہے۔ اس درے سے گزرتے ہوئے انہیں آسانی سے تباہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن خیال رکھنا یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ انہیں بالکل تمہاری وہاں موجودگی کا علم نہیں ہونا چاہیئے۔ اور میں باس شاگل اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ قصبے کی جنوبی سمت کو کور کر دوں گی۔ اور جب تک میں آرڈر نہ دوں کوئی فائر نہیں ہونا چاہیئے۔ سمجھ گئے ہو تم اوور" ——— کاشی نے چیخ کر کہا۔

"یس مادام اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور کاشی نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور تیزی سے شاگل کے پیچھے دوڑ کر نیچے چلی گئی۔ شاگل پہلے ہی نیچے موجود اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا تھا۔

"وہ۔ وہ اندھیری پوائنٹ سے نکلے ہیں۔ اور اوکھلی قصبے کی طرف جا رہے ہیں۔ ہم نے انہیں ہر قیمت پر قصبے میں پہنچنے سے پہلے ختم کرنا ہے۔ نقشہ نکالو نقشہ۔ جلدی کرو" ——— شاگل وہاں پہنچ کر اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا۔

"باس۔ میں نے پہلے نقشہ دیکھ کر تمام ممکنہ راستوں پر نشان لگا دیئے تھے۔ اوکھلی سے تقریباً چار میل پہلے ایک تنگ درہ آتا ہے۔ جہاں سے گزر کر ہی اوکھلی جایا جا سکتا ہے۔ مادام نے اپنے سپیشل گروپ کو وہاں پہنچنے کے احکامات دے دیئے ہیں۔ وہ اس کی شمالی طرف پر مورچہ لگائیں گے۔ ہم یہاں سے فوری روانہ ہو کر ان سے پہلے وہاں جنوبی طرف پہنچ کر مورچہ بندی کر سکتے ہیں۔ کیونکہ انہیں اندھیری سے نکل کر ایک لمبا راستہ طے کر کے اوکھلی پہنچنا پڑے گا۔ جب کہ ہمارا راستہ بے حد شارٹ ہے۔ اس طرح جیسے ہی ان کی جیپیں اس تنگ درے سے گزریں گی ہم دونوں اطراف سے

ان پر میزائلوں اور بموں کی بارش کر کے انہیں یقینی طور پر ہلاک کر سکتے ہیں۔ وہ انتہائی آسان ٹارگٹ ہوں گے" ـــ کاشی نے قریب پہنچ کر تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ چلو جس طرح کاشی کہتی ہے ویسے ہی کرو۔ جلدی کرو" ـــ شاگل نے چیخ کر کہا۔ اور چند لمحوں بعد چار جیپوں میں لدے ہوئے وہ پہاڑی راستوں کے اندر تیزی سے آگے بڑھے جا رہے تھے۔ سب سے آگے والی جیپ میں کاشی اور شاگل تھے جبکہ عقبی جیپوں میں سیکرٹ سروس کے ارکان تھے ان کی تعداد بیس کے قریب تھی اور اس کے ساتھ ساتھ جیپوں میں ہر قسم کا انتہائی خطرناک اسلحہ بھی بھرا ہوا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر سیکرٹ سروس کا وہ آدمی تھا جو انہی علاقوں کا رہنے والا تھا۔ اس لئے وہ اس سارے علاقے کو بہت اچھی طرح جانتا تھا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کے سفر کے بعد وہ واقعی ایک تنگ درے کے قریب پہنچ گئے۔ پھر کاشی نے ہی عملی طور پر کمان سنبھال لی۔ جیپیں کھائیوں میں چھپا دی گئیں۔ اور اسلحہ لے کر وہ درے کے اوپر والے حصے پر اس طرح پھیل کر بیٹھ گئے۔ کہ پورا درہ ان کی زد میں تھا۔ اس درے کی طوالت خاصی تھی۔ اور جیپیں چاہے کتنی بھی تیز رفتاری سے کیوں نہ گزریں وہ ان کے اسلحے کی زد سے باہر نہ نکل سکتی تھیں۔ اور گہرائی اور درے کی بناوٹ اس قدر تھی کہ نیچے سے کسی طرح بھی ان پر فائر نہ ہو سکتا تھا کاشی نے واقعی انتہائی ذہانت سے یہ سپاٹ منتخب کیا تھا۔

"ویری گڈ کاشی۔ تم واقعی بے حد ذہین ہو۔ ویری گڈ۔ اب مجھے یقین ہے کہ یہ عمران لاکھ چالاک بنے اس درے سے زندہ

بچ کر نہ جا سکے گا" ـــ شاگل نے سچوئشن دیکھ کر انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ اب صرف یہ بات طے ہونی باقی ہے کہ یہ لوگ واقعی وہی ہیں جو ہم سمجھ رہے ہیں یا کوئی اور ہیں۔ اس کے لئے میرے ذہن میں ایک تجویز موجود ہے۔ جیسے ہی یہ جیپیں درے میں داخل ہوں۔ آپ ٹرانسمیٹر کی جنرل فریکوئنسی پر عمران کو کال کریں۔ اس کے پاس لازماً ٹرانسمیٹر موجود ہو گا۔ جنرل فریکوئنسی کی وجہ سے اسے معلوم ہی نہ ہو سکے گا کہ ہم کہاں سے اسے کال کر رہے ہیں۔ کوئی بھی بات کریں اسے اگر اس کا جواب آ جائے۔ اور آپ اس کا لہجہ پہچان لیں تو پھر اس بات کا یقین ہو جائے گا کہ یہی لوگ درے میں سے گزر رہے ہیں" ـــ کاشی نے کہا۔

"لیکن اس کی کیا ضرورت ہے اور کون یہاں سے گزر سکتا ہے۔ وہ چوکنا ہو جائے گا۔ اور پھر ناممکن بھی ممکن ہو سکتا ہے" ـــ شاگل نے کہا۔

"نہیں باس۔ یہ انتہائی ضروری ہے۔ اس طرح ہمیں مکمل اطمینان ہو جائے گا۔ اور ایک بار درے میں سے گزرنے کے بعد وہ کسی طرح بھی واپسی پر آگے زندہ بچ کر نہ جا سکے گا" ـــ کاشی نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن ایسا نہ ہو کہ ہم اسے کال ہی کرتے رہ جائیں اور وہ درہ کراس کر جائے پھر اس کا ہاتھ آنا انتہائی مشکل ہو جائے گا" ـــ شاگل نے کہا۔

"درے کی طوالت آپ دیکھ ہی رہے ہیں۔ وہ اتنی جلدی کہاں سے نکل سکتے ہیں"۔۔۔ کاشی نے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ شاگل اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ اس کی جیب میں موجود سپیشل ٹرانسمیٹر سے کال آنی شروع ہو گئی۔ کاشی نے جلدی سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن دبا دیا۔

"سپیشل ٹو کالنگ اوور"۔۔۔ نمبر ٹو کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ سپیشل ون اٹنڈنگ اوور"۔۔۔ کاشی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مادام۔ دونوں جیپیں درے کے قریب پہنچنے والی ہیں۔ میں نے نمبر ایٹ کو اونچی چوٹی پر بٹھا دیا تھا۔ اس نے ابھی اطلاع دی ہے۔ ویسے ہم سب جنوبی طرف پوری طرح تیار بیٹھے ہوئے ہیں اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے۔ جیسے ہی ہماری طرف سے فائر ہو تم لوگوں نے بھی فائر کھول دینا ہے اوور اینڈ آل"۔۔۔ کاشی نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جلدی سے پاس پڑے ہوئے تھیلے میں سے ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر جنرل فریکونسی ایڈجسٹ کر دی۔

"باس۔ جیسے ہی جیپیں درے میں داخل ہوں آپ کال دینا شروع کر دیں"۔۔۔ کاشی نے کہا اور شاگل نے اس بار اثبات میں سر ہلا دیا اور تھوڑی دیر بعد انہیں دور سے دو جیپیں تنگ درے میں داخل ہوتی دکھائی دیں۔ درہ یہاں اتنا تنگ تھا کہ دونوں جیپیں ساتھ ساتھ چلنے کی بجائے آگے پیچھے چل رہی تھیں۔ کافی فاصلہ ہونے کی وجہ سے دونوں جیپیں بالکل کھلونا جیپیں نظر آ رہی تھیں۔ شاگل نے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر دیا اور ٹرانسمیٹر میں سے مخصوص آواز نکلنے لگی۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ شاگل کالنگ۔ علی عمران۔ ہیلو ہیلو شاگل کالنگ علی عمران۔ تم جہاں کہیں بھی ہو۔ میری کال اٹنڈ کرو۔ اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے اوور"۔۔۔ شاگل نے تیز لہجے میں بار بار یہی فقرہ دوہراتے ہوئے کہا۔ پہلے تو کافی دیر تک کال اٹنڈ ہی نہ کی گئی۔ اور جیپیں اب خاصی واضح ہو چکی تھیں۔ لیکن پھر اچانک ٹرانسمیٹر میں سے عمران کی مخصوص آواز نکلی۔

"ہیلو چھاگل۔ اوہ سوری۔ وہ کیا کیا کہتے ہیں۔ وہ جسے دماغی شفاخانے میں داخل کرایا جاتا ہے۔ ایک تو یہ لفظ عین وقت پر راہ فرار اختیار کر جاتے ہیں۔ بہرحال جو بھی ہو۔ کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف کا عہدہ ایک معزز عہدہ ہے۔ ویسے ایک بات تو بتاؤ۔ تم نے ایسا کون سا ٹرانسمیٹر ایجاد کر لیا ہے کہ کافرستان میں بیٹھ کر پاکیشیا میرے فلیٹ پر بھی تمہاری کال سنی جا رہی ہے۔ یا پھر کہیں تم میرے فلیٹ کے باہر تو نہیں کھڑے اوور"۔۔۔ عمران کی مخصوص شوخ آواز سنائی دی۔ اور کاشی کے ہونٹ بھی بری طرح بھنچ گئے۔ عمران اس کے باس کی واضح طور پر توہین کر رہا تھا۔

"سنو عمران۔ مجھے معلوم ہے کہ تم سارتو پہاڑی کی طرف جا رہے ہو۔ لیکن تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم اس ارادے سے باز

آجاؤ۔ کیونکہ اس بار یقینی موت نے تمہارے چاروں طرف اپنے جال پھیلا رکھے ہیں۔ بس میری طرف سے اتمام حجت مکمل ہو گیا۔ آگے تمہاری مرضی اوور اینڈ آل"۔۔۔ شاگل نے چیخ کر کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"یہ واقعی عمران ہے۔ واقعی تسلی ہو جانا زیادہ بہتر رہا ہے۔ لیکن اب ہمیں فوراً فائر کھول دینا چاہیئے۔ وہ شیطان الرٹ ہو چکا ہو گا"۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"اس نے آپ کی بے عزتی کی ہے باس۔ اور اُسے اس کا پورا پورا حساب دینا پڑے گا"۔۔۔ کاشی نے غصیلے لہجے میں کہا جیپیں اب کافی نزدیک آ چکی تھیں۔ کاشی نے ساتھ پڑی ہوئی میزائل گن اٹھائی اور پھر سب سے آگے آنے والی جیپ کا نشانہ لے کر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکہ ہوا اور گن کی لمبی سی نال سے نکلنے والا میزائل اڑتا ہوا جیپ کی طرف بڑھا۔ لیکن تیز ہوا کی وجہ سے میزائل جیپ پر جا کر لگنے کی بجائے سائیڈ پر زمین پر جا گرا۔ اور ایک خوف ناک دھماکے سے پھٹ پڑا۔ اُسی لمحے شاگل نے بھی فائر کھول دیا۔ اور پھر تو درے کے دونوں اطراف سے دونوں جیپوں پر میزائلوں، مشین گنوں اور بموں کی جیسے بارش سی ہو گئی۔ جیپیں الٹ گئیں اور اس میں سے عمران کے ساتھی نکل نکل کر دیوانہ وار ادھر ادھر دوڑنے لگے۔ لیکن اس خوفناک بارش میں وہ کہاں جا سکتے تھے چنانچہ چند لمحوں بعد وہ ڈھیر ہو گئے۔ پھر جیپیں بھی خوف ناک دھماکے سے پھٹ گئیں۔ درے کے دونوں اطراف سے ہونے والی فائرنگ اس قدر اچانک شدید اور زور دار تھی کہ جیپوں پر سوار افراد کو ایک لمحے کے لئے بھی سنبھلنے کا موقع نہ مل سکا تھا۔ اور تھوڑی دیر بعد جب تنگ سے درے میں دونوں جیپوں کے پرزے اور انسانی لاشوں کے ٹکڑے بکھرے ہوئے پڑے نظر آ رہے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ فائرنگ ختم ہوتی چلی گئی۔

"وہ مارا۔ ویری گڈ کاشی ویری گڈ"۔۔۔ شاگل نے اٹھ کر بے اختیار ناچتے ہوئے انداز میں کہا۔ اس کا چہرہ خوشی کی شدت سے بری طرح بھڑک رہا تھا۔ آج اس نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی حسرت پوری کر لی تھی۔ آج اس کا خوف ناک دشمن جس نے اُسے ہمیشہ اور ہر قدم پر شکست دی تھی اس کے ہاتھوں عبرتناک موت سے دوچار ہو گیا تھا۔

"مبارک ہو باس"۔۔۔ کاشی نے بھی اٹھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ کاشی۔ گریٹ کاشی۔ آج میں خوش ہوں بے حد خوش"۔ شاگل نے چیخ کر کہا اور کاشی بھی ہنس پڑی۔ دونوں اطراف سے ان کے ساتھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

"آؤ اب نیچے چلیں۔ میں اس عمران کے سر کو خود ٹھوکریں مارنا چاہتا ہوں۔ میں اس کا سر اٹھا کر لے جاؤں گا اور صدر اور وزیراعظم کے سامنے پیش کر دوں گا۔ سنو کاشی۔ آج سے تم کافرستان سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہو"۔۔۔ شاگل اس قدر خوش تھا کہ مسرت اس سے سنبھالے نہ سنبھالی جا رہی تھی۔ اور پھر وہ سب اپنا اپنا اسلحہ اٹھائے نیچے جاتے ہوئے تنگ راستوں سے درے میں اترنے لگے۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ لاشوں کے سروں پر پہنچ چکے

تھے۔ کٹی پھٹی اور مسخ شدہ لاشیں ہر طرف بکھری ہوئی تھیں۔

"یہ ـــ یہ اس لڑکی جولیا کا سر ہے" ـــ کاشی نے ایک عورت کے سر کے قریب کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے بڑے حقارت آمیز لہجے میں اُسے ٹھوکر ماری۔ کیونکہ شاگل نے اُسے بتا دیا تھا کہ سیکرٹ سروس کی اس رکن کا نام جولیا ہے اور جولیا عمران کے بے حد قریب ہے۔

"ارے یہ کیا" ـــ اچانک کاشی بے اختیار اچھل پڑی کیونکہ اس نے جیسے ہی اس لڑکی کے سر کو ٹھوکر ماری تھی اس کے سر پر موجود وگ ایک طرف جا گری۔ اب اصل مردانہ بال نظر آنے لگ گئے تھے۔

"مردانہ بال" ـــ کاشی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور اس نے جلدی سے جھک کر اس کٹے ہوئے سر کو اٹھایا اور دوسرے لمحے اس نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں اس کے چہرے پر موجود کٹے پھٹے ماسک کو کھینچ کر اتارا تو وہ واقعی ایک ناپالی آدمی کا چہرہ تھا۔ ماسک میک اپ سے اُسے لڑکی کا چہرہ بنایا گیا تھا۔

"عمران کا سر کہیں نظر نہیں آ رہا" ـــ اسی لمحے شاگل نے قریب آ کر کہا۔

"باس۔ یہ دیکھیں یہ لڑکی نہیں تھی۔ اس پر لڑکی کا ماسک میک اپ کیا گیا تھا۔ یہ ناپالی آدمی کا چہرہ ہے" ـــ کاشی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا ـــ کیا کہہ رہی ہو۔ ماسک میک اپ" ـــ شاگل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی

بات ہوتی۔ کاشی کے کاندھے سے لٹکے ہوئے بیگ سے ٹرانسمیٹر کی تیز سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔ کاشی نے بے اختیار ہاتھ میں پکڑا ہوا سر پھینک دیا اور تھیلے میں سے لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اس پر چونکہ وہی جنرل فریکونسی پہلے سے ایڈجسٹ تھی۔ اس لئے کال اسی جنرل فریکونسی سے ہی آ رہی تھی۔

"ہیلو ہیلو ـــ علی عمران کالنگ۔ جناب شاگل چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس اوور" ـــ عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور شاگل اور کاشی دونوں کے چہرے عمران کی آواز سنتے ہی اس طرح زرد پڑ گئے جیسے وہ صدیوں قبر میں دفن رہنے کے بعد ابھی باہر نکلے ہوں۔

"تت ـــ تت ـــ تم کہاں سے بول رہے ہو اوور" ـــ شاگل کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ ظاہر ہے لہجہ بھیک مانگنے والوں جیسا تھا۔

"عالم بالا سے بول رہا ہوں۔ مجھے دراصل حکم ہوا ہے کہ تم لوگوں کو بھی عالم بالا لے آؤں۔ تاکہ یہاں بھی چھیڑ خوباں سے چلتی رہے۔ اس لئے تیار ہو جاؤ۔ عالم بالا میں حاضری کے لئے اوور اینڈ آل" ـــ عمران کی آواز سنائی دی۔

"اوہ اوہ ـــ دوڑو دوڑو ـــ وہ ہمارے سروں پر ہیں" ـــ شاگل نے پاگلوں کے سے انداز میں ٹرانسمیٹر پھینک کر کاشی کا ہاتھ پکڑا۔ اور ساتھ ہی اس نے درے کی قریبی چٹانوں کی طرف دوڑ لگا دی۔ اُسی لمحے ایک بار پھر اوپر سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔

ساتھ ہی درے میں سے انسانی چیخیں بلند ہونے لگیں۔ فائرنگ پہلے کی طرح مسلسل اور خوفناک انداز میں کی جا رہی تھی۔ لیکن شاگل بروقت دوڑ پڑنے کی وجہ سے کاشی سمیت ایک چھوٹی سی غار میں پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اسی لمحے درے کی شمالی سمت سے بھی فائرنگ شروع ہو گئی۔ لیکن یہ فائرنگ درے کے اندر کی بجائے اوپر کی طرف ہو رہی تھی۔

"میرے آدمیوں نے ان پر فائر کھول دیا ہے۔ وہ انہیں یقیناً مار ڈالیں گے"۔۔۔ کاشی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسری طرف سے فائرنگ ہوتے ہی درے کے اندر ہونے والی فائرنگ یک لخت ختم ہو گئی۔ اب صرف کاشی کے آدمیوں کی طرف سے فائرنگ جاری تھی۔ وہ بھی تھوڑی دیر بعد ختم ہو گئی۔ کاشی تیزی سے غار کے دہانے کی طرف جانے لگی تھی کہ شاگل نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روک لیا۔

"رک جاؤ۔ یہ عمران اتنی آسانی سے مرنے والوں میں سے نہیں۔ وہ اب تمہارے آدمیوں کو ٹریپ کر کے ان پر دوبارہ فائر کھولے گا۔ کاش ہمارے پاس ٹرانسمیٹر ہوتا"۔۔۔ شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کاشی ہونٹ چباتی ہوئی رک گئی۔

"واقعی اگر ہم باہر سے ٹرانسمیٹر اٹھا لاتے تو کم از کم میں اپنے گروپ کو تو الرٹ کر دیتی۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ میرے آدمی خود ہی الرٹ ہوں گے۔ میں نے انہیں خصوصی تربیت دے رکھی ہے"۔۔۔ کاشی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ خود اپنے آپ

کو مطمئن کر رہی ہو۔ پھر اس سے پہلے کہ اس کی بڑبڑاہٹ ختم ہوتی ایک بار پھر تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی انسانی چیخوں سے غار کے باہر کا ماحول گونج اٹھا۔ اور اس بار کاشی اچانک اچھل کر غار کے دہانے کی طرف دوڑ پڑی۔ شاگل بھی اس کے پیچھے تھا۔ اور پھر انہوں نے شمالی طرف اوپر سے سپیشل گروپ کے چند آدمیوں کو نیچے گرتے ہوئے دیکھا ان کے عقب سے فائرنگ ہو رہی تھی۔ اور وہ اچھل اچھل کر نیچے گر رہے تھے۔ اور کاشی اس بری طرح ہونٹ کاٹنے لگی جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو کہ وہ اڑتی ہوئی جائے اور اس عمران کی گردن اپنے دانتوں سے بھنبھوڑ ڈالے۔ اس نے سپیشل گروپ پر بے حد محنت کی تھی۔ ان کی ایسی ٹریننگ کی تھی کہ اسے یقین تھا کہ یہ لوگ پوری دنیا کے بہترین سیکرٹ ایجنٹ ثابت ہوں گے۔ لیکن وہی لوگ اس کی آنکھوں کے سامنے لاشوں میں تبدیل ہو چکے تھے۔ چند لمحوں بعد فائرنگ رک گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران کی چیختی ہوئی آواز درے میں گونجنے لگی۔

"مجھے معلوم ہے شاگل کہ تم درے کی غار میں چھپے ہوئے ہو۔ اور تم نے تو اپنی طرف سے میری موت پر جشن بھی منایا ہو گا۔ لیکن میں اتنا گھٹیا نہیں ہوں کہ سیکرٹ سروس کے چیف کو اس بے بسی کی موت مار دوں۔ اس لئے میں جا رہا ہوں۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم میرے پیچھے نہ آنا۔ ورنہ شاید تمہیں زندہ رہنے کا دوسرا موقع نہ ملے"۔۔۔ عمران چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا۔ اور اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔ شاگل کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔ اور چہرہ بے بسی اور

غصے کے ملے جلے تاثرات سے مسخ سا ہو کر رہ گیا تھا۔ لیکن اس وقت وہ واقعی عمران کے رحم و کرم پر رہ گیا تھا۔ بے بس اور لاچار۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے ماروں گا۔ عبرتناک موت ماروں گا۔ تم کب تک بچ سکو گے میرے ہاتھوں" ۔۔۔۔۔۔

اچانک شاگل نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔ اس سے شاید غصہ برداشت نہ ہو سکا تھا۔ کاشی خاموش سر جھکائے کھڑی تھی۔ وہ اپنے آپ کو بے حد عقلمند سمجھتی تھی۔ لیکن اب اُسے بھی احساس ہو رہا تھا کہ ذہانت کسی کی میراث نہیں ہوتی۔ لیکن ساتھ ساتھ اس کے ذہن میں عمران کے خلاف نفرت اور انتقام کا لاوا بھی ابل رہا تھا۔

یہ ایک کھلا غار تھا۔ جس کا دہانہ ایک بڑی چٹان کی مدد سے پوری طرح بند کر دیا گیا تھا۔ غار کے اندر بیٹری سے چلنے والی دو پورٹیبل لائٹس جل رہی تھیں۔ جن کی وجہ سے غار پوری طرح روشن تھی۔ درمیان میں ایک لوہے کی فولڈنگ میز پر ایک مستطیل شکل کی مشین رکھی ہوئی تھی۔ جس کے درمیان سکرین روشن تھی اور اس پر مختلف مناظر تیزی سے بدلتے ہوئے گزر رہے تھے۔ باہر گھپ اندھیرے کے باوجود پہاڑ کی چوٹی پر لگی ہوئی کیمرہ نما مشین دور دور تک کے مناظر باقاعدگی سے سکرین پر دکھا رہی تھی۔

"ابھی تک وہ لوگ رینج میں نہیں آئے جن کے بارے میں مادام نے اطلاع دی تھی" ۔۔۔۔ میز کے سامنے بیٹھے ہوئے ایک لمبے تڑنگے نوجوان نے سائیڈ پر کھڑے ایک اور آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ رینج میں داخل ہوں گے تو نظر بھی آئیں گے۔ ماشودی۔ ویسے کیسے

نظر آجائیں گے" ــــ دوسرے آدمی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اب تک انہیں رینج میں آجانا چاہیے تھا"۔ بیٹھے ہوئے آدمی جس کا نام ماشوری تھا منہ بناتے ہوئے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ دوسرا آدمی کوئی بات کرتا اچانک میز کی سائیڈ پر رکھے ہوئے ایک چھوٹے سے باکس میں سے سیٹی کی آواز سنائی دی۔ اور وہ دونوں چونک پڑے۔ ماشوری نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر باکس کی سائیڈ میں لگا ہوا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ماشوری۔ ہیلو ماشوری۔ میں کرتار بول رہا ہوں پوائنٹ تھری سے اوور" ــــ بٹن دبتے ہی ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی سرگوشی میں بول رہا ہو۔

"یس ماشوری بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے کرتار اوور" ــــ ماشوری نے کہا۔

"ماشوری۔ میں نے چند سائے تھرڈ کریک کی طرف جاتے ہوئے دیکھے ہیں۔ ان کی بس مجھے ایک جھلک دکھائی دی ہے۔ لیکن بہرحال وہ انسانی سائے تھے۔ میں کافی دیر تک مزید چیک کرتا رہا ہوں۔ لیکن پھر مجھے وہ نظر نہیں آئے۔ میں نے سوچا کہ تمہیں اطلاع کر دوں اوور" کرتار نے اسی طرح سرگوشیانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"انسانی سائے اور تھرڈ کریک کی طرف۔ اوہ تم ایسا کرو کہ مارٹن کو کہہ کر مشین کا شارٹ رینج بٹن بھی آن کرا دو۔ اور پھر تم دونوں نیچے آجاؤ۔ جلدی کرو اوور" ــــ ماشوری نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"یس اوور" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"اگر یہ واقعی انسانی سائے ہیں تو پھر وہ لانگ رینج سے کیسے بچ کر یہاں پہنچ گئے ہیں" ــــ دوسرے آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ پہاڑی علاقہ ہے راجندر۔ یہاں ایسے ایسے راستے ہوں گے جن کا شاید ہمیں زندگی بھر علم نہ ہو سکے۔ لیکن ان لوگوں کا اس طرح یہاں تک پہنچ جانے کا مطلب ہے کہ ان کے ساتھ کوئی ایسا مقامی آدمی موجود ہے جو اس سارے علاقے کے چپے چپے سے واقف بھی ہے اور جو پہلے ہمیں یہاں دیکھ بھی چکا ہے" ــــ ماشوری نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ کہ وہ ہمیں یہاں چیک کر گیا ہو۔ اور ہمیں اس کی آمد کا علم ہی نہ ہو سکا ہو" ــــ راجندر نے حیران ہو کر پوچھا۔

اسی لمحے مشین کی سکرین پر جھماکے سے ہونے لگے۔ اور پھر سکرین یک لخت آف ہو گئی۔ لیکن چند سیکنڈ بعد وہ دوبارہ روشن ہو گئی۔ اور اب اس پر پہلے سے بدلے ہوئے مناظر نظر آنے لگے تھے۔ اب مشین لانگ رینج کی بجائے شارٹ رینج پر کام کر رہی تھی۔ اس طرح یہ مناظر اس پہاڑی کے چاروں طرف کے تھے۔ جس پر یہ نصب تھی۔ اور جس کے اندر ایک غار میں وہ موجود تھے۔ مارٹن اور کرتار ان کے دو ساتھی تھے۔ لیکن ماشوری نے جو اس گروپ کا انچارج تھا باہر مخصوص جگہوں پر نائٹ ٹیلی سکوپ دے کر بٹھایا ہوا تھا کیونکہ

ماشوری کا خیال تھا کہ مشینوں کو تو ڈاج دیا جا سکتا ہے۔ لیکن انسانی آنکھ کو نہیں دیا جا سکتا۔ اور اب کرتار کی بات اگر واقعی درست تھی تو اس کا مطلب تھا کہ اس کا خیال بھی درست ثابت ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد غار کی دائیں طرف سے کھڑکھڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں۔ اور چند لمحوں بعد ایک تنگ سے سوراخ میں سے دو اور آدمی یکے بعد دیگرے گھسٹتے ہوئے اندر آ گئے۔ ان دونوں کے جسموں پر فوجی وردی تھی۔ اور ان کے گلے میں نائٹ ٹیلی سکوپ لٹک رہی تھی۔

"کوئی نظر آیا" ـــــ ان میں سے ایک نے مشین کے سامنے بیٹھے ہوئے ماشوری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ابھی تک تو کچھ نظر نہیں آیا۔ کرتار۔ کہیں تمہیں وہم تو نہیں ہوا تھا" ماشوری نے کہا۔

"نہیں ماشوری۔ مجھے اب بھی یقین ہے کہ میں نے انسانی سائے دیکھے تھے جو ایک چٹان کے پیچھے سے نکل کر انتہائی تیزی سے دوسری چٹان کے پیچھے چھپ گئے تھے" ـــــ اس آدمی نے کہا۔

"ارے یہ دیکھو ماشوری" ـــــ اچانک پہلے سے غار میں موجود راجہ نے چیخ کر کہا۔ اور ان سب کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگ گئیں۔ انہوں نے سکرین پر واضح طور پر پانچ افراد کو جھکے جھکے انداز میں ایک کریک کے اندر دوڑ کر داخل ہوتے دیکھا۔ ان میں سے چار افراد کے جسموں پر ریلوے پولیس کی مخصوص یونیفارم تھی۔ اور ان میں سے ایک نے اپنی پشت پر بڑا سا تھیلا بھی اٹھا رکھا تھا۔ جب کہ پانچواں مقامی پہاڑی آدمی تھا۔ اور وہ ان چاروں سے آگے تھا۔ ان چاروں کے

ہاتھوں میں مشین گنیں بھی تھیں۔

"اوہ۔ یہ بالکل قریب پہنچ چکے ہیں۔ یہ پہاڑی آدمی ان کو کیسے کور کر رہا ہے مارٹن" ـــــ ماشوری نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــــ مارٹن نے چونک کر کہا۔

"ریز مشین آن کر کے اس غار کو تو سیل کر دو فوراً" ـــــ ماشوری نے کہا۔ اور مارٹن تیزی سے غار کی ایک دیوار پر نصب مشین کی طرف بڑھ گیا۔ دوسرے لمحے کمرے میں سائیں سائیں کی آوازیں ابھرنے لگیں۔

"کرتار۔ تم ایسا کرو۔ ڈائنا منٹ پراجیکٹ کی مشین کو چیکنگ مشین کے ساتھ منسلک کر کے آن کر دو" ـــــ ماشوری نے اپنے دوسرے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور وہ تیزی سے غار کی جنوبی سمت کی طرف دوڑ پڑا۔ جہاں سیاہ رنگ کا ایک بڑا تھیلا پڑا ہوا تھا۔ اس نے وہ تھیلا کھولا اور اس کے اندر سے ٹرانسمیٹر نما ایک مشین کے ساتھ ساتھ ایک چادر جیسی بھی نکالا اور ٹرانسمیٹر نما مشین لا کر اس نے ماشوری کے سامنے پڑی ہوئی مستطیل مشین کے اوپر رکھ کر اس نے اس کے عقب میں موجود ایک تار کے سرے کو مستطیل مشین کے ساتھ منسلک کر دیا۔ دوسرے لمحے مشین میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی۔ اور اس پر تقریباً بیس کے قریب بلب بیک وقت تیزی سے جلنے بجھنے لگ گئے۔

"چادر مجھے دو" ـــــ ماشوری نے کہا۔ اور کرتار نے چادر ماشوری کے ہاتھ میں دے دیا۔ سکرین پر دوبارہ وہ انسانی سائے نظر نہ آئے تھے۔ وہ شاید کسی کھلی جگہ سے دوبارہ نہ گزرے تھے۔ ماشوری سمیت غار میں موجود تمام افراد کی نظریں اب سکرین کی بجائے اس ٹرانسمیٹر نما

مشین پر جلنے بجھنے والے نقطوں پر جمی ہوئی تھیں۔ چارجر ریموٹ کنٹرول
کی طرز کا تھا۔ اور اس پر بھی بٹن لگے ہوئے تھے۔ جن میں سے ہر بٹن کے اندر
ایک ہندسہ چمک رہا تھا۔ وہ سب دیکھتے رہے۔ پھر اچانک مستطیل
مشین کا ایک بلب بجائے جلنے بجھنے کے مسلسل جلنے لگ گیا۔ اور وہ
سب بے اختیار چونک پڑے۔

"تھرٹی تھری ڈائنامنٹ رینج میں یہ لوگ داخل ہو چکے ہیں" ۔۔۔
ماشوری نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی
تیزی سے اس چارجر پر جلنے والے تھرٹی تھری نمبر کے بٹن کو دبا دیا۔
دوسرے لمحے مستطیل مشین کے سارے بلب بیک وقت بجھ گئے۔
اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر جیسے آتش فشاں پھٹ پڑے ہوں۔
چٹانیں اور بڑے بڑے پتھر اڑتے ہوئے پوری سکرین پر نظر آ رہے
تھے۔ اور دھماکوں کی ہلکی ہلکی آوازیں غار کے اندر بھی سنائی دے
رہی تھیں۔ چند لمحوں بعد یہ اڑتے ہوئے پتھر اور چٹانیں سکرین پر غائب
ہو گئیں۔ اور سکرین صاف ہو گئی۔ لیکن اب سکرین پر نظر آنے والے
مناظر پہلے کی نسبت تبدیل ہو چکے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی نے پہاڑی
کی چاروں سائیڈوں کی ماہیت ہی تبدیل کر کے رکھ دی ہو۔ اور
ان سب کے چہروں پر گہرے اطمینان کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"پہلے ان کی لاشیں تلاش کریں یا مادام کو اطلاع کر دیں" ۔۔۔
ماشوری نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پہلے لاشیں تلاش کر لو۔ مادام بے حد وہمی ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہماری
بات پر یقین ہی نہ کریں۔ جب ہم انہیں بتائیں گے کہ لاشیں ہمارے
سامنے پڑی ہیں۔ تب ہی انہیں یقین آ سکے گا" ۔۔۔ راجندر نے کہا۔

"اب اس بات میں کوئی شک رہ گیا ہے" ۔۔۔ ماشوری نے کہا اور
اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے نیچے رکھے ہوئے ایک مخصوص انداز
کے ٹرانسمیٹر کو اٹھایا اور اس کے بٹن دبانے شروع کر دیئے۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ گروپ ون۔ ماشوری کالنگ مادام اوور" ۔۔۔
ماشوری نے تیز لہجے میں بار بار کال دینی شروع کر دی۔

"یس مادام۔ اٹنڈنگ یو اوور" ۔۔۔ چند لمحوں بعد مادام ریکھا
کی آواز سنائی دی۔ اور جواب میں ماشوری نے ان پانچ افراد
کی چیکنگ سے لے کر ڈائنامنٹ بلاسٹ تک کی پوری تفصیل سنا
دی۔

"تم کہہ رہے ہو کہ وہ ریلوے پولیس کی وردی میں تھے اوور" ۔۔۔
مادام کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یس مادام۔ چار افراد ریلوے پولیس کی یونیفارم میں تھے۔ جب کہ
ایک مقامی لباس میں تھا اوور" ۔۔۔ ماشوری نے جواب دیا۔

"مگر چیف شاگل نے تو کہا تھا کہ یہ لوگ معدنی سروے کرنے والے
افراد کے میک اپ میں ہیں۔ اور معدنی سروے کرنے والے ریلوے
پولیس جیسی یونیفارم تو نہیں پہنتے اوور" ۔۔۔ مادام ریکھا نے کہا۔

"ہو سکتا ہے مادام راستے میں انہوں نے ریلوے پولیس کے افراد
کو ختم کر کے ان کی یونیفارم اڑا لی ہوں اوور" ۔۔۔ ماشوری نے
کہا۔

"بہرحال جو کچھ بھی ہے۔ میں ان کی موت کا مکمل یقین چاہتی ہوں۔

اس لئے تم فوراً دو آدمیوں کو پوائنٹ سے باہر بھیج کر ان کی لاشیں تلاش کراؤ۔ اور جب لاشیں پوائنٹ کے اندر پہنچ جائیں تو پھر دوبارہ مجھے کال کرنا۔ میں لنکنگ مشین کے ذریعے ان کی لاشیں اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتی ہوں اوور" ـــــ مادام ریکھا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس مادام اوور" ـــــ ماشوری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی مادام نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ ماشوری نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے دوبارہ میز کے نیچے رکھ دیا۔

"تم تینوں جاؤ۔ سرچ لائٹ ٹارچیں ساتھ لے لو۔ اور ان لاشوں کو دینج کھرٹی کھری میں سے اٹھا کر یہاں لے آؤ" ـــــ ماشوری نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"انہیں لے آنے کے لئے ریز مشین بھی آف کرنی ہو گی اور غار کا بڑا دہانہ بھی کھولنا پڑے گا۔ تب ہی لاشیں اندر آسکیں گی" ـــــ راجندر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب کوئی خطرہ تو موجود نہیں ہے۔ اس لئے ایسا ہی کرنا ہو گا" ـــــ ماشوری نے کہا اور راجندر تیزی سے دیوار میں نصب ریز مشین کی طرف بڑھ گیا۔ جس میں سے سائیں سائیں کی آوازیں مسلسل نکل رہی تھیں۔ اس نے اس کا ایک بٹن دبایا اور بٹن دبتے ہی مشین آف ہو گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی سائیں سائیں کی آوازیں نکلنی بھی بند ہو گئیں۔ پھر وہ مڑا اور غار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں مارٹن اور کرتار پہلے سے جا کر کھڑے ہو چکے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں لمبی لمبی سفید رنگ کی ٹارچیں پکڑی ہوئی تھیں۔ کرتار کے ہاتھ میں دو ٹارچیں

تھیں۔ جب کہ مارٹن کے ہاتھ میں ایک۔ راجندر کے قریب پہنچنے پر انہوں نے ٹارچیں نیچے رکھیں اور پھر ان تینوں نے مل کر دہانے پر موجود بھاری چٹان کو ہٹانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ چند لمحوں بعد ایک دھماکے سے چٹان دوسری طرف جا گری۔ اور ان تینوں نے پہلے ہاتھ جھاڑے پھر جھک کر ایک ایک ٹارچ اٹھائی۔ اور چٹان پھلانگتے ہوئے غار کے دہانے سے باہر نکل گئے۔

ڈساری جنگل میں پہنچ کر جب عمران نے سرروپ کا اڈہ دیکھا تو وہ بے حد حیران ہوا۔ اتنا بڑا اڈہ ان لوگوں نے بنایا ہوا تھا کہ شاید حکومت بھی اتنا بڑا فوجی اڈہ نہ بناتی۔ اڈہ مکمل طور پر زیر زمین تھا۔ ڈساری جنگل کے اڈے کا انچارج ایک لمبے قد اور چھریرے جسم کا آدمی تھا جس کی کلائی پر سرخ رنگ کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ اس کا نام ہیرا سنگھ تھا۔ ان کی جیپیں جیسے ہی ڈساری جنگل میں داخل ہوئیں درختوں کی اوٹ سے نکل کر کئی مسلح آدمیوں نے انہیں روک لیا تھا۔ اور کاشو سے مل کر ان میں سے ایک ان کے ساتھ جیپ پر سوار ہو گیا تھا اور اس کی رہنمائی میں وہ اس اڈے تک پہنچے تھے۔ دونوں جیپیں اڈے کے اندر لے جائی گئی تھیں اور وہاں اڈے میں ہیرا سنگھ نے ان کا استقبال کیا تھا۔

"آپ کی بابت مجھے باس نے اتنا کچھ کہہ دیا ہے کہ میں سمجھتا ہوں

آپ سے مل کر مجھے انتہائی فخر کا احساس ہونے لگا ہے"۔۔۔ ہیرا سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت ایک بڑے کمرے میں صوفوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

"فخر تو مجھے ہونا چاہئے کہ ایسے شیر سے ملاقات ہو گئی جو ہیرے کی طرح چمکدار اور کھرا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے اس کے نام کے الفاظ کو استعمال کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ سنگھ شیر کو ہی کہا جاتا تھا۔

"اوہ اوہ۔ شکریہ۔ بہرحال باس نے مجھے بتایا تھا کہ آپ سارتو پہاڑی کی طرف جانا چاہتے ہیں۔ وہاں جا کر آپ نے کیا کرنا ہے"۔۔۔ ہیرا سنگھ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لومڑیوں کا شکار۔ اور کیا کرنا ہے۔ کبھی کھیلا ہے تم نے پہاڑی لومڑیوں کا شکار"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کئی بار کھیلا ہے عمران صاحب۔ میں سمجھتا ہوں پہاڑی لومڑی دنیا کا سب سے مشکل شکار کہلایا جا سکتا ہے۔ بہرحال آپ نہیں بتانا چاہتے تو آپ کی مرضی۔ میں تو اس لئے پوچھ رہا تھا کہ میرا ایک گروپ صبح سارتو پہاڑی کی طرف قبیلہ ارتاش کے پاس جا رہا ہے۔ آپ اگر چاہیں تو اس گروپ کے ساتھ چلے جائیں۔ اس طرح یہ لوگ آپ کی حفاظت بھی کریں گے اور آپ کو پہنچا بھی دیں گے۔ انتہائی محفوظ طریقے سے"۔۔۔ ہیرا سنگھ نے کہا۔

"گروپ جا رہا ہے۔ کس راستے سے"۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ہمارا ایک ہی راستہ ہے۔ انتہائی محفوظ راستہ۔ ہم اسی طرف سے ہی آتے جاتے ہیں۔ آج تک اس راستے پر ہمارا مال کبھی بھی نہیں پکڑا جا سکا" ——— ہیرا سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ذرا مجھے بتاؤ تفصیل سے۔ تم کس راستے کی بات کر رہے ہو" ——— عمران نے جیب سے نقشہ نکال کر اسے کھولتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آپ کے پاس نقشہ ہے۔ میں دیوال کو بلاتا ہوں۔ وہ اس راستے کا انچارج ہے۔ وہی آپ کو تفصیل سے بتا سکتا ہے" ——— ہیرا سنگھ نے کہا۔ اور پھر اس نے مڑ کر دروازے کے پاس مودب کھڑے ایک نوجوان سے مخاطب ہو کر اسے دیوال کو بلانے کا کہہ دیا۔ اور وہ نوجوان تیزی سے دروازے سے باہر نکل گیا۔

"کتنے آدمی ہوں گے تمہارے گروپ میں" ——— عمران نے پوچھا۔

"آٹھ دس جائیں گے۔ دو جیپوں پر۔ مال تو خچروں پر آتا ہے۔ اس لئے اتنے ہی کافی ہیں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں" ——— ہیرا سنگھ نے کہا۔

"ویسے پوچھ رہا تھا۔ کیا ان کے ساتھ کوئی عورت بھی ہو گی" ——— عمران نے پوچھا۔

"عورت۔ جی نہیں۔ عورت کا اس دھندے میں کیا کام" ——— ہیرا سنگھ نے کہا اور اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک مضبوط بدن کا پہاڑی نا پالی آدمی اندر داخل ہوا۔

"تم نے بلایا ہے ہیرا مجھے" ——— آنے والے نے کہا۔

"ہاں بیٹھو اور عمران صاحب کو نقشے پر نشان لگا کر بتاؤ کہ تم کس

...نے سے گروپ لے کر ارتاش قبیلے تک جاتے اور آتے ہو" ——— ...سنگھ نے کہا۔

...کیوں۔ کیا یہ صاحب ساتھ جائیں گے" ——— دیوال نے حیران ...پوچھا۔

"یہ ان کی مرضی پر منحصر ہے۔ بہرحال تم بتاؤ انہیں" ——— ہیرا سنگھ ...قدرے سخت لہجے میں کہا اور دیوال سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا۔ اور ...سامنے صوفے پر بیٹھ کر درمیانی میز پر جھک گیا جس پر عمران نے نقشہ ...پھیلا رکھا تھا۔ پہلے تو دیوال کو نقشے کی کوئی سمجھ ہی نہ آئی۔ اس نے شاید ...کبھی نقشے پر غور ہی نہ کیا تھا۔ لیکن جب عمران نے اسے ڈسا دی ...اور اس طرح مختلف قصبوں کے ناموں پر نشان لگا کر بتائے تو دیوال ...لگ گیا اور تھوڑی دیر بعد اس نے وہ راستہ تفصیل سے بتا ...جس راستے سے وہ گروپ لے کر جاتا تھا اور مال لے کر آتا تھا۔

...اور کے۔ شکریہ" ——— عمران نے کہا اور دیوال اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹھیک ہے۔ جاؤ" ——— ہیرا سنگھ نے کہا اور دیوال سلام ...کر کے واپس چلا گیا۔

...شا کو۔ اب تم بتاؤ۔ کہ تم مجھے دوسرے کس راستے سے لے جانا ...تے تھے" ——— عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے شا کو سے مخاطب ہو ...کر کہا۔

...اسی راستے سے جناب۔ یہ سب سے محفوظ راستہ ہے" ——— ...نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

...ہیرا سنگھ۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ تم اس گروپ میں کسی عورت کو

بھی شامل کر دو" ___ عمران نے کہا۔

"عورت کو تو شامل کر دوں۔ لیکن لے کہاں سے آؤں۔ یہاں اس اڈے پر تو کوئی عورت موجود نہیں ہے۔ اور کل صبح گروپ کا جانا بھی ضروری ہے۔ ورنہ تو میں دارالحکومت سے کسی عورت کو منگوا لیتا لیکن آپ اس بات پر کیوں اصرار کر رہے ہیں" ___ ہیرا سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں اپنی نگرانی کرنے والوں کو ڈاج دینا چاہتا ہوں۔ اور انہیں معلوم ہے کہ ہمارے گروپ میں عورت بھی شامل ہے" ___ عمران نے کہا۔

"ڈاج ___ کیا مطلب۔ آپ ذرا تفصیل سے مجھے بتائیں۔ اور یہ بھی بتائیں کہ آپ کی نگرانی کون کر رہا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارا مال بھی پکڑا جائے" ___ ہیرا سنگھ نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ہماری نگرانی کرنے والوں کا اس کام سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں۔ کافرستان سیکرٹ سروس کے اور سمگلنگ وغیرہ سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں نہیں آتی۔ میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں۔ ادھر نقشے کی طرف دیکھو" ___ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور ہیرا سنگھ نقشے پر جھک گیا۔ سیکرٹ سروس کی بات ہی اُسے سمجھ نہ آئی تھی۔ وہ ایک چھوٹے درجے کا ان پڑھ سا مجرم تھا۔ اس لئے ظاہر ہے وہ سیکرٹ سروس کو سرے سے جانتا ہی نہ تھا۔ اس

کا واسطہ تو پولیس اور زیادہ سے زیادہ رینجرز سے ہی پڑتا رہتا ہو گا۔ اس لئے اس نے سیکرٹ سروس کی طرف دھیان نہ دیا تھا۔

"یہ دیکھو۔ ہمارا پروگرام اس راستے سے سار تو پہنچنا تھا" ___ عمران نے نقشے پر سرخ پنسل سے لائن لگاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ راستہ بھی سار تو کو جاتا ہے۔ لیکن اس راستے پر دو تین قصبے آجاتے ہیں۔ اس لئے ہم یہ راستہ استعمال نہیں کرتے" ___ ہیرا سنگھ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اب دیکھو۔ دیوال اس راستے سے جائے گا۔ ان دونوں راستوں کے درمیان کافی فاصلہ ہے" ___ عمران نے کہا۔

"ہاں ہے" ___ ہیرا سنگھ نے جواب دیا۔

"ہمارے راستے کا علم سیکرٹ سروس والوں کو ہو گیا ہے چنانچہ انہوں نے اس راستے پر چھپ کر ہمیں چیک کرنا ہے۔ اور یہ جگہ ہے۔ یہاں وہ چھپ سکتے ہیں۔ اس طرح وہ ہمیں جنگل سے نکلتا بھی دیکھ سکتے ہیں اور ہمیں چیک بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن اس جگہ سے جنگل کا صرف ایک کنارہ ہی چیک ہو سکتا ہے۔ سالم سرحد چیک نہیں ہو سکتی۔ اس لئے لامحالہ انہوں نے کسی ایسی جگہ ہی چیکنگ پوائنٹ بنا رکھا ہو گا جہاں سے وہ جنگل کی پوری سرحد کو چیک کر سکیں۔ انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ ہم جیپوں میں آ رہے ہیں۔ اس لئے اگر ہم سے پہلے تمہاری جیپیں انہیں جنگل سے نکلتی نظر آئیں گی تو لازماً وہ یہی سمجھیں گے کہ ہم آ رہے ہیں۔ چنانچہ وہ اس چیکنگ پوائنٹ کو چھوڑ کر لازماً اس طرف کو آ جائیں گے۔ یہاں آ

کہ جب وہ تمہارے آدمیوں کو قریب سے چیک کریں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ ہم نہیں ہیں۔ بلکہ دوسرے ہیں۔ اس لئے وہ فوری طور پر واپس پہلے والے پوائنٹ پر پہنچیں گے۔ لیکن اس دوران ہم خاموشی سے اس پوائنٹ کو کراس کر کے آگے بڑھ چکے ہوں گے۔ اس طرح وہ وہیں ہمارے انتظار میں بیٹھے رہیں گے اور ہم آگے نکل کر جا بھی چکے ہوں گے۔ اس کے بعد وہ ہمیں کہیں نہیں پا سکتے۔ بس میرا یہی مقصد ہے"۔۔۔ عمران نے اُسے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اس میں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن عورت کا کیا مسئلہ ہے "۔۔۔ ہیرا سنگھ نے کہا۔

" انہیں معلوم ہے کہ میرے ساتھ مس جولیا ہیں۔ اور یقیناً انہوں نے طاقتور دوربینوں سے جیپوں کے اندر بیٹھے ہوئے افراد کو چیک کرنا ہے۔ اگر انہیں اس گروپ میں کوئی عورت نظر نہ آئی تو پھر وہ وہیں بیٹھے بیٹھے سمجھ جائیں گے کہ یہ ہم لوگ نہیں ہیں۔ اس طرح ساری پلاننگ ہی فیل ہو جائے گی۔ لیکن ایک عورت کو دیکھ کر وہ فوراً دھوکہ کھا جائیں گے"۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" بات تو واقعی ٹھیک ہے۔ لیکن اب ہم عورت کہاں سے لے آئیں "۔۔۔ ہیرا سنگھ نے کہا۔

" تم کسی نوجوان کو لے آؤ۔ میں اس پر ماسک میک اپ کر کے اس کے چہرے کو عورت جیسا بنا دوں گا۔ اس طرح دوربین سے چیک کرتے وقت وہ لازماً دھوکہ کھا جائیں گے "۔۔۔ عمران نے کہا۔

" ہاں۔ یہ ٹھیک ہے "۔۔۔ ہیرا سنگھ نے کہا۔ اور پھر اس نے پیچھے کھڑے ہوئے نوجوان کو کسی کا نام بتا کر اُسے بلانے کے لئے کہا۔

" ہمارے گروپ کو کوئی خطرہ تو نہیں ہو گا "۔۔۔ ہیرا سنگھ نے کہا۔

" خطرہ ہو بھی سکتا ہے۔ اور نہیں بھی۔ ان لوگوں کا سمگلنگ سے تو کوئی تعلق نہیں۔ ایک بات۔ دوسری بات یہ کہ جب وہ تمہیں جاتے ہوئے چیک کریں گے تو ظاہر ہے تمہارے پاس سمگلنگ کا کوئی مال بھی موجود نہ ہو گا۔ اس لئے وہ کس چیز پر ہاتھ ڈالیں گے۔ لیکن خطرہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ پاگل ہو جائیں اور مقابلہ شروع کر دیں تو اس صورت میں تمہارے آدمیوں کو مقابلہ کرنا ہو گا ویسے اگر تمہیں کوئی خطرہ محسوس ہو رہا ہو تو میں یہ تجویز رد کر دیتا ہوں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ ہماری وجہ سے تمہارے آدمیوں کو کوئی نقصان پہنچے۔ میں کوئی اور پلاننگ کر لوں گا"۔۔۔ عمران نے بڑے صاف اور واضح انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" یہ ۔۔۔ تم سیکرٹ سروس کہہ رہے ہو یہ کتنے افراد ہوں گے" ہیرا سنگھ نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

" دس بھی ہو سکتے ہیں۔ بیس بھی ہو سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ بہرحال نہیں ہوں گے "۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

" اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ اتنے آدمی تو کیا اگر اس سے دو گنے بھی آجائیں تب بھی میرے آدمی ان کا آسانی سے مقابلہ کر لیں گے "۔۔۔ ہیرا سنگھ نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ آپ یہ کیسے معلوم کریں گے کہ وہ لوگ کہاں موجود ہیں اور کس وقت وہ جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ جائیں گے" عمران کے ساتھ بیٹھے ہوئے صفدر نے کہا۔ صفدر کے علاوہ عمران کے باقی ساتھی آرام کرنے کے لئے مختلف کمروں میں چلے گئے تھے۔ صرف صفدر، عمران کے ساتھ موجود تھا۔

"اس کے لئے شاکو سے بات چیت ہو چکی ہے۔ شاکو ان سب علاقوں کا کیڑا ہے۔ یہ ابھی ایک فکسڈ ٹرانسمیٹر لے کر خفیہ طور پر چلا جائے گا۔ اور صبح تک یہ ساری صورت حال ہمیں بتاتا رہے گا۔ ہم جیپوں کے ساتھ یہاں تیار رہیں گے جیسے ہی وہ لوگ ہیرا سنگھ کے گروپ کو دیکھ کر یہ راستہ چھوڑ کر ادھر جائیں گے۔ ہم فوری طور پر یہاں سے چل دیں گے اور جب تک وہ لوگ انہیں چیک کریں گے اس وقت تک ہم اس حصے کو پار بھی کر چکے ہوں گے"۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کے خیال کے مطابق انہوں نے ایسی چیکنگ کا انتظام نہ کر رکھا ہو۔ کہ وہ دوسرے راستے کو بھی چیک کر سکیں"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"تو پھر براہ راست ٹکراؤ ہو گا اور کیا ہو گا"۔۔۔ عمران نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔ اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چنانچہ ہیرا سنگھ کے ساتھ یہ ساری پلاننگ پوری طرح طے ہو گئی اور عمران نے دیوال کے ساتھ جانے والے ایک کم عمر نوجوان کے چہرے پر ماسک میک اپ کر کے اسے ایک لحاظ سے

ن کی شکل دے دی۔ سر پر جولیا کی طرح کے بالوں کی وگ بھی لگا دی ئی۔ لیکن چہرہ بالکل جولیا کی طرح نہ بنایا۔ کیونکہ ایسی صورت میں نہیں فوری طور پر یہ معلوم ہو جاتا کہ عمران انہیں ڈاج دے کر پہلے والے راستے سے نکل رہا ہے۔

صبح سے پہلے شاکو کی طرف سے اطلاع بھی مل گئی اور شاکو کی اطلاع نے عمران کے خیال کی مکمل تصدیق کر دی۔ ان لوگوں نے دجگہوں پر چیکنگ کا انتظام کر رکھا تھا۔ اور شاکو کے بقول پہلے والے راستے پر ایک عورت اور بیس کے قریب مرد تھے اور سات کے قریب جیپیں بھی ان کے پاس تھیں۔ جب کہ دوسرے گروپ میں دس مرد تھے۔ اور ان کے پاس دو جیپیں تھیں۔ دس آدمیوں والا گروپ ایسی جگہ پر چیکنگ کر رہا تھا جس سے پورے ڈساری جنگل کی سرحد کو چیک کیا جا سکتا تھا۔ اور انہوں نے چوٹی پر ایک انتہائی طاقتور اور آٹومیٹک دوربین بھی نصب کر رکھی تھی۔ چنانچہ پہلے سے طے شدہ پلاننگ کے تحت کارروائی کی گئی اور ہیرا سنگھ کا گروپ دیوال کی سرکردگی میں دو جیپوں پر سوار دوسرے راستے سے اپنی مخصوص منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ ہیرا سنگھ بلکہ عمران نے بھی دیوال کو سمجھا دیا تھا کہ اگر انہیں ان لوگوں کی طرف سے کسی قسم کا خطرہ محسوس ہو تو وہ بلا تکلف فائر کھول دیں اور اپنی حفاظت مکمل طور پر کریں۔ ہاں اگر وہ صرف چیکنگ کریں تو پھر مقابلے کی ضرورت نہیں ہے۔ ادھر عمران اور اس کے ساتھ دو جیپوں میں سوار شاکو کی کال کے منتظر تھے۔ ان کے پاس پہلے سے اسلحہ موجود تھا۔

لیکن کچھ خاص قسم کا اسلحہ انہیں ہیرا سنگھ سے بھی مل گیا تھا۔ پہلی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا۔ جب کہ اس کے ساتھ عمران اور عقبی سیٹ پر صفدر اور کیپٹن شکیل بیٹھے ہوئے تھے۔ جب کہ پچھلی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر جوانا تھا۔ اس کے ساتھ جولیا اور عقبی سیٹ پر جوزف موجود تھا۔ اسلحے کے بڑے تھیلے دوسری جیپ میں رکھے ہوئے تھے۔ صرف ضروری اسلحہ ان سب کے پاس تھا۔ دیوال گروپ تھوڑی دیر پہلے روانہ ہو چکا تھا اور عمران کو اس کی اطلاع مل چکی تھی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد شاکو کی طرف سے اطلاع آگئی کہ دونوں گروپ جیپوں میں سوار ہو کر دوسرے راستے کی طرف چلے گئے ہیں۔ جس پر عمران نے ٹائیگر کو جیپ چلانے کا اشارہ کیا۔ اور پھر دونوں جیپیں جنگل سے نکل کر انتہائی تیز رفتاری سے درمیانی کھلے میدان کو پار کر کے پہاڑیوں کی طرف بڑھنے لگیں۔ ابھی جیپیں پہاڑیوں کے قریب پہنچنے ہی والی تھیں کہ فکسڈ فریکونسی پر دوبارہ کال آگئی اور عمران اس کال کا کاشن سنتے ہی بُری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ یہ کال قطعی غیر متوقع تھی۔ اسے خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں شاگل کو اصل واقعے کا علم نہ ہو گیا ہو۔ اور وہ دیوال گروپ کو چھوڑ کر واپس نہ پلٹ پڑا ہو۔ اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ــــ شاکو کالنگ اوور" ــــ شاکو کی تیز آواز سنائی دی۔

"یس۔ عمران اٹنڈنگ۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے اوور"

عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"عمران صاحب۔ ان لوگوں کے ارادے دیوال گروپ کے خلاف انتہائی جارحانہ ہیں۔ میں ان کے پیچھے ایک شارٹ کٹ کے تحت گیا ہوں۔ انہوں نے باکاری پہاڑی سے آگے انتہائی تنگ درے کے دونوں اطراف میں مورچے بنا لئے ہیں اور انتہائی خطرناک اسلحہ ان کے پاس ہے۔ مجھے نظر آ رہا ہے کہ یہ لوگ چیکنگ کی بجائے براہ راست دیوال گروپ پر فائر کھول دیں گے اوور" ــــ شاکو نے ہراساں سے لہجے میں کہا۔ بہرحال دیوال گروپ کے آدمی گروپ کے آدمی تھے۔ اس لحاظ سے شاکو کو ان کے بارے میں بے حد فکر تھی۔

"تم فکر نہ کرو۔ شاگل بغیر چیک کئے حملہ کرنے کی حماقت نہیں کرے گا۔ تم فوراً اس شارٹ کٹ کے راستے واپس آجاؤ۔ تاکہ ہم آگے نکل سکیں اوور" ــــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ میرا تھرڈ سرکل کے پاس انتظار کریں میں آ رہا ہوں اوور" ــــ شاکو نے کہا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ تھرڈ سرکل کا نشان وہ پہلے ہی نقشے پر لگا چکے تھے۔ اور شاکو نے ان سے یہیں ملنا تھا۔ ٹائیگر کو چونکہ راستہ اچھی طرح سمجھا دیا گیا تھا۔ اس لئے ٹائیگر انتہائی اطمینان بھرے انداز میں لیکن پہاڑی راستہ ہونے کے باوجود خاصی تیز رفتاری سے جیپ دوڑائے چلا جا رہا تھا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ تھرڈ سرکل کے قریب پہنچ گئے۔ ابھی انہوں نے جیپیں

وہاں رو کی ہی تھیں کہ اچانک عمران کے قدموں میں نیچے پڑے ہوئے لانگ
رینج ٹرانسمیٹر سے کال آنے کی آوازیں آنی شروع ہو گئیں۔ عمران
بے اختیار چونک پڑا کیونکہ کاشو کے پاس تو فکسڈ فریکونسی ٹرانسمیٹر
تھا۔ پھر یہ کال کس کی طرف سے آ رہی تھی۔ اور ٹرانسمیٹر بھی نیا تھا ابھی
عمران نے اس پر فریکونسی بھی مخصوص نہ کی تھی۔ یہ ٹرانسمیٹر عمران نے
ویسے ہی ہیرا سنگھ کے سٹور سے اٹھا لیا تھا۔ کہ شاید کہیں کام
آ جائے۔ عمران نے جھک کر نیچے پڑا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھایا۔ اور ایک
بار پھر اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ کیونکہ کال
جنرل فریکونسی پر ہی آ رہی تھی۔ عمران نے بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ شاگل کالنگ، علی عمران۔ ہیلو ہیلو۔ شاگل کالنگ
علی عمران۔ تم جہاں کہیں بھی ہو۔ میری کال اٹنڈ کرو۔ اس میں تمہارا
ہی فائدہ ہے اوور" ـــــ شاگل کی تیز آواز سنائی دی اور عمران
مسکرا دیا۔ اس کال کا مطلب تھا کہ شاگل یہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ
کیا درے کی طرف آنے والی جیپوں میں عمران موجود بھی ہے یا
نہیں۔ اور اس کی وجہ بھی اُسے سمجھ آ گئی تھی۔ شاگل کے ذہن میں
یہ خیال آیا ہو گا کہ عمران خود اپنے خاص ساتھیوں کے ساتھ پیچھے
نہ رہ گیا ہو۔ اور اس نے انہیں ڈاج دینے کے لئے اپنے غیر ضروری
ساتھی آگے بھیج دیئے ہوں۔ چنانچہ اس نے بٹن دبایا اور پھر اس
نے شاگل کے ساتھ مذاق کرنا شروع کر دیا تاکہ شاگل یہی سمجھے کہ
عمران کو ان کی پکٹنگ کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ شاگل نے
فائدے کی بات یہی کہی تھی کہ وہ سارتو پہاڑی کی طرف نہ جائے اس

کے ساتھ ہی کال ختم ہو گئی۔ اور عمران نے مسکراتے ہوئے ٹرانسمیٹر واپس
سیٹ کے نیچے رکھ دیا۔ اسی لمحے ایک چٹان کے پیچھے سے شاکو نمودار
ہوا۔ تیز اور مسلسل دوڑنے کی وجہ سے اس کا چہرہ ٹماٹر کی طرح سرخ
ہو رہا تھا۔ اور چہرے سمیت اس کا پورا جسم پسینے میں ڈوبا ہوا تھا۔ ابھی
شاکو عمران کی جیپ میں سوار ہو کر سانس کو سنبھالنے کی کوشش میں ہی
مصروف تھا کہ یک لخت دور سے خوفناک دھماکوں اور تیز فائرنگ
کی لگاتار آوازیں آنی شروع ہو گئیں۔

"اوہ اوہ۔ اس احمق نے دیوالی گروپ پر فائر کھول دیا ہے۔ اوہ
ویری بیڈ" ـــــ عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"دیوالی گروپ پر۔ اوہ مجھے پہلے ہی خطرہ تھا۔ وہ سب لوگ مارے
جائیں گے۔ میں نے ان کی پوزیشن دیکھی ہے" ـــــ شاکو کا چہرہ
یک لخت اپنے ساتھیوں کی موت کا تصور کر کے تاریک پڑ گیا تھا۔

"شاکو۔ فوراً اس شارٹ کٹ سے جیپیں ادھر لے چلو۔ اب مجھے
شاگل کی اس حماقت کا اس سے انتقام لینا پڑے گا۔ یہ لوگ ہماری وجہ
سے موت کا شکار ہوئے ہیں" ـــــ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں
کہا۔ اور شاکو کا چہرہ انتقام کی بات سنتے ہی کھل اٹھا۔ وہ جرائم
پیشہ آدمی تھا۔ موت زندگی کی نسبت ان لوگوں کی نظروں میں انتقام
کی اہمیت زیادہ رہتی تھی۔ اور دونوں جیپیں خاصی تیز رفتاری سے
پہاڑی چٹانوں کے اندر بنے ہوئے تنگ اور ٹیڑھے میڑھے راستوں
پر دوڑتی ہوئیں آگے بڑھتی چلی گئیں۔ ٹائیگر کی جگہ ڈرائیونگ شاکو نے
خود سنبھال لی تھی۔ اور وہ واقعی انتہائی مہارت اور رفتار سے

جیپ اس قدر خطرناک راستے پر دوڑائے چلا جا رہا تھا۔ فائرنگ کی آوازیں اب آنی بند ہو گئی تھیں۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ دیوال گروپ کا مکمل صفایا کر دیا گیا ہے یا پھر انہیں قید کر لیا گیا ہے۔ عمران کو جیسے ہی دیوال گروپ کی گرفتاری کا خیال آیا۔ اس نے چونک کر ہاتھ بڑھایا۔ اور قدموں میں رکھے ہوئے لانگ رینج ٹرانسمیٹر کو اٹھا کر اس نے اس کا بٹن دبا دیا۔ وہ شاگل سے بات کر کے اسے یہ تاثر دینا چاہتا تھا کہ جن لوگوں کو اس نے گرفتار کیا ہے ان کا کوئی تعلق اس کے ساتھ نہیں ہے۔ اس طرح اگر شاگل نے انہیں گرفتار کر لیا ہے تو پھر وہ انہیں چھوڑنے پر مجبور ہو جائے گا۔

"عمران صاحب۔ ہم درے کے قریب پہنچنے والے ہیں" ـــــ اسی لمحے شاکو نے کہا اور عمران ٹرانسمیٹر کا بٹن دباتے دباتے رک گیا۔ شاکو نے جیپ کو گھمایا اور دوسرے لمحے انہوں نے ایک کھائی میں ـــــ سات خالی جیپیں کھڑی دیکھ لیں۔ کاشو نے ان کے قریب جا کر جیپ روک دی۔

"اسلحہ لے لو۔ جلدی کرو" ـــــ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر سمیت وہ اچھل کر جیپ سے نیچے اتر آیا۔ اس نے اب صورت حال کو چیک کرنے کے ساتھ ہی کال کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ سب ہاتھوں میں مشین گنیں اور میزائل گنیں اٹھائے ایک قطار کی صورت میں دبے قدموں چٹانوں کی اوٹ لے کر آگے بڑھتے چلے گئے۔ اور چند لمحوں بعد ہی وہ ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں سے درہ کی گہرائی صاف دکھائی دے رہی تھی۔ درے کی صورت حال

دیکھتے ہی عمران کے ہونٹ بے اختیار بھنچ گئے۔ کیونکہ دونوں جیپیں تباہ شدہ حالت میں درے میں پڑی ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ ہر طرف انسانی جسموں کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے۔ اور کئی افراد ان لاشوں میں گھومتے پھر رہے تھے۔ شاگل عمران کو کہیں نظر نہ آیا وہ شاید ادھر دیوار کے ساتھ جڑ میں تھا۔

"باس۔ دوسری طرف وہ دس آدمی شاید ابھی موجود ہیں۔ میں نے ان میں سے ایک کی جھلک دیکھ لی ہے" ـــــ ٹائیگر نے یکلخت تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم شاکو، جوزف اور جوانا کو لے کر فوراً ان کی عقبی طرف جاؤ۔ یہ لوگ ہمارے لئے خطرناک ہو سکتے ہیں" ـــــ عمران نے کہا۔ اور ٹائیگر اوٹ لے کر تیزی سے پیچھے ہٹنے لگا۔ عمران نے اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ جناب شاگل چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس اوور" ـــــ عمران نے چہکتی ہوئی آواز میں کہا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ شاگل جو اب یقیناً نیچے اس کی لاش کو تلاش کرتا پھر رہا ہو گا۔ اس کی آواز سن کر اس پر کیا گزرے گی۔

"تت ـــ تت ـــ تم کہاں سے بول رہے ہو اوور" ـــــ شاگل کی انتہائی حیرت بھری مدھم سی آواز سنائی دی۔

"عالم بالا سے بول رہا ہوں۔ مجھے دراصل حکم ہوا ہے کہ تم لوگوں کو بھی ساتھ ہی عالم بالا لے آؤں۔ تاکہ یہاں بھی چھیڑ خوباں سے چلتی رہے۔ اس لئے تیار ہو جاؤ۔ عالم بالا میں حاضری کے لئے

اوور اینڈ آل"۔۔۔ عمران نے یک لخت تیز لہجے میں کہا۔ اور اس
کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر نیچے رکھا۔ اور پر رکھی ہوئی میزائل
گن اٹھا کر اس نے درے میں فائر کھول دیا۔ اس کے فائر کھولتے
ہی صفدر، کیپٹن شکیل اور جولیا نے بھی فائرنگ شروع کر دی۔
وہ فائرنگ کرتے ہوئے آگے کی طرف بڑھتے گئے۔ تاکہ درے
میں موجود ہر آدمی کو ختم کیا جا سکے۔ کیونکہ اس طرح وہ اپنے آگے
کے سفر کو محفوظ بنا سکتے تھے۔ چونکہ نیچے موجود افراد انتہائی مطمئن
انداز میں گھوم پھر رہے تھے۔ ان کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اوپر سے
اس طرح اچانک ان پر بھی فائر کھل سکتا ہے۔ اس لئے وہ آسانی
سے ٹارگٹ میں آ گئے اور درہ فائرنگ اور انسانی چیخوں سے
گونج اٹھا۔ لیکن اُسی لمحے اچانک درے کی دوسری جانب
سے ان پر تیز فائرنگ شروع ہو گئی۔ لیکن عمران اور اس کے ساتھی
چونکہ دوسری طرف سے پہلے ہی چوکنے تھے۔ اس لئے انہیں فوری
طور پر اس فائرنگ سے کوئی نقصان نہ پہنچا۔

"فائرنگ بند کر دو۔ تاکہ وہ لوگ یہی سمجھیں کہ ہم ہٹ ہو چکے
ہیں"۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران کے
ساتھیوں نے فائرنگ بند کر دی۔ اب صرف دوسری طرف سے
ہی فائرنگ ہو رہی تھی۔ اور گولیاں اور میزائل ان کے آس پاس گر
رہے تھے۔ لیکن جب عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے
فائرنگ بند ہو گئی تو آہستہ آہستہ ان کی طرف سے بھی فائرنگ بند
ہو گئی۔ عمران چٹان کی اوٹ سے مسلسل دوسری طرف کا جائزہ لے

ہا تھا اور تھوڑی دیر بعد اس نے دوسری طرف چند افراد کو اوٹ
لے کر درے کے کنارے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ وہ شاید
اپنے ساتھیوں کا حال معلوم کرنے کے لئے آگے بڑھ رہے تھے۔
اب عمران ٹائیگر اور اس کے ساتھیوں کے ان کے عقب میں پہنچنے
کا منتظر تھا۔ اور چند لمحوں بعد اس کا انتظار ختم ہو گیا جب اچانک
ان لوگوں کے عقب میں تیز فائرنگ کی آوازیں بلند ہوئیں اور اس
کے ساتھ ہی ان میں سے کئی گولیاں کھا کر اچھلے اور درے کے
اندر جا گرے۔ انسانی چیخوں سے دوسری طرف کا ماحول گونج اٹھا تھا۔
لیکن چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے بھی فائرنگ ختم ہو گئی۔ اور
پھر عمران نے ٹائیگر، جوزف، جوانا اور شاکو کو اوٹ سے نکل کر درے
کے کنارے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس کا مطلب تھا۔ کہ
دوسری طرف موجود افراد ختم ہو چکے ہیں۔ عمران اوٹ سے نکلا اور
تیزی سے دوڑتا ہوا درے کے کنارے کی طرف بڑھ گیا۔ درے
کے کنارے پر لیٹ کر اس نے نیچے موجود لاشوں کا بغور جائزہ لینا
شروع کر دیا۔ اُسے شاگل کی تلاش تھی۔ لیکن شاگل کی لاش اُسے کہیں
نظر نہ آ رہی تھی۔ اور نہ ہی اس عورت کی لاش موجود تھی۔ جس کے متعلق
شاکو نے بتایا تھا کہ وہ بھی شاگل والے گروپ میں موجود تھی۔ درے
میں اب لاشوں کی تعداد پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی تھی۔ عمران
سمجھ گیا کہ اس کی کال کی وجہ سے شاگل یقیناً درے کی دیواروں میں
موجود سینکڑوں غاروں میں سے کسی میں چھپ گیا ہوگا۔ اس لئے اب
اُسے یہاں تلاش کرنا سوائے حماقت کے اور کچھ نہ تھا۔

" مجھے معلوم ہے شاگل کہ تم درے کی غار میں چھپے ہوئے ہو۔ اور تم نے تو اپنی طرف سے میری موت پر جشن بھی منایا ہو گا۔ لیکن میں اتنا گھٹیا نہیں ہوں کہ سیکرٹ سروس کے چیف کو اس بے بسی کی موت مار دوں۔ اس لئے میں جا رہا ہوں۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم میرے پیچھے نہ آنا ورنہ شاید تمہیں زندہ رہنے کا دوسرا موقع نہ ملے" ——— عمران نے چیخ کر کہا اور پھر اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنے ساتھیوں کو واپسی کا مخصوص اشارہ کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوڑتے ہوئے واپس اس جگہ پہنچ گئے۔ جہاں شاگل کی سات جیپوں کے ساتھ ساتھ ان کی ایک جیپ موجود تھی۔ دوسری جیپ شاکو اور ٹائیگر لے گئے تھے۔

" صفدر۔ یہ جوزف والی جیپ ہے۔ اس میں بموں کا تھیلا موجود ہے۔ تم بم نکال لو۔ میں جیپ دور لے جاتا ہوں۔ تم شاگل کی واپسی کا راستہ مسدود کر دو" ——— عمران نے اچھل کر جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور صفدر بھی سر ہلاتا ہوا جیپ کی عقبی سیٹ پر چڑھا اور اس نے بموں سے بھرا ہوا تھیلا اٹھایا اور جب تک عمران جیپ کو ریورس کر کے پیچھے لے جاتا وہ تھیلا اٹھائے نیچے اتر گیا۔ جولیا اور کیپٹن شکیل وہیں کھڑے تھے۔ عمران جیپ کو دور لے جاتا گیا۔ اور پھر فضا پے در پے بموں کے خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھی۔ صفدر، جولیا اور کیپٹن شکیل نے مسلسل بم پھینک کر ساتوں کی ساتوں جیپوں کو تباہ کر دیا تھا۔ پہلے دھماکے تو بموں کے تھے لیکن اس کے بعد بھی دھماکے مسلسل ہوتے رہے۔ یہ اس اسلحے کے دھماکے تھے۔ جو جیپوں میں موجود اسلحے کے پھٹنے

سے ہو رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد شاکو بھی جیپ لے کر آ گیا۔ اور عمران نے آگے بڑھنے کا اشارہ کر دیا۔ چند لمحوں بعد دونوں جیپیں ایک بار پھر تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگیں۔ اب عمران شاکو والی جیپ کی دائیں سائیڈ پر تھا۔

" میں ایک درمیانے راستے سے جا رہا ہوں عمران صاحب۔ میں نے آپ کی آواز سن لی تھی۔ اب اگر شاگل کسی طرح ہمارے پیچھے آدمی بھیجے گا بھی سہی تو وہ اس راستے پر ہمیں تلاش نہ کر سکیں گے" ——— شاکو نے کہا۔ اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ گو شاکو نے اپنی طرف سے خاصی عقلمندی کا مظاہرہ کیا تھا۔ لیکن عمران شاگل کی نفسیات جانتا تھا۔ شاگل ان کا پیچھا کرنے کی بجائے اب براہ راست سارتو پہاڑی پہنچنے کی کوشش کرے گا تاکہ وہاں جا کر اس پاور ایجنسی کے ساتھ مل کر عمران کا راستہ روک سکے۔ اس لئے وہ اب درمیانی راستے کی طرف سے بے فکر ہو گیا تھا۔

" آپ نے دیوال اور اس کے ساتھیوں کا بھرپور انتقام لے کر میرا دل جیت لیا ہے عمران صاحب" ——— اچانک شاکو نے بڑے عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

" اس شاگل نے واقعی حماقت کی ہے۔ اسے پہلے چیکنگ کرنی چاہئے تھی۔ اس نے براہِ راست فائر کھول دیا ہے۔ بہرحال مجھے یہ افسوس رہے گا کہ ہماری وجہ سے دیوال اور اس کے ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اترنا پڑا" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہمارے کاروبار میں موت ہمیشہ سامنے رہتی ہے عمران صاحب۔ ہمارے ہاں اصل بات موت کا انتقام ہوتا ہے۔ اور وہ انتقام بھرپور انداز میں لے لیا گیا ہے۔ میں اب مطمئن ہوں اور مجھے یقین ہے کہ ہیرا سنگھ اور چیف باس سمروپ کو بھی جب علم ہوگا تو وہ بھی مطمئن ہو جائیں گے" ـــــ شاکو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں شاگل کو زندہ نہیں چھوڑنا چاہیئے تھا۔ ہم اُسے نیچے اتر کر آسانی سے تلاش کر سکتے تھے" ـــــ عقبی سیٹ پر صفدر کے ساتھ بیٹھی ہوئی جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہمارے نیچے اترتے ہی شاگل کو بھی اپنے ساتھیوں کا انتقام لینے کا موقع مل جاتا مس جولیانا فٹز واٹر۔ وہ کسی غار میں بے ہوش نہ پڑا ہوگا۔ کہ ہم اس کے سر پر پہنچ جاتے اور اُسے علم تک نہ ہو سکتا۔ اور میں مزید کسی ساتھی کی جان گنوانا نہیں چاہتا تھا۔ شاگل کے زندہ رہ جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن میرے کسی ساتھی کی جان جانے سے ہمیں بے حد فرق پڑ سکتا ہے" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اُسے اب سمجھ آ گئی تھی کہ عمران نے شاگل کو زندہ کیوں چھوڑ دیا ہے۔ اور یہ تھی بھی حقیقت۔ وہ زیادہ سے زیادہ نیچے اتر کر شاگل کو تو مار لیتے لیکن ان کے اپنے ساتھیوں میں کسی نہ کسی کی موت بہرحال یقینی ہو جاتی۔

تنویر اور اس کے ساتھی رفیق کی رہنمائی میں خچروں کی مدد سے پہاڑی علاقے میں آگے بڑھے جا رہے تھے۔ لیکن جب رات کا اندھیرا گہرا ہو گیا تو رفیق کے کہنے پر وہ خچروں سے اتر کر پیدل آگے بڑھنے لگے۔ انہوں نے خچروں کو وہیں آزاد چھوڑ دیا تھا۔ انہیں معلوم تھا۔ کہ خچر واپس اپنے ٹھکانوں پر خود بخود پہنچ جائیں گے۔ کیونکہ ان خشک پہاڑوں میں خوراک آسانی سے نہ ملتی تھی۔ اس لئے جانور خوراک والے اڈے کو بخوبی پہچانتے تھے۔ لیکن اندھیرے میں خچروں پر سفر کرنا انتہائی خطرناک بھی ثابت ہو سکتا تھا۔ اس طرح وہ کسی بھی وقت کسی گہری کھڈ میں بھی گر سکتے تھے۔ رفیق واقعی اس علاقے کا کیڑا تھا۔ وہ انہیں ایسے راستوں سے لے جا رہا تھا جن کی وجہ سے وہ پہاڑوں کے اندر ہی اندر آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ گو ہر طرف گھپ اندھیرا چھا چکا تھا۔ لیکن ان کی آنکھیں بھی اندھیروں سے مانوس ہو

گئی تھیں ۔ اس لئے وہ گھپ اندھیرے میں آگے بڑھے جا رہے تھے ۔ تنویر اور اس کے ساتھی تو پھر بھی محتاط انداز میں آگے بڑھ رہے تھے، لیکن رفیق اس طرح بے دھڑک آگے بڑھ رہا تھا جیسے اس کی آنکھوں میں بلی کی آنکھیں فٹ کر دی گئی ہوں اور اسے گھپ اندھیرے کے باوجود ہر چیز واضح اور روشن دکھائی دے رہی ہو ۔

" میں آپ کو ایسے راستوں سے لے جا رہا ہوں جو قدرے محفوظ ہیں " ۔۔۔ رفیق نے مڑ کر کہا ۔

" تم ہماری فکر نہ کرو ۔ ان لوگوں کی کرو جنہوں نے ہمیں چیک کرنا ہے ۔ ایسا نہ ہو کہ یہی محفوظ راستہ ہمارے لئے موت کا راستہ بن جائے " ۔۔۔ تنویر نے کہا ۔

" آپ بے فکر رہیں ۔ وہ ہمیں چیک نہ کر سکیں گے " ۔۔۔ رفیق نے کہا اور تنویر نے سر ہلا دیا ۔

" تنویر ۔ میرا خیال ہے ہمیں چیک کر لیا گیا ہے " ۔۔۔ اچانک نعمانی نے کہا تو تنویر سمیت سب بے اختیار چونک پڑے ۔

" کیسے ۔۔۔ تمہیں کیسے یہ خیال آیا " ۔۔۔ تنویر نے حیران ہو کر کہا ۔

" ہم جب چٹانوں کی اوٹ لے کر کھلے آسمان کے نیچے سے گزر رہے تھے تو میرے کانوں میں دور سے ہلکی سی زوں زوں کی آوازیں سنائی دی تھیں ۔ ایسی آوازیں جیسے کہیں قریب ہی کوئی فلم بنانے والا کیمرہ چل رہا ہو ۔ میری چھٹی حس بہرحال اس وقت سے خطرے کا الارم بجا رہی ہے " ۔۔۔ نعمانی نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" ویسے ہم اسی پہاڑی پر ہی چل رہے ہیں جہاں ان کا غار ہے "

رفیق نے جواب دیا ۔

" اب کتنی دور رہ گئی ہے وہ غار " ۔۔۔ تنویر نے پوچھا وہ اس وقت ایک سرنگ نما غار کے دہانے کے قریب کھڑے ہوئے تھے ۔

" زیادہ دور نہیں ہے ۔ ہم زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے بعد وہاں پہنچ جائیں گے " ۔۔۔ رفیق نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" بہرحال مزید محتاط ہو کر چلو ۔ ایسا نہ ہو کہ اندھیرے میں ہی ہم کسی طرف سے اچانک ہونے والی فائرنگ کا شکار ہو جائیں " ۔۔۔ تنویر نے کہا اور رفیق نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ ان کا سفر ایک بار پھر جاری ہو گیا ۔ پھر ایک کریک میں داخل ہوتے ہوئے اچانک تنویر کا پیر الجھا اور وہ لڑکھڑا کر نیچے گرنے ہی لگا تھا کہ اس کے پیچھے چلنے والے صدیقی نے اسے بے اختیار سنبھال لیا ۔

" کیا ہوا " ۔۔۔ صدیقی نے کہا ۔

" اوہ ۔ یہاں کوئی تار ہے ۔ میرا پیر کسی تار میں الجھا ہے " ۔۔۔ تنویر نے کہا ۔

" تار " ۔۔۔ سب کے منہ سے بیک وقت نکلا اور تنویر مڑ کر اس جگہ پر جھک گیا ۔ جہاں اس کے اندازے کے مطابق اس کا پیر الجھا تھا ۔

" ایک منٹ ۔ میں دیکھتا ہوں " ۔۔۔ رفیق نے کہا ۔ اور پھر واقعی چند لمحوں بعد رفیق پتھروں کی اوٹ میں موجود ایک باریک سی تار کو چیک کر لینے میں کامیاب ہو گیا ۔ تار اس سرنگ نما راستے سے نکل کر کریک کی طرف جا رہی تھی ۔ اور نجانے کہاں سے آ رہی تھی ۔

"کٹر دو نعمانی ۔ جلدی کرو کٹر دو ۔ یہ ڈائنامیٹ چارجر کا تار ہے" تنویر نے چیخ کر کہا ۔ اور نعمانی جس نے اپنی پشت پر بڑا سا تھیلا لادا ہوا تھا ۔ جلدی سے تھیلا نیچے اتارا اور اسے کھول کر اس کے اندر ہاتھ ڈال دیا ۔

"جلدی کرو ۔ کسی بھی لمحے کچھ بھی ہو سکتا ہے" ـــــ تنویر نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا ۔

"یہ لو ۔ اندھیرے میں اسے ٹٹول کر ہی نکالا جا سکتا ہے" ـــــ نعمانی نے کہا اور تھیلے میں سے ہاتھ باہر نکال لیا ۔ اس کے ہاتھ میں ایک کٹر موجود تھا ۔ تنویر نے کٹر نعمانی کے ہاتھ سے جھپٹا اور پھر اس نے جھک کر بجلی کی سی تیزی سے تار کو کاٹنا شروع کر دیا ۔ چند لمحوں بعد تار میں سے ایک شعلہ سا چمکا اور تار کٹ گیا ۔ لیکن اس سے پہلے کہ تنویر سیدھا ہوتا اچانک اس قدر خوف ناک دھماکوں کی آوازیں ان کے بالکل قریب سنائی دیں کہ وہ سب بے اختیار اچھل کر منہ کے بل نیچے گر پڑے ۔ ایک لمحے کے لئے تو انہیں یہی محسوس ہوا تھا کہ دھماکے عین اسی سرنگ میں ہوئے ہیں ۔ جس میں وہ موجود ہیں ۔ لیکن نیچے گرتے ہی انہیں بہرحال یہ معلوم ہو گیا تھا کہ دھماکے اس سرنگ کے اندر نہیں بلکہ باہر ہو رہے ہیں ۔ دھماکے اس قدر خوف ناک تھے کہ وہ پہاڑی سرنگ بھی لرز رہی تھی ۔ لیکن بہرحال وہ ان دھماکوں سے محفوظ تھی ۔ دھماکوں کے ساتھ ہی سرنگ کے دہانے کے باہر ایک لمحے کے لئے اس قدر تیز روشنی پھیلی تھی ۔ جیسے اچانک سورج اس سرنگ کے دہانے پر اتر آیا ہو ۔ لیکن دوسرے لمحے

بارہ اندھیرا چھا گیا ۔ البتہ چٹانوں اور پتھروں کے گرنے اور لڑھکنے کی ازیں اب بھی سنائی دے رہی تھیں ۔ یوں لگ رہا تھا جیسے پوری اڑی کو ہی کسی نے بموں سے اڑا دیا ہو ۔ لیکن بہرحال وہ محفوظ تھے لئے کہ یہ سرنگ قدرتی تھی ۔ اور اس کی سائیڈوں اور اوپر ٹھوس انیں تھیں ۔

"اگر ہم یہ تار نہ کاٹتے تو یقیناً یہ دھماکے اس سرنگ کے اندر ہی ہونے تھے ۔ ہم بال بال بچے ہیں" ـــــ چوہان نے سب سے پہلے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا ۔

"بالکل ۔ بس ایک لمحے کا فرق ہماری زندگیاں بچا گیا ہے ۔ اور ہ اس بات کی بھی تصدیق ہو گئی ہے کہ نعمانی کی چھٹی حس درست وارن دے رہی تھی" ـــــ تنویر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا ۔ اور اندھیرے کے باوجود انہیں نعمانی کے مسکرانے کی وجہ سے اس کے چمکتے ہوئے دانت بخوبی نظر آ گئے تھے ۔

چٹانوں اور پتھروں کے گرنے اور لڑھکنے کا شور اب آہستہ آہستہ دھیما پڑتا جا رہا تھا ۔

"بڑا خوف ناک انتظام کر رکھا تھا ان لوگوں نے" ـــــ رفیق نے بے اختیار جھرجھری لیتے ہوئے کہا ۔ اس کے چہرے پر اندھیرے کے باوجود خوف کے تاثرات نمایاں نظر آ رہے تھے ۔ حالانکہ اس سے پہلے اس کے چہرے پر ایسے تاثرات پیدا نہ ہوئے تھے ۔

"ہمیں اب ان کا استقبال کرنے کے سلسلے میں پوری طرح تیاری کر لینی چاہئے" ـــــ چوہان نے کہا ۔

" استقبال ـــ کیا مطلب " ـــ تنویر اور دوسرے ساتھیوں نے چونک کر چوہان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" ظاہر ہے ۔ ان کے نقطہ نظر سے ہم ہلاک ہو چکے ہوں گے ۔ اور یقیناً وہ اب ہماری لاشیں اٹھانے آئیں گے " ـــ چوہان نے کہا۔

" یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ یہ کام صبح تک ملتوی کر دیں ۔ پھر کیا ساری رات ہم ان کا انتظار کرتے رہیں گے " ـــ نعمانی نے کہا۔

" نہیں ۔ اتنا طویل انتظار بیکار ہے ۔ یہ تو پہلی چوکی ہے اور اس قسم کی نجانے کتنی چوکیاں ہوں گی ۔ تب ہم ان کے مین کیمپ تک پہنچ سکیں گے ۔ اس لئے ہمیں فوری کارروائی کرنی چاہیے " ـــ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ایک گھنٹہ انتظار کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے تنویر ۔ ان دھماکوں سے پہاڑی کی سابقہ ہیئت مکمل طور پر تبدیل ہو چکی ہو گی ۔ اس لئے اب رفیق بھی ہماری راہنمائی ان کے اڈے تک اتنی آسانی سے نہ کر سکے گا جتنی آسانی سے وہ پہلے کر رہا تھا ۔ اور دوسری بار اگر ہم انہیں نظر آ گئے تو ضروری نہیں کہ دوسری بار ہم بچ بھی سکیں " صدیقی نے کہا۔

" اور کے ۔ ایک گھنٹے تک تو بہر حال انتظار کیا جا سکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے " ـــ تنویر نے کہا۔

" ہمیں دہانے میں ہی رہنا چاہیے ۔ لیکن کھلی فضا سے بچ کر ۔ کیونکہ وہ لوگ ہماری طرح اندھیرے میں ٹکریں مارتے نہ آئیں گے اور پھر وہ تو اپنی طرف سے لاشیں اٹھانے آ رہے ہوں گے ۔ اس لئے وہ

ٹارچ وغیرہ ساتھ لے آئیں گے ۔ اور ہم نے ان میں سے ایک کو ہر صورت زندہ پکڑنا ہے تاکہ اس سے اگلی چوکیوں کے بارے میں مکمل تفصیلات حاصل کی جا سکیں " ـــ چوہان نے کہا اور سب نے اس کی تائید میں سر ہلا دیئے ۔ پھر وہ سب بڑے دہانے کی سائیڈوں میں اس طرح دبک کر بیٹھ گئے کہ باہر کھلی فضا سے وہ نظر نہ آ سکیں ۔ انہیں وہاں بیٹھے ابھی چند منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ انہیں دور سے تین روشنیاں چمکتی ہوئی دکھائی دیں ۔ صرف روشنیاں نظر آ رہی تھیں لیکن روشنیاں جلانے والے چٹانوں کی اوٹ کی وجہ سے نظر نہ آ رہے تھے ۔ روشنیاں ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر تھیں ۔ اور وہ سرچ لائٹ کی طرح ادھر ادھر گھوم رہی تھیں ۔

" لاشوں کی تلاش کا کام شروع ہو گیا ہے تین آدمی ہیں " ـــ چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ اور باقی سب نے سر ہلا دیئے ۔

پھر دو روشنیاں کہیں غائب ہو گئیں ۔ جب کہ ایک انہیں نظر آ رہی تھی ۔ باقی دو کہیں دور نکل گئے تھے ۔

" انہیں کاشن دے کر اکٹھا کرنا پڑے گا تنویر ۔ ورنہ ان کا علیحدہ علیحدہ رہنا ہمارے لئے خطرناک بھی ہو سکتا ہے " ـــ چوہان نے کہا ۔

" کاشن ـــ کیا مطلب " ـــ تنویر نے بری طرح چونک کر پوچھا ۔

" میں دہانے سے ذرا ہٹ کر فرش پر لیٹ کر کراہنا شروع کر دیتا ہوں ۔ تم ایسا کرو بڑے بڑے پتھر میرے گرد اکٹھے کر دو ۔ صرف میرے پیر دہانے سے نظر آنے چاہئیں ۔ اس طرح وہ سب اکٹھے ہو

کر دوڑتے ہوئے ادھر آئیں گے۔ ہم سب دہانے کی سائیڈوں میں چھپ کر کھڑے ہو جاؤ۔ پتھروں کی وجہ سے یہ لازماً دوڑ کر اندر آئیں گے۔ تاکہ مجھے شناخت کر سکیں یا ہلاک کر سکیں۔ ان کے اندر آتے ہی تم آسانی سے انہیں بے ہوش کر سکتے ہو۔ اس طرح ہمیں بیرونی فضا میں بھی نہ جانا پڑے گا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے ان کا کوئی ساتھی کسی مشین کے ذریعے ہمیں باہر چیک کرے" ۔۔۔ چوہان نے کہا۔

" ویری گڈ چوہان۔ تمہاری ذہانت کی داد دینی پڑتی ہے۔ یہ سب سے بہترین ترکیب ہے۔ چلو لیٹ جاؤ۔ ہم پتھر اکٹھے کرتے ہیں" ۔۔۔ تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور چوہان مسکراتا ہوا دہانے سے کچھ اندر کی طرف فرش پر لیٹ گیا۔ اور اس کے ساتھیوں نے نہ صرف اس کے گرد بڑے بڑے پتھر رکھ دیئے۔ بلکہ چھوٹے پتھر ان بڑے پتھروں پر اس طرح لگا کر رکھے۔ کہ چوہان مکمل طور پر ان پتھروں کے اندر چھپ گیا۔ اس کے صرف بوٹ ہی پتھروں سے باہر تھے۔ جو دہانے سے صاف نظر آ رہے تھے۔ اور دوسرے لمحے چوہان نے کافی اونچی آواز میں کراہنا شروع کر دیا۔ تاکہ آواز باہر موجود افراد تک پہنچ سکے۔ باقی ساتھی دہانے کی سائیڈوں میں چوکنے انداز میں کھڑے ہو گئے۔ چوہان نے اپنی آواز اور بھی زیادہ بلند کر لی۔ اور تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ انہیں احساس ہوا کہ باہر روشنی چمکی ہے۔

" ادھر آجاؤ کرتار۔ ادھر کوئی زخمی پڑا کراہ رہا ہے" ۔۔۔ باہر کچھ فاصلے سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور پھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں ابھرنے لگیں۔ چوہان نے اب آہستہ آہستہ کراہنا

شروع کر دیا تھا۔

" ہاں واقعی ادھر سرنگ میں سے آواز آ رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کوئی ابھی زندہ ہے" ۔۔۔ ایک اور آواز ابھری۔ اور پھر ٹارچ کی تیز روشنی ان پتھروں پر پڑی۔ جن کے نیچے چوہان موجود تھا۔ روشنی اس قدر تیز تھی کہ پورا غار روشن ہو گیا۔

" اوہ اوہ۔ یہ پڑا ہے" ۔۔۔ ایک آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے تینوں آدمی بیک وقت دوڑ کر اندر داخل ہوئے۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ پتھروں کے ڈھیر تک پہنچتے۔ تنویر۔ صدیقی اور نعمانی بجلی کی سی تیزی سے ان پر جھپٹے اور غار آنے والوں کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ اور وہ تینوں فضا میں اچھلتے ہوئے دھماکے سے نیچے گرے تھے۔ اسی لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے دو افراد مشین گن کی فائرنگ کی زد میں آکر بری طرح چیختے ہوئے ساکت ہو گئے۔ جب کہ تیسرا جو بچ گیا تھا خود ہی خوف کے مارے واپس فرش پر گر گیا۔ اسی لمحے نعمانی نے جھک کر اسے گردن سے پکڑا۔ اور ایک جھٹکے سے کھڑا کر دیا۔ صدیقی نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے دونوں ہاتھ عقب میں کر کے قابو کر لئے۔ چوہان بھی اپنے اوپر موجود پتھروں کو ہٹا کر سمٹ کر اٹھا۔ اور پھر کھڑے ہو کر بڑے پتھر ہٹاتا ہوا باہر آگیا۔ تیز روشنی والی ٹارچیں ان تینوں کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر گئی تھیں۔ جنہیں صدیقی نے اکٹھا کر کے پکڑ لیا تھا۔

" اس کے ہاتھ باندھ دو" ۔۔۔ تنویر نے کرخت لہجے میں کہا۔ وہ مشین گن کی نال اس آدمی کے سینے سے لگائے کھڑا تھا۔

"تم — تم سب زندہ ہو۔ یہ سرنگ تباہ نہیں ہوئی۔ یہاں تو ارادہ تھا کہ وہ مرنے مارنے پر ذہنی طور پر آمادہ ہو گیا ہے۔ اس کے چہرے پر کرختگی کے آثار لمحہ بہ لمحہ گہرے ہوتے جا رہے تھے۔
ڈائنامیٹ فکس تھا" — یہ پہلی بار اس آدمی کے حلق سے حیرت اور خوف سے بھری ہوئی آواز نکلی۔

"تمہاری وہ مشین جس سے تم سارے منظر کو چیک کرتے ہو کہاں لگی ہوئی ہے" — تنویر نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"ہم نے اس کی تار دھماکوں سے پہلے ہی کاٹ دی تھی" — تنویر نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور اس آدمی کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ اس کے کاندھے پر لدی ہوئی گن پہلے ہی نیچے گر چکی تھی۔ اس لئے اب وہ نہتا کھڑا تھا۔ چوہان نے بیلٹ کے ساتھ لٹکا ہوا رسی کا گچھا نکال کر اس آدمی کے ہاتھ جو صدیقی نے عقب میں تھام رکھے تھے۔ اچھی طرح باندھ دیئے۔

"مجھے کچھ نہیں معلوم۔ سمجھے۔ تم جو چاہو کر لو۔ لیکن اس سرنگ سے باہر نکلتے ہی موت تم پر بجلی کی طرح جھپٹ پڑے گی" — راجندر نے سخت لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بجری کی طرح چیختا ہوا اچھل کر پہلو کے بل زمین پر جا گرا۔ تنویر نے جو نجانے کس وقت ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کو نال سے پکڑ چکا تھا۔ پوری قوت سے مشین گن کا بھاری دستہ اس کے جبڑے پر مار دیا تھا۔

"ہاں۔ اب بتاؤ۔ کیا نام ہے تمہارا" — تنویر نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"مار ڈالو۔ مار ڈالو مجھے۔ لیکن میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔ کاش مجھے ذرا بھی خیال ہوتا کہ تم زندہ ہو تو تمہاری لاشیں ہی یہاں چھوڑ کر جاتا۔ میرا نام راجندر ہے راجندر" — راجندر نے نیچے گرتے ہی چیخ کر کہا۔ ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ تنویر نے پوری قوت سے اس کی پسلیوں پر ضرب لگائی اور غار ایک بار پھر راجندر کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔

"راجندر۔ میرا نام راجندر ہے" — اس آدمی کا لہجہ اس وقت پوری طرح سنبھلا ہوا تھا۔ اور اس کے پہلے خوف زدہ چہرے پر اب کرختگی کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ وہ خاصا مضبوط جسم کا آدمی تھا۔ اور وہ اپنے بدن کی بناوٹ سے ہی ایک ماہر لڑاکا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ شاید اس لئے مار کھا گئے تھے کہ ان کے ذہن میں یہ تصور ہی موجود نہ تھا کہ یہ لوگ زندہ بھی ہو سکتے ہیں۔ ورنہ شاید وہ اتنی آسانی سے قابو میں نہ آتے۔ اچانک حملے اور پھر انہیں زندہ دیکھنے کی وجہ سے حیرت کی زیادتی کی وجہ سے راجندر کا جسم سُن ہو کر رہ گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ تنویر کے ساتھیوں نے نہ صرف اُسے پکڑ لیا تھا بلکہ اس کے ہاتھ بھی عقب میں کمر کے باندھ لینے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن اب راجندر کا چہرہ

"بندھے ہوئے کو مار رہے ہو۔ پاکیشیائی بزدلو۔ کاش میرے ہاتھ کھلے ہوتے پھر میں دیکھتا تم سب مل کر بھی میرا کیا بگاڑ سکتے ہو" — راجندر نے چیختے ہوئے کہا وہ واقعی دلیر اور بہادر آدمی تھا۔

"چوہان۔ اس کے ہاتھ کھول دو۔ اس نے پورے پاکیشیا کو گالی دی ہے۔ اب میں بتاؤں گا اسے کہ پاکیشیا کو گالی دینے والے کا

کیا حشر ہوتا ہے"۔۔۔۔ تنویر نے غراتے ہوئے کہا غصے کی شدت سے اس کا چہرہ بری طرح بگڑ گیا تھا۔ اور چوہان نے آگے بڑھ کر اُسے منہ کے بل لٹایا اور پھر ایک جھٹکے سے رسی کا ایک سرا کھینچ کر اس نے راجندر کے ہاتھ آزاد کر دیئے۔ راجندر ہاتھ آزاد ہوتے ہی تیزی سے سیدھا ہوا اور اس کا جسم واقعی کسی سپرنگ کی طرح سمٹا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا جبڑہ ٹوٹ گیا تھا جس کی وجہ سے اس کا منہ کسی لقوہ زدہ آدمی کی طرح ٹیڑھا دکھائی دے رہا تھا۔ لیکن اس کی آنکھوں میں نفرت کے چراغ جل رہے تھے۔ وہ بڑی حقارت بھری نظروں سے تنویر کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے اُسے یقین ہو کہ وہ تنویر کو ایک لمحے میں ناک آؤٹ کر دینے کی طاقت رکھتا ہے۔

"اب تم آزاد ہو کافرستانی مچھر۔ اور اس کے ساتھ تمہیں اس بات کی بھی اجازت ہے۔ کہ پہلے تم وار کر لو"۔۔۔۔ تنویر نے انتہائی نفرت بھرے لہجے میں کہا اور ایک قدم آگے بڑھ آیا۔

"اوہ۔ تم راجندر کے مقابلے پر آ رہے ہو۔ اس راجندر کے جس کا نام سن کر بڑے بڑے لڑاکے منہ چھپا لیتے ہیں"۔۔۔۔ راجندر نے غراتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے جس طرح بجلی چمکتی ہے۔ اس طرح راجندر اپنی جگہ سے اچھلا اور تیزی سے تنویر پر حملہ آور ہوا۔ اس کا جسم اچھلتے ہی ایسی پوزیشن میں آگیا تھا جیسے وہ تنویر کے سینے پر پوری قوت سے فلائنگ کک مارنا چاہتا ہو۔ تنویر تیزی سے دائیں طرف کو اچھلا۔ لیکن اسی لمحے راجندر کا جسم یکلخت فضا میں ہی گھوما اور اس کے ساتھ ہی اس کی اکڑی ہوئی ٹانگیں گھوم کر تنویر کے چہرے پر پوری قوت

سے پڑیں اور تنویر بے اختیار اچھل کر دو قدم پیچھے پشت کے بل جا گرا۔ راجندر کے ہاتھ ایک لمحے کے لئے زمین پر لگے جب کہ اس کا اکڑا ہوا جسم افقی انداز میں اٹھا ہوا تھا کہ فوراً ہی اس کے جسم نے الٹی قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے اس کے دونوں ہاتھ نیچے گر کر تیزی سے اٹھتے ہوئے تنویر کی گردن پر پڑے اور تنویر کا جسم یکلخت فضا میں بلند ہو کر راجندر کے جسم کے اوپر سے گزرتا ہوا ایک دھماکے سے غار کے دہانے کی طرف جا گرا۔ اور اس بار تنویر کے حلق سے بھی بے اختیار چیخ نکل گئی۔ تنویر کے ساتھی حیرت سے یہ عجیب سی جنگ دیکھ رہے تھے۔ تنویر مارشل آرٹ کا ماہر تھا۔ لیکن یہ راجندر تو واقعی اس سے کہیں آگے نظر آ رہا تھا۔ تنویر کے نیچے گرتے ہی راجندر کا جسم ایک بار پھر قلابازی کھا کر فضا میں اچھلا اور دوسرے لمحے اس کے جڑے ہوئے گھٹنے پوری قوت سے تنویر کے پیٹ پر پڑے اور راجندر کسی گیند کی طرح اچھل کر تنویر کی سائیڈ پر کھڑا ہو گیا اس کے ساتھ ہی اس کی لات حرکت میں آئی اور تنویر کی پسلیوں پر ایک زوردار ضرب لگی۔ راجندر مکمل طور پر تنویر پر چھا چکا تھا۔ پسلیوں پر ضرب کھا کر تنویر کا جسم رول ہوتا ہوا دوسری طرف کو گیا۔ اور راجندر نے دوسری ضرب لگانے کے لئے لات کو حرکت دی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ اچھل کر پشت کے بل نیچے گر پڑا۔ تنویر کا جسم ضرب کھا کر جس قدر تیزی سے رول ہوا تھا اسی قدر تیزی سے بیک رول ہو کر راجندر کی ٹانگوں سے ٹکرایا اور راجندر جو ضرب لگانے کے لئے ایک ٹانگ اٹھا چکا تھا۔ توازن برقرار نہ رکھ سکا۔ اور دھڑام سے پشت کے بل نیچے جا گرا۔ اور اس کے ساتھ ہی تنویر یکلخت اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ راجندر بھی نیچے

گھومتے ہی بجلی کی سی تیزی سے سمٹ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اب وہ دونوں ایک بار پھر آمنے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔

" ہونہہ۔ تم راجندر کے منہ آ رہے تھے۔ یہ تو میں نے صرف تمہیں معمولی سا سبق دیا ہے" ـــــ راجندر نے انتہائی حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم نے پہلا وار کو لیا ہے ناں۔ اب سنبھلنا" ـــــ تنویر کے منہ سے غراتی ہوئی آواز نکلی۔ اور اس کے ساتھ ہی تنویر یک لخت اچھلا۔ لیکن آگے جانے کی بجائے وہ اچھل کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اور راجندر اس کے اس قطعی غیر متوقع اقدام پر واقعی بُری طرح مار کھا گیا وہ یہی سمجھا تھا کہ اس کی طرح تنویر بھی اچھل کر اس کے سینے پر فلائنگ کک مارنا چاہتا ہے۔ اور فلائنگ کک سے بچنے کے لئے اس نے بے اختیار الٹی قلابازی کھانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن فلائنگ کک سے بچنے اور الٹی قلابازی کھانے کی وجہ سے اس کا اوپر کا جسم جیسے ہی کمان کی طرح مڑ کر پیچھے کی طرف ہوا۔ تنویر کا جسم بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا۔ اور قلابازی کھانے کے لئے راجندر کی فضا میں اٹھتی ہوئی دونوں ٹانگیں ابھی پوری طرح زمین چھوڑ ہی سکی تھیں کہ تنویر کا بھاری جسم ان سے ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی تنویر جھٹکا کھا کر آگے کی طرف دھکیلتا گیا۔ نتیجہ یہ کہ راجندر کا جسم دوہرا ہو کر زمین پر بچھ سا گیا۔ اور پھر ایک زوردار کڑاکے کے ساتھ ہی راجندر کے حلق سے بے اختیار کربناک چیخ نکلی۔ اور جس طرح کمان درمیان سے ٹوٹ جاتی ہے اس طرح راجندر کی ریڑھ کی ہڈی کے کئی مہرے بیک وقت ٹوٹے اور اس کا جسم بالکل اس طرح آپس میں مل گیا جیسے کمان کے ٹوٹے ہوئے دونوں بازو کمان کے درمیان میں ٹوٹ جانے کی وجہ سے آپس میں مل جاتے ہیں۔ اس کا منہ اور سینہ زمین کے ساتھ لگا ہوا تھا اور پیٹ کا نچلا حصہ اور ٹانگیں ان کے اوپر اس طرح رکھی ہوئی تھیں جیسے گدے کو تہہ کیا جاتا ہے اور اس کے اوپر تنویر اپنے پورے وزن کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

" بس اتنی جلدی ختم ہو گئی تمہاری مہارت" ـــــ تنویر نے حقارت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا۔ جب کہ راجندر اُسی طرح تہہ شدہ حالت میں پڑا رہا۔ اور اس کے جسم میں معمولی سی حرکت بھی نہ تھی۔

" تم نے کمال کر دیا تنویر۔ بڑے عجیب انداز میں تم نے ڈی کلیمپ لگا دیا ہے۔ لیکن کہیں یہ مر نہ گیا ہو" ـــــ نعمانی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے راجندر کی ٹانگیں پکڑ کر انہیں گھما کر نیچے پھینک دیا۔ اب راجندر بے حس و حرکت سینے کے بل زمین پر پڑا تھا۔ نعمانی نے اُسے پلٹا اور پھر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔ راجندر کے چہرے کا گوشت رگڑ کی وجہ سے آدھے سے زیادہ غائب ہو گیا تھا۔

" ابھی زندہ ہے۔ ہے جی دار۔ ورنہ مکمل طور پر ڈی کلیمپ ہو جانے کے بعد تو سینکڑوں میں سے ایک زندہ رہتا ہے" ـــــ نعمانی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" ویسے مجھے اعتراف ہے کہ کافی عرصے بعد کسی اچھے لڑاکے سے واسطہ پڑا ہے" ـــــ تنویر نے کلائی سے ہونٹ پونچھتے ہوئے کہا۔

نعمانی نے اکڑوں بیٹھ کر راجندر کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ لیکن جب
کافی دیر تک اس کے جسم میں حرکت پیدا نہ ہوئی تو نعمانی نے ہاتھ ہٹا کر
اس کے سینے پر ایک بار پھر ہاتھ رکھ دیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ بُری طرح
چونک پڑا۔ کیونکہ راجندر کا دل ساکت ہو چکا تھا۔

"اوہ۔ یہ تو ہوش میں آنے کی بجائے مر گیا ہے"۔۔۔۔ نعمانی کے
لہجے میں ایسی حیرت تھی جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو۔ کہ کوئی آدمی مر بھی سکتا
ہے۔

"اس کی حالت خراب ہو گی اور تم نے الٹا اس کا سانس بند کر دیا۔
ایسی صورت میں دل پر مالش کر کے اسے ہوش میں لانا پڑتا ہے"۔
چوہان نے کہا۔

"اتنی بھی خراب محسوس نہ ہوتی تھی۔ بہر حال یہ تو ختم ہو گیا ہے"
نعمانی نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"اب یہ دوبارہ تو زندہ ہونے سے رہا۔ اس لئے اب ایک ہی
صورت ہے کہ باہر نکلیں اور اس اڈے پر بموں سے حملہ کر دیں"
تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کسی طرح اس کیمرہ نما مشین کی نشاندہی ہو جاتی تو اُسے ضائع
کر کے ہم آسانی سے اڈے کے اندر پہنچ جاتے"۔۔۔۔ چوہان
نے کہا۔

"اوہ۔ وہ مشین تو میں نے دیکھی ہوئی ہے۔ یہاں سے قریب ہی
ہے۔ لیکن تم کہتے ہو کہ باہر نکلتے ہی میں ان کی نظروں میں آ جاؤں
گا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کسی بم سے اڑا دیں مجھے"۔۔۔۔ رفیق جو اس

دوران خاموش کھڑا تھا اچانک بول پڑا۔

"اوہ۔ تم فکر نہ کرو۔ میں تمہیں اس راجندر کا لباس پہنا دیتا ہوں'
قد و قامت میں تم اس جیسے ہی ہو۔ اس لئے اگر کوئی چیک بھی کر رہا ہو
گا تو ڈاج کھا جائے گا"۔۔۔۔ تنویر نے جلدی سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں گن لے جا کر اس پر فائر کھول دوں گا"۔۔۔۔
رفیق نے آمادہ ہوتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اس کا بھی قد و قامت راجندر
جیسا تھا۔ باقی دونوں کے قد و قامت ان سے خاصے مختلف تھے۔

اور تھوڑی دیر بعد اس راجندر کا لباس رفیق کو پہنا دیا گیا اور
وہ ایک ہاتھ میں ٹارچ اور دوسرے ہاتھ میں مشین گن اٹھائے غار کے
دہانے کی طرف بڑھ گیا۔

"حتی الوسع ٹارچ کی تیز روشنی کو چہرے کے سامنے رکھنا۔ اس
طرح تمہارا چہرہ پوری طرح نظر نہ آ سکے گا"۔۔۔۔ چوہان نے کہا۔ اور
رفیق سر ہلاتا ہوا غار سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد پتھر لڑھکنے کی
آوازیں سنائی دینے لگیں اور وہ اس سرنگ کے دہانے پر رک کر یہ
آوازیں سننے لگے۔ پتھر لڑھکنے اور قدموں کی آوازیں آتی رہیں پھر خاموشی
طاری ہو گئی۔ رفیق وہاں سے دور نکل گیا تھا۔

"ہم ایک لحاظ سے اس سرنگ میں بند ہو کر رہ گئے ہیں"۔۔۔۔ تنویر
نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"یہ مشین کسی طرح ختم ہو جائے تب ہم آزاد ہو جائیں گے"۔۔۔۔
چوہان نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا دور سے مشین
گن کی فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ اور وہ سب یہ آوازیں

سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

"میرا خیال ہے۔ مشین پر فائرنگ کی گئی ہے"۔۔۔ تنویر نے کہا اور باقی ساتھیوں نے سر ہلا دیئے۔ لیکن ظاہر ہے اب انہیں رفیق کی واپسی کا انتظار کرنا تھا۔ اور پھر انہیں دور سے رفیق کی آواز سنائی دی۔

"آجائیں باہر۔ خطرہ ختم ہو گیا ہے"۔۔۔ رفیق کہہ رہا تھا۔ اور وہ سب تیزی سے دہانے سے باہر نکلے اور پھر اوپر چڑھنے کے بعد انہیں دور سے ٹارچ کی روشنی دکھائی دی۔ اور وہ سب چٹانیں اور پتھر پھلانگتے ہوئے اس روشنی کی طرف بڑھ گئے۔

"کیا ہوا۔ مشین ختم ہو گئی"۔۔۔ تنویر نے ایک غار کے دہانے کے قریب کھڑے رفیق سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مشین کی بجائے میں نے غار میں موجود واحد آدمی کو بھی ختم کر دیا ہے۔ اس نے اچانک باہر نکل کر مجھے آواز دی۔ اور پھر جیسے ہی میں بے اختیار مڑا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ میں پکڑی مشین گن میری طرف اٹھائی۔ مگر میں نے فوراً اس پر فائر کھول دیا اور میری گولیاں ٹھیک اس کے جسم پر پڑیں اور وہ چیختا ہوا غار کے دہانے کے اندر جا گرا ہے۔ اس کا جسم چھلنی ہو چکا ہے"۔۔۔ رفیق نے جواب دیا۔

"اوہ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اسے تو زندہ پکڑنا تھا"۔۔۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"چاہے میں مر جاتا"۔۔۔ رفیق نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ اس دہانے سے غار کے اندر داخل ہوئے۔ تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اندر اسلحے کے بڑے بڑے کھلے۔ میز

کرسیاں اور زمین پر کئی گدے بچھے ہوئے تھے۔ ایک طرف غذا کے بند ڈبوں اور پانی کی بوتلوں کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے۔ ایک مشین مسلسل چل رہی تھی۔ جس پر موجود سکرین روشن تھی اور اس پر مختلف مناظر تیزی سے بدلتے جا رہے تھے۔ دہانے سے ذرا اندر ایک آدمی مردہ پڑا ہوا تھا۔ اس کا جسم واقعی مشین گن کی گولیوں سے چھلنی ہو چکا تھا۔ غار میں بیٹری سے جلنے والی لائٹیں جل رہی تھیں۔ ایک طرف دیوار میں ایک عجیب سی مشین فکس تھی۔

"خاصا لمبا چوڑا انتظام کر رکھا ہے انہوں نے"۔۔۔ سب کے منہ سے بیک وقت نکلا۔

"اس آدمی کا لہجہ کیسا تھا رفیق"۔۔۔ اچانک چوہان نے رفیق سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"لہجہ۔۔۔ کیا مطلب"۔۔۔ رفیق نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہم سب کے لہجوں میں فرق نہیں ہوتا۔ تم بتاؤ۔ اس نے تمہیں آواز کس لہجے میں دی تھی"۔۔۔ چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس عام سا لہجہ تھا۔ جیسے ہوتا ہے۔ مجھے تو کوئی خاص بات محسوس نہیں ہوئی تھی۔ اور ویسے بھی میرے پاس لہجے پر غور کرنے کا وقت ہی نہ تھا"۔۔۔ رفیق نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اب اس مشین کو تباہ کرنا پڑے گا"۔۔۔ چوہان نے کہا۔ اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رخ اس نے مشین کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ گولیوں کی بوچھاڑ مشین پر پڑی اور ایک زوردار دھماکے سے مشین کے پرزے اڑ گئے۔

"مشین کیوں تباہ کر دی۔ شاید کام دے جاتی" ۔۔۔ نعمانی نے کہا۔
"نہیں۔ اس کی بناوٹ بتا رہی تھی کہ اس کے اندر مخصوص قسم کا ٹرانسمیٹر بھی لازماً موجود ہوگا۔ اس لئے میں نے پہلے رفیق سے لہجہ پوچھنے کی بات کی تھی۔ لیکن رفیق ایسی باتوں کو سمجھ ہی نہیں سکتا ورنہ اگر کال آجاتی تو اس آدمی کے لہجے میں بات کر کے کوئی چکر چلایا جا سکتا تھا۔ لیکن اب اگر کال آتی تو مسئلہ خراب بھی ہو سکتا تھا۔ مشین تباہ ہونے سے چونکہ سرے سے ٹرانسمیٹر لنک بھی نہ ہوگا۔ اس لئے کال کرنے والا یہی سمجھے گا کہ ٹرانسمیٹر میں یا اس ریسیونگ سیٹ میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے" ۔۔۔ جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"پھر اس دیوار میں لگی ہوئی مشین کو بھی اڑا دینا چاہئے۔ کہیں اس کی وجہ سے ہم کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں" ۔۔۔ تنویر نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے مشین گن کا فائر دیوار میں نصب اس مشین پر کھول دیا۔ ایک بار پھر مشین گن کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ مشین کے دھماکے سے پھٹنے کی آواز سنائی دی۔ مگر دوسرا لمحہ ان کے لئے بھی انتہائی حیرت انگیز ثابت ہوا۔ جب مشین کے پھٹتے ہی پورا غار اس طرح ایک لمحے کے لئے روشن ہوا جیسے سورج اچانک غار کی کسی دیوار سے نمودار ہو گیا ہو لیکن دوسرے لمحے نہ صرف غار تاریک ہوا بلکہ ساتھ ہی ان سب کے ذہنوں پر بھی گہری تاریکی چھا گئی۔ اور وہ وہیں غار میں ہی یکے بعد دیگرے ڈھیر ہوتے چلے گئے۔

شاگل کا چہرہ بری طرح بگڑا ہوا تھا۔ عمران نے اسے واقعی جی بھر کر احمق بنایا تھا۔ اب اسے واضح طور پر پتہ چل گیا تھا کہ اس کے ساتھ کیا کھیل کھیلا گیا ہے۔ سمگلروں کی دو جیپوں کو ڈساری جنگل کے دوسرے کونے سے باہر بھیجا گیا۔ اور شاگل اور اس کے ساتھی انہیں عمران اور اس کے ساتھی سمجھ کر ادھر بھاگ پڑے اس دوران عمران کو اپنے ساتھیوں سمیت باہر آنے اور اس جگہ پہنچ جانے کا موقع مل گیا جہاں پہلے شاگل موجود تھا۔ پھر وہ ان کے عقب میں آگئے۔ اس طرح سیکرٹ سروس کے بیس بہترین اور سپیشل گروپ کے دس آدمی ہلاک ہو گئے۔ لیکن اس کے نتیجے میں انہیں کیا ملا۔ سمگلروں کی چند لاشیں۔ اور ان کی دو جیپوں کی تباہی۔ جب کہ درے سے باہر آنے کے بعد انہوں نے اپنی سات جیپیں بھی تباہ شدہ حالت میں دیکھ لی تھیں۔ ٹرانسمیٹر بھی تباہ ہو چکے تھے۔ اس لئے اب وہ

دونوں ان تباہ شدہ جیپوں کے قریب اس ویران پہاڑی علاقے میں بے بسی اور لاچاری کی تصویر بنے کھڑے تھے۔

"باس۔ میں اس عمران سے اپنے آدمیوں کا انتقام ضرور لوں گی" کاشی نے کہا۔

"شٹ اپ۔ تمہاری حماقت اور تمہارے ان دس الو کے پٹھوں کی وجہ سے مجھے یہ دن دیکھنا پڑا ہے۔ اگر تم اپنے آدمیوں کو دور اونچی چوٹی پر نہ بٹھاتیں تو نہ ہمیں سمگلروں کی وہ دو جیپیں نظر آتیں اور نہ ہم احمقوں کی طرح ان کی طرف دوڑ پڑتے۔ اور پھر دوسری حماقت تم نے یہ کی کہ مجھ سے عمران کو جنرل فریکونسی پر کال کرا دی۔ اس طرح اسے علم ہو گیا کہ ہم کہاں ہیں اور وہ سیدھا ہمارے عقب میں پہنچ گیا۔ اور سیکرٹ سروس کے تیس آدمی اور نو جیپیں سب کچھ ختم ہو گیا۔ اب بھی اس نے نجانے کیوں میرا لحاظ کیا ہے۔ ورنہ وہ اس کے ساتھی درے میں اتر آتے تو ہم دونوں حقیر چوہوں کی طرح ان کی گولیوں کا شکار بن جاتے یہ سب کچھ تمہاری حماقت کی وجہ سے ہوا ہے۔ صرف تمہاری حماقت کی وجہ سے۔ تم تو اپنے آپ کو عقلمند کہتی ہو۔ میں کہتا ہوں تم دنیا کی احمق ترین عورت ہو"۔۔۔ شاگل کا عمران پر بس نہ چل سکا تو اس نے کاشی پر ہی اپنا غصہ نکالنا شروع کر دیا۔

"آئی۔ ایم۔ سوری باس۔ ان سمگلروں کا تو نہ آپ کو خیال تھا اور نہ مجھے"۔۔۔ کاشی نے ہونٹ چباتے ہوئے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔ کیونکہ وہ واقعی اپنے آپ کو ہی اس ساری صورت حال کا ذمہ دار سمجھ رہی تھی۔

"چلو اب یہاں کھڑی میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو۔ اب ہمیں یہاں سے قریبی قصبے جانا پڑے گا۔ پھر وہاں سے ہی فون کر کے کوئی بندوبست ہو سکتا ہے"۔۔۔ شاگل نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا اور پھر آگے بڑھ گیا۔ کاشی اس کے پیچھے تھی۔ تین گھنٹوں کے مسلسل اور تھکا دینے والے سفر کے بعد آخر کار وہ ایک چھوٹے سے قصبے میں پہنچ جانے میں کامیاب ہو ہی گئے۔ یہ پہاڑی قصبہ تھا۔ اور قصبے کی جو حالت تھی اس میں یہاں فون کا تصور ہی نہ کیا جا سکتا تھا۔ لیکن قصبے کے سردار کے پاس جیپ تھی۔ اس لئے اب وہ کم از کم پیدل چلنے سے بچ گئے تھے۔ سردار کے ڈرائیور نے مزید دو گھنٹے سفر کر کے انہیں ایک بڑے قصبے دھوری تک پہنچا دیا۔ یہ ایک خاصا بڑا اور ترقی یافتہ قصبہ تھا۔ کیونکہ اس قصبے کے قریب ہی انتہائی قیمتی اور معدنیات کی بڑی بڑی کانیں موجود تھیں۔ یہاں ایک پولیس اسٹیشن بھی تھا۔ پولیس اسٹیشن کے انچارج مہاتری کو جب سیکرٹ سروس کے چیف اور ڈپٹی چیف کی آمد کی اطلاع ملی۔ تو وہ ان کے سامنے بچھ سا گیا۔ اس وقت بھی وہ ایک بڑے اور آرام دہ کمرے میں صوفوں پر بیٹھے ہوئے شراب پینے میں مصروف تھے۔ شاگل نے یہاں سے فون کر کے ہیڈ کوارٹر سے ایک ہیلی کاپٹر منگوا لیا تھا اور ہیلی کاپٹر کسی بھی لمحے وہاں پہنچنے والا تھا۔

"باس۔ یہ عمران اور اس کے ساتھی بہرحال انہی پہاڑیوں میں سفر کر کے ہی سارا تو پہنچیں گے۔ کیوں نہ ہم ان کے خلاف کوئی دوسری پلاننگ کریں ورنہ مادام ریکھا کو جب معلوم ہو گا کہ ہم عمران اور اس کے ساتھیوں کو روکنے میں ناکام ہو گئے ہیں تو وہ ہمارا بے حد

مذاق اڑائے گی" ـــــ کاشی نے کہا ۔

" میں اس کے دانت نہ توڑ دوں گا۔ اس کی جرأت ہے کہ میرا مذاق اڑا سکے ۔ میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں کوئی گھسیارہ نہیں ہوں" ۔ شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" تو اب آپ کا کیا پروگرام ہے" ـــــ کاشی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

" پروگرام کیا ہونا ہے ۔ یہاں سے ہیڈ کوارٹر جاؤں گا اور وہاں سے سیکرٹ سروس کا نیا دستہ لے کر سیدھا سارتو پہاڑی پہنچ جاؤں گا ۔ جب تک عمران وہاں پہنچے گا ۔ میں اس سے پہلے اس کے مقابلے پر موجود ہوں گا ۔ پھر میں دیکھوں گا کہ وہ کیسے زندہ بچ کر جاتا ہے" ـــــ شاگل نے تیز لہجے میں کہا ۔

" باس ۔ سارتو پہاڑی کا سفر کم از کم اس پہاڑی علاقے میں چار پانچ روز کا ہے ۔ اور یہ لوگ ان چار پانچ دنوں میں بہرحال کسی بھی راستے سے جائیں ۔ کسی نہ کسی قصبے سے ضرور گزریں گے ۔ کیونکہ جیپوں کا پٹرول اور کھانے پینے کا سامان تو بہرحال انہیں لینا ہی پڑے گا ۔ اس لئے کیوں نہ انہیں تلاش کیا جائے اور پھر اوپر سے ان پر بمباری کر کے ان کا خاتمہ کر دیا جائے" ـــــ کاشی نے کہا ۔ وہ اپنے آدمیوں کا انتقام لینے کے لئے بے چین تھی

" اوہ ۔ تمہاری بات تو ٹھیک ہے کاشی ۔ لیکن انہیں اس قدر بڑے پہاڑی سلسلے میں تلاش کیسے کیا جائے" ـــــ شاگل نے قدرے نرم پڑتے ہوئے کہا ۔

" یہ پولیس آفیسر مجھے مقامی آدمی بھی لگتا ہے اور شکل سے بھی خاصا گھاگ ہے ۔ کیوں نا اس معاملے میں اس کی مدد لی جائے ۔ ہو سکتا ہے کوئی ایسا کلیو ہاتھ آ جائے ۔ جس سے ہم عمران سے بھرپور انتقام لینے میں کامیاب ہو سکیں" ـــــ کاشی نے کہا اور شاگل بے اختیار چونک پڑا ۔ اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی تھی ۔

" اوہ ۔ ویری گڈ کاشی ۔ تم واقعی عقلمند عورت ہو ۔ بلاؤ اس پولیس آفیسر کو ۔ کیا نام بتایا تھا اس نے کھاتری تھا شاید" ـــــ شاگل نے فوراً ہی کاشی کی تعریف کرتے ہوئے کہا ۔

" مہاتری" ـــــ کاشی نے جواب دیا ۔ اور مسکراتے ہوئے صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی ۔ اسے اب شاگل کی طبیعت کا کافی اندازہ ہو گیا تھا ۔ کہ وہ جب غصے میں آئے تو پھر اسے ماضی کی ساری باتیں یکلخت بھول جاتی ہیں ۔ اور جب اس کا غصہ اتر جائے تو پھر وہ فوراً ہی تعریف پر اتر آتا ہے ۔ اس شاگل نے نجانے اسے کتنی بار انتہائی عقلمند اور کتنی بار انتہائی احمق کہا تھا ۔ پہلے تو وہ شاگل کے اس انداز پر ناراض ہو جاتی تھی ۔ یا دل ہی دل میں کڑھتی تھی ۔ لیکن اب اس کی طبیعت معلوم ہونے کے بعد وہ قطعی اس بات کی پرواہ نہ کرتی تھی کہ شاگل اس کے متعلق کیا کہتا ہے ۔ اس نے باہر کھڑے سپاہی سے مہاتری کو بلانے کے لئے کہا اور دوبارہ آ کر صوفے پر بیٹھ گئی ۔ چند لمحوں بعد مہاتری نے اندر آ کر انتہائی مودبانہ انداز میں سلام کیا ۔

" بیٹھو مہاتری" ـــــ شاگل نے بڑے شاہانہ انداز میں مہاتری

کو اپنے سامنے بیٹھنے کی اجازت دیتے ہوئے کہا اور مہاترہ نے شکریہ
ادا کر کے بڑے مؤدبانہ انداز میں صوفے کے کنارے پر ٹک گیا۔ وہ
ایک دور افتادہ پہاڑی تھانے کا انچارج تھا۔ جہاں کبھی اس کے
محکمے کا کوئی بڑا افسر نہ آیا تھا اور کہاں سیکرٹ سروس کے چیف کی
آمد۔ یہی وجہ تھی کہ مہاترہ اس حد تک مؤدب نظر آ رہا تھا کہ شاید
کوئی زر خرید غلام بھی اس قدر مؤدب نہ ہوتا ہوگا۔

" حکم فرمائیے جناب۔ میں مزید کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ آپ
جیسے بڑے افسر کی خدمت تو میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے جناب"
مہاترہ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" دیکھو مہاترہ۔ اگر تم مکمل تعاون کرو تو تمہیں اس چھوٹے سے
قصبے سے کسی بڑے شہر میں بھی تعینات کیا جا سکتا ہے اور تمہیں
ڈی۔ ایس۔ پی کے عہدے پر بھی ترقی دی جا سکتی ہے"۔۔۔ شاگل
نے کہا۔

" مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں جناب دل و جان سے ہر خدمت کے لئے
حاضر ہوں جناب"۔۔۔ مہاترہ نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔
ڈی۔ ایس۔ پی کے عہدے کا تو شاید اس نے کبھی خواب بھی نہ
دیکھا ہو۔ اور یہ بھی اسے معلوم تھا کہ اگر سیکرٹ سروس کا چیف
چاہے تو اسے ڈی۔ ایس۔ پی تو کیا ایس۔ پی بھی بنایا جا سکتا ہے۔
اس لئے اس کا رویہ اور بھی زیادہ مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

" تمہارے پاس اس سارے علاقے کا نقشہ تو ہو گا"۔۔۔ اچانک
کاشی نے مہاترہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس مادام۔ ایک سرکاری نقشہ ہے۔ اس سارے پہاڑی سلسلے
کا۔ کیونکہ ہمیں یہاں اکثر سمگلروں سے واسطہ پڑتا رہتا ہے اور ان کی
تلاش کے دوران یہ نقشہ کام دیتا ہے"۔۔۔ مہاترہ نے اسی
طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" وہ لے آؤ"۔۔۔ شاگل نے کہا۔ اور مہاترہ جلدی سے اٹھا۔
اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ
واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا رول شدہ نقشہ تھا۔ اس نے
نقشہ درمیانی میز پر بچھا دیا۔ اور پھر شاگل اور کاشی نے اس مقام کو
تلاش کر کے اس پر نشان لگایا۔ جہاں وہ موجود تھے۔ اور جہاں سے
وہ دوسرے کی طرف گئے تھے۔ یہ وہ راستہ تھا جس راستے سے انہیں
ناپالی فارن ایجنٹ نے عمران کے جانے کی اطلاع دی تھی۔

" سنو۔ ملک کے دشمن جاسوس دو جیپوں میں سوار یہاں سے آگے
بڑھے ہیں۔ ان کی منزل سارتو پہاڑی ہے اور ہم نے انہیں تلاش کرنا
ہے۔ بولو کیسے تلاش کریں"۔۔۔ شاگل نے کہا۔

" سارتو پہاڑی اور اس راستے سے"۔۔۔ مہاترہ نے چونک کر
کہا۔

" ہو سکتا ہے وہ راستہ بدل دیں۔ بہرحال انہوں نے پہنچنا سارتو
پہاڑی کے گرد ہی ہے"۔۔۔ کاشی نے کہا۔

" وہ کسی بھی راستے سے جائیں سارتو پہاڑی ایک ہی صورت میں
پہنچ سکتے ہیں کہ وہ ماکھن قصبے سے گزریں۔ ماکھن قصبہ ایسی جگہ پر ہے۔
جس کے گرد انتہائی خوف ناک حد تک سیدھی پہاڑیاں ہیں درمیان

میں ایک کھلی اور وسیع وادی ہے۔ اس وادی میں ماکھن قصبہ پھیلا ہوا ہے۔ دراصل یہ وادی ایک درے کی صورت میں ہے۔ دونوں اطراف سے صرف ایک ہی راستہ ہے۔ قصبے میں داخل ہونے اور پھر وہاں سے باہر جانے کا۔ دونوں راستوں پر پولیس کا پہرہ رہتا ہے۔ اس طرح سمگلروں کی چیکنگ کا یہ بہترین پوائنٹ ہے اور یہاں جس قدر بھی سمگلر گروپ کام کرتے ہیں وہ ماکھن کی پولیس کو خفیہ طور پر رشوت دیئے بغیر وہاں سے کسی صورت میں بھی نہیں گزر سکتے۔ اس لئے ملک کے یہ دشمن ایجنٹ اگر سارتو جا رہے ہیں تو انہیں ہر صورت میں ماکھن قصبے کو کراس کرنا ہوگا۔ وہاں ان کی آسانی سے چیکنگ کی جا سکتی ہے"۔ مہاترے نے کہا اور کاشی اور شاگل دونوں کی آنکھیں اور زیادہ چمک اٹھیں۔ کیونکہ عمران کو پکڑنے کے لئے یہ انتہائی بہترین کلیو تھا۔

" ماکھن کا یہاں سے کتنا فاصلہ ہے۔ اور جیپوں پر وہاں کتنے عرصے میں پہنچا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ شاگل نے پوچھا۔

" جیپیں بھی صرف ماکھن تک ہی جا سکتی ہیں۔ اس سے آگے جیپوں کا راستہ ہی نہیں ہے۔ آگے خچر استعمال ہوتے ہیں۔ سواری کے لئے بھی اور بار برداری کے لئے بھی۔ ویسے یہاں سے اگر مسلسل بھی سفر کیا جائے تو دو روز تو بہرحال لگ ہی جائیں گے"۔۔۔۔ مہاترے نے جواب دیا۔

" تمہیں وہاں کے پولیس انچارج کے بارے میں علم ہے"۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔

" جی ہاں۔ ماکھن کا پولیس چیف رودا سنگھ ہے۔ انتہائی

سخت گیر آدمی ہے۔ وہ تو سمگلروں کے لیے عذاب ہے۔ لیکن وہ اکیلا کیا کر سکتا ہے۔ ویسے وہ انتہائی محب الوطن آدمی ہے"۔۔۔۔ مہاترے نے رودا سنگھ کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

" اوکے۔ فون لے آؤ۔ اور میری اس سے بات کراؤ"۔۔۔۔ شاگل نے کہا اور مہاترے سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے دروازے پر جا کر سپاہی سے فون لانے کے لئے کہا اور واپس آ کر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد سپاہی نے وائرلیس فون لا کر مہاترے کے ہاتھ میں دے دیا۔ مہاترے نے جلدی سے نمبر ملانے شروع کر دیئے۔

" ہیلو ہیلو۔ رودا سنگھ سے بات کراؤ۔ میں دھوری سے سب انسپکٹر مہاترے بول رہا ہوں"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی مہاترے نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" ہولڈ آن کریں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک بھاری اور کرخت سی آواز سنائی دی۔

" یس مہاترے۔ میں رودا سنگھ بول رہا ہوں۔ کیا ہوا۔ کوئی خاص بات ہو گئی ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہاں سنو۔ اس وقت میرے سامنے کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف جناب شاگل صاحب اور ان کی ڈپٹی چیف مادام کاشی صاحبہ بذات خود تشریف فرما ہیں۔ لو ان سے بات کرو"۔۔۔۔ مہاترے نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا اور پھر اٹھ کر بڑے مودبانہ انداز میں فون پیس شاگل کی طرف بڑھا دیا۔

" ہیلو شاگل چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس"۔۔۔۔ شاگل

کا لہجہ بے حد تحکمانہ تھا۔

"یس سر۔ رودا سنگھ بول رہا ہوں جناب۔ پولیس چیف ماکھن جناب" بولنے والے کا لہجہ انتہائی مودبانہ ہو گیا تھا۔

"دو جیپوں میں سوار آٹھ دس افراد جن میں ایک عورت بھی ہے دھوتی قصبے کی طرف سے ماکھن میں داخل تو نہیں ہوئے"۔۔۔ شاگل نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب۔ مجھے ان کے بارے میں کوئی رپورٹ نہیں ملی"۔۔۔ رودا سنگھ نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ہم ہیلی کاپٹر پر وہیں تمہارے پاس آ رہے ہیں۔ یہ دشمن ایجنٹ ہیں۔ اور ہم نے انہیں ہر صورت میں روکنا بھی ہے اور ختم بھی کرنا ہے۔ سمجھے۔ اس لئے اگر ہمارے پہنچنے سے پہلے وہ ماکھن پہنچیں تو یہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ تم انہیں روکو"۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ میں انہیں ایک انچ بھی نہ بڑھنے دوں گا جناب" رودا سنگھ نے کہا اور شاگل نے اوکے کہہ کر فون آف کیا اور فون پیس میز پر رکھ دیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات چیت ہوتی ایک سپاہی تیزی سے اندر داخل ہوا اور اس نے سیلوٹ مار کر ہیلی کاپٹر کی آمد کی اطلاع دی۔

"اوکے۔ آؤ کاشی چلیں۔ اور مہاتری تم بھی ہمارے ساتھ چلو"۔۔۔ شاگل نے اٹھتے ہوئے کہا اور وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

تھوڑی دیر بعد ان کا ہیلی کاپٹر تیزی سے پہاڑی چوٹیوں کے درمیان سے گزرتا ہوا ماکھن قصبے کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ شاگل نے ہیلی کاپٹر

پہلے سے موجود دوربین آنکھوں سے لگائی ہوئی تھی۔ اور وہ ہیلی کاپٹر سے باہر جھکا ہوا نیچے کا مکمل جائزہ لے رہا تھا۔ کہ شاید عمران کی جیپیں اُسے نظر آ جائیں۔ لیکن ہیلی کاپٹر ماکھن قصبے تک پہنچ گیا مگر عمران کی جیپیں انہیں نظر نہ آئی تھیں۔

رودا سنگھ ایک لمبا تڑنگا اور انتہائی مضبوط جسم کا ایک ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ اس کی بڑی بڑی مونچھیں اور جلادوں جیسا بے رحم اور سخت چہرہ واقعی اُسے انتہائی سخت گیر پولیس آفیسر ظاہر کر رہا تھا۔ اس نے شاگل اور کاشی دونوں کا انتہائی مودبانہ انداز میں استقبال کیا۔ اور پھر وہ انہیں لے کر تھانے سے ملحقہ ایک خوب صورت انداز میں سجی ہوئی عمارت میں لے آیا۔

"جناب میں نے آپ کی کال ملتے ہی اپنے خاص مخبروں کو پہاڑوں میں دوڑا دیا ہے۔ یہ لوگ پہاڑوں میں رینگنے والے حقیر سے کیڑے کا بھی سراغ لگا لیتے ہیں۔ اس لئے یہ ان جیپوں کا بھی لازماً کھوج نکال لیں گے"۔۔۔ رودا سنگھ نے کہا۔

"اوہ۔ یہ تم نے کیا حماقت کی ہے۔ اس طرح تو وہ لوگ جو ابھی تک اطمینان سے آ رہے ہوں گے چوکنا ہو جائیں گے"۔۔۔ شاگل نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"سر میرے آدمی ان کے سامنے تو نہیں آئیں گے"۔۔۔ رودا سنگھ نے بُری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا تو خیال تھا۔ کہ شاید شاگل اس کی کارکردگی کی تعریف کرے گا۔ لیکن یہاں الٹا آنتیں گلے پڑ رہی تھیں۔

"اوہ۔ تمہارے آدمی۔ تمہارے آدمی۔ نانسنس۔ تمہارے آدمی سیکرٹ سروس سے زیادہ ہوشیار ہوں گے۔ بلاؤ انہیں واپس۔ فوراً بلاؤ" ---- شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور رودا سنگھ تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کی اکڑی ہوئی مونچھیں اب گلہری کی دموں کی طرح لٹک گئی تھیں۔

"اس آدمی نے واقعی حماقت کی ہے۔ لیکن وہ بہرحال یہاں سے تو گزر ہی گئے ہیں" ---- کاشی نے کہا۔

"تم اس شیطان کو نہیں جانتیں کاشی۔ وہ دنیا کا سب سے بڑا عیار ہے۔ اسے ذرا سا بھی شک ہو گیا کہ ہم یہاں موجود ہیں تو وہ ایسا روپ دھارے گا کہ ہم خود اسے سارتو تک چھوڑ آنے پر مجبور ہو جائیں گے" ---- شاگل نے کہا اور کاشی نے ہونٹ بھینچ لئے۔ لیکن کوئی جواب نہ دیا۔

پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد رودا سنگھ دوبارہ اندر داخل ہوا۔

"میں نے جناب انہیں روک لیا ہے۔ وہ ابھی یہاں قریب تک ہی گئے تھے" ---- رودا سنگھ نے کہا۔

"کتنے آدمی بھیجے تھے" ---- شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"چار جناب" ---- رودا سنگھ نے جواب دیا۔

"ان چاروں کو حاضر کرو۔ ابھی اسی وقت" ---- شاگل نے کہا۔ اور رودا سنگھ کے چہرے پر زردی سی چھا گئی مگر وہ تیزی سے باہر چلا گیا۔ اور پھر پندرہ منٹ بعد اس کی واپسی ہوئی تو اس کے پیچھے چار مقامی آدمی سہمے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوئے اور

انہوں نے بڑے مودبانہ انداز میں سلام کیا۔

"یہ پولیس کے آدمی ہیں" ---- شاگل نے چونک کر پوچھا۔

"جی نہیں۔ پرائیویٹ مخبر ہیں" ---- رودا سنگھ نے جواب دیا۔

"تم چاروں ادھر دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو جاؤ" ---- شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور وہ چاروں جلدی سے آگے بڑھے اور دیوار کے ساتھ پشت لگا کر قطار کی صورت میں کھڑے ہو گئے۔

"تم چاروں گئے تھے جیپوں کو تلاش کرنے" ---- شاگل نے پوچھا۔

"جی ہاں جناب" ---- ان میں سے ایک نے کہا۔

"کب گئے تھے" ---- شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"جی۔ آدھا گھنٹہ پہلے جناب" ---- اس آدمی نے جواب دیا۔

"تمہارے پاس ٹرانسمیٹر ہیں" ---- شاگل نے پوچھا۔

"ٹرانسمیٹر۔ نہیں جناب" ---- ان چاروں نے چونک کر بیک آواز ہو کر کہا۔

"تو پھر تمہیں اتنی جلدی کیسے اطلاع مل گئی کہ تم نے آگے نہیں جانا" شاگل اس وقت پوری طرح انکوائری پر تلا ہوا تھا۔

"جناب دو آدمی ہمارے پیچھے آئے تھے۔ انہوں نے اطلاع دی تھی" ---- اس آدمی نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ دو آدمی کہاں ہیں" ---- شاگل نے ایک طرف خاموش اور سہمے ہوئے انداز میں کھڑے رودا سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب۔ باہر موجود ہیں۔ میرے سپاہی ہیں۔ جناب اصل بات

یہ ہے کہ ان لوگوں کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔ یہ مختلف پوائنٹس پر جہاں سے دنتے ہوتے ہیں۔ ایک مخصوص قسم کا خاکی رنگ کا پاؤڈر اس راستے پر بکھیر دیتے ہیں۔ پھر جو آدمی یا سواری اس پاؤڈر پر سے گزرتی ہے۔ آگے وہ پاؤڈر اپنا نشان چھوڑتا جاتا ہے۔ اس طرح ایک بار ان کا کلیو مل جائے تو پھر وہ لوگ ان کی نظروں سے بچ کر نہیں جا سکتے۔ اور ان کے پوائنٹ مخصوص ہیں۔ مجھے ان کے پوائنٹس کا علم ہے۔ اس لئے جب آپ نے انہیں واپس بلانے کا حکم دیا تو میں وہ فوراً سمجھ گیا کہ یہ اب تک کتنے پوائنٹس کور چکے ہوں گے۔ اور کہاں موجود ہوں گے۔ چنانچہ میں نے آدمی وہاں بھیج دیئے۔ اور وہ انہیں واپس لے آئے"۔۔۔ رودا سنگھ نے پوری وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ وہ شاید شاگل کے ذہن میں پیدا ہونے والی الجھن کو سمجھ گیا تھا کہ شاگل کو اس بات پر شک ہو رہا ہے کہ اتنی جلدی اس نے ان چاروں کو کیسے واپس بلا لیا۔ اس لئے شاید اس نے تفصیلی وضاحت کرنا مناسب سمجھی۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ لے جاؤ انہیں۔ ورنہ میں ان چاروں کو اور تمہیں بیک وقت گولیوں سے اڑا دینے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ میں کسی قسم کا جھوٹ اور دھوکہ برداشت نہیں کر سکتا۔ سمجھے۔ اور یہ بات کسی طرح بھی باہر نہ نکلے کہ ہم یہاں موجود ہیں اور ہمیں کن کا انتظار ہے۔ البتہ تمہارے آدمی چوکنا رہیں گے۔ جیسے ہی جیپیں قصبے میں داخل ہوں تم نے ان کی نگرانی کرنی ہے اور ہمیں فوری اطلاع دینی ہے"۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"یس سر"۔۔۔ رودا سنگھ نے جواب دیا۔ اب اس کے زرد پڑے ہوئے چہرے پر قدرے سرخی کے آثار نمایاں ہوئے تھے۔

"ہو سکتا ہے باس۔ وہ جیپیں کہیں پہلے ہی چھپا کر پیدل آئیں۔ کیونکہ مہاترے نے بتایا تھا کہ ماکھن قصبے سے آگے جیپیں نہیں جا سکتیں"۔۔۔ کاشی نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ بہرحال اب اگر یہ پیدل بھی ماکھن قصبے میں داخل ہو تو تم نے اس کی بھی نگرانی کرنی ہے۔ سمجھے"۔۔۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ آپ بے فکر رہیں سر۔ میں ایک ایک آدمی کی نگرانی کروں گا۔ ویسے سر میں نہ صرف یہاں کا رہنے والا ہوں بلکہ میں یہاں آنے والے اور یہاں سے جانے والے ہر آدمی کو اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ اس لئے کوئی اجنبی کبھی بھی میری نظروں سے اوجھل نہیں ہو سکتا"۔۔۔ رودا سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ جاؤ اور مہاترے تم بھی اس کے ساتھ جاؤ۔ اب ہم آرام کرنا چاہتے ہیں۔ اور سنو رودا سنگھ۔ اپنے دس خاص آدمیوں کو ایکشن کے لئے تیار رکھو۔ انہیں پوری طرح مسلح ہونا چاہئے۔ اور یہ بھی سن لو کہ یہ لوگ سمگلر نہیں ہیں سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ اس لئے ایسے آدمی منتخب کرنا جو ایسے لوگوں کے مقابلے پر آ بھی سکیں۔ سمجھ گئے ہو"۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ بے فکر رہیں سر۔ میں ایسے آدمی منتخب کروں گا جو ہر لحاظ سے آپ کے معیار پر پورا اتریں گے"۔۔۔ رودا سنگھ نے جواب دیا۔ اور پھر وہ مہاترے اور اپنے آدمیوں سمیت کمرے سے باہر نکل گیا۔

اب شاگل کے چہرے پر گہرے اطمینان کے آثار ابھر آئے تھے۔ اُسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ ایک بار پھر عمران کو گھیر لینے میں کامیاب ہو جائے گا۔

"اس بار اس عمران کو کسی صورت بھی بچ کر نہیں جانا چاہیئے"۔۔۔ شاگل نے کاشی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس۔ ویسے اگر ہمیں پہلے ان کے متعلق اطلاع مل جاتی تو ہم ان کے خلاف کارروائی کرنے کی باقاعدہ پلاننگ کر لیتے"۔۔۔ کاشی نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"وہ صرف غفلت میں تو مار کھا جائے گا ویسے نہیں سمجھیں۔ اس لئے اُسے یہاں اطمینان سے آنے دو۔ اس کے بعد چاہے مجھے اس پورے قصبے کو کیوں نہ بموں سے اڑانا پڑا۔ میں اس سے بھی دریغ نہ کروں گا"۔۔۔ شاگل نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اور کاشی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ریکھا بڑی بے چینی سے ماشوری کی طرف سے کال آنے کا انتظار کر رہی تھی لیکن کافی دیر گزر جانے کے باوجود جب ماشوری کی طرف سے کوئی کال نہ آئی تو آخر ریکھا نے خود اُسے کال کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر اس نے مخصوص مشین کے دو بٹن بیک وقت پریس کر دیئے۔

"ہیلو ہیلو۔ ریکھا کالنگ اوور"۔۔۔ ریکھا کے لہجے میں سختی تھی۔

"یس مادام۔ ماشوری اٹنڈنگ یو اوور"۔۔۔ ماشوری کی آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے۔ آ گئی ہیں ان کی لاشیں اوور"۔۔۔ ریکھا نے انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"مادام۔ راجندر، کرتار اور مادھن تینوں سرچ لائٹیں لے کر

ان کی تلاش میں گئے ہوئے ہیں۔ ابھی تک ان کی واپسی تو نہیں ہوئی اوور"۔۔۔ ماشوری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اتنی دیر میں تو پورے پہاڑ کو کھودا جا سکتا تھا۔ تم خود جاؤ ان کے پیچھے۔ سمجھے اوور"۔۔۔ ریکھا نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس مادام اوور"۔۔۔ ماشوری نے جواب دیا۔

"اور واپسی پر فوراً مجھے رپورٹ دو۔ میں بے چینی سے تمہاری رپورٹ کی منتظر ہوں اوور اینڈ آل"۔۔۔ ریکھا نے کہا اور بٹن دبا کر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ پھر اس نے وقت گزارنے کے لئے باقی گروپوں سے باری باری رپورٹیں لینی شروع کر دیں۔ لیکن ہر طرف سے او۔ کے ہی جواب ملا تو وہ کرسی سے اٹھی اور غار میں ٹہلنے لگی۔ غار میں وہ اکیلی تھی۔ باقی ساتھی قریبی غار میں موجود تھے۔ چونکہ ان کا بظاہر کوئی کام نہ تھا۔ اس لئے ظاہر ہے وہ یا تو بیٹھے تاش کھیل رہے ہوں گے یا پھر سو گئے ہوں گے۔ اور ریکھا بھی شاید اس غار میں پڑے ہوئے فولڈنگ بیڈ پر سو جاتی لیکن شاگل کی کال کے بعد اسے بے چینی سی لگ گئی تھی۔ پھر ماشوری کی کال کے بعد تو اس بے چینی میں اور بھی اضافہ ہو گیا تھا۔ گو اسے یقین تھا کہ ماشوری اور اس کے ساتھیوں نے ان چاروں یا پانچوں افراد کا خاتمہ کر دیا ہو گا۔ کیونکہ تمام گروپوں کی طرف سے اس نے چیکنگ کی ایسی پلاننگ کی تھی جو قطعی طور پر فول پروف تھی۔ اور انسان تو انسان کوئی پرندہ بھی چیک ہوئے بغیر وہاں سے نہ گزر سکتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود اس کے ذہن میں نہ جانے کیوں کھد بد سی ہو رہی تھی جیسے کوئی بڑا واقعہ ہونے والا ہو۔ اسے معلوم تھا کہ یہ چار آدمی تو علیحدہ گروپ ہے۔ اصل عمران نے ابھی دوسری طرف سے آنا ہے۔ لیکن اگر وہ ان چاروں کو بھی مار گراتی ہے تو یہ بھی اس کے نقطہ نظر سے ایک بڑی کامیابی تھی۔ کیونکہ یہ چاروں بھی شاگل کو ڈاج دے کر یہاں پہنچے تھے۔ لیکن ایک بار پھر ماشوری کی طرف سے خاموشی تھی۔ وہ غار میں ٹہلتی رہی اور عمران اور اس کے گروپ کے متعلق سوچتی رہی۔ اور وقت گزرتا رہا۔ پھر اچانک مشین میں سے تیز سیٹی کی آواز گونجی۔ تو وہ بری طرح چونک کر مڑی اور بھاگتی ہوئی اس مشین کی طرف بڑھ گئی۔ دوسرے لمحے اس کا دماغ جیسے بھک سے اڑ گیا۔ کیونکہ گروپ ون جس کا انچارج ماشوری تھا۔ اس گروپ کی مشین والے رابطہ خانے کا بلب بجھ گیا تھا۔ سیٹی کی آواز بھی اس کاشن کے لئے مخصوص تھی کہ رابطہ خود بخود ختم ہو گیا ہے۔

"کک۔۔۔ کک۔۔۔ کیا مطلب۔ مشینی رابطہ کیوں ختم ہو گیا ہے۔ کیا ماشوری کی مشین خراب ہو گئی ہے۔ لیکن کیوں خراب ہوئی ہے۔ کیسے خراب ہوئی ہے"۔۔۔ ریکھا نے غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن ظاہر ہے مشین تو اس کے سوال کا جواب دینے سے قاصر تھی۔ وہ تو صرف اتنا بتا رہی تھی کہ رابطہ ختم ہو گیا ہے۔ ریکھا چند لمحے کھڑی حیرت بھری نظروں سے مشین کو دیکھتی رہی پھر تیزی سے مڑی اور ایک کونے میں پڑے ہوئے بیگ کی طرف دوڑ پڑی۔ اس نے بیگ کھولا اور اس میں موجود ایک مخصوص

ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس میں تیزی سے ایک مخصوص فریکوئنسی سیٹ کرنے لگی۔ یہ مخصوص ٹرانسمیٹر ماشوری کے پاس بھی تھا۔ اور وہ اب اس ٹرانسمیٹر پر ماشوری سے اس رابطے کے ختم ہونے کی وضاحت حاصل کرنا چاہتی تھی۔ لیکن مسلسل کال دینے کے باوجود دوسری طرف سے رابطہ قائم نہ ہو سکا تو اس کے پہلے سے بھنچے ہوئے ہونٹ اور زیادہ بھنچ گئے۔ آنکھوں میں شدید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

"ان سب کو آخر ہو کیا گیا ہے"۔۔۔ ریکھا نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ اس میز کی طرف بڑھ گئی جس پر رابطہ مشین موجود تھی۔ اس نے مشین کے ساتھ رکھے ہوئے ایک چھوٹے سے باکس کو اٹھایا اور اس کی سائیڈ کا بٹن دبا دیا۔

"یس مادام۔ کرشن بول رہا ہوں"۔۔۔ دوسری طرف سے اس کے ساتھی اور پاور ایجنسی کے نمبر ٹو کرشن کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ادھر میرے پاس آجاؤ فوراً"۔۔۔ ریکھا نے تیز لہجے میں کہا اور باکس کا بٹن دبا کر اسے واپس میز پر رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری تن و توش اور لمبے قد کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ وہ اپنے چہرے، انداز اور قد و قامت سے قدیم ایکریمی فلموں کا ہیرو لگ رہا تھا۔

"کیا ہوا مادام۔ آپ پریشان لگ رہی ہیں"۔۔۔ کرشن نے

قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور ریکھا نے اسے ماشوری سے رابطہ مشین کے ختم ہونے اور ٹرانسمیٹر پر کال اٹنڈ نہ کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ شاگل کی اطلاع کے مطابق چار پاکیشیائی ایجنٹوں کو ماشوری نے چیک کر کے ڈائنامیٹ سسٹم کے ذریعے مار ڈالا تھا اور پھر ماشوری کے ساتھی ان کی لاشیں لینے گئے تھے۔ اس کے بعد رابطہ اچانک ختم ہو گیا۔

"اوہ مادام۔ یہ تو واقعی تشویش انگیز خبر ہے۔ ماشوری تو انتہائی ذمہ دار آدمی ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں ہیلی کاپٹر لے جاتا ہوں اور جا کر صورت حال معلوم کرتا ہوں"۔۔۔ کرشن نے کہا اور ریکھا کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے مڑا اور غار سے باہر نکل گیا۔ ایک لمحے کے لئے تو ریکھا کا دل چاہا تھا کہ وہ خود بھی کرشن کے ساتھ جائے۔ لیکن پھر اس نے اپنا یہ ارادہ بدل دیا۔ کیونکہ مین سپاٹ پر اس کی موجودگی ضروری تھی۔ کسی بھی لمحے کسی دوسرے گروپ کی طرف سے کوئی اہم کال آسکتی تھی۔ چند لمحوں بعد اسے ہیلی کاپٹر کے پرواز کرنے کی آواز سنائی دی اور مادام ریکھا ایک بار پھر بے چین انداز میں غار میں ٹہلنے لگی۔ اس کے ذہن میں ہلکے ہلکے دھماکے ہو رہے تھے۔ کیونکہ جب سے شاگل نے ان چار افراد کی آمد کی اطلاع دی تھی تب سے ہی صورت حال غیر محسوس طور پر بگڑتی چلی جا رہی تھی۔ حالانکہ اس نے اپنے طور پر ایسے انتظامات کر رکھے تھے کہ چار تو کیا چار ہزار افراد بھی پریشانی کا باعث نہ بن سکتے تھے۔ لیکن پریشانی تھی کہ مسلسل بڑھتی ہی چلی جا رہی تھی۔

پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد ہیلی کاپٹر کی آواز دوبارہ سنائی دی۔ اور مادام ریکھا دوڑتی ہوئی غار سے باہر نکل آئی۔ ہیلی کاپٹر تھوڑی دور ایک مسطح جگہ پر اتر رہا تھا۔ اور چند لمحوں بعد اس میں سے کرشن برآمد ہوا اور دوڑتا ہوا غار کی طرف بڑھنے لگا۔

"مادام۔ ماشوری اور اس کے ساتھی مر چکے ہیں"۔۔۔ کرشن نے قریب آ کر تیز لہجے میں کہا۔

"مر چکے ہیں۔ کیا مطلب۔ کیا ان کی لاشیں لے کر آئے ہو"۔۔۔ ریکھا نے ایسے لہجے میں کہا جیسے کرشن کوئی ادق زبان بول رہا ہو۔ کیونکہ اس نے دیکھا تھا کہ کرشن کے ساتھی اب ہیلی کاپٹر سے لاشیں اتار کر کاندھوں پر ڈال رہے تھے۔

"یہ ان کی لاشیں نہیں ہیں مادام۔ یہ وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں۔ جن کی وجہ سے یہ حادثہ ہوا ہے۔ یہ ماشوری والی غار میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ ان کی تعداد پانچ ہے۔ غار میں موجود تمام مشینری کو مشین گنوں سے چھلنی کر دیا گیا تھا۔ اور غار میں صرف ماشوری کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اس کا سینہ گولیوں سے چھلنی تھا۔ میں نے دوسرے ساتھیوں کو تلاشی کا حکم دیا۔ تو وہ نیچے ایک سرنگ میں پڑے ہوئے ملے۔ ان میں سے راجندر شاید ان سے لڑتا رہا ہے۔ کیونکہ اس کی ریڑھ کی ہڈی درمیان سے مکمل طور پر ٹوٹ چکی ہے۔ اور دوسری ضربات بھی ہیں۔ اور اس کا لباس بھی اتار لیا گیا ہے۔ جب کہ کرتار اور مادھن دونوں کے جسم مشین گن سے چھلنی کر دیئے گئے ہیں۔ میں ان بے ہوش افراد

کو یہاں اٹھا لایا ہوں تاکہ ان کے بارے میں آپ جو حکم کریں البتہ اپنے ساتھیوں کی لاشوں کو صبح ہمیں جلانا پڑے گا"۔۔۔ کرشن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے۔ کہ ماشوری نے غلط اندازہ لگایا تھا کہ یہ لوگ ڈائنامیٹ بلاسٹ سے ہلاک ہو چکے ہیں۔ یہ بچ گئے تھے۔ چنانچہ جیسے ہی دوسرے افراد اس سرنگ میں پہنچے۔ انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ اور پھر انہوں نے غار میں آ کر ماشوری کو ہلاک کیا اور رابطہ مشین چھلنی کر دی"۔۔۔ مادام ریکھا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"مگر مادام یہ بے ہوش کیسے ہوئے ہوں گے"۔۔۔ کرشن نے پوچھا۔

"انہوں نے یقیناً دیوار پر نصب ریز مشین پر فائر کھولا ہو گا۔ اس لئے غار میں پھیلی ہوئی نظر نہ آنے والی ریز سرکٹ ٹوٹنے سے بلاسٹ ہو گئیں اور نتیجہ ان کی فوری بے ہوشی کی صورت میں نکلا ہو گا"۔۔۔ مادام ریکھا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اب ان کے متعلق کیا حکم ہے۔ انہیں گولیوں سے اڑا نہ دیا جائے"۔۔۔ کرشن نے کہا۔

"نہیں۔ انہیں اسی طرح بے ہوش پڑا رہنے دو۔ البتہ ان کے ہاتھ پیر باندھ دو۔ صبح میں انہیں ساتھ لے کر ماشوری سنٹر میں جاؤں گی اور پھر وہاں انہیں ہوش میں لا کر ماشوری اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ زندہ جلایا جائے گا"۔۔۔ مادام ریکھا نے بڑے بے رحمانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ - ویری گڈ مادام - انہیں زندہ جلانا واقعی اپنے ساتھیوں کا بھرپور انتقام لینا ہے - ویری گڈ مادام - اس طرح ہم سب کے دلوں میں ٹھنڈک پڑ جائے گی" ——— کرشن نے اس طرح مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ جیسے انسانوں کو زندہ جلائے جانے کا فیصلہ نہ ہو رہا ہو بلکہ کاٹھ کباڑ جلائے جانے کی بات ہو رہی ہو۔

" بالکل انہیں زندہ جلانا ہو گا - اور ان کی چیخوں سے پہاڑیاں گونجیں گی - تب انہیں معلوم ہو گا کہ مادام ریکھا اپنے ساتھیوں کا انتقام کس طرح لیتی ہے" ——— ریکھا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس اپنی غار کی طرف بڑھ گئی۔

ختم شد

سارتوش

حصہ دوم

مظہر کلیم ایم اے

محترم قارئین۔ سلام مسنون:۔ "سارتو مشن" کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ شاگل اور اس کی سیکرٹ سروس کے ساتھ ساتھ مادام ریکھا اور اس کے ساتھیوں کی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف جدوجہد جیسے جیسے عروج پر آتی جا رہی ہے اسی طرح عمران اور اس کے ساتھیوں میں بھی اپنا مشن مکمل کرنے کی لگن بڑھتی جا رہی ہے۔ نتیجہ ظاہر ہے انتہائی بھرپور اور جان لیوا مقابلے کی صورت میں ہی نکل سکتا ہے۔ اس لئے اس ناول میں آپ اس بھرپور مقابلے سے بھرپور انداز میں لطف حاصل کریں گے۔ مجھے یقین ہے کہ ناول آپ کی پسند پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔ اب اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

ڈیرہ غازی خان پاکستانی چوک سے شاہد راجہ صاحب لکھتے ہیں "آپ کے ناول باقاعدگی سے پڑھتا ہوں۔ آپ جن مقاصد کے تحت ناول تحریر کرتے ہیں وہ مقاصد یقیناً بحسن خوبی پورے ہو رہے ہیں آپ کے ان ناولوں کی وجہ سے میں نے بے شمار نوجوانوں کو راہ راست پر آتے دیکھا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ معاشرے کی اصلاح اس دلچسپ اور بالواسطہ انداز میں جاری رکھیں گے"۔

شاہد راجہ صاحب! خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بیحد شکریہ۔ آپ نے ناولوں کو بامقصد پایا ہے میں اس کے لئے آپ کا مشکور ہوں۔

دادو سے محمد فہیم کھوکھر صاحب لکھتے ہیں۔ "عمران نے اب تک بے شمار ملکی اور غیر ملکی مجرموں کا خاتمہ کیا ہے اور ہر بار یوں لگتا ہے جیسے اب باقی کوئی مجرم نہ رہا ہوگا لیکن ہر بار نئے سے نیا مجرم نئی سے نئی سازش لے کر سامنے آجاتا ہے۔ آخر اس قدر تعداد میں مجرم کیوں پیدا ہو رہے ہیں کیا دنیا میں کہیں مجرم بنانے کی کوئی فیکٹری تو کام نہیں کر رہی۔"

محمد فہیم کھوکھر صاحب! آپ نے واقعی دلچسپ سوال کیا ہے لیکن اس سوال کا جواب حاصل کرنے کے لئے پہلے آپ کو یہ سوچنا ہوگا کہ مجرم کہتے کسے ہیں اور وہ کیوں جرم کرتا ہے۔ اگر آپ اس بات پر غور کریں تو آپ کو یقیناً معلوم ہو جائے گا کہ مادہ پرستی، دولت کے حصول کا اندھا لالچ، حرص و ہوس کی زیادتی ہی دراصل وہ فیکٹری ہے جو مجرم پیدا کر رہی ہے جو انسان حرص و ہوس میں مبتلا ہو جاتے۔ دولت ہی اس کی زندگی کا مطمع نظر بن جائے۔ وہ اخلاق حسنہ، روحانی بلندی، اطمینان و سکون تو کیا شرف انسانیت سے ہی محروم ہو جاتا ہے اور جب تک دنیا میں دولت پرستی اور حرص و ہوس کو اہمیت دی جاتی رہے گی۔ مجرم تو پیدا ہوتے ہی رہیں گے۔

رحیم یار خان سے اعجاز حسین شاہین صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول تو ہمیں بے حد پسند ہیں لیکن ایک بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ عمران آخر اس قدر صحت مند کیسے رہتا ہے؟ وہ تو کسی کا تعاقب بھی کار میں کرتا ہے پیدل چلنے سے ہی کتراتا ہے اس کے باوجود صحت مند رہتا ہے۔ عمران کی اس صحت کا آخر راز کیا ہے۔ امید ہے آپ یہ راز قارئین کو بھی ضرور بتائیں گے"

اعجاز حسین شاہین صاحب! ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ عمران کی صحت کا راز یقیناً اس کا باورچی آغا سلیمان پاشا ہی بتا سکتا ہے کیونکہ اس کے ہاتھ کی پکی ہوئی مونگ کی دال ہی عمران کو میسر آتی ہے ویسے میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ سلیمان اپنی تنخواہوں، بونس اور اوور ٹائم کے بل بنا بنا کر اور مہنگائی کا رونا رو رو کر عمران کو اس قدر تنگ کئے رکھتا ہے کہ عمران کے جسم کا گھیر بڑھنے نہیں پاتا اور اتنا تو آپ بھی جانتے ہوں گے کہ صحت سمارٹ رہنے میں ہی ہوتی ہے۔

میلسی سے ضیاء الحسن صاحب لکھتے ہیں۔ "میری عمر تقریباً پینتالیس سال ہے لیکن آپ کے ناول پڑھ کر میں اپنے آپ کو پچیس سال کا جوان سمجھتا ہوں کیونکہ ذہنی طور پر میں بھی عمران کی طرح سوچتا ہوں۔ عمران کی عمر یقیناً مجھ سے زیادہ ہی ہوگی لیکن آپ اسے جوان ہی لکھتے ہیں۔ شاید ایسا ہی احساس اسے بھی ہوتا ہوگا جیسا میں محسوس کرتا ہوں"۔

ضیاء الحسن صاحب! آپ نے واقعی بڑے خوبصورت انداز میں عمران کی صحیح عمر معلوم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر آپ صرف عمران کی طرح سوچ کر اپنے آپ کو جوان سمجھتے ہیں تو عمران تو ظاہر ہے سوچنے کے ساتھ ساتھ عملی جدوجہد میں بھی بھرپور حصہ لیتا ہے اس لئے وہ صرف جوان نہیں بلکہ نوجوان کہلانے کا حقدار تو بن ہی جاتا ہے۔ اب عمران کی صحیح عمر کا اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں۔

تیتڑہ ضلع لاہور سے سید اشتیاق حسین صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کا ناول "کروشو" بے حد پسند آیا ہے۔ اس میں واقعی عمران کو ایکشن سے ہٹ کر صرف ذہنی جنگ لڑنی پڑی ہے اس طرح اس ناول میں خالصتاً جاسوسی انداز سامنے آیا ہے جو بے حد پسند آیا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی ایسے ہی ناول لکھتے رہیں گے"۔

سید اشتیاق حسین صاحب! ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ ایکشن اور سسپنس دونوں ہی جاسوسی ادب کے بنیادی ستون ہیں۔ یہ تو واقعات اور حالات پر منحصر ہے کہ ان دونوں میں سے کس کا استعمال زیادہ ہوتا ہے۔ اُمید ہے آئندہ بھی آپ اپنی آراء سے مطلع کرتے رہیں گے۔

میلسی سے خضر حیات صاحب لکھتے ہیں "جس ناول میں ایکشن زیادہ ہوتا ہے اس میں عمران کا مزاح کم ہو جاتا ہے اور جس ناول میں مزاح زیادہ ہوتا ہے اس میں ایکشن کم ہو جاتا ہے۔ کیا یہ دونوں ایک دوسرے کے متبادل ہیں۔ اُمید ہے آپ وضاحت سے جواب دیں گے"۔

خضر حیات صاحب! ایکشن اور مزاح واقعی دو علیحدہ علیحدہ حیثیتیں رکھتے ہیں اور علیحدہ علیحدہ حالات میں ہی سامنے آتے ہیں۔ ایکشن کے دوران مزاح اور مزاح کے دوران ایکشن میرے خیال میں آپ بھی برداشت نہ کر پائیں گے البتہ آپ یہ ضرور محسوس کریں گے کہ ناول میں حالات کے مطابق اگر ایکشن کی ضرورت ہو تو ایکشن ہی موجود ہوتا ہے اور مزاح بھی اپنے صحیح وقت پر ہی سامنے آتا ہے۔ آپ کو تو گلہ اس صورت میں ہونا چاہئے تھا جب ایکشن کی ضرورت ہو تو مزاح شروع ہو جائے اور مزاح کے وقت ایکشن۔ اُمید ہے اب پوری طرح وضاحت ہو گئی ہو گی۔

اب اجازت دیجیئے۔

والسّلام

مظہر کلیم ایم اے

پہاڑی راستوں پر سفر کرتے انہیں دوسرا روز تھا۔ تھوڑا آرام اور زیادہ سفر کرتے کرتے عمران اور اس کے ساتھی بُری طرح تھک گئے تھے۔ خاص طور پر جولیا کی حالت تو خاصی دگرگوں ہو رہی تھی۔

"اب کہیں رک بھی جاؤ۔ یہ سفر تو شیطان کی آنت کی طرح طویل ہوتا جا رہا ہے"۔۔۔ جولیا نے آخر کار تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

"میں دراصل شیطان کی آنت کی صحیح لمبائی ناپنا چاہتا ہوں کیونکہ آج تک شیطان کی آنت کی لمبائی کسی نے ناپی ہی نہیں۔ جب کہ ہمارے شاعروں نے طول شب فراق تو دوپیٹ کر ناپ ڈالی ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیا مصیبت پڑی ہے شیطان کی آنت ناپنے کی"۔۔۔ جولیا نے جل کر کہا۔

"کمال ہے۔ اس میں بہتوں کا فائدہ ہے۔ آج کل ہمارے ٹی۔ وی

پر ایک پروگرام ایسا چل رہا ہے جہاں ایک ایک سوال پر بڑے بڑے
انعام ملتے ہیں۔ کاریں، موٹر سائیکل، واشنگ مشین وغیرہ وغیرہ اور
پروگرام کے کمپیئر صاحب اب سوالوں کے ہاتھوں زچ آ چکے ہیں۔ آخر
کتنے نئے سوال تلاش کئے جا سکتے ہیں۔ بس یہی ایک سوال باقی رہ گیا
ہے کہ بتایئے شیطان کی آنت کی لمبائی کتنی ہوتی ہے۔ جو اس کا
صحیح جواب دے گا اسے فلاں مشہور کمپنی کا بنا ہوا تکیہ مفت مل جائے
گا۔ اور ساتھ ہی وہ اس تکیے کی خصوصیات بھی بتائے گا۔ کہ اس پر
سر رکھنے کے بعد سہانے خواب ڈراؤنے بن جاتے ہیں۔ گردن کے
پٹھے اکڑ جاتے ہیں۔ سر کا پچھلا حصہ چپٹا ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے
دماغ کے خلیوں میں گڑبڑ پیدا ہو جاتی ہے اور آدمی ناکارہ ہو جاتا
ہے۔ نظر کمزور ہو جاتی ہے۔ یادداشت ختم ہو جاتی ہے......"
عمران کی زبان چل پڑی۔

"تمہیں اس تکیے سے کیا لینا ہے۔ بغیر تکیے کے تمہارا یہی حال ہے"
جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے تمہیں معلوم ہی نہیں کہ اس تکیے کے حصول کی خاطر شوہر
حضرات کس طرح دیوانے ہو جاتے ہیں۔ وہ ایسا تکیہ اپنی بیگمات کے
لئے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ بیگم کو وہ وعدے یاد ہی نہ رہیں جو شوہر
حضرات نے گزشتہ کئی سالوں سے کر رکھے ہوتے ہیں۔ اور بیگم صاحبہ
کی نظر اتنی کمزور ہو جائے کہ اگر کسی وقت بازار میں وہ اپنے شوہر کو
اس کی سیکرٹری کے ساتھ شاپنگ کرتے دیکھ لے تو یہی نہ جان سکے
کہ یہ سیکرٹری عورت ہے یا مرد وغیرہ وغیرہ"۔۔۔ عمران نے کہا۔

اور اس بار جولیا کے ساتھ ساتھ دوسرے ساتھی حتیٰ کہ ڈرائیونگ سیٹ
پر بیٹھا ہوا شاکو بھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"مگر تمہاری تو بیگم ہی نہیں پھر......" جولیا نے بڑے ناز بھرے
لہجے میں کہا۔

"کسی نہ کسی روز کسی دکان سے مل ہی جائے گی۔ آخر سارا زمانہ تو
بد دیانت نہیں ہے۔ کہیں نہ کہیں تو دیانت دار بھی بستے ہی ہوں گے۔
جو اصل اور کھرا مال رکھتے ہوں گے۔ اب یہ ضروری تو نہیں کہ ہر جگہ
نمبر دو مال ہی ملتا ہو"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا۔۔۔ کیا مطلب۔ دکان سے بیگم ملتی ہے۔ کیا بکواس کر رہے
ہو"۔۔۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بڑی کوشش کی ہے کہ اصل گم مل جائے جس میں چپک بھی ہو۔
لیکن جہاں سے بھی گم لی ہے۔ ایک سیکنڈ کے لئے چپکتی ہے۔ پھر
اکھڑ جاتی ہے۔ اس لئے تو گم کے بغیر ہوں"۔۔۔ عمران نے بیگم کو
نئے معنی پہناتے ہوئے کہا۔

"تم سے خدا سمجھے۔ کہاں کی بات کہاں لے جاتے ہو"۔۔۔ جولیا
نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران
کوئی جواب دیتا۔ اچانک شاکو اس طرح چونکا جیسے اسے کوئی خاص
چیز نظر آ گئی ہو۔ اس کے چہرے پر یکلخت شدید حیرت کے آثار
نمودار ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے یکلخت جیپ کی رفتار
کم کر دی۔

"کیا ہوا"۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں شاکو سے پوچھا۔

کیونکہ اُسے تو کوئی خاص چیز نظر نہ آئی تھی وہی خشک اور ویران پہاڑیاں تھیں۔ لیکن شاکو نے ایک جھٹکے سے جیپ روک دی۔

" ہماری نگرانی کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے"۔۔۔۔ شاکو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" نگرانی ۔۔۔ کیا مطلب۔ کھل کر بات کرو"۔۔۔۔ عمران نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ جولیا اور دوسرے ساتھی بھی شاکو کی بات سن کر حیران ہو گئے تھے۔

" نیچے آیئے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ یہاں بیٹھ کر آپ کو پتہ نہ چل سکے گا"۔۔۔۔ شاکو نے بڑے پُراسرار سے لہجے میں کہا اور اچھل کر جیپ سے نیچے اتر گیا۔ عمران اور دوسرے ساتھی بھی نیچے اتر آئے۔ پچھلی جیپ بھی رک گئی تھی۔ اور انہیں اترتے دیکھ کر پچھلی جیپ میں سوار افراد بھی نیچے اتر آئے تھے۔ شاکو تیزی سے آگے بڑھتا گیا۔ راستہ آگے جا کر ایک موڑ کاٹتا تھا۔ شاکو وہاں پہنچ کر رک گیا۔

" یہ دیکھئے پیلا زما پاؤڈر"۔۔۔۔ شاکو نے زمین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ جہاں پہاڑی مٹی کی ایک لکیر سی پورے راستے کو کراس کرتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔

" پلازما پاؤڈر۔ وہ کیا ہوتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے جھک کر حیرت سے پہاڑی مٹی کی طرح نظر آنے والے پاؤڈر کو جو لکیر کی صورت میں نظر آ رہا تھا دیکھتے ہوئے کہا۔

" یہ ایک مخصوص پاؤڈر ہے جناب۔ یہ پہاڑی پولیس سمگلروں کا کھوج نکالنے کے لئے استعمال کرتی ہے۔ ایسے ایسے

پوائنٹس پر بکھیر دیا جاتا ہے جہاں سے اس پر جیپوں کا یا پیدل چلنے والوں کا گزر یقینی ہو۔ اگر پیدل چلنے والوں کو چیک کرنا ہے تو وسیع جگہ پر اسے پھیلایا جاتا ہے۔ یہ پاؤڈر جیپ کے ٹائروں سے چپک جاتا ہے۔ یا پیدل چلنے والے آدمیوں کے جوتوں سے۔ اور پھر جہاں جہاں یہ جیپیں یا وہ آدمی جاتے ہیں اس پاؤڈر کے ذرات زمین پر چپکتے جاتے ہیں۔ تلاش کرنے والے بعد میں مخصوص قسم کی عینک پہن لیتے ہیں۔ جس سے اس پاؤڈر میں بے پناہ چمک پیدا ہو جاتی ہے۔ اس طرح وہ آسانی سے سمگلروں کا کھوج نکالتے ہوئے ان کے تعاقب میں چلتے رہتے ہیں۔ پھر جہاں بھی سمگلر آرام کرنے کے لئے رکتے ہیں۔ اس جگہ کو گھیر لیا جاتا ہے۔ اور سمگلروں کو گرفتار یا ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ اس کو پہچاننے والے چند ہی لوگ ہوتے ہیں۔ جن میں سے ایک میں بھی ہوں"۔۔۔۔ شاکو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ یہ واقعی اس کے لئے بھی ایک نئی بات تھی۔ اس نے جھک کر اس مٹی کی چٹکی بھری۔ اور پھر جیب سے ایک کاغذ نکال کر اس نے اس مٹی کی پڑیا باندھ کر اُسے جیب میں ڈال لیا۔

" میں اس کا باقاعدہ تجزیہ کروں گا۔ یہ تو واقعی انوکھی چیز ہے لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ پولیس نے سمگلروں کے لئے ہی پلازما مٹی یہاں بچھائی ہو"۔ عمران نے کہا۔

" جناب۔ یہاں سے ماکھن قصبہ قریب ہے۔ اور یہ راستہ براہِ راست ماکھن قصبے کو ہی جاتا ہے۔ یہ مٹی قصبے کے اصل

راستے پر پہلے کبھی نہیں بچھائی گئی۔ بلکہ اسے ان راستوں میں بچھایا
جاتا ہے جہاں سے سمگلروں نے چھپ کر نکلنا ہوتا ہے۔ اور پھر قصبے
کے قریب اسے بچھانے کا کوئی تک ہی نہیں۔ اگر یہاں سمگلروں کو
چیک کرنا مقصود ہو تو یہ چیکنگ قصبے میں بھی آسانی سے ہو سکتی ہے"۔
شاکو نے دلیل دیتے ہوئے کہا۔
"تو پھر اس کے یہاں بچھانے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے"۔۔۔
عمران نے کہا۔
"میرا خیال ہے۔ انہیں ہماری آمد کا علم ہو گیا ہے۔ اور انہوں
نے یہ مٹی یہاں اس لئے بچھائی ہے کہ ہماری جیپ جب یہاں
سے گزرے گی تو پھر ہم ماکھن قصبے میں جہاں بھی جائیں گے ہمیں
آسانی سے چیک کیا جا سکتا ہے"۔۔۔ شاکو نے کہا۔
"ماکھن قصبے میں جانا ضروری ہے کیا۔ ہم اس کی سائیڈ سے
آگے نکل جائیں گے"۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"نہیں جناب۔ ماکھن قصبے کا حدود اربعہ ہی ایسا ہے کہ اس
قصبے سے گزرے بغیر ہم کسی صورت بھی سارتو پہاڑیوں کی طرف
نہیں جا سکتے۔ اور یہ جیپیں بھی ہمیں ماکھن قصبے میں ہی چھوڑنی ہوں
گی اور وہاں سے خچر لینے ہوں گے۔ چیف سروپ کا ایک خاص
گروپ ماکھن قصبے میں موجود ہے۔ میں نے ڈساری جنگل سے
روانگی سے پہلے اس کے انچارج بلونت سے خصوصی ٹرانسمیٹر پر بات
کر لی تھی۔ اس کا آدمی ہمیں آگے جا کر ایک خاص سپاٹ پر
گا۔ اور پھر اس آدمی کی مدد سے ہم پولیس چوکی کو بھی بغیر چیکنگ

کے گزریں گے اور آگے خچر بھی مل جائیں گے"۔۔۔ شاکو نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔
"اوہ۔ تمہیں پہلے یہ تفصیل مجھے بتانی چاہئے تھی"۔۔۔ عمران نے
خشک لہجے میں کہا۔
"سر۔ یہ کوئی خاص بات نہیں۔ پولیس تو بلونت کے ہاتھوں میں
کھلونا ہے۔ ورنہ تو ہمارا گروپ سمگلنگ کا دھندہ یہاں کر ہی نہ
سکے"۔۔۔ شاکو نے کہا۔
"تو اب پھر کیا کرنا ہے۔ جیپیں اٹھا کر اس لکیر سے پار کریں"۔۔۔
عمران نے کہا۔
"یہ بہتر رہے گا"۔۔۔ شاکو نے کہا۔
"او کے۔ پھر جیپ لے آؤ۔ اور اس کے اگلے پہیے اس مٹی کے
ساتھ روک دو۔ پھر مل کر جیپ کا اگلا حصہ اٹھائیں گے۔ باقی جیپ کو
آگے دھکیلیں گے۔ اس طرح عقبی پہیے بھی اٹھا کر آگے رکھے جائیں
گے"۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
ویسے اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اس کے ذہن میں اس سارے
چکر کی وجہ سے خدشات کے جالے تن گئے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد ان
سب نے مل کر دونوں جیپوں کو اس طرح اس لکیر سے پار کر دیا۔ کہ
ٹائروں پر اس مٹی کے نشانات نہ آ سکیں۔
"کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ شاگل یہاں پہلے پہنچ گیا ہو"۔۔۔ دوبارہ
جیپ میں بیٹھتے ہی جولیا نے کہا اور عمران بری طرح چونک پڑا۔
"اوہ ہاں۔ بالکل ایسا ہی ہو گا۔ اوہ اسے یقیناً معلوم ہو گا کہ

ہم بہرصورت اس ماکھن قصبے سے گزریں گے جب کہ اس شاکو نے اب سے پہلے اس کا معمولی سا تذکرہ بھی نہیں کیا" ___ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ قطعی بے فکر رہیں سر۔ یہاں سب کچھ ہماری مرضی کے مطابق ہی ہوگا" ___ شاکو نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"وہ مقام کہاں ہے۔ جہاں اس بلونت کا آدمی موجود ہوگا" ___ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"وہ تو ابھی آگے ہے جناب" ___ شاکو نے کہا۔

"او کے۔ تم جیپیں اس راستے سے ہٹا کر کسی ایسی جگہ روک دو۔ جہاں سے یہ عام طور پر نظر نہ آسکیں۔ اور خود پیدل جا کر اس آدمی کو یہاں بلا لاؤ" ___ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے آپ حکم کریں" ___ شاکو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیپ کا رخ موڑا اور اسے ایک اور تنگ سے راستے پر دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ پھر ایک موڑ کاٹ کر اس نے ایک مسطح سطح پر پہنچ کر جیپ روک دی۔ پچھلی جیپ بھی ان کے پیچھے آکر رک گئی۔

"یہاں یہ محفوظ رہیں گی۔ میں اب جا کر بلونت کے آدمی کو بلا لاتا ہوں" ___ شاکو نے جیپ سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ شاکو تیزی سے چلتا ہوا ایک چٹان کی اوٹ میں غائب ہو گیا جب کہ باقی ساتھی جیپوں سے اتر کر ادھر ادھر ٹہلنے لگے

"ماسٹر۔ آپ مجھے اور جوانا کو کیوں ساتھ لے آئے ہیں۔ کیا اب ہمارا کام صرف یہی رہ گیا ہے کہ ہم بس جیپوں میں بیٹھے سفر کرتے رہیں" جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ شاید بے کار رہ رہ کر بری طرح بور ہو گیا تھا۔

"تم کیا کرنا چاہتے ہو" ___ عمران نے قدرے خشک لہجے میں پوچھا۔ شاید وہ ذہنی طور پر اس بلازما ہٹی والے چکر میں الجھا ہوا تھا۔ اس لئے جوانا کی بات پر اس کا لہجہ خشک ہو گیا تھا۔

"ماسٹر۔ آپ ہمیں کوئی مشن بتا دیا کریں۔ جو ہم خود پورا کر سکیں" جوانا نے اس کے لہجے کی پرواہ کئے بغیر کہا۔

"او کے۔ میں خیال رکھوں گا" ___ عمران نے کہا اور جوانا خاموش ہو گیا۔

"کیا بات ہے۔ مرچیں کیوں چبا رہے ہو۔ جوانا کی طرح ہم سب بھی بری طرح بور ہو رہے ہیں۔ کیا ضرورت تھی جیپوں میں ان پہاڑیوں میں سفر کرنے کی۔ ہیلی کاپٹروں کا بندوبست نہ ہو سکتا تھا" ___ جولیا نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تاکہ جب تمہارا ہیلی کاپٹر سادو پہاڑی کے قریب اترے۔ تو کافرستان سیکرٹ سروس کا شاگل اور پاور ایجنسی کی مادام ریکھا پھولوں کے ہار اٹھائے بینڈ باجے کے ساتھ تمہارے استقبال کے لئے تیار ہوں مس جولیانا فٹز واٹر۔ ہر مشن موت اور زندگی کا کھیل ہوتا ہے۔ یہاں کسی فلم کی شوٹنگ نہیں ہو رہی کہ ہیروئن صاحبہ ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر لوکیشن پر پہنچیں" ___ عمران کا لہجہ بے حد تلخ ہو

گیا تھا۔

"میرا یہ مطلب تو نہ تھا۔ لیکن آخر تم اتنا غصہ کیوں دکھا رہے ہو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہارے بغیر پاکیشیا سیکرٹ سروس بیکار ہو جائے گی۔ یہ تو چیف بجانے کیوں تمہیں ہم پر مسلط کر دیتا ہے اور ہم دم چھلوں کی طرح تمہارے ساتھ ساتھ لگے پھرنے کے لئے مجبور ہو جاتے ہیں۔ ورنہ اصل میں تو یہ مشن سرانجام دینا ہمارا کام ہے"۔۔۔ جولیا نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ اس قدر غصے میں آنے کی کیا ضرورت ہے۔ جب ہمارا کام سامنے آئے گا تو ہم بھی کر لیں گے۔ ابھی تو صرف مشن سپاٹ تک پہنچنے کے لئے بھاگ دوڑ ہو رہی ہے"۔۔۔ صفدر نے بیچ بچاؤ کراتے ہوئے کہا۔

"مس آپ باس کے ساتھ ایسے لہجے میں بات نہیں کر سکتیں آئندہ اگر آپ نے باس پر آنکھیں نکالنے کی کوشش کی تو اٹھا کر پہاڑی سے نیچے پٹخ دوں گا"۔۔۔ اچانک جوزف نے آگے بڑھ کر جولیا سے مخاطب ہو کر انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"کیا۔۔۔ کیا تم مجھ پر غرا رہے ہو۔ تمہاری یہ جرأت"۔۔۔ جولیا کا تو پارہ آسمان پر چڑھ گیا۔ غصے کی شدت سے اس کا چہرہ ہی بگڑ گیا تھا۔

"تمہاری مرضی جو سمجھتی رہو۔ لیکن میری یہ لاسٹ وارننگ ہے۔ تم جو کچھ بھی ہو۔ بہرحال باس کے سامنے آنکھیں نہیں نکال سکتیں"۔۔۔ جوزف نے اور زیادہ تلخ لہجے میں کہا۔

"جوزف۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ خاموش ہو جاؤ"۔۔۔ صفدر نے جوزف کو بری طرح جھڑکتے ہوئے کہا۔

"مسٹر صفدر۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں انتہائی سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں۔ جولیا جیسی لڑکیاں تو باس کے پیروں کی خاک بننے کی بھی لائق نہیں ہیں۔ باس ماگوشا دیوتا کی طرح عظیم ہے اور عظیم رہے گا"۔۔۔ جوزف واقعی بری طرح بپھر گیا تھا۔

"میں تمہارے باس اور تمہارے اس ماگوشا دیوتا پر ہزار بار لعنت بھیجتی ہوں۔ تم نے مجھے سمجھ کیا رکھا ہے"۔۔۔ جولیا نے غصے کی شدت سے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ریوالور نکال لیا۔ لیکن صفدر نے ہاتھ مار کر ریوالور گرا دیا۔

"مس جولیا۔ کم از کم آپ تو اپنی پوزیشن کا خیال رکھیں"۔۔۔ صفدر نے جولیا کو بازو سے پکڑ کر ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا۔

"اس نے جرأت کیسے کی۔ کالے ریچھ نے۔ اس نے مجھے سمجھ کیا رکھا ہے۔ میں اس کا خون پی جاؤں گی"۔۔۔ جولیا کو اس قدر غصہ آیا تھا کہ وہ اپنے ہوش وحواس ہی کھو بیٹھی تھی اور اب واقعی پاگلوں کے سے انداز میں چیخ رہی تھی۔

"جوزف"۔۔۔ اچانک عمران نے سخت لہجے میں جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ اب تک خاموش کھڑا رہا تھا۔

"یس باس"۔۔۔ جوزف نے چونک کر سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

"تم نے سرخ جھیل کے مغربی کنارے پر بنے ہوئے جاشور دیوتا کا مندر دیکھا ہے کبھی" —— عمران کا لہجہ اُسی طرح تلخ تھا۔

" اوہ ۔ جاشور دیوتا کا مندر۔ باس میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں ۔ وہ تو باس نیک روحوں کا مندر کہلاتا ہے۔ اور جو اس کی طرف دیکھتا ہے وہ فوراً اندھا ہو جاتا ہے۔ وچ ڈاکٹر کرسلی نے ایک بار اپنے علم کے زور پر اُسے دیکھنے کی کوشش کی تھی۔ اور ہمیشہ کے لئے اندھا ہو گیا تھا" —— جوزف نے انتہائی سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر زردی کی ایک تہہ سی چڑھ گئی تھی۔

"مس جولیا جاشور دیوتا کے مندر میں رہنے والی سب سے نیک روح ہے ۔ تمہیں معلوم ہے" —— عمران نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ج —— ج —— جولیا ۔ جاشور دیوتا کے مندر کی نیک روح اوہ اوہ ۔ جاشور دیوتا ۔ مجھ پر رحم کرو ۔ مجھے نہیں معلوم تھا ۔ کاش مجھے معلوم ہوتا ۔ اوہ اوہ ۔ اس لئے عظیم باس اس کی سخت باتیں سنتا ہے ۔ اور خاموش رہتا ہے ۔ اوہ اوہ ۔ جاشور دیوتا کے مندر کی سب سے نیک روح ۔ اب کیا ہو گا" —— جوزف کی حالت واقعی دیکھنے والی تھی ۔ وہ بُری طرح سہم گیا تھا ۔

"مس جولیا سب سے نیک روح ہیں ۔ اس لئے وہ یقیناً تمہیں معاف کر دیں گی ۔ چلو معافی مانگو ان سے ۔ جلدی کرو ۔

کہیں جاشور دیوتا کا قہر تم پر نہ ٹوٹ پڑے ۔ پھر تو سرخ جھیل بھی تمہیں اپنا انڈہ دے کر نہ بچا سکے گی" —— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور جوزف بجلی کی سی تیزی سے جولیا کی طرف بڑھ گیا۔

"مم —— مم —— مجھے معاف کر دو ۔ جاشور دیوتا کی سب سے نیک روح ۔ مجھے معاف کر دو ۔ تم اب بے شک باس کے سر پر جوتے بھی مارو ۔ میں نیک روح کے کام میں مداخلت نہ کروں گا ۔ مجھے معاف کر دو ۔ نیک روح ۔ مجھے معاف کر دو" —— جوزف نے جولیا کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے انتہائی ملتجانہ لہجے میں کہا اور جولیا کو اس کے فقرے اور اس کے انداز پر باوجود غصے کے بے اختیار ہنسی آ گئی ۔

"ٹھیک ہے ۔ اس بار معاف کرتی ہوں ۔ آئندہ اگر تم نے میری توہین کی تو......" جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مم —— مم —— میری تو کیا میرے باس کی بھی توبہ مسّی نیک روح کی توہین میں کیسے کر سکتا ہوں ۔ باس نے مجھے پہلے بتایا ہی نہیں"۔ جوزف نے اُسی طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چلو جاؤ ۔ معاف کیا" —— جولیا نے ہنستے ہوئے کہا اور جوزف کا خوف سے سہما ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"تھینک گاڈ ۔ تم واقعی نیک روح ہو ۔ نیک روحیں ہمیشہ گنہگاروں کو معاف کر دیتی ہیں" —— جوزف نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن میں تو نیک روح نہیں ہوں ۔ اور تم نے کیا کہا تھا کہ چاہے میرے سر پر جوتے بھی پڑتے رہیں تم کوئی مداخلت نہ کرو گے کیوں"

عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" باس۔ گریٹ وچ ڈاکٹر آشوما کہتا تھا کہ نیک روح کے جوتے کھا کر آدمی کی عزت بڑھتی ہے۔ اس لئے باس تم اطمینان سے مسی کے جوتے کھا سکتے ہو۔ گریٹ وچ ڈاکٹر آشوما غلط نہیں کہہ سکتا۔ اور باس جب تمہاری عزت بڑھ رہی ہو تو میں کیوں اُسے بڑھنے سے روکوں گا" ۔۔۔ جوزف نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور اس بار عمران کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

" اچھا نسخہ ہے۔ کاش تنویر یہاں موجود ہوتا تو یہ نسخہ اس کے لئے اکسیر ثابت ہوتا" ۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

" تمہارے لئے بھی اکسیر ہے" ۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میرے لئے گریٹ وچ ڈاکٹر نے ایک اور نیک روح منتخب کر رکھی ہے۔ اور میرے پاس جو کچھ ہے۔ وہ اس نیک روح کے جوتوں کے طفیل ہے" ۔۔۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" کیا ۔۔۔ کیا مطلب۔ کس نیک روح کی بات کر رہے ہو" ۔۔۔ جولیا نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر ہلکے سے غصے کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

" عمران صاحب اپنی اماں بی کی بات کر رہے ہیں مس جولیا" ۔۔۔ صفدر نے کہا اور جولیا بے اختیار ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔ اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ چٹان کی اوٹ سے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور وہ سب چونک پڑے۔ دوسرے لمحے

شاکو ایک مقامی آدمی کے ساتھ چٹان کی اوٹ سے نکل کر ان کی طرف آنے لگا۔

" میں نے اس سے بات کر لی ہے جناب۔ بلونت نے سارا انتظام کر رکھا ہے۔ پولیس آپ کو مڑ کر دیکھے گی بھی نہیں" ۔۔۔ شاکو نے قریب آ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" کیا نام ہے تمہارا" ۔۔۔ عمران نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" بلمیر سنگھ جناب۔ آپ قطعی بے فکر رہیں باس بلونت سنگھ کے سامنے کسی پولیس والے کی جرأت نہیں ہے کہ آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے۔ میں آپ کے ساتھ ہوں گا" ۔۔۔ اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" سنو بلمیر سنگھ۔ کیا یہاں کل یا آج کوئی ہیلی کاپٹر آیا ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

" ہیلی کاپٹر ۔۔۔ ہاں۔ کل آیا تھا۔ اور تھانے کی حدود میں اترا تھا۔ اس میں ایک مرد اور ایک عورت کے ساتھ دھوری تھانے کا انچارج مہاتری بھی تھا۔ سپاہی کہہ رہے تھے کہ دارالحکومت سے کوئی بڑا افسر آیا ہے" ۔۔۔ بلمیر نے فوراً ہی سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

" تم نے اس مرد کو دیکھا ہے" ۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

" نہیں۔ میں نے البتہ ہیلی کاپٹر کو ضرور دیکھا تھا" ۔۔۔ بلمیر نے جواب دیتے ہوئے کہا

"ٹائیگر" ___ عمران ایک طرف خاموش کھڑے ٹائیگر کی طرف مڑ گیا۔

"یس باس" ___ ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"تم بلیر کے ساتھ قصبے میں جاؤ اور جا کر پوری تحقیقات کر کے آؤ۔ کہ کہیں یہ ہیلی کاپٹر پہ آنے والا شاگل تو نہیں ہے۔ جاؤ اور جلد از جلد واپس آنے کی کوشش کرنا" ___ عمران نے کہا۔

"یس باس" ___ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"شاکو۔ تم بھی ساتھ جاؤ۔ اگر یہ شاگل ہے تو پھر ہمارے لئے ماکھن قصبہ بارود کے ڈھیر سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے" ___ عمران نے شاکو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ آیئے" ___ شاکو نے کہا اور پھر بلیر اور ٹائیگر کو لے کر دوبارہ اس چٹان کی طرف بڑھ گیا جس کی اوٹ سے وہ برآمد ہوئے تھے۔

"مجھے یقین ہے کہ شاگل ہی ہو گا۔ میں نے پہلے تمہیں نہیں کہا تھا" جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نیک روح کی بات غلط کیسے ہو سکتی ہے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا بکواس ہے۔ میں سنجیدگی سے بات کر رہی ہوں" ___ جولیا نے جھلا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ اگر واقعی یہ شاگل ہے تو پھر ہمارا ماکھن قصبے میں داخل ہونا انتہائی خطرناک ہو گا اور شاکو کہہ رہا تھا کہ بغیر قصبے میں داخل ہوئے ہم سار تو پہاڑی کی طرف جا نہیں سکتے۔ پھر آپ کیا پروگرام بنائیں

گے" ___ صفدر نے درمیان میں مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"ایک ہی صورت ہے کہ نیک روح کی دوسری بات بھی مان لی جائے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر وہی بکواس۔ اب تم نے یہ نیا چکر چلا دیا ہے۔ خبردار اب اگر تم نے مجھے نیک روح کہا" ___ جولیا نے بُری طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سوچ لو۔ اگر میں نے تمہیں نیک روح کے منصب جلیلہ سے اتار دیا تو جوزف نے اس بار واقعی اپنی دھمکی پر عمل بھی کر دینا ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ یہ وقت مذاق کا نہیں ہے۔ ہمیں سنجیدگی سے آئندہ پروگرام بنا لینا چاہیے۔ کیونکہ بہر حال یہ بات یقینی ہے کہ یہ شاگل ہی ہو گا۔ اور اب مجھے یقین ہے کہ یہ چمکنے والی مٹی خاص طور پر ہمارے لئے ہی بچھائی گئی ہو گی" ___ اچانک کیپٹن شکیل نے بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔ کیپٹن شکیل انتہائی کم گو آدمی تھا۔ لیکن جب وہ بات کرتا تو اس کی بات میں وزن اور اعتماد ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ عمران کیپٹن شکیل سے مذاق نہ کیا کرتا تھا۔

"تمہاری بات درست ہے کیپٹن شکیل۔ یہ بات تو طے ہے کہ یہ شاگل ہی ہو گا۔ جو میں نے پہلے کہا تھا کہ ہمیں جیپوں کی بجائے ہیلی کاپٹر پر سفر کرنا چاہیے تھا۔ اور ویسے بھی جیپوں کا کام ماکھن قصبے تک آ کر ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد خچروں کی سواری رہ جاتی ہے۔

اور اب نیک روح نچیر پر بیٹھی کچھ اچھی نہ لگے گی۔ اس لئے اب واقعی یہی صورت رہ گئی ہے کہ ہم شاگل کا ہیلی کاپٹر اغوا کر لیں۔ اور اس پر سارتو پہاڑی کی طرف چل پڑیں"۔۔۔ عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ بات تھی تو تمہیں ٹائیگر کو اس بارے میں خصوصی طور پر ہدایت کر دینی چاہئے تھی"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"وہ میرا شاگرد ہے۔ سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہے۔ اس لئے تم دیکھنا وہ باقاعدہ اس بات کا جائزہ بھی لے کر ہی آئے گا۔ کہ اگر ہیلی کاپٹر کو اغوا کرنا پڑے تو اس کی کیا صورت ہو سکتی ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا اب تم ٹائیگر کو ہم پر فوقیت دینے لگے ہو"۔۔۔ جولیا نے ایک بار پھر غصیلے لہجے میں کہا۔

"ابھی معلوم ہو جائے گا۔ اُسے واپس تو آنے دو"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹائیگر واقعی ذہین آدمی ہے مس جولیا۔ میں نے اکثر محسوس کیا ہے کہ اس کے سوچنے اور کام کرنے کا انداز عمران جیسا ہی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ واقعی اس بات کا جائزہ لے کر آئے"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"میں اس کی نس نس سے واقف ہوں۔ اس نے ضرور اُسے کوئی خاص اشارہ کیا ہوگا۔ اور اب یہ ہم پر اپنے شاگرد کا رعب جما رہا ہے"۔۔۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور ایک طرف کو اس

طرح بڑھ گئی جیسے عمران سے روٹھ گئی ہو۔

ٹائیگر کی واپسی تقریباً ایک گھنٹہ بعد ہوئی۔ ملبیر اور شاکو اس کے ساتھ تھے۔

"وہ شاگل ہی ہے باس۔ اس کے ساتھ جو عورت ہے۔ اس کا نام کاشی ہے۔ اور وہ ڈپٹی چیف ہے۔ اور اس شاگل نے پولیس چیف کو خصوصی طور پر ہدایات دے رکھی ہیں کہ کوئی بھی اجنبی ماکھن قصبے میں داخل ہو تو اس کی مکمل نگرانی کی جائے۔ میری بھی نگرانی کی جاتی رہی۔ لیکن ملبیر نے جب نگرانی کرنے والے ایک سپاہی کو بتایا کہ میں بلونت کا سالا ہوں۔ اور اس سے ملنے آیا ہوں تو وہ سپاہی خاموشی سے واپس چلا گیا۔ ٹائیگر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اور بھی کسی بات کا جائزہ لیا ہے تم نے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ آنے والا شاگل ہے۔ اور میں نے وہاں نگرانی اور چیکنگ کی صورت دیکھی تو مجھے خیال آگیا۔ کہ اب اس قصبے میں ہمارا داخلہ ناممکن ہے۔ اور کاشی کے بقول اس قصبے میں داخل ہوئے بغیر ہم سنارتو پہاڑیوں کی طرف نہیں جا سکتے کیونکہ قصبے کے چاروں طرف کی پہاڑیاں خطرناک حد تک سیدھی ہیں۔ نہ ان پر چڑھا جا سکتا ہے اور نہ انہیں کراس کیا جا سکتا ہے تو میں نے سوچا کہ اب آگے بڑھنے کی ایک ہی صورت ہے کہ ہم کسی طرح شاگل کا ہیلی کاپٹر اغوا کر لیں۔ چنانچہ اس خیال کے آتے ہی میں نے ملبیر کے ساتھ جا کر اس جگہ کا جائزہ لیا ہے۔ اُسے بہرحال آسانی سے اغوا کیا

جاسکتا ہے" ـــــ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور عمران کا
چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔ حالانکہ اس نے واقعی ٹائیگر کو ایسا کوئی
اشارہ نہ کیا تھا۔ لیکن اُسے اپنی دی ہوئی ٹریننگ پر مکمل اعتماد تھا،
اسی اعتماد کی بنا پر اس نے جولیا کے سامنے دعویٰ بھی کر لیا تھا۔
"گڈ شو۔ پھر جاؤ اور جا کر ہیلی کاپٹر اغوا کر کے لے آؤ۔ جاؤ"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"یس باس" ـــــ ٹائیگر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ اس نے
شاکو اور ہلمیر کو ایک بار پھر اپنے ساتھ لے لیا تھا۔
"جیپوں سے سامان نکال لو۔ ہمیں فوری آگے بڑھنا ہوگا کیونکہ
ہیلی کاپٹر اغوا ہوتے ہی شاگل پاگلوں کی طرح اس کا پیچھا کرنا شروع
کر دے گا" ـــــ عمران نے ٹائیگر کے جاتے ہی کہا اور وہ سب
تیزی سے جیپوں کی طرف لپک پڑے۔

تنویر کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس کے ساتھ
ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن دوسرے
لمحے اس کے ہونٹ بے اختیار بھنچ گئے۔ اس کا جسم رسیوں کے ذریعے
ایک کھڑی چٹان کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔ وہ اس چٹان کے
ساتھ کھڑا تھا۔ اس نے تیزی سے گردن گھمائی اور اپنے ساتھ ہی نعمانی۔
صدیقی۔ چوہان اور رفیق کو بھی اسی طرح بندھے ہوئے دیکھا۔ انہیں
بھی رسیوں کی مدد سے مختلف چٹانوں کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔
دن چڑھا ہوا تھا۔ اور وہ اس وقت کھلے آسمان کے نیچے کھڑے تھے۔
اور ایک آدمی اب سب سے آخر میں موجود رفیق کی ناک سے کوئی
بوتل لگا رہا تھا۔ ان کے سامنے ایک کافی وسیع میدان سا پھیلا ہوا
تھا۔ اور اس میدان کے اندر ان سے کچھ فاصلے پر پانچ لاشیں ایک
قطار کی صورت میں پڑی ہوئی تھیں۔

"یہ ہم کہاں پہنچ گئے ہیں" ۔۔۔ اُسی لمحے اس کے ساتھ کھڑے صدیقی
کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔ رفیق کی ناک سے بوتل لگانے والا
اس دوران تیز تیز قدم اٹھاتا ساتھ ہی گہرائی میں اتر کر ان کی نظروں
سے غائب ہو چکا تھا۔

"معلوم نہیں۔ ویسے میرا خیال ہے۔ یہ لاشیں ان لوگوں کی ہیں۔
جنہیں ہم نے سرنگ میں مارا تھا" ۔۔۔ تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ راجندر کی لاش میں نے پہچان لی ہے۔ اس کا منہ میری
طرف ہے" ۔۔۔ چوہان کی آواز سنائی دی۔

اُسی لمحے انہیں اُسی گہرائی میں سے باتوں کی آواز سنائی دی اور
وہ سب چونک کر اس طرف کو دیکھنے لگے اور چند لمحوں بعد ایک
عورت کا سر گہرائی سے ابھرتا دکھائی دیا۔ اور اس کے بعد وہ عورت
سامنے آ گئی۔ اس کے پیچھے چار افراد تھے۔ جن میں سے دو نے بڑے
بڑے ٹن اٹھائے ہوئے تھے۔ ایسے ٹن جن میں ہنگامی طور پر پٹرول
وغیرہ کو ذخیرہ کیا جاتا ہے۔ اور اس عورت کو دیکھتے ہی تنویر پہچان گیا
کہ یہ مادام ریکھا ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ پاور ایجنسی کے ہتھے
چڑھ گئے ہیں۔

"تم لوگوں کو ہوش آ گیا۔ ویسے کاش تمہارے ساتھ عمران بھی
ہوتا تو واقعی لطف آ جاتا" ۔۔۔ اس عورت نے ان کے سامنے رک
کر انہیں غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نجانے تم عورتوں کے دماغ میں ہر وقت عمران کیوں گھسا رہتا ہے
جسے دیکھو وہی عمران عمران کر رہی ہوتی ہے۔ کیا نظر آتا ہے تمہیں اس

احمق میں" ۔۔۔ تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے انتہائی تلخ لہجے میں
کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران کا نام سننا بھی پسند نہ
کرتا ہو۔

"کیا مطلب ۔۔۔ کیا تم عمران کو پسند نہیں کرتے۔ حالانکہ تم
بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے رکن ہو۔ اور وہ بھی۔ کیا پاکیشیا سیکرٹ
سروس میں گروپ بندی ہے" ۔۔۔ ریکھا نے تنویر کی بات سن کر
بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"وہ سیکرٹ سروس کا رکن نہیں ہے۔ صرف کرائے پر کام
والا آدمی ہے" ۔۔۔ تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چلو تم نے یہ تو تسلیم کر لیا کہ تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ
سروس سے ہے۔ اب میں جلد از جلد تمہیں اپنی تجویز کردہ سزا
دے سکتی ہوں۔ ورنہ خواہ مخواہ کی پوچھ گچھ میں وقت ضائع ہوتا۔ کوشش
پہلے اپنے ساتھیوں پر پٹرول ڈالو اور آگ لگا دو۔ تاکہ ان کا کریا کرم
مکمل ہو سکے۔ اور انہیں بھی اندازہ ہو سکے کہ انسانی جسم کس طرح
آگ میں جلتے ہیں۔ اس کے بعد ان کی باری بھی آ جائے گی" ۔۔۔
ریکھا نے مسکراتے ہوئے پہلے تنویر سے اور پھر اپنے ساتھ کھڑے
ایک لمبے تڑنگے آدمی سے کہا۔

"یس مادام" ۔۔۔ اس آدمی نے کہا اور پھر اس نے اپنے دو
ساتھیوں کو اشارہ کیا تو وہ ایک بڑا ٹن اٹھائے تیزی سے زمین
پر پڑی ہوئیں لاشوں کی طرف بڑھ گئے۔

"یہاں چونکہ لکڑیاں نہیں مل سکتیں۔ اس لئے ان کا کریا کرم پٹرول

سے ہو رہا ہے" ـــــ ریکھا نے اس طرح تنویر اور دوسرے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ جیسے انہیں کوئی اہم معلومات مہیا کر رہی ہو۔

"کیوں خواہ مخواہ بیڑدل ضائع کر رہی ہو۔ آسمان پر گدھیں منڈلا رہی ہیں۔ خود ہی نوچ نوچ کر کھا جائیں گی انہیں" ـــــ تنویر نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تمہاری اس بات کا مقصد میں سمجھ گئی ہوں کہ تمہیں زندہ نہ جلایا جائے بلکہ گولیاں مار کر ہلاک کیا جائے۔ تاکہ گدھیں تمہاری لاشیں کھا جائیں۔ یہی کہنا چاہتے تھے تم۔ لیکن فکر نہ کرو میں ان پہاڑیوں میں گونجتی ہوئیں تمہاری کربناک چیخیں سننا چاہتی ہوں۔ ایسی چیخیں کہ شاید آئندہ صدیوں تک یہ پہاڑیاں ان چیخوں سے گونجتی رہیں گی" ـــــ ریکھا نے بڑے زہر خند لہجے میں کہا۔

"کیا ـــ کیا تم مجھے بھی زندہ جلاؤ گی۔ مم ـــ مم۔ میں تو بے گناہ ہوں۔ مجھے تو یہ لوگ زبردستی پکڑ کر ساتھ لائے تھے" ـــ اچانک رفیق نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"تم نے انہیں راستہ دکھایا ہے۔ تم سب سے بڑے مجرم ہو۔ سب سے پہلے میں تمہیں ہی زندہ جلاؤں گی" ـــــ ریکھا نے سرد لہجے میں کہا۔ اور رفیق بُری طرح چیخنے لگا۔ لیکن ریکھا نے اب اس کی طرف دیکھنا ہی بند کر دیا تھا۔ وہ ان لاشوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جن پر ٹن سے مسلسل پیڑدل چھڑکا جا رہا تھا۔ رفیق چیختا چیختا خود ہی خاموش ہو گیا۔ جب کہ تنویر اور دوسرے ساتھی ایک دوسرے کو دیکھ کر آئی کوڈ کی مدد سے رسیوں سے پیچھا چھڑانے کے بارے

میں ایک دوسرے کو تجویزیں بتا رہے تھے۔ لیکن کوئی ایسی تجویز سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ جس سے وہ خود بھی بچ سکیں ریکھا اور اس کے ساتھیوں کو بھی گرفتار کر سکیں۔ اچانک چوہان کے چہرے پر گہری مسرت کے آثار نمودار ہوئے جیسے اسکے ذہن میں کوئی کارگر تجویز آ گئی ہو۔ اور سب نے اُسے چونک کر دیکھنا شروع کر دیا۔ کیونکہ وہ ان سب سے آخر میں اور رفیق سے پہلے بندھا ہوا تھا۔ اس لئے وہ آسانی سے اس کا اپنی طرف مڑا ہوا چہرہ دیکھ سکتے تھے۔ اور چوہان کی آنکھیں مخصوص انداز میں اور تیزی سے جھپکنی شروع ہو گئیں۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس کی آنکھوں میں کوئی تنکا پڑ گیا ہو اور وہ ہاتھ بندھے ہونے کی وجہ سے وہ مسلسل آنکھیں جھپکا جھپکا کر اُسے باہر نکالنے کی کوشش میں ہو۔ مگر جیسے جیسے اس کی آنکھیں مختلف وقفوں سے جھپکتی جا رہی تھیں۔ باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی ہلکی سی مسرت کے آثار نمودار ہو رہے تھے۔ اور پھر ان سب نے پلکیں جھپکا کر اس کی تجویز کی تائید کر دی۔ کیونکہ اس صورت حال میں اس سے بہتر اور کوئی تجویز ہو ہی نہ سکتی تھی۔

ان لاشوں کو آگ لگا دی گئی اور انسانی گوشت کے جلنے کی سڑانڈ پورے ماحول میں پھیل گئی۔ لاشیں دھڑا دھڑ جل رہی تھیں۔

"اوہ۔ کس قدر مکروہ رسم ہے ان لوگوں کی" ـــــ تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"فکر مت کرو۔ ابھی یہ مکروہ رسم تم پر بھی پوری کی جائے گی" ـــــ ریکھا نے مڑ کر تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مادام ریکھا۔ زندہ انسانوں کو جلانے کی بات سوچ کر تم نے ثابت

کر دیا ہے کہ تم عورت ہونا تو ایک طرف رہا انسان بھی نہیں ہو۔ دشمنیاں اختلافات تو ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن اس طرح کا سلوک کبھی کسی نے نہیں کیا۔ اگر تمہیں یاد نہ ہو تو میں تمہیں وہ وقت یاد دلا دیتا ہوں جب تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو پکڑنے کے لئے سپیشل پلان بنایا تھا۔ لیکن تم خود اس جال میں پھنس کر بے بس ہو گئی تھیں اس کے باوجود ہم نے اس لیبارٹری کو تباہ کرتے وقت شاگل اور تمہارے دو نہ اہم ساتھیوں کو ادھر ٹادر پر پہنچا دیا تھا۔ ورنہ اس وقت تمہارے جسم میں بھی مشین گن کا پورا برسٹ اتر سکتا تھا۔ تمہیں پہاڑی سے نیچے بھی پھینکا جا سکتا تھا اور تمہیں زندہ بھی جلایا جا سکتا تھا"۔۔۔۔۔
چوہان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" وہ تمہاری حماقت تھی۔ لیکن میں ایسی حماقتوں کی روادار نہیں ہوں میں دشمنوں کو عبرت ناک انجام تک پہنچانے کی عادی ہوں"۔۔۔۔۔
ریکھا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اور کے۔۔۔ آغاز تم نے خود کیا ہے۔ اس لئے آئندہ اب تمہارے ساتھ جو سلوک بھی ہو۔ تمہیں کوئی گلہ نہیں ہونا چاہیئے"۔۔۔۔۔ چوہان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" میرے ساتھ تم کرو گے سلوک۔ عبرت ناک موت کو سامنے دیکھ کر شاید دماغ چل گیا ہے۔ تم بندھے ہوئے بے بس کھڑے ہو۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ تمہارے ناخنوں میں ایسے کوئی بلیڈ وغیرہ بھی نہیں ہیں جیسے عمران کے ناخنوں میں لگے ہوتے ہیں اور رسیاں اس قدر مضبوط ہیں کہ تم چاہے جتنا زور بھی لگا لو یہ ٹوٹ نہیں سکتیں

اور تھوڑی دیر بعد تم اسی طرح بندھے بندھے زندہ جل کر راکھ ہو جاؤ گے۔ اس کے بعد کیا تمہاری راکھ میرے ساتھ سلوک کرے گی"۔۔۔۔۔
ریکھا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" ہاں یہ بات واقعی سوچنے کی ہے کہ راکھ کیسے سلوک کر سکتی ہے"
چوہان نے ایسے لہجے میں کہا جیسے ریکھا کا مضحکہ اڑا رہا ہو۔

" تم۔۔۔۔ تم مجھ پر طنز کر رہے ہو۔ مجھ پر ہنس رہے ہو۔ میں ابھی تمہاری تسکین مستقل طور پر بگاڑنے کا بندوبست کرتی ہوں"۔۔۔۔۔
ریکھا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ مڑ کر اپنے ساتھی کرشن سے مخاطب ہو گئی۔

" کرشن "۔۔۔۔۔ ریکھا نے چیخ کر کہا۔

" یس مادام "۔۔۔۔ کرشن نے تیزی سے مڑ کر مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اپنے آدمیوں کو کہو۔ اب ان پر پٹرول ڈالیں۔ آگ میں خود لگاؤں گی۔ لائیٹر مجھے دو"۔۔۔۔۔ ریکھا نے چیختے ہوئے کہا۔

" یس مادام"۔۔۔۔ کرشن نے کہا۔ اور اس نے اپنے آدمیوں کو ہدایات دینی شروع کر دیں۔ اور دوسرے لمحے پٹرول سے بھرا ہوا دو بڑا ٹن اٹھا کر دو آدمی ان کی طرف بڑھے۔ ٹن کا ڈھکن کھولا گیا۔ اور سب سے پہلے رفیق کے سر پر پٹرول ڈالا گیا۔ رفیق کا پورا جسم پٹرول سے بھیگ گیا۔ وہ خوف کی وجہ سے بے ہوش ہو چکا تھا۔ لیکن پٹرول کی بو اور جسم کے بھیگنے کی وجہ سے وہ شاید ہوش میں آگیا تھا اور ہوش میں آکر اس نے بے اختیار چیخنا شروع کر دیا۔ وہ ریکھا سے گڑگڑا کر

رحم کی درخواستیں کر رہا تھا۔
" ابھی کرتی ہوں تم پر رحم۔ فکر نہ کرو۔ ابھی کرتی ہوں " ۔۔۔۔ ریکھا نے
انتہائی سفاکانہ لہجے میں کہا۔ جب کہ اس کے ساتھی اب چوہان پر پٹرول
ڈالنے میں مصروف تھے۔ اور پھر چوہان کے بعد وہ نعمانی کی طرف بڑھ گئے۔
چوہان کا بھی پورا جسم پٹرول سے بھیگ چکا تھا۔ لیکن وہ بڑے مطمئن انداز
میں کھڑا تھا۔ ریکھا حیرت بھرے انداز میں چوہان اور دوسرے ساتھیوں
کو دیکھ رہی تھی۔ اُسے شاید سمجھ میں ہی نہ آ رہی تھی کہ یہ کس قسم کے لوگ
ہیں۔ جو اس قدر عبرت ناک موت سے دوچار ہونے کے باوجود اس طرح
مطمئن کھڑے ہیں جیسے انہیں زندہ جلانے کی تیاری کی بجائے ان کے
جسموں پر عطر گلاب انڈیلا جا رہا ہو۔ نعمانی، صدیقی اور آخر میں تنویر کے
جسم پر پٹرول انڈیلا گیا۔ پٹرول کا ٹن خالی ہو گیا۔ اور کورش کے دونوں
ساتھی پیچھے ہٹ گئے۔ رفیق کی گردن انتہائی خوف کی وجہ سے ایک بار
پھر ڈھلک گئی تھی۔
" پہلے اسے جلنا چاہیئے۔ ایک تو یہ انہیں یہاں تک لے آنا کا مجرم
ہے۔ اور دوسرا اسے جلتا دیکھ کر انہیں صحیح معنوں میں احساس ہو
گا کہ جلنے کے عمل سے کس قدر خوفناک تکلیف ہوتی ہے " ۔۔۔۔ ریکھا
نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور ہاتھ میں پکڑا ہوا لائیٹر اٹھائے
وہ تیزی سے رفیق کی طرف بڑھ گئی۔ تنویر اور اس کے ساتھی خاموش
کھڑے اُسے دیکھ رہے تھے۔
" یہ بے گناہ آدمی ہے۔ کیوں اس قدر سفاکی سے کام لے رہی ہو "
چوہان سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا۔ لیکن ریکھا نے اس کی طرف دیکھے

بغیر لائیٹر جلایا اور اُسے رفیق کے پٹرول سے بھیگے ہوئے لباس سے لگا دیا۔
بھک کی آواز کے ساتھ رفیق کا پورا جسم یک لخت کسی شعلے کی طرح بھڑک
اٹھا اور اس کے ساتھ رفیق نہ صرف ہوش میں آ گیا بلکہ اس کے حلق سے
نکلنے والی انتہائی کربناک چیخوں سے پورا ماحول گونج اٹھا۔ وہ واقعی زندہ
جل رہا تھا۔
" ہا ۔۔۔ ہا ۔۔۔ دیکھو ابھی تم سب اسی طرح جلو گے اور اسی طرح چیخو
گے " ہا ۔۔۔ ہا ۔۔۔ دیکھو۔ یہ ہے وہ موت جو میں نے تمہارے لئے تجویز
کی ہے " ۔۔۔۔ ریکھا نے ہذیانی انداز میں قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔ اور
وہ سب ہونٹ بھینچے خاموش کھڑے تھے۔ ان کے چہروں پر رفیق کی اس
عبرت ناک موت کی وجہ سے گہرے افسوس کے آثار نمایاں تھے۔ لیکن وہ
بے بس تھے۔ نہ ہی رفیق کو کوئی بات سمجھا سکتے تھے اور نہ اس حالت میں
اُسے چھڑا سکتے تھے۔ رفیق کی چیخیں آہستہ آہستہ مدھم پڑتی گئیں۔ اور پھر
اس کی گردن ڈھلک گئی۔ اس کے ساتھ ہی وہ منہ کے بل نیچے گرا اور ساکت
ہو گیا۔ کیونکہ اس کے جسم کے ساتھ ساتھ اس کے جسم کے گرد بندھی
ہوئی رسیاں بھی جل گئی تھیں۔ ویسے رفیق کی ہولناک اور کرب ناک
چیخوں کی بازگشت ابھی تک پہاڑیوں میں گونج رہی تھی۔
" دیکھا تم نے۔ اسے کہتے ہیں انتقام۔ اب تمہاری باری ہے "
ریکھا نے بڑے سرد مہرانہ لہجے میں کہا۔ وہ واقعی انتہائی سرد مہر اور
سفاک عورت تھی۔ ایک جیتے جاگتے انسان کو زندہ جلانے کے
باوجود اس کے چہرے پر افسوس کی ہلکی سی رمق بھی نہ ابھری تھی۔
" تم واقعی بے رحم قاتلہ ہو مس ریکھا۔ اور اب تم کسی طرح بھی کسی

رحم کی مستحق نہیں رہیں"۔۔۔ چوہان نے غراتے ہوئے کہا۔

"ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ میں اپنے دشمنوں سے ایسے ہی انتقام لیتی ہوں"۔۔۔ ریکھا نے بڑے فاتحانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ لائیٹر اٹھائے قدم بہ قدم چوہان کی طرف بڑھنے لگی۔ جو ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا تھا۔ باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی اس وقت بے پناہ سنجیدگی تھی۔ کیونکہ چوہان نے آئی کوڈ کی مدد سے جو تجویز پیش کی تھی۔ اب اس کے کسوٹی پر پرکھنے کا وقت آگیا تھا۔

"اگر وہ تجویز واقعی کارآمد ثابت ہوئی تب تو شاید ان کی زندگیاں بچ بھی جاتیں۔ ورنہ تو واقعی رفیق کی طرح عبرت ناک موت ہی ان کے مقدر میں نظر آرہی تھی۔

"لو اب تم مرو۔ اب میں تمہاری چیخیں سننا چاہتی ہوں"۔۔۔ ریکھا نے بڑے سفاک لہجے میں کہا۔ اور لائیٹر کا شعلہ جلا کر اس نے چوہان کے جسم سے لگا دیا۔ بھک کی آواز کے ساتھ ہی یک لخت چوہان کا پورا جسم یک لخت شعلے کی طرح بھڑک اٹھا۔ اور ریکھا تیزی سے پیچھے ہٹتی گئی۔ تنویر اور دوسرے ساتھیوں کے چہرے چوہان کو اس طرح جلتے دیکھ کر بُری طرح بگڑ گئے۔ لیکن دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی یک لخت چوہان کا جسم اس چٹان سے اچھلا اور اس کے ساتھ ہی وہ سامنے کھڑی ریکھا کو ساتھ لیتے ہوئے تیزی سے زمین پر رول ہوتا چلا گیا۔ ریکھا کے حلق سے تیز چیخیں نکلنے لگی تھیں۔ کرشن اور اس کے دو ساتھی پہلے تو حیرت سے بت بنے کھڑے یہ حیرت انگیز تماشہ دیکھتے رہے۔ لیکن پھر مادام ریکھا کی چیخنے کی آوازیں سنتے ہی وہ

تیزی سے زمین پر رول کرتے ہوئے ان کے جسموں کی طرف دوڑ پڑے لیکن اسی لمحے چوہان بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی کرشن جو سب سے آگے تھا۔ بُری طرح چیختا ہوا اچھلا اور اپنے پیچھے آنے والے ان دونوں آدمیوں سے ٹکرا کر انہیں بھی ساتھ لیتا ہوا نیچے گرا۔ اسی لمحے چوہان نے جھپٹ کر اٹھنے کی کوشش کرتی ہوئی ریکھا کو دونوں ہاتھوں پر اٹھایا اور دوسرے لمحے ان تینوں پر پوری قوت سے پھینک دیا جو نیچے گر کر تیزی سے اٹھ رہے تھے اور وہ ایک بار پھر چیختے ہوئے نیچے گرے ہی تھے کہ چوہان بجلی کی سی تیزی سے اس کرشن کی طرف لپکا۔ جس کی جیب کا ابھار بتا رہا تھا کہ اس میں ریوالور موجود ہے۔ کرشن نے یک لخت دونوں گھٹنے اٹھا کر اپنے پر جھپٹتے ہوئے چوہان کو ضرب لگا کر پشت کے بل پھینکنے کی کوشش کی۔ لیکن چوہان قریب جا کر تیزی سے گھوما اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے جھک کر دونوں ہاتھوں سے اس کے جسم کو پہلو کے بل جھٹکا دیا۔ اور پھر اس کی سائیڈ جیب میں ہاتھ ڈال دیا۔ کرشن نے تیزی سے مڑ کر چوہان کو جھٹکنے کی کوشش کی۔ لیکن چوہان نے ہاتھ کو ایک زوردار جھٹکا دیا۔ اور دوسرے لمحے کرشن کی جیب پھٹی اور اس میں سے ریوالور باہر آگرا۔

"وہ بھاگی جا رہی ہے چوہان۔ فائر آن"۔۔۔ تنویر نے چیختے ہوئے کہا۔ اور چوہان بجلی کی سی تیزی سے ریوالور جھپٹ کر سیدھا ہوا ہی تھا کہ کرشن نے جسم کو لٹو کی طرح گھمایا۔ اور اس کی ٹانگیں چوہان کے جسم سے پوری قوت سے ٹکرائیں اور چوہان اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا۔ اسی لمحے کرشن کے باقی دو ساتھی جو اس

دوران اٹھ کر کھڑے ہونے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ تیزی سے چوہان
کی طرف پلٹے۔ لیکن پھر ریوالور کے پے در پے دھماکوں کے ساتھ
ہی وہ بُری طرح چیختے ہوئے راستے میں موجود کرشن کے اٹھتے ہوئے
جسم سے ٹکرائے اور نیچے گر گئے۔ چوہان نے تیسرا فائر کرشن کے جسم
پر کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر اس گہرائی کی طرف بھاگ کھڑا
ہوا۔ جہاں اب اُسے ریکھا کا سر غائب ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔
لیکن ریکھا اس دوران بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ چوہان
پوری رفتار سے بھاگتا ہوا وہاں پہنچا لیکن ریکھا وہاں موجود نہ تھی۔
چوہان تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا۔ لیکن نیچے ہر طرف چٹانیں ہی پھیلی
ہوئی تھیں اور ریکھا غائب ہو چکی تھی۔ چوہان تیزی سے ایک سائیڈ
پر لپکا۔ وہ ہر قیمت پر اس سفاک قاتلہ کو پکڑنا چاہتا تھا۔ لیکن ابھی
وہ چٹان کے قریب ہی پہنچا تھا کہ اسے کچھ فاصلے پر ہیلی کاپٹر
کے پنکھے چلنے کی آواز سنائی دی اور وہ تیزی سے دوڑتا ہوا
اس طرف کو بڑھنے لگا۔ لیکن چٹانوں میں راستہ نہ ہونے کی وجہ
سے وہ ان کے درمیان گھوم رہا تھا۔ کہ اس نے ایک ہیلی کاپٹر
کو اپنے سے کچھ فاصلے پر فضا میں تیزی سے اٹھتے ہوئے دیکھا۔
چوہان نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا رخ ہیلی کاپٹر کی طرف
کر کے فائر کر دیا۔ لیکن تیز رفتار ہیلی کاپٹر اس دوران خاصی بلندی
پر پہنچ کر ریوالور کی رینج سے باہر جا چکا تھا۔ اور پھر چوہان کے دیکھتے
ہی دیکھتے وہ بلند پہاڑی چٹانوں کی اوٹ میں غائب ہو گیا۔ ریکھا
نکل جانے میں کامیاب ہو چکی تھی۔ چوہان تیزی سے واپس بھاگا اُسے

اب اس خطرے کا احساس ہوا تھا کہ کہیں ریکھا کے تینوں ساتھی ہوش
میں نہ ہوں۔ اور وہ اسلحے سے اس کے بندھے ہوئے ساتھیوں
کو ہلاک کر دیں۔ لیکن وہاں پہنچ کر اس کے حلق سے اطمینان کا ایک طویل
سانس نکل گیا۔ وہ تینوں وہیں تڑپ تڑپ کر ختم ہو چکے تھے۔ اور
اس کے ساتھی ویسے ہی بندھے کھڑے تھے۔ چوہان تیزی سے اپنے
ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

"وہ نکل گئی ہے" ——— چوہان نے قریب جا کر کہا۔

"ہاں۔ ہم نے دیکھ لیا ہے" ——— نعمانی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
اور چوہان نے ریوالور کے فائروں سے باری باری ان کی رسیاں
کاٹ دیں اور وہ آزاد ہو گئے۔ پیٹرول ان کے لباس سے اس
دوران اڑ چکا تھا۔ چوہان کے چہرے اور سر کے بال جھلس گئے تھے۔
اور کپڑے بھی کہیں کہیں سے جل گئے تھے۔ لیکن بہرحال وہ شدید زخمی
نہ تھا۔ اور واقعی چوہان کی بتائی ہوئی تجویز کامیاب رہی تھی کہ اگر وہ
اپنے جسم کو آگے کی طرف زور دے کر رکھیں تو جیسے ہی آگ لگے گی۔
پہلے کپڑے جلیں گے۔ اور چونکہ رسیوں پر بھی پیٹرول پڑا ہو گا۔ اس
لئے وہ لباس کے ساتھ ہی جلیں گی۔ اور پھر پیٹرول کھلی ہوا کی وجہ
سے خاصا اڑ جائے گا۔ جب کہ رسیوں سے پیٹرول کم اڑے گا اس
لئے جیسے ہی آگ لگے اگر جسم کو زوردار جھٹکا دیا جائے تو جلتی
ہوئی رسیوں سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔ اور ظاہر ہے اس
کے سوا اور کوئی صورت بھی نہ تھی۔ اور چوہان واقعی اپنی اس ترکیب
میں کامیاب بھی رہا تھا۔ جب تک تنویر پر پیٹرول ڈالا جاتا رہا۔

اس وقت تک چوہان کے جسم سے خاصی مقدار میں پٹرول اڑ گیا تھا لیکن
اس کے باوجود بہرحال پٹرول پٹرول تھا۔ اس لئے ایک بار تو آگ
فوراً ہی بھڑک اٹھی۔ لیکن پھر فوری بھڑکنے والی آگ نے صرف اس
کے بالوں کو ذرا سا جھلسایا تھا۔ لیکن اُسے اس سے کوئی گزند نہ
پہنچی تھی۔ البتہ رسیاں جسم کو آگے کی طرف زور دینے کی وجہ سے
تنی ہوئی تھیں۔ اس لئے رسیاں جلنے لگی تھیں۔ اور پھر ایک زوردار
جھٹکے کی وجہ سے ادھ جلی رسیاں ٹوٹ گئیں اور چوہان آزاد ہو گیا۔
اب آگے کا مرحلہ اس سے بھی زیادہ مشکل تھا۔ اس لئے چوہان نے
فوری طور پر یہ عقلمندی کی تھی کہ ریکھا کو ساتھ لے کر زمین پر رول
کرنا شروع کر دیا تھا۔ تاکہ ریکھا کے ساتھی ریکھا کی وجہ سے اس پر
فائر نہ کر سکیں گے۔ آگ بجھانے کے لئے اُسے بہرحال رول تو کرنا
ہی تھا۔ لیکن اگر وہ ریکھا کے بغیر زمین پر رولنگ شروع کر دیتا۔ تو
اس دوران ریکھا اور اس کے ساتھی اُسے آسانی سے قابو میں کر سکتے
تھے۔ یہ بات وہ پہلے بھی دیکھ چکے تھے۔ کہ ریکھا اور اس کے ساتھیوں
کے ہاتھوں میں اسلحہ نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ البتہ اس کرشن کی جیب
کا ابھار بتا رہا تھا کہ اس کے اندر ریوالور موجود ہے۔ انہیں شاید
یہ تصور بھی نہ تھا۔ کہ اس طرح بندھے ہوئے آدمی کسی بھی انداز میں
آزاد ہو کر ان سے ٹکرا بھی سکتے ہیں۔ بہرحال چوہان کی ذہانت پھرتی
اور مستعدی کی وجہ سے وہ نہ صرف عبرتناک موت مرنے سے
بچ گئے تھے بلکہ ریکھا کے تین ساتھی بھی ہلاک ہو چکے تھے۔ بس ایک
کام بہرحال ان کے بھی اندازے کے خلاف ہوا تھا کہ ریکھا

چکنی مچھلی کی طرح ہاتھ سے نکل گئی تھی۔
"رفیق بھی مر چکا ہے۔ اس لئے اب اس ریکھا کا اڈہ تلاش کرنا
مسئلہ بن جائے گا۔ میں اس عورت سے رفیق کی موت کا اس سے بھی
عبرتناک انتقام لینا چاہتا ہوں۔ یہ بے رحم اور سفاک قاتلہ ہے۔
اب اسے زندہ چھوڑنا پوری انسانیت کے ساتھ دشمنی ہے"۔۔۔
تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔
"وہ لازماً اپنے ساتھیوں سمیت واپس آئے گی۔ اور پوری تیاری
کے ساتھ اس لئے ہمیں اب تیزی سے چٹانوں کی اوٹ لے کر
آگے بڑھنا چاہئے"۔۔۔ نعمانی نے کہا۔
"اوہ۔ ہم تو اسی جگہ ہیں جہاں اس کرتار اور اس کے ساتھیوں
کی غار تھی اور جہاں ہم بے ہوش ہوئے تھے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ
ابھی انہیں وہاں سے اسلحہ وغیرہ نکال کر لے جانے کا موقع نہ مل
سکا ہوگا۔ ہمیں وہاں سے مزید اسلحہ مل سکتا ہے۔ ورنہ اس
ریوالور میں تو اب ایک گولی باقی رہ گئی ہے۔ اس کے بعد یہ بھی
بیکار ہو جائے گا"۔۔۔ چوہان نے کہا اور باقی ساتھیوں نے
اثبات میں سر ہلا دیئے۔

کاشی اور شاگل دونوں کمرے میں بیٹھے باتوں میں مصروف تھے ۔ شاگل اُسے عمران سے اپنے ہونے والے سابقہ معرکوں کی داستانیں سنا رہا تھا ۔ لیکن ظاہر ہے ۔ اس نے ان سب کا رخ اس طرح بدلا تھا کہ بس آخر میں عمران کی قسمت ہی اچھی ہوتی تھی کہ وہ بچ کر نکل جانے میں کامیاب ہو جاتا تھا ۔ ورنہ وہ شاگل کے مقابلے میں کہاں ٹھہر سکتا تھا ۔ اور کاشی بڑی دلچسپی سے یہ سب کچھ سن رہی تھی ۔

"میں نے صرف عمران کی تصویر دیکھی ہے اور صرف اس کی آواز سنی ہے ۔ مجھے بڑا اشتیاق ہے ۔ اس عجیب و غریب آدمی سے ملنے کا" کاشی نے کہا ۔

"جب میں اُسے گرفتار کر لوں گا تو میرا وعدہ رہا کہ اُسے گولی مارنے سے پہلے تمہیں اس سے ضرور ملواؤں گا" ۔۔۔ شاگل نے

بڑے شاہانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"ویسے میرا خیال ہے کہ اب تک عمران اور اس کے ساتھیوں کو ماکھن قصبے تک پہنچ جانا چاہیے ۔ وہ لوگ جیپوں پر سفر کر رہے ہیں اور آج ہمیں یہاں آئے ہوئے دوسرا دن ہے" ۔۔۔ کاشی نے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا ۔

"اوہ ہاں ۔ ٹھہرو ۔ میں رودا سنگھ کو بلواتا ہوں" ۔۔۔ شاگل نے کہا ۔ اور دروازے کے باہر موجود سپاہی کو زور سے آواز دی ۔

"جناب" ۔۔۔ سپاہی نے جلدی سے اندر آتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا ۔

"پولیس چیف کو بلاؤ" ۔۔۔ شاگل نے تحکمانہ لہجے میں کہا ۔ اور سپاہی سر ہلاتا ہوا مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا ۔ لیکن رودا سنگھ کی آمد آدھے گھنٹے بعد ہوئی ۔

"کہاں چلے گئے تھے تم ۔ کتنی دیر سے میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں" ۔۔۔ شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا ۔

"وہ جناب ۔ ایک اطلاع ملی تھی کہ دو اجنبی آدمی قصبے میں داخل ہوئے ہیں ۔ میں اس بارے میں سپاہی سے پوچھ گچھ کر رہا تھا" ۔۔۔ رودا سنگھ نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا ۔

"کیا ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو ۔ دو آدمی داخل ہوئے ہیں اور تم نے مجھے اطلاع ہی نہیں دی ۔ کہاں ہیں وہ آدمی" ۔۔۔ شاگل نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا ۔

"وہ ـــــ وہ جناب میں نے پڑتال کر لی ہے۔ وہ یہاں مقامی قبیلے کے سردار بلونت کا سالا اور اس کا دوست تھا۔ وہ مشکوک افراد نہیں ہیں" ـــــ رودا سنگھ نے اور زیادہ سہم کر جواب دیا۔

"اوہ اوہ۔ کوئی سالا وغیرہ نہیں ہے۔ یہ یقیناً عمران اور اس کا ساتھی ہوگا وہ ایسے ہی روپ دھار لیتے ہیں۔ بلاؤ ان اجنبیوں کو۔ بلکہ ٹھہرو۔ ہم خود وہاں چلتے ہیں" ـــــ شاگل نے بے چین لہجے میں کہا۔

"جناب۔ آپ کہاں تکلیف کریں گے۔ میں انہیں یہیں بلوا لیتا ہوں" ـــــ رودا سنگھ نے گھبرا کر کہا۔

"نہیں۔ میں خود وہیں جاؤں گا۔ اسے ذرا بھی شک پڑا تو وہ غائب ہو جائے گا۔ چلو جیپ تیار کرو۔ فوراً چلو" ـــــ شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور رودا سنگھ تیزی سے مڑ کر دوڑتے ہوئے انداز میں کمرے سے باہر چلا گیا۔

"آؤ کاشی۔ میرا دل کہہ رہا ہے کہ یہ عمران اور اس کے ساتھی ہی ہو سکتے ہیں۔ آؤ" ـــــ شاگل نے کہا اور خود بھی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کاشی اس کے پیچھے تھی۔ اور تھوڑی دیر بعد دو جیپیں تھانے کی حدود سے نکل کر تیزی سے قصبے کے اندر جانے والے کچے راستے پر دوڑتی ہوئیں آگے بڑھی جا رہی تھیں۔ پہلی جیپ پر شاگل اور کاشی کے ساتھ رودا سنگھ تھا جب کہ عقبی سیٹ پر پولیس کے سپاہی تھے۔ مہاتری ایک روز پہلے ہی واپس اپنے قصبے دھوری جا چکا تھا۔ کیونکہ شاگل

نے اسے واپس جانے کی اجازت دے دی تھی۔

"تمہیں کس نے اطلاع دی تھی ان دونوں کے متعلق" ـــــ شاگل نے رودا سنگھ سے پوچھا۔

"پہلی چوکی سے اطلاع ملی تھی۔ ان کی نگرانی پر جسونت تھا لیکن جسونت نے مجھے کوئی رپورٹ نہ دی تھی۔ اس لئے میں نے جسونت کو بلوایا۔ جسونت کہیں دور تھا۔ اس لئے اس کے آتے آتے خاصا وقت لگ گیا۔ پھر جسونت نے آکر بتایا کہ وہ دونوں بلونت کے گھر گئے ہیں اور وہاں سے اسے معلوم ہوا کہ ان میں سے ایک اس کا سالا اور دوسرا اس کا کوئی دوست ہے۔ اس لئے وہ انہیں غیر مشکوک سمجھ کر واپس آگیا تھا اور اس نے ان کے متعلق کوئی رپورٹ نہ دی تھی۔ کیونکہ قصبے میں لوگ آتے جاتے تو بہر حال رہتے ہیں" ـــــ رودا سنگھ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور شاگل کے ہونٹ بھنچ گئے۔

"یہ بلونت کس قبیلے کا سردار ہے" ـــــ چند لمحوں بعد شاگل نے پوچھا۔

"مٹاگ قبیلہ ہے۔ خاصا با اثر ہے۔ اس کا سردار ہے" ـــــ رودا سنگھ نے جواب دیا۔ اور شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد دونوں جیپیں ایک سائیڈ پر بنے ہوئے پختہ احاطے میں داخل ہو گئیں۔ احاطے میں بڑی بڑی دو چار پائیاں بچھی ہوئی تھیں۔ اور ان پر چار آدمی بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ پولیس جیپوں کو اندر آتے دیکھ کر وہ چاروں تیزی سے چار پائیوں

سے اٹھے اور کھڑے ہو کر حیرت بھرے انداز میں انہیں دیکھنے لگ
یہ چاروں مقامی پہاڑی آدمی تھے۔ شاگل اور کاشی، روداسنگھ
کے ساتھ نیچے اترے اور دوسری جیپ سے سپاہی بھی اتر آئے۔

"بلونت کہاں ہے"۔۔۔ روداسنگھ نے ان چاروں سے
مخاطب ہو کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"اندر ہے جناب بلاؤں اُسے جناب"۔۔۔ ایک آدمی نے
کہا۔

"ہاں بلاؤ"۔۔۔ روداسنگھ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ لیکن
اس سے پہلے کہ وہ آدمی بلونت کو بلانے جاتا۔ ایک کونے سے
ایک لمبا تڑنگا آدمی نمودار ہوا۔ اس کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں۔
اور چہرے پر زخموں کے آڑے ترچھے نشانات بھی نمایاں تھے۔
چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں سانپ کی سی تیزی تھی۔ وہ لمبے لمبے
قدم بھرتا ان کے قریب آگیا۔ اور پھر اس نے بڑے مؤدبانہ انداز
میں روداسنگھ، شاگل اور کاشی کو سلام کیا۔

"یہ بلونت ہے جناب۔ اور بلونت سنو۔ یہ کافرستان
سیکرٹ سروس کے چیف جناب شاگل اور یہ ان کی اسسٹنٹ
مادام کاشی ہیں۔ یہ اتنے بڑے افسر ہیں کہ ملک کا وزیراعظم
بھی ان سے اٹھ کر ملتا ہے"۔۔۔ روداسنگھ نے بڑے
خوشامدانہ انداز میں شاگل کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ اور
شاگل کا سینہ اپنے اختیارات اور تعریف سن کر اور زیادہ
پھول گیا۔

"جی سرکار۔ میں تو خادم ہوں۔ سرکار حکم فرمائیے"۔۔۔ بلونت
نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"وہ تمہارا سالا اور اس کا دوست کہاں ہے۔ بلاؤ۔ انہیں
میں ان سے ملنا چاہتا ہوں"۔۔۔ شاگل نے کرخت اور تحکمانہ
لہجے میں کہا۔

"سالا اور اس کا دوست۔ کیا مطلب جناب۔ میرا تو کوئی
سالا ہی نہیں ہے"۔۔۔ بلونت نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو
شاگل اور کاشی کے ساتھ ساتھ روداسنگھ بھی بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ مجھے سپاہی جسونت نے بتایا ہے۔
کہ دو اجنبی تمہارے پاس آئے تھے۔ اور تم نے اُسے بتایا تھا۔
کہ ان میں سے ایک تمہارا سالا اور دوسرا اس کا دوست ہے"
روداسنگھ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ جسونت سپاہی تو مجھے ملا ہی نہیں۔ اور نہ کوئی میرا
سالا اور نہ ہی اس کا دوست یہاں آیا ہے۔ یہ میرے ساتھی
صبح سے یہاں موجود ہیں۔ آپ ان سے پوچھ لیں یا جسونت کو بلالیں۔
میں نے اُسے کب کہا ہے"۔۔۔ جسونت نے کہا۔

"اوہ اوہ۔ کہاں ہے وہ جسونت۔ بلاؤ اُسے"۔۔۔ شاگل نے
انتہائی غصیلے انداز میں تقریباً چیختے ہوئے کہا۔

"جلدی جاؤ اور تھانے سے جسونت کو لے کر آؤ جلدی جاؤ"۔۔۔
روداسنگھ نے چیخ کر دوسری جیپ سے اترنے والے ایک
سپاہی سے کہا۔ اور وہ جلدی سے جیپ میں بیٹھا اور دوسرے

ملے جیپ تیزی سے مڑی اور احاطے سے باہر نکل گئی۔ وہ شاید جیپ کا ڈرائیور ہی تھا جسے رودا سنگھ نے جسونت کو لے آنے کا حکم دیا تھا۔

"جناب ادھر کمرے میں آجائیں۔ وہاں کرسیاں ہیں۔ آپ جیسے معزز مہمانوں کے لائق تو نہیں مگر پھر بھی جو ہیں حاضر ہیں"۔ بلونت نے کہا۔

"نہیں۔ ہم یہاں ٹھیک ہیں"—— شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد جیپ دوبارہ نمودار ہوئی اور جیسے ہی وہ رکی اس میں سے ایک لمبا تڑنگا سپاہی اترا اور جلدی سے آگے آ کر اس نے سلام کیا۔

"جسونت۔ تم نے تو مجھے بتایا تھا کہ بلونت کا سالا اور اس کا دوست آیا ہے۔ جب کہ بلونت اس سے انکار کر رہا ہے"۔ رودا سنگھ نے انتہائی تلخ لہجے میں سپاہی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب انہوں نے مجھے خود بتایا تھا"—— جسونت نے جواب دیا۔

"کیا—— کیا کہہ رہے ہو۔ کہاں بتایا تھا۔ پوری تفصیل بتاؤ۔ الو کے پٹھے۔ ورنہ ابھی گولی مار کر ڈھیر کر دوں گا"—— شاگل نے یک لخت غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"جج—— جناب۔ وہ دو اجنبی پیدل ہی پہلی چوکی سے گزرے تھے۔ ان کے ساتھ بلونت کا آدمی بلمیر سنگھ تھا۔ میں ان کے پیچھے چل پڑا۔

مگر بلمیر نے مجھے روک کر بتایا کہ یہ بلونت کا سالا اور دوسرا اس کا دوست ہے۔ اس لئے جناب میں واپس چلا گیا"—— جسونت نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کہاں ہے وہ بلمیر۔ نکالو باہر اسے۔ اور سنو بلونت تم کسی بھی قبیلے کے سردار ہو۔ لیکن یہ پورے ملک کی سلامتی کا معاملہ ہے۔ اس لئے میں تمہیں تو کیا تمہارے پورے قبیلے کو بھی گولیوں سے اڑا سکتا ہوں۔ سمجھے۔ نکالو کہاں ہیں وہ آدمی۔ ابھی نکالو"—— شاگل نے بری طرح پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"جناب۔ یہ جسونت سراسر غلط بیانی کر رہا ہے۔ نہ ہی یہاں کوئی آدمی آئے ہیں اور نہ ہی میں نے انہیں دیکھا ہے۔ بلمیر بھی صبح سے مجھے نہیں ملا۔ نجانے وہ کہاں ہو گا اس وقت"—— بلونت نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"رودا سنگھ۔ فوراً اس بلمیر کو تلاش کرو۔ زندہ یا مردہ ہر صورت میں۔ ابھی اور اسی وقت"—— شاگل نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ میں تھانے جا کر پوری فورس کو اس کی تلاش میں لگا دیتا ہوں جناب"—— رودا سنگھ نے کہا۔

"چلو بلونت ہمارے ساتھ۔ اب بلمیر ملے گا تب اصل بات سامنے آئے گی۔ بٹھاؤ اسے پچھلی جیپ میں"—— شاگل واقعی غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔ اور تھوڑی دیر بعد دونوں جیپیں تیزی سے دوڑتی ہوئیں احاطے سے نکلیں اور تھانے کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔

ٹھانے پہنچ کر روداسنگھ نے پورے تھانے کو بلمیر سنگھ کی تلاش
میں روانہ کر دیا۔ جب کہ جسونت اور بلونت دونوں کمرے کی دیوار کے
ساتھ سر جھکائے کھڑے تھے۔ شاگل بڑی بے چینی کے عالم میں کمرے
میں ٹہل رہا تھا۔ جب کہ کاشی ایک کرسی پر خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔
پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ہی دروازے سے ایک پہاڑی آدمی
نمودار ہوا۔ اس کے پیچھے دو سپاہی تھے۔ جو اسے دھکیلتے ہوئے
اندر لے آ رہے تھے

"جناب۔ یہ بلمیر ہے۔ اس بلونت کا خاص آدمی ہے" ——
ایک سپاہی نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"کہاں ہیں وہ دو آدمی جنہیں تم نے بلونت کا سالا اور اس کا
دوست بتایا تھا" —— شاگل نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے بلمیر
کے چہرے پر زوردار تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔ اور بلمیر تھپیڑ کھا کر
چیختا ہوا پہلو کے بل زمین پر گر گیا۔

"بولو۔ کہاں ہیں دو آدمی" —— شاگل نے بجلی کی سی تیزی سے
اس کی پسلیوں میں پوری قوت سے لات مارتے ہوئے کہا۔ اور کمرہ بلمیر کی
چیخ سے گونج اٹھا۔

"جناب۔ جناب۔ مجھے نہیں معلوم کون دو آدمی جناب" ——
بلمیر نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور شاگل نے جھک کر اسے
گریبان سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے کھڑا کر دیا۔

"سچ سچ بتا دو۔ وہ دو آدمی کہاں ہیں۔ ورنہ میں تمہارا خون پی
جاؤں گا" —— شاگل نے بھوکے بھیڑیئے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔

"کک —— کک —— کون سے دو آدمی جناب" —— بلمیر نے
ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہی دو آدمی۔ جن کو تو نے اس بلونت کا سالا اور اس کا دوست
کہا" —— شاگل نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"میں نے کہا تھا۔ نہیں جناب۔ مجھے تو کسی سالے دوست کا
علم نہیں ہے" —— بلمیر نے اس بار با اعتماد لہجے میں کہا اور شاگل
اسے چند لمحے غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے ایک جھٹکے سے اس
کا گریبان چھوڑا۔ اور پیچھے ہٹ کر اس نے جیب سے ریوالور نکال
لیا۔

"سنو۔ تم سب مل کر جھوٹ بول رہے ہو۔ جن لوگوں کو تم چھپا
رہے ہو۔ وہ کافرستان کے دشمن ہیں اور کافرستان کی ایک اہم
لیبارٹری کو تباہ کرنے آئے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ تمہیں انہوں نے
کچھ اور بتایا ہوگا۔ اس لیے تم ان کی امداد کر رہے ہو۔ لیکن جانتے ہو۔
کہ اگر انہیں پکڑا نہ گیا تو کافرستان تباہ ہو جائے گا۔ اس پر پاکیشیا
قبضہ کر لے گا۔ اور پھر تمہاری ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کو کنیزیں بنا
لے گا۔ اس لیے مجھے سچ سچ بتا دو۔ کہ وہ لوگ کہاں ہیں" ——
شاگل نے اس بار بڑے جذباتی لہجے میں کہا اور پھر اس کی تیز
نظریں بلمیر پر جم گئیں۔ جس کے چہرے کا رنگ تیزی سے بدلنے
لگ گیا تھا۔

"کیا تم واقعی اس قدر بے غیرت ہو چکے ہو کہ دشمنوں کے
ہاتھوں اپنی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو بے آبرو کرانے پر تیار

ہو"۔۔۔ شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ج۔۔۔ ج۔۔۔ جناب۔ وہ دونوں آپ کا ہیلی کاپٹر اغوا کر کے لے جانا چاہتے ہیں۔ مجھے تو بلونت نے کہا تھا کہ یہ ہمارے چیف کے خاص آدمی ہیں۔ اس لئے میں نے ان کی مدد کی۔ ان کے ساتھی تیسرے ناکے پر دو جیپوں کے ساتھ موجود ہیں جناب میں بے غیرت نہیں ہوں جناب"۔۔۔ یک لخت بلبیر نے چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ ٹماٹر کی طرح سرخ پڑ گیا تھا۔

"اوہ اوہ۔ میرا ہیلی کاپٹر۔ اوہ۔ کہاں ہیں وہ"۔۔۔ شاگل اس اہم اطلاع پر بوکھلاہٹ سے ناچ سا پڑا۔

"وہ جناب تھانے کے ساتھ بڑے احاطے میں کھڑا ہے۔ وہ ادھر ہی گئے ہیں"۔۔۔ بلبیر نے جواب دیا اور شاگل پاگلوں کے سے انداز میں دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ رودا سنگھ بھی اس کے پیچھے تھا۔

"کہاں ہے وہ احاطہ"۔۔۔ شاگل نے صحن میں آتے ہی چیخ کر کہا۔

"ادھر جناب ادھر"۔۔۔ رودا سنگھ نے انتہائی بوکھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا اور خود بھی پیدل ہی ادھر بھاگ پڑا۔ شاگل اور کاشی بھی اس کے پیچھے بھاگنے لگے۔ اور تھانے میں موجود سارا عملہ اتنے بڑے افسروں کو اس طرح پاگلوں کے سے انداز میں دوڑتے دیکھ کر حیرت سے دیکھتے رہے۔ لیکن ظاہر ہے وہ انہیں کچھ کہہ تو نہ سکتے تھے۔

"باہر سڑک پر آکر بھی یہ دوڑ اسی طرح جاری رہی۔ اور سڑک پر سے گزرنے والے افراد یہ عجیب قسم کی میراتھن ریس دیکھ کر بے اختیار رک گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس بڑے احاطے میں پہنچ گئے۔ احاطے میں دو سپاہیوں کی لاشیں پڑی تھیں اور ہیلی کاپٹر غائب تھا۔

"وہ لے گئے۔ وہ لے گئے۔ ارے کہاں ہے وہ بلبیر۔ وہ بتائے گا۔ کہاں لے گئے۔ اوہ اوہ"۔۔۔ شاگل نے بری طرح چیختے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ بلبیر کو بلایا جاتا دور سے انہیں ہیلی کاپٹر کے پروں کی آواز سنائی دی اور وہ سب بے اختیار سر اونچا کر کے آسمان کی طرف دیکھنے لگے۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر ایک پہاڑی چوٹی کے پیچھے سے نمودار ہوا۔ وہ کافی بلندی پر تھا اور پھر ان کے سروں کے اوپر سے گزرتا ہوا اس طرف کو بڑھتا گیا جدھر سارتو پہاڑی تھی۔ یہ شاگل کا ہی ہیلی کاپٹر تھا اور وہ اپنے ہی ہیلی کاپٹر کو اس طرح دشمنوں کے ہاتھ میں دیکھ کر صرف بے بسی سے ہونٹ چبانے کے کچھ ہی نہ کر سکتا تھا۔

"میں اسے تباہ کرا دوں گا۔ تباہ کرا دوں گا"۔۔۔ شاگل نے یک لخت چیختے ہوئے کہا۔ اور ایک بار پھر وہ احاطے کے کھلے دروازے کی طرف دوڑنے لگا۔ اس بار وہ اس قدر تیزی سے دوڑ رہا تھا کہ شاید پوری زندگی میں وہ پہلے کبھی اس تیز رفتاری سے نہ دوڑا ہو گا۔ ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے پیروں میں کسی نے مشین فٹ کر دی ہو۔ چند لمحوں بعد جب وہ تھانے میں داخل ہوا تو اس کے منہ سے سانس کی جگہ ایسی سیٹیوں کی آوازیں

نکل رہی تھیں جیسے پرانے زمانے کے ریلوے انجن کے چلنے کی
وجہ سے سیٹیاں سنائی دیتی تھیں۔ وہ اسی طرح سیٹیاں بجاتا ہوا
دوڑتا ہوا سیدھا دفتر میں داخل ہوا اور دھڑام سے ایک کرسی پر گر
کر اور زور زور سے ہانپنے اور سیٹیاں بجانے لگا۔ چند لمحوں بعد
اس نے سامنے پڑے ہوئے فون کے رسیور کو جھپٹا۔ اور پھر
بالکل اسی تیز رفتاری سے اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے
جتنی تیز رفتاری سے وہ یہاں تک دوڑتا ہوا آیا تھا۔ جیسے ہی
اس نے آخری نمبر ڈائل کیا۔ اسی لمحے رودا سنگھ اور کاشی بھی
دوڑتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ کاشی تو جلدی سے ایک کرسی
پر بیٹھ گئی۔ جب کہ رودا سنگھ ایک طرف کھڑے ہو کر ہانپنے میں
مصروف ہو گیا۔

"یس ــــ ہیڈ کوارٹر" ــــ رابطہ قائم ہوتے ہی شاگل کے
ہیڈ کوارٹر آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"ہیڈ کوارٹر کے بچے۔ الو کے پٹھے۔ حرامزادے۔ نام بکا کرو۔
کون بک رہے ہو۔ میں شاگل ہوں" ــــ شاگل نے بری طرح
چیختے ہوئے کہا۔

"جی ــــ جناب۔ میں بشن بول رہا ہوں جناب آپریٹر" ــــ
دوسری طرف سے انتہائی حیرت اور خوف سے ملے جلے لہجے میں
جواب دیا۔

"سنو۔ فوراً ڈیفنس ہیڈ کوارٹر سے معلوم کرو کہ ماکھن قصبے سے
لے کر سارتو پہاڑی کے درمیان یا اس کے آس پاس کوئی ایـ

فضائی اڈہ موجود ہے۔ جہاں سے فضا میں اڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو
تباہ کیا جا سکتا ہو۔ فوراً معلوم کرو" ــــ شاگل نے بری طرح چیختے
ہوئے کہا۔

"جی ــــ جی ــــ جناب۔ میں ڈیفنس ہیڈ کوارٹر ملوا دیتا ہوں۔
جناب۔ وہ مجھے نہ بتائیں گے۔ آپ خود ہی بات کر لیں" ــــ
دوسری طرف سے آپریٹر نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا۔ بات کراؤ۔ جلدی بات کراؤ" ــــ شاگل نے
جواب دیا۔ شاید بات اس کی بھی سمجھ میں آ گئی تھی۔ اب اس کا
ہانپنا ختم ہو گیا تھا۔ اور چہرے پر بوکھلاہٹ کے تاثرات بھی
قدرے کم ہو گئے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ فوری ذہنی صدمے کی
کیفیت سے اب نکلتا آ رہا تھا۔

"یس۔ ڈیفنس ہیڈ کوارٹر" ــــ چند لمحوں بعد ایک بھاری
سی آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں۔ ایئر کمانڈر
سے بات کراؤ" ــــ اس بار شاگل نے سنبھلے اور ٹھہرے ہوئے
لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں" ــــ دوسری طرف سے بولنے
والے کا لہجہ مودبانہ ہو گیا۔

"یس۔ ایئر کمانڈر نرائن بول رہا ہوں" ــــ چند لمحوں بعد ایک
بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ایئر کمانڈر نرائن۔ میں شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان

سیکرٹ سروس "۔۔۔۔ شاگل نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ فرمائیے۔ کیا حکم ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایئر کمانڈر نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ کیونکہ ظاہر ہے سیکرٹ سروس کے چیف کا عہدہ بہت بڑا عہدہ تھا۔

"ایئر کمانڈر۔ یہ بتاؤ کہ ماکھن قصبے سے لے کر ساؤتو پہاڑی کے درمیان یا اس کے پاس کوئی ایسا فضائی اڈہ ہے جو کسی اڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو میزائل مار کر تباہ کر سکے"۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"ماکھن قصبہ۔ وہ کہاں ہے۔ البتہ ساؤتو پہاڑی کے قریب ٹوچی پہاڑی پر ایک نیا ہنگامی اڈہ قائم کیا گیا ہے۔ وہاں جنگی ہیلی کاپٹر بھی موجود ہیں۔ اور ایئر کرافٹ گنیں، راڈار وغیرہ سب کچھ ہے۔ ابھی حال ہی میں اعلیٰ حکام کے حکم پر اسے قائم کیا گیا ہے۔ اسے ٹوچی اڈہ کہا جاتا ہے۔ وہاں کا انچارج آتمارام کمانڈر ہے"۔۔۔۔ نرائن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ وہاں فون ہے یا ٹرانسمیٹر کے ذریعے بات ہو سکتی ہے"۔۔۔۔ شاگل نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ فون تو نہیں ہے۔ البتہ سپیشل ٹرانسمیٹر کے ذریعے رابطہ ہوتا ہے"۔۔۔۔ نرائن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فریکوئنسی بتاؤ۔ جلدی"۔۔۔۔ شاگل نے زور دے کر کہا اور نرائن نے اسے مخصوص فریکوئنسی بتا دی۔

"تھینک یو"۔۔۔۔ شاگل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور ہاتھ مار کر اس نے کریڈل دبا دیا۔

"یہاں لانگ رینج ٹرانسمیٹر ہے"۔۔۔۔ شاگل نے ایک طرف کھڑے رودا سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹرانسمیٹر۔ نہیں جناب۔ یہاں ٹرانسمیٹر کیسے ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ رودا سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ۔ تمہارے یہ پولیس حکام بھی اوّل نمبر کے احمق ہیں تھانوں میں ٹرانسمیٹر ہی نہیں رکھتے نانسنس"۔۔۔۔ شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے اپنے ہیڈ کوارٹر کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"بشن بول رہا ہوں"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی آواز سنائی دی۔

"کیا مطلب۔ کیا یہ تمہارا ذاتی فون ہے جو تم اپنا نام بتا رہے ہو۔ احمق آدمی۔ میں تمہیں ڈسمس کر دوں گا۔ تم نے سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کو اپنے باپ کی جاگیر سمجھ رکھا ہے"۔۔۔۔ شاگل آپے سے باہر ہو گیا۔ اسے یہ خیال ہی نہ رہا کہ چند لمحے پہلے اس نے خود ہی اسے نام لینے کے لئے کہا تھا۔

"جج۔۔۔۔ جناب۔ آپ نے خود ہی تو حکم دیا تھا کہ نام لیا کروں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ تو تم اب افسروں پر جھوٹے الزام بھی لگانے لگ گئے ہو۔ تم ہو ہی احمق۔ بہرحال میں واپس آؤں گا تو پھر تمہارا علاج کروں گا۔ تم ایسا کرو لانگ رینج ٹرانسمیٹر پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کرو اور پھر ٹرانسمیٹر آن کر کے اسے فون سے کنکٹ کر

دو سمجھ گئے ہو یا ......" ___ شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ سمجھ گیا ہوں۔ فریکونسی بتائیں" ___ دوسری طرف سے بشن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور شاگل نے ایئر کمانڈر آتمارام کی بتائی ہوئی فریکونسی دوہرا دی۔

"یس سر۔ میں کنکٹ کرتا ہوں" ___ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد رسیور پر ٹرانسمیٹر کی مخصوص آواز سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی بشن کی آواز بھی سنائی دینے لگی۔ وہ بار بار کال دے رہا تھا۔

"یس۔ ٹوچی ایئر سپاٹ اوور" ___ رسیور پر ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"باس بات کریں" ___ بشن کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ میں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں۔ کمانڈر آتمارام سے بات کراؤ اوور" ___ شاگل نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر اوور" ___ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور پھر رسیور پر چند لمحے خاموشی طاری رہی۔

"یس۔ ایئر کمانڈر آتمارام فرام ٹوچی ایئر سپاٹ سپیکنگ اوور" ایک اور بھاری سی آواز سنائی دی۔

"کمانڈر آتمارام۔ میں چیف آف سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں اوور" ___ شاگل نے ایک بار پھر اپنا پورا عہدہ دوہراتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ فرمائیے اوور" ___ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"سنو۔ ایک ہیلی کاپٹر ماکھن قصبے کی طرف سے سارتو پہاڑی کی طرف آرہا ہے۔ یہ ہیلی کاپٹر سیکرٹ سروس کا ہے۔ اس پر سیکرٹ سروس کا مخصوص نشان بھی موجود ہے۔ لیکن میرے ایک آدمی کی حماقت کی وجہ سے اس پر پاکیشیا کے انتہائی خطرناک ایجنٹوں نے قبضہ کر لیا ہے اور وہ اس میں سوار ہو کر سارتو پہاڑی کی طرف آ رہے ہیں۔ ان کا مشن سارتو پہاڑی پر بنی ہوئی کافرستان کی انتہائی اہم ترین لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے۔ تم اسے تلاش کر کے ہر قیمت پر فضا میں ہی تباہ کر دو۔ تاکہ ان انتہائی خطرناک دشمن ایجنٹوں کا خاتمہ ہو سکے اوور" ___ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی۔ ہمارا اڈہ تو بنایا ہی اس لیبارٹری کی حفاظت کے لئے گیا ہے۔ آپ نے اچھا کیا کہ مجھے کال کر دیا۔ ورنہ کافرستان سیکرٹ سروس کا نشان ہیلی کاپٹر پر دیکھ کر ہم اُسے نشانہ نہ بنا سکتے تھے۔ اب آپ بے فکر رہیں۔ اُسے ہر صورت تباہ کر دیا جائے گا اوور" ___ دوسری طرف سے کمانڈر آتمارام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ انہیں زمین پر نہ اترنے دینا۔ ورنہ پھر ان کا پہاڑیوں میں پکڑا جانا محال ہو جائے گا۔ اُسے فضا میں ہی تباہ ہونا چاہیے۔ تاکہ وہ کسی صورت بچ کر نہ جا سکیں اور میں خود بھی دوسرے ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچ رہا ہوں اوور" ___ شاگل نے کہا۔

"آپ بھی آ رہے ہیں۔ پھر تو بڑی مشکل ہو جائے گی۔ آپ بھی ظاہر ہے سیکرٹ سروس کے ہی ہیلی کاپٹر پر سوار ہوں گے پھر ہم کس طرح تمیز کر سکیں گے کہ کس میں آپ ہیں اور کس میں دشمن ایجنٹ اوور"۔۔۔ کمانڈر آتمارام نے کہا اور شاگل اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ یس گڈ۔ تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ سنو۔ میں اپنے اور تمہارے درمیان کوڈ طے کر لیتا ہوں۔ کیونکہ جو دشمن ایجنٹ اس ہیلی کاپٹر پر سوار ہے۔ وہ آواز اور لہجے کی نقل کرنے کا ماہر ہے۔ تم اس سے ٹرانسمیٹر پر بات کرتے وقت اس سے کوڈ پوچھنا وہ ظاہر ہے نہ بتا سکے گا۔ جب کہ تم مجھ سے کوڈ پوچھو گے تو میں جواب میں کہوں گا۔ ریڈ لائن ریڈ ڈاٹ۔ اس سے تم آسانی سے سمجھ جاؤ گے۔ اور دوسری بات یہ کہ تم اس سے اپنا نام پوچھنا۔ ظاہر ہے وہ تمہارا نام نہ جانتا ہوگا۔ جب کہ میں فوراً بتا دوں گا اوور"۔۔۔ شاگل نے اُسے اس طرح سمجھاتے ہوئے کہا جیسے استاد کسی کند ذہن بچے کو سمجھاتا ہے۔

"یس سر اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور شاگل نے اوور اینڈ آل کہہ دیا۔ لیکن اس نے رسیور نہ رکھا۔ جب رسیور میں سے نکلنے والی ٹرانسمیٹر کی مخصوص آواز آنی بند ہوگئی تو وہ بشن سے مخاطب ہوا۔

"ہیلو بشن۔ کیا تم میری بات سن رہے ہو"۔۔۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔ بشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فوراً ایمرجنسی مرکز سے ایک تیز رفتار ہیلی کاپٹر ماکھن قصبے میں بھیجو۔ پائلٹ سے کہنا کہ وہ ہیلی کاپٹر کو جس قدر تیز رفتاری سے اڑا سکتا ہو اڑا کر یہاں میرے پاس پہنچ جائے۔ ماکھن قصبے کے پولیس تھانے میں۔ سمجھ گئے ہو"۔۔۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ سمجھ گیا ہوں اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اور سنو۔ اس ہیلی کاپٹر پر سپیشل گروپ کے چار افراد بھی بھجوا دینا۔ ان چاروں کو پوری طرح مسلح ہونا چاہیے"۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"یس سر"۔۔۔ دوسری طرف سے بشن نے کہا اور شاگل نے رسیور رکھ کر اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔

"اب یہ بچ کر نہ جا سکیں گے"۔۔۔ شاگل نے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس۔ یہ کتنی دیر میں سارتو پہاڑی تک پہنچ جائیں گے"۔۔۔ کاشی نے پوچھا۔

"سارتو پہاڑی تک کیسے پہنچ سکیں گے کاشی۔ ٹوچی پہاڑی پر موجود اڈہ انہیں اپنی رینج میں آتے ہی تباہ کر دے گا۔ ہمیں تو ان کی جلی ہوئی لاشیں ہی ملیں گی"۔۔۔ شاگل نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور کاشی بھی مسکرا دی۔ شاگل کا موڈ بڑے عرصے بعد جا کر خوشگوار ہوا تھا۔ اور ظاہر ہے یہ خوشگواریت اس بنا پر تھی کہ اُسے یقین ہو گیا تھا کہ ایک ہیلی کاپٹر دینے سے عمران اور اس کے ساتھی اس بار یقینی موت کا شکار ہو جائیں گے اور شاگل

کے نقطہ نظر سے بہرحال مہنگا سودا نہ تھا۔

ریکھا انتہائی تیز رفتاری سے ہیلی کاپٹر چلاتی مین
مرکز کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اس کا ذہن شدید آندھیوں کی
زد میں تھا اور جسم پر جگہ جگہ آگ سے جلنے کی وجہ سے شدید
تکلیف اور اینٹھن سی محسوس ہو رہی تھی۔ لیکن اس وقت اسے یہ
تکلیف اور اینٹھن کا احساس تک نہ تھا۔ اس کے ذہن میں تو
بس اس پاکیشیائی ایجنٹ کے انتہائی حیرت انگیز طور پر آزاد
ہو کر اس کے ساتھیوں کا خاتمہ تھا۔ وہ بھی بس بڑی مشکل سے
وہاں سے بچ کر نکلی تھی۔ اسے قطعی اس بات کی امید نہ تھی۔
کہ سچویشن اس طرح بھی تبدیل ہو سکتی ہے۔ ورنہ وہ لازماً
اپنے پاس اسلحہ رکھتی لیکن چونکہ وہ بندھے ہوئے تھے۔ اور
ان کے رہا ہونے کا تصور بھی نہ کیا جا سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ

نہ اس کے پاس اسلحہ تھا اور نہ کرشن کے دو دوسرے ساتھیوں کے
پاس۔ صرف کرشن کی جیب میں ریوالور تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب اس نے
اس پاکیشیائی ایجنٹ کو ریوالور پر جھپٹتے ہوئے دیکھا تو اس نے
فوراً وہاں سے فرار ہونے میں ہی عافیت سمجھی۔ اس کے ہونٹ بھنچے
ہوئے تھے اور چہرہ غصے اور شکست کی وجہ سے بری طرح بگڑا ہوا تھا۔
"یہ ـــ یہ انسان نہیں ہیں۔ وہ شعلے کی طرح بھڑک رہا تھا لیکن
پھر بھی اس نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ اور نہ صرف حملہ کر دیا بلکہ اس حالت
میں بھی اس نے اپنے جسم کی آگ بھی بجھالی اور میرے ساتھیوں کو بھی
مار ڈالا۔ یہ انسان نہیں ہیں۔ لیکن میں انہیں عبرتناک موت مار دوں
گی۔ میں انہیں ہر قیمت پر ماروں گی۔ میں انہیں زندہ نہ چھوڑوں گی"
ریکھا نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
اور تھوڑی دیر بعد وہ اس پہاڑی پر پہنچ گئی جہاں اس نے اپنا
مین مرکز بنایا ہوا تھا۔ ہیلی کاپٹر کو اپنی مخصوص جگہ پر اتار کر وہ نیچے
اتری اور دوڑتی ہوئی بڑی غار کی طرف بڑھنے لگی۔ اسی لمحے ساتھ
والی غار سے اس کے دو ساتھی بھی باہر نکل آئے۔
"ادھر آؤ ساجن" ـــ ریکھا نے ان میں سے ایک سے مخاطب
ہو کر کہا اور وہ تیزی سے ریکھا کے پیچھے بڑی غار کی طرف بڑھنے لگا
جب کہ دوسرا ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔
"سنو۔ کرشن اور دوسرے دو ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں جب کہ
وہ چاروں پاکیشیائی ایجنٹ زندہ بھی بچ گئے ہیں اور آزاد بھی
ہیں۔ اور اب ہم نے ان کا خاتمہ کرنا ہے" ـــ ریکھا نے

ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کرشن اور دوسرے ساتھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ وہ کیسے مادام" ساجن نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اور جواب میں ریکھا نے اُسے پوری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ بہرحال شکر ہے کہ آپ بچ کر آ گئی ہیں۔ آپ کے جسم پر جلنے کے داغ ہیں۔ آپ کہیں تو مرہم لگا دوں"۔۔۔ ساجن نے کہا۔

"ہاں واقعی بڑی تکلیف اور اینٹھن ہو رہی ہے"۔۔۔ ریکھا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اُسے اب واقعی تکلیف محسوس ہونے لگ گئی تھی۔ اور ساجن سر ہلاتا ہوا ایک کونے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں میڈیکل باکس تھا۔ تھوڑی دیر بعد جلی ہوئی جگہوں پر مرہم لگا دی گئی۔ اور ریکھا نے خاصا آرام محسوس کیا۔

"اب کیا کرنا ہے مادام۔ کہیں وہ اچانک یہاں تک نہ پہنچ جائیں"۔۔۔ ساجن نے کہا۔

"نہیں۔ اتنی آسانی سے وہ یہاں نہیں پہنچ سکیں گے۔ کیونکہ ان کا گائیڈ مقامی آدمی مر چکا ہے اور وہاں سے یہاں تک فاصلہ بھی کافی ہے۔ انہیں پیدل آتے آتے یقیناً رات پڑ جائے گی۔ ہمیں زیادہ خطرہ ان کی طرف سے رات کو ہی ہو سکتا ہے"۔۔۔ مادام ریکھا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ویسے مادام۔ وہ لوگ چیکنگ مشین سے کیسے بچ سکیں گے۔ وہ بہرحال چیک تو ہو ہی جائیں گے"۔۔۔ ساجن نے سامنے

رکھی ہوئی مشین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اب مجھے ان مشینوں پر کبھی اعتبار نہیں رہا۔ ماشوری کے پاس بھی تو مشین تھی۔ اس کے باوجود ماشوری کے ساتھی بھی مارے گئے اور ماشوری کے ساتھ ساتھ اس کا اڈہ بھی تباہ ہو گیا۔ اب مجھے کچھ اور سوچنا ہو گا"۔۔۔ ریکھا نے کہا۔

"تو ایسا کریں مادام کہ ہم یہ مرکز ہی شفٹ کر لیں۔ کسی اور غار میں چلے جائیں۔ اس طرح فوری طور پر تو بچاؤ ہو جائے گا"۔۔۔ ساجن نے کہا۔

"تم جاؤ۔ اور مجھے کچھ سوچنے دو۔ میں کوئی ایسی فول پروف پلاننگ کرنا چاہتی ہوں جس سے ان کی موت یقینی ہو جائے۔ ورنہ ابھی تو یہ ایک گروپ ہم سے سنبھالا نہیں جا رہا۔ اگر وہ عمران اور اس کے ساتھی بھی یہاں پہنچ گئے تو پھر ہم کیا کریں گے"۔۔۔ ریکھا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور ساجن خاموشی سے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا غار سے باہر نکل گیا۔ ریکھا اٹھ کر غار میں ٹہلنے لگ گئی۔ اس کے چہرے پر کئی رنگ آ رہے تھے۔ اور کئی جا رہے تھے۔ آنکھیں سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ اور پیشانی پر جیسے مکڑی نے جالا تن دیا تھا۔ وہ واقعی ذہنی طور پر انتہائی الجھی ہوئی تھی۔ پھر نجانے اُسے اس طرح ٹہلتے ٹہلتے کتنی دیر ہو گئی کہ اچانک ایک تجویز اس کے ذہن میں آ گئی اور وہ چونک پڑی۔

"ویری گڈ۔ اس طرح یہ لوگ لازماً ٹریپ ہو جائیں گے"۔۔۔ ریکھا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے غار کے ایک

کونے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے وہاں موجود ایک بڑے تھیلے کو
کھولا اور اس کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک مستطیل شکل کا چپٹا
باکس نکالا اور اُسے لے کر وہ کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس نے باکس کی
ایک سائیڈ پر لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن کو دبایا تو باکس
میں سے ہلکی ہلکی زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اس نے باکس
کو اٹھایا اور لا کر واپس اُسی بیگ کے اندر رکھ کر اس نے بیگ
میں موجود ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول نما آلہ نکالا اور اُسے
اپنی جیب میں ڈال کر اس نے بیگ کی زپ بند کر دی اور پھر واپس
ہٹ کر وہ اطمینان سے غار کے دہانے کی طرف بڑھ گئی۔

"ساجن" ___ اس نے غار کے دہانے سے باہر آ کر زور
سے آواز دی۔

"یس مادام" ___ ساجن نے جواب دیا اور تیزی سے چلتا
ہوا غار کے دہانے کے سامنے آ گیا۔

"سنو۔ رات ہونے تک تم دونوں اسلحہ لے کر ایسی جگہوں
پر پہرہ دو جہاں سے ان کی آمد کی توقع ہو سکتی ہے۔ پھر رات کو
میں غار کو اندر سے بند کر دوں گی۔ تم باہر ہی رہنا اور پہرہ دینا۔
میں نے انہیں ٹریپ کرنے کے لئے پوری طرح منصوبہ بندی کر
لی ہے۔ فی الحال میں انہیں صرف مشین پر ہی چیک کرتی رہوں گی"۔
ریکھا نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس مادام۔ آپ قطعی بے فکر رہیں۔ وہ ہم سے بچ کر نہ جا
سکیں گے" ___ ساجن نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ پھر دوپہر

کے بعد شام کے سائے گہرے پڑ گئے لیکن ان ایجنٹوں کی کوئی
خبر نہ ملی۔ ویسے بھی چونکہ انہوں نے پیدل ہی آنا تھا۔ اس لئے
فاصلے کی وجہ سے وہ رات تک ہی یہاں پہنچ سکتے تھے۔ چنانچہ
جب رات ہو گئی تو ریکھا نے ساجن اور گوتم کو بلا کر دوبارہ انہیں
ہدایات دیں اور پھر ان کے جانے کے بعد اس نے غار کے دہانے
کی سائیڈ میں لگے ہوئے ایک ہینڈل کو کھینچا تو ہلکی سی گڑگڑاہٹ
کے ساتھ دہانے کی سائیڈ پر موجود ایک بڑی سی چٹان گھومتی ہوئی
دہانے پر آ کر جم گئی۔ اور ریکھا نے ہینڈل کو ایک جھٹکے سے اوپر
کر دیا۔ اب سسٹم لاک ہو چکا تھا۔ اسے کسی صورت میں بھی باہر
سے نہ کھولا جا سکتا تھا سوائے اس کے کہ چٹان کو بم مار کر توڑا جائے
اور اتنا اُسے معلوم تھا کہ ان لوگوں کے پاس سوائے کرشن کی
جیب سے نکلے ہوئے ریوالور کے اور کچھ نہیں ہے۔ لیکن دوسرے
لمحے اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ چونک پڑی۔ ماشوری
والی غار میں انتہائی خطرناک اسلحہ ابھی تک موجود تھا۔ اس نے
سوچا تھا کہ ان ایجنٹوں کو زندہ جلا کر ہلاک کر دینے کے بعد وہ
اطمینان سے اس مرکز کو خالی کر کے واپس چلی جائے گی۔ لیکن پھر
اُسے ہنگامی طور پر وہاں سے فرار ہونا پڑا۔

"ہو ابھی اسلحہ تو وہ کیا کر لیں گے۔ ہونہہ" ___ مادام ریکھا
نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے آگے بڑھ کر
مشین کی سائیڈ پر ایک بٹن دبایا اور غار کے کونے میں موجود
فولڈنگ بستر کی طرف بڑھ گئی۔ اب جیسے ہی کیمرہ کسی انسان کو

چیک کرے گا مشین تیز سیٹی بجا کر اُسے کاشن دے دے گی،
اس لئے وہ اب اطمینان سے سونا چاہتی تھی۔ اس نے سوچ لیا
تھا کہ اگر رات خیریت سے گزر گئی تو صبح وہ ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر
انہیں تلاش کرے گی۔ اور ایک بار یہ اُسے نظر آ گئے تو پھر وہ
ان کا اس طرح شکار کھیلے گی کہ انہیں کہیں جائے پناہ نہ ملے گی!
بستر پر لیٹنے کے تھوڑی دیر بعد اس کی آنکھیں بھاری ہونے
لگ گئیں اور پھر وہ گہری نیند سو گئی۔ پھر اچانک اس کی
آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور وہ بے اختیار اچھل کر بیٹھ گئی،
اور حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ لیکن ہر چیز اپنی جگہ پر ویسے ہی
موجود تھی۔ غار کا دہانہ بھی بند تھا۔ اور مشین بھی ساکت تھی۔ اس
کا بھاری سر اب خاصا ہلکا پھلکا سا محسوس ہو رہا تھا۔ اس کا
مطلب تھا کہ وہ کافی دیر گہری نیند سوتی رہی ہے۔ وہ بستر سے
اٹھی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی دہانے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے
چٹان کی سائیڈوں پر موجود رخنوں سے آنکھیں لگائیں اور دوسرے
لمحے وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔ کیونکہ باہر تیز دھوپ
پھیلی ہوئی تھی۔ ریکھا نے ہینڈل کو کھینچ کر نیچے کیا تو چٹان ہلکی سی
گڑگڑاہٹ کے ساتھ سائیڈ پر چلی گئی اور دھوپ غار کے دہانے
سے اندر داخل ہو کر پھیل گئی۔ ریکھا باہر نکل آئی۔ اُسی لمحے ایک
چٹان کی اوٹ سے ساجن نکل کر اس کی طرف آنے لگا۔ ساجن
کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ ساری رات جاگتا رہا ہے۔ اس
کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔

"یہاں کوئی نہیں آیا مادام۔ میں نے ساری رات پلک بھی نہیں
جھپکائی" ——— ساجن نے قریب آ کر کہا۔
"او۔ کے ——— تم اور گوتم کھانا وغیرہ کھا لو۔ اور کچھ دیر آرام کر لو۔
میں اس دوران ہیلی کاپٹر پر چکر لگا کر انہیں تلاش کرنے کی
کوشش کرتی ہوں" ——— ریکھا نے کہا اور تیزی سے ہیلی کاپٹر
والی سائیڈ پر بڑھ گئی۔ پھر اس نے ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر کافی بلندی
سے ارد گرد کے پورے علاقے کا گشت لگایا۔ لیکن اُسے کہیں بھی
ان افراد کی جھلک دکھائی نہ دی۔
"یہ کہاں غائب ہو گئے ہیں" ——— ریکھا نے سوچنے کے سے
انداز میں کہا۔ لیکن ظاہر ہے اُسے جواب دینے والا کوئی نہ تھا۔
جب وہ ہیلی کاپٹر چلاتے چلاتے تھک گئی تو اس نے واپس جانے
کا فیصلہ کیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ ہیلی کاپٹر اپنی مخصوص جگہ پر اتار
کر اپنی غار کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ غار کا دہانہ کھلا ہوا تھا۔ ساجن
اور گوتم دونوں باہر نظر نہ آ رہے تھے۔ اس کا یہی مطلب ہو سکتا
تھا کہ وہ اپنی غار میں پڑے سو رہے ہوں گے۔ وہ تیز تیز قدم
اٹھاتی غار کے اندر داخل ہوئی ہی تھی کہ یکلخت کوئی سایہ
سا اس پر جھپٹا۔ اور ریکھا کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی اس
کے ساتھ ہی اس کا جسم یکلخت فضا میں بلند ہوا اور پھر وہ
ایک دھماکے سے نیچے فرش پر گری۔ اس کے ذہن پر تیزی سے
اندھیرے جھپٹے۔ اُسی لمحے اس کی پسلیوں میں درد کی تیز لہر دوڑی
اور اس کا ذہن تاریک ہو گیا۔ پھر جس طرح کہیں گہرائی میں دھماکہ

ہوتا ہے۔ اس طرح اس کے ذہن میں ایک دھماکہ سا ہوا اور اس
کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں اور اس کے حلق سے بے اختیار
ہلکی سی چیخ سی نکل گئی۔ کیونکہ اس نے اپنے آپ کو الٹا لٹکا ہوا پایا۔
وہ اس وقت غار سے باہر کھلی جگہ پر موجود تھی۔ اس کی دونوں ٹانگیں
رسی سے باندھ کر ایک بیلچے کی طرح باہر کو نکلی ہوئی چٹان کے ساتھ
باندھ دی گئی تھیں۔ اور اس کے دونوں ہاتھ عقب میں رسی سے
بندھے ہوئے تھے۔ اس کا سر زمین سے تقریباً چار فٹ اوپر تھا۔
سر کے عین نیچے ساجن اور گوتم کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ ان کے
جسم گولیوں سے چھلنی ہو رہے تھے۔ ایک سائیڈ پر پٹرول کے تین ٹن
بھی موجود تھے۔ یہ ٹن اس غار میں تھے۔ تاکہ ایمرجنسی کے وقت ہیلی کاپٹر
میں پٹرول ڈالا جا سکے۔ لیکن وہاں اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ بہرحال
ریکھا فوراً ہی ساری صورت حال سمجھ گئی تھی۔ وہ تو ہیلی کاپٹر لیا دھر
ادھر گشت لگاتی رہی۔ جب کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ اس دوران
یہاں پہنچ گئے۔ اگر مشین نے ان کی آمد کا کاشن بھی آیا ہوگا تو چونکہ
وہ غار میں موجود ہی نہ تھی۔ اس لئے کاشن کون سنتا۔ ادھر ساجن اور
گوتم چونکہ ساری رات جاگتے رہے تھے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ وہ
غار میں جاتے ہی گہری نیند سو گئے ہوں گے۔ اس طرح ان پاکیشیائی
ایجنٹوں کے لئے میدان کھلا رہ گیا۔ انہوں نے ساجن اور گوتم کو
ہلاک کیا۔ اور پھر خود اس کے انتظار میں غار میں چھپ گئے۔ چنانچہ
جیسے ہی وہ غار میں داخل ہوئی اُسے پہلے اٹھا کر پٹخا گیا اور پھر پسلیوں
پہ ضرب لگا کر اُسے بے ہوش کر دیا گیا۔ اور اب وہ یقیناً اس کے ساتھ

بھی وہی سلوک کرنے والے تھے جو اس نے اس کے ساتھ روا رکھنے کی
کوشش کی تھی۔

"اوہ اوہ۔ مجھ سے واقعی حماقت ہوئی ہے۔ مجھے اس طرح ان کے
لئے ہر چیز کھلی چھوڑ کر نہ جانی چاہیئے تھی۔ کم از کم میں غار کا دہانہ ہی
بند کر دیتی تو وہ غار میں نہ چھپ سکتے۔ اور اُسے واپسی پر یقیناً ہیلی کاپٹر
سے ہی نظر آجاتے لیکن ظاہر ہے اب پچھتانے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ اب
تو اُسے فوری طور پر اپنی جان بچانے کی کوئی ترکیب سوچنی تھی لیکن جس
پوزیشن میں اُسے باندھا گیا تھا۔ اس پوزیشن میں اس کے آزاد
ہو جانے کا کوئی سکوپ ہی باقی نہ رہتا تھا۔ وہ کافی دیر تک سوچتی رہی
لیکن جب کوئی ترکیب اس کی سمجھ میں نہ آئی تو بے چارگی اور بے بسی
کی وجہ سے اس نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں۔ لیکن پھر قدموں کی
آوازیں سن کر اس نے آنکھیں کھولیں۔ اور دوسرے لمحے اس کے ذہن
کے ساتھ ساتھ اس کے جسم کو بھی حیرت کا شدید ترین جھٹکا لگا۔ اُسے
اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا تھا۔ لیکن حقیقت بہرحال حقیقت تھی۔ غار
میں سے شاگل باہر نکل کر اس کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔ اور یہ ایسی بات
تھی جس نے اس کے ذہن کو حیرت کے سمندر میں ڈبو کر رکھ دیا تھا۔
وہ سوچ بھی نہ سکتی تھی۔ کہ کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل
یہاں پہنچے گا اور اُسے اس حالت میں دیکھے گا۔

"تت ـــ تت ـــ تم اور یہاں" ـــ ریکھا نے شاگل کے
قریب پہنچتے ہی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں مادام ریکھا چیف آف پاور ایجنسی میں شاگل ہی ہوں"

شاگل نے انتہائی طنز بھرے لہجے میں کہا۔

"تت ـــ تت ـــ تم یہاں کیسے پہنچے اور وہ پاکیشیائی ایجنٹ کہاں ہیں" ـــ ریکھا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں نے انہیں ختم کر دیا ہے اور ان کی لاشیں اسی غار میں پڑی ہیں۔ جس میں تم نے اپنا ہیڈ کوارٹر بنا رکھا ہے" ـــ شاگل نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ اوہ۔ یہ کیسے ہو گیا۔ مجھے نیچے اتار دو" ـــ ریکھا کا ذہن ابھی تک جھٹکوں کی زد میں تھا۔

"سوری مادام ریکھا۔ میں پہلے ٹرانسمیٹر پر وزیر اعظم سے بات کروں گا۔ تاکہ وہ تمہارے باپ وکرم کے ساتھ یہاں آکر پاور ایجنسی کی چیف کی حالت دیکھیں جسے پاکیشیائی ایجنٹ زندہ جلانے کا منصوبہ بنا چکے تھے۔ اور اگر میں یہاں نہ پہنچتا تو اب تک تمہارا یہ خوبصورت جسم شعلوں کی لپیٹ میں ہوتا۔ تاکہ انہیں معلوم ہو سکے کہ مادام ریکھا کی اصل اوقات کیا ہے۔ ان کے آنے تک تمہیں بہرحال اسی طرح لٹکا رہنا پڑے گا" ـــ شاگل نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"مم ـــ مم ـــ مگر تم یہاں اچانک پہنچ کیسے گئے۔ تم تو عمران کے پیچھے گئے تھے" ـــ ریکھا نے بری طرح ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں اور تمہیں یہ خوشخبری بھی سنا دوں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں بھی میں ساتھ لے آیا ہوں۔ میں یہاں آیا بھی اسی لئے تھا تاکہ تمہیں یہ لاشیں دکھا سکوں۔ لیکن یہاں

پہنچتے ہی وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہم پر چڑھ دوڑے۔ زبردست مقابلہ ہوا میرے چھ ساتھی مارے گئے۔ لیکن وہ چاروں بھی بہرحال ختم ہو گئے۔ اور اب میں یہاں اکیلا رہ گیا ہوں۔ اب پرائم منسٹر صاحب یہاں آ کر دیکھیں گے۔ کہ آخری فتح کس کا مقدر بنی ہے۔ شاگل کی یا پاور ایجنسی کی چیف مادام ریکھا کی جو انتہائی تحقیرانہ، لاچاری اور بے بسی کی حالت میں اس طرح الٹی لٹکی ہوئی ہے۔ فکر نہ کرو۔ زیادہ نہیں بس تین چار گھنٹوں تک ہی تمہیں اسی حالت میں رہنا ہو گا۔ اس کے بعد وزیر اعظم صاحب اپنے ہاتھوں سے تمہیں اس حالت سے نجات دلائیں گے" ـــ شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے مڑ کر واپس غار کی طرف بڑھ گیا۔ ریکھا اسے آوازیں دیتی رہ گئی۔ لیکن شاگل نے مڑ کر بھی نہ دیکھا اور غار میں داخل ہو کر اس کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ اور ریکھا کو اپنی تحقیر، لاچاری اور بے بسی پر بے اختیار رونا آ گیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔

"اس سے تو بہتر تھا کہ میں کرشن کے ساتھ وہیں مر جاتی" ـــ ریکھا نے انتہائی حسرت بھرے لہجے میں کہا اور بے بسی سے آنکھیں بند کر لیں۔

تنویر اور اس کے ساتھیوں کو غار سے اسلحہ تو مل گیا تھا۔ لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ رفیق مر چکا تھا۔ اور انہیں ان ویران پہاڑیوں میں وہ ریکھا کے اڈے کو خود تلاش نہ کر سکتے تھے۔

"میرا خیال ہے۔ ہمیں ریکھا کی بجائے زیادہ توجہ سار تو پہاڑی کی طرف رکھنی چاہیئے۔ اور نقشہ میرے ذہن میں ہے۔ ہم بہر حال سار تو پہاڑی تک تو پہنچ ہی جائیں گے"۔۔۔۔ چوہان نے کہا۔

"نہیں چوہان۔ سار تو پہاڑی تک اس وقت تک نہیں پہنچا جا سکتا جب تک راستے میں موجود اس مادام ریکھا اور اس کے گروپ کا مکمل خاتمہ نہ ہو جائے۔ اس لئے ہمیں سب سے پہلے یہی کام سر انجام دینا ہو گا۔ ویسے بھی چیف نے ہماری ڈیوٹی ریکھا اور اس کے گروپ کے خاتمے کا مشن ہی لگایا ہے۔ سار تو پہاڑی والا مشن تو عمران کے ذمے لگایا گیا ہے"۔۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے نعمانی۔ لیکن مسئلہ تو وہی ہے کہ اس ریکھا کا اڈہ کیسے تلاش کیا جائے۔ جب کہ وہ اب لازماً دوسرے آدمیوں کے ساتھ ہمیں ٹریس کر کے ہمارا خاتمہ کرنے کی مکمل کوشش کرے گی"۔۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا وہ اس وقت ایک چھجے دار چٹان کے نیچے ایک چھوٹی سی غار میں بیٹھے ہوئے تھے۔

"یقیناً اس کا اڈہ سار تو پہاڑی کی طرف ہی ہو گا۔ اس لئے ہم ٹارگٹ تو سار تو پہاڑی رکھیں۔ لیکن ہر لمحہ پوری طرح ہوشیار رہیں۔ بس یہی ایک صورت ہو سکتی ہے"۔۔۔۔ چوہان نے کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ آؤ پھر یہاں سے چلیں۔ یہاں بیٹھے بیٹھے تو ہم کہیں بھی نہیں پہنچ سکتے۔ اب ہم سب ایک دوسرے سے علیحدہ رہ کر آگے بڑھیں گے۔ جھینگر کی آواز ہمارے درمیان رابطے کا کام کرے گی تاکہ کوئی ساتھی بچھڑ کر کہیں دور نہ نکل جائے۔ خطرے کی صورت میں پہاڑی کوے کی آواز کا کاشن ہو گا"۔۔۔۔ تنویر نے باقاعدہ ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ایک ایک کر کے علیحدہ چلنے کی بجائے ہمیں دو دو کے گروپ میں چلنا چاہیئے۔ اس طرح کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں دوسرا ساتھی صورت حال کو سنبھال سکتا ہے"۔۔۔۔ چوہان نے کہا۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے تو کہ صدیقی میرے ساتھ رہے گا۔ اور نعمانی تمہارے ساتھ"۔۔۔۔ تنویر نے فوراً ہی گروپ بناتے

ہوئے کہا۔ اور ان سب نے سر ہلا دیئے۔ پھر اس جگہ سے نکلنے کے
بعد چوہان اور نعمانی ایک طرف کو نکل گئے جب کہ تنویر اور صدیقی
سیدھے آگے کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ سارا دن مسلسل پہاڑی
چٹانوں میں سفر کرتے رہے۔ لیکن نہ ہی انہیں کوئی آدمی ملا اور
نہ ہی کوئی ہیلی کاپٹر فضا میں اڑتا نظر آیا۔

" ارے وہ دیکھو۔ وہ روشنیاں کیسی ہیں "۔۔۔ اچانک تنویر
نے دور گہرائی میں کئی جگنوؤں کو چمکتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

" اوہ یہ کوئی پہاڑی آبادی ہے۔ میرا خیال ہے۔ ہمیں رات
اس آبادی میں گزارنی چاہیئے۔ رات کو ہم کسی صورت بھی ان پہاڑی
چٹانوں میں بغیر روشنی کے نہ چل سکیں گے۔ اور روشنی کی وجہ سے
ہم دور سے فوراً ہی چیک کر لئے جائیں گے اور اندھیرے میں
کہیں سے بھی آنے والی گولی ہمیں آسانی سے چاٹ سکتی ہے"
صدیقی نے کہا۔ اور تنویر نے سر ہلا دیا۔ پھر اس نے ایک اونچی
چٹان پر چڑھ کر زور زور سے پہاڑی کوے جیسی آواز نکالنی شروع
کر دی۔ وہ رک رک کر کافی دیر تک آوازیں نکالتا رہا۔ پھر انہیں
دور سے ویسی ہی آواز سنائی دی۔ اور تھوڑی دیر بعد چوہان اور
نعمانی انہیں ایک چٹان کے پیچھے سے نکل کر آتے دکھائی دیئے۔

" کیا بات ہے۔ تم نے خطرے کا کاشن دیا ہے "۔۔۔ چوہان
نے قریب آ کر حیرت بھرے لہجے میں تنویر سے پوچھا اور تنویر
نے انہیں روشنیوں کے ساتھ ساتھ صدیقی کی تجویز بھی بتا
دی۔

" لیکن ہو سکتا ہے۔ اس آبادی میں ریکھا نے کوئی مخبر چھوڑ رکھا
ہو "۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

" تو کیا ہوا۔ اس طرح اور زیادہ آسانی سے ہو جائے گی۔ وہی
مخبر ہمیں ریکھا تک پہنچا دے گا۔ اب ہم ایک مخبر کے ہاتھوں
تو مارے جانے سے رہے "۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے
کہا اور وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" اوکے۔ پھر آؤ۔ آبادی کافی دور ہے۔ وہاں تک پہنچتے پہنچتے
رات گہری ہو جائے گی "۔۔۔ چوہان نے کہا۔ اور وہ چاروں
تیزی سے اس آبادی کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور پھر واقعی رات
کافی گہری پڑ گئی تھی جب وہ آبادی کی حدود میں داخل ہوئے ایک
پختہ سا مکان انہیں آبادی سے ذرا ہٹ کر ایک پہاڑی ڈھلوان
پر بنا ہوا دکھائی دیا۔ مکان کی کھڑکیاں بھی روشن تھیں۔ جب کہ
باقی آبادی قدرے ہٹ کر علیحدہ بنی ہوئی تھی۔

" اس مکان پر چلتے ہیں۔ یہ آبادی سے ہٹ کر ہے۔ اس لئے
یہ ہمارے لئے مناسب رہے گا "۔۔۔ تنویر نے کہا اور باقی ساتھیوں
نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ مکان کے صدر
دروازے پر پہنچ چکے تھے۔ جو بند تھا۔ تنویر نے ہاتھ اٹھا کر دروازے
پر موجود کنڈی زور سے کھٹکھٹائی۔

" کون ہے "۔۔۔ چند لمحوں بعد دروازے کے اندر سے کسی
بوڑھی عورت کی آواز سنائی دی۔

" مسافر "۔۔۔ تنویر نے مقامی زبان میں جواب دیتے ہوئے کہا

اور دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔ سامنے ایک بوڑھی مقامی عورت
کھڑی تھی۔ جس کے جسم پر خاصا قیمتی لباس تھا۔ لیکن لباس کی حالت
بتا رہی تھی کہ وہ خاصا پرانا ہو چکا ہے۔

"کیا آپ ہمیں اندر آنے کا نہ کہیں گی۔ ہم مسافر ہیں راستہ
بھٹک کر ادھر آ نکلے ہیں" ___ تنویر نے مسکراتے ہوئے انتہائی
نرم لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ آجاؤ اندر" ___ بوڑھی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔
اور تنویر اور اس کے ساتھی اندر داخل ہو گئے۔

"کون آیا ہے ماں" ___ اسی لمحے ایک دروازے کے پیچھے سے
کسی نوجوان لڑکی کی آواز سنائی دی۔

"مسافر ہیں بیٹی" ___ اس بوڑھی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
اور پھر اس سے پہلے کہ وہ چاروں کرسیوں پر بیٹھتے ایک لڑکی اندر
داخل ہوئی۔ اور وہ چاروں اس کا لباس دیکھ کر بے اختیار چونک
پڑے۔ لڑکی نے جینز کی پتلون اور چمڑے کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔
گو اس کا چہرہ اور رنگ و روپ مقامی تھا لیکن بالوں کی تراش
خراش، لباس اور چال ڈھال سے وہ یورپ کی لڑکی لگتی تھی۔

"ہیلو۔ میرا نام شوکی ہے۔ آپ حضرات کون ہیں" ___ لڑکی
نے اندر آکر انتہائی بے باکانہ لہجے میں کہا۔

"یہ میری لڑکی ہے۔ اس کا نام تو شکنتلا ہے۔ لیکن یہ گریٹ
لینڈ میں پڑھتی رہی ہے۔ ایک ماہ پہلے واپس آئی ہے۔ اور اب
اپنے آپ کو شوکی کہلاتی ہے" ___ اس بوڑھی عورت نے قدرے

شرمندہ سے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ لڑکی کے لباس
اور اس کے بے باکانہ انداز پر شرمندہ ہو رہی ہے۔

"میرا نام وکرم ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں۔ آنند۔ رمیش۔ اور
سنگھ" ___ تنویر نے مقامی نام بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جا رہے ہیں" ___
شوکی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے انہیں غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگوں کے لئے میں کھانا تیار کرتی ہوں۔ آپ اس دوران
باتیں کریں" ___ بوڑھی عورت نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر
آہستہ آہستہ چلتی ہوئی وہ اس کمرے سے باہر نکل گئی۔

"ہم بہت دور سے آئے ہیں۔ راستے میں ہمارے خچر مر گئے تو
ہمیں پیدل چلنا پڑا۔ ہم نے سارتو پہاڑی کے قریب ایک قصبے
میں جانا ہے" ___ تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مسٹر وکرم۔ اگر میں کچھ باتیں آپ سے متعلق کر دوں تو امید ہے
آپ ناراض نہ ہوں گے" ___ شوکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیسی باتیں" ___ تنویر نے چونک کر پوچھا۔ باقی ساتھی بھی
چونک کر شوکی کی طرف دیکھنے لگے۔

"ایک بات تو یہ کہ آپ چاروں میک اپ میں ہیں۔ دوسری
بات یہ کہ آپ مقامی نہیں ہیں بلکہ غیر ملکی ہیں۔ اور میرا اندازہ ہے
کہ آپ پاکیشیائی ہیں۔ اور تیسری بات یہ کہ آپ چاروں ہندو نہیں
بلکہ مسلمان ہیں۔ اور آخری بات یہ کہ آپ مسافر نہیں ہیں بلکہ آپ
کا تعلق کسی خفیہ ایجنسی سے ہے اور آپ کسی خاص مشن پر جا رہے ہیں"

شوکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر سمیت سب ساتھیوں کے چہرے
پر شدید حیرت ابھر آئی۔
"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں مس شوکی"۔۔۔ تنویر نے حیران ہو کر کہا۔
"یہ بات تو طے ہے کہ میں نے جو کچھ کہا ہے درست کہا ہے۔ دوسری
بات یہ ہے کہ تم چاہے ہندو ہو یا سکھ۔ میں بہرحال مسلمان ہوں۔ اس
لئے میں نے شکنتلا کی بجائے شوکی نام رکھا ہوا ہے۔ اور آخری
بات یہ بھی بتا دوں کہ گریٹ لینڈ میں مسلمانوں نے ایک خفیہ تنظیم بنا
رکھی ہے جس کا کوڈ نام وائٹ سن ہے۔ اور میں وائٹ سن کی ڈپٹی چیف
ہوں۔ میری ماں انتہائی پرانے خیالات کی اور کٹر ہندو ہیں اور میں
اپنی ماں کی اکلوتی بیٹی ہوں۔ اس لئے میں نے ماں کو یہ نہیں بتایا کہ
میں مسلمان ہو چکی ہوں۔ اور میرے والد میرے بچپن میں ہی فوت
ہو چکے ہیں۔ وہ یہاں کے سردار تھے۔ چنانچہ اب میری ماں یہاں
کی سردارنی ہے اور ماں کا یہاں بھیڑیں پالنے کا ایک بڑا فارم
ہے"۔۔۔ شوکی مسلسل بولے چلی جا رہی تھی۔ اور وہ چاروں حیرت
سے اس بے باک لڑکی کی شکل دیکھ رہے تھے۔
"تمہارا لباس تو بتا رہا ہے کہ تم مسلمان نہیں ہو"۔۔۔ جوہان
نے کہا اور شوکی بے اختیار ہنس پڑی۔
"یہ یہاں کی مجبوری ہے۔ تاکہ یہاں کے لوگوں پر رعب پڑ سکے۔
کہ میں گریٹ لینڈ میں رہتی ہوں"۔۔۔ شوکی نے ہنستے ہوئے کہا۔
"بہرحال شوکی صاحبہ۔ ہمیں افسوس ہے کہ تمہارے سارے
اندازے یکسر غلط ہیں۔ ہم واقعی مسافر ہیں"۔۔۔ تنویر نے منہ

بناتے ہوئے کہا۔
"اس کا مطلب کہ تم مجھے چیلنج کر رہے ہو کہ میں تمہیں دلائل سے
قائل کروں۔ تو سنو۔ میں نے میک اپ کے فن میں کافی ریسرچ
کی ہوئی ہے۔ اور میں دعوے سے کہہ سکتی ہوں کہ تمہارے چہروں
پر ارٹاس کشوم فار ہولے والا میک اپ ہے۔ یہ عرف عام میں
بیشل میک اپ کہلاتا ہے۔ اور صرف ڈسٹلڈ واٹر سے اترتا ہے۔
سادہ پانی بھی اس پر کوئی اثر نہیں کرتا۔ اگر تم اب بھی نہ مانو تو میرے
پاس ڈسٹلڈ واٹر موجود ہے۔ کیونکہ یہاں کا پانی مجھے اب راس
نہیں آتا۔ اس لئے میں نے ڈسٹلڈ واٹر کا کافی بڑا سٹاک شہر سے
خرید کر یہاں رکھا ہوا ہے۔ جہاں تک تمہارے مسلمان ہونے کا
تعلق ہے تو اس کی دلیل یہ ہے کہ تم جس انداز میں کرسیوں پر بیٹھے ہو،
یہ بالکل مسلمانوں والا اسٹائل ہے۔ ہندو کبھی اس انداز میں نہیں
بیٹھتے۔ ان کا انداز یکسر مختلف ہوتا ہے۔ مسلمان ہمیشہ کھلے انداز
میں بیٹھتا ہے۔ جب کہ ہندو فطری طور پر سمٹ کر بیٹھتا ہے۔ میں
کیمرج میں نفسیات ہی پڑھتی رہی ہوں۔ جہاں تک تمہارے
پاکیشیائی ہونے کا تعلق ہے تو تم نے جس انداز میں آ کر دروازہ
کھٹکھٹایا ہے اور اپنے آپ کو مسافر کہا ہے یہ خالصتاً پاکیشیائی
انداز ہے۔ اگر تم کافرستانی ہوتے تو اپنے آپ کو مسافر کہنے
کی بجائے تم رام لیلا کے سوانگی کہتے۔ یہاں کافرستان میں خاص
طور پر ہندو گھرانوں میں یہی کہنے کا رواج ہے۔ اور جہاں تک یہ
بات کہ تمہارا تعلق خفیہ ایجنسی سے ہے تو یہ تمہارا قد و قامت

چال ڈھال ، چہرے اور آنکھوں کے تاثرات سے نمایاں ہے۔ اب
بولو میں غلط کہہ رہی ہوں"۔۔۔۔ شوکی واقعی ان کے تصور سے بھی
زیادہ تیز ثابت ہو رہی تھی۔
" آجاؤ بیٹو۔ کھانا تیار ہے"۔۔۔ اسی لمحے اندر سے بوڑھی
ماں کی آواز سنائی دی۔
" آئیے کھانا کھالیں۔ باتیں پھر بھی ہوتی رہیں گی"۔۔۔۔ شوکی
نے مسکرا کر اٹھتے ہوئے کہا۔ اور تنویر خاموشی سے اٹھ کھڑا ہوا۔
کھانا واقعی خاصا لذیذ تھا۔ اور چونکہ انہیں بھوک لگی ہوئی تھی۔
اس لئے انہوں نے واقعی ڈٹ کر کھانا کھایا۔
" اب آپ جا کر سو جائیے۔ ہم ابھی باتیں کریں گے۔ البتہ آپ
بڑے کمرے میں ان کے لئے بستر بچھا دیں"۔۔۔ کھانا کھانے کے
بعد شوکی نے ماں سے کہا اور ماں خاموشی سے اٹھی اور ایک دروازے
کی طرف بڑھ گئی۔
" اگر آپ تھکے ہوئے ہوں تو ٹھیک ہے۔ میں آپ کو بڑا کمرہ دکھا
دیتی ہوں۔ جہاں آپ کے لئے بستر لگ جائیں گے۔ لیکن اگر آپ
تھکے ہوئے نہ ہوں تو میں آپ کو یہ بھی بتا سکتی ہوں کہ آپ کو پاور ایجنسی
کی سربراہ مادام ریکھا اور اس کے گروپ کی تلاش ہے"۔۔۔۔
شوکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب اس بار بری طرح چونک
پڑے۔ ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ شوکی یہ بات کر دے
گی۔
" کس ریکھا کی بات کر رہی ہیں آپ"۔۔۔ تنویر نے چونک کر کہا۔

" اسی مادام ریکھا کی جو پاور ایجنسی کی سربراہ ہے تنویر عرف وکرم"
شوکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر اپنا نام اس لڑکی کے منہ
سے سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔ اور شوکی اس طرح کھلکھلا کر ہنس
پڑی جیسے بچے کسی دلچسپ شرارت پر ہنستے ہیں۔
" آپ لوگ بیٹھیں۔ میں آپ کو ایک ٹیپ سنواتی ہوں"۔۔۔۔
شوکی نے کہا اور اٹھ کر دوڑتی ہوئی ایک دروازے سے باہر
نکل گئی۔ اور وہ چاروں بے اختیار ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔
" میرے خیال میں ہمیں اس لڑکی کی مدد حاصل کر لینی چاہئے۔
یہ آفت کی پرکالہ نجانے کس طرح سب کچھ جانتی ہے"۔۔۔ جوانا
نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد شوکی ایک
جدید قسم کا ٹیپ ریکارڈ اٹھائے اندر داخل ہوئی اور اس نے
مسکراتے ہوئے ٹیپ آن کر دیا۔ اور پھر جیسے ہی ٹیپ میں سے
آوازیں نکلیں وہ چاروں بری طرح چونک پڑے۔ کیونکہ یہ ان
کے درمیان ہونے والی ان باتوں کی ٹیپ تھی جو انہوں نے اس
چھجے دار چٹان کے نیچے موجود اس چھوٹی سی غار میں بیٹھ کر کی تھیں۔
اور یہاں انہوں نے کھل کر ریکھا اور اس کے اڈے اور اپنے
بارے میں باتیں کی تھیں۔
" اب تو میرے خیال میں کوئی شک نہ رہ گیا ہوگا"۔۔۔۔ شوکی
نے ہنستے ہوئے کہا اور ٹیپ بند کر دیا۔
" تم نے یہ باتیں کیسے ٹیپ کی ہیں"۔۔۔۔ تنویر نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا۔

"بتادوں" ـــــ شوکی نے ہنستے ہوئے کہا۔
"ہاں بتاؤ" ـــــ تنویر نے اُسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔
"میں نے تمہیں بتایا ہے کہ میں وائٹ سن کی ڈپٹی چیف ہوں۔
وائٹ سن کی کارکردگی کا دائرہ گو بے حد محدود ہے۔ اور ہم
صرف ان گوروں اور دوسرے افراد کا کھوج لگاتے ہیں۔ جو
مسلمانوں کے خلاف شدید نفرت رکھنے کی وجہ سے اکثر گریٹ
لینڈ میں مسلمانوں کو قتل کر دیتے ہیں یا ان کے گھر جلا دیتے ہیں۔
لیکن میں نے جاسوسی کے میدان میں ذاتی شوق کی بنا پر بہت
کچھ حاصل کیا ہے۔ اس لئے ایسی چیزیں اکثر میرے لباس میں رہتی
ہیں۔ یہ سب پہاڑیاں میری دیکھی بھالی ہوئی ہیں۔ کیونکہ میں
یہیں پیدا ہوئی ہوں اور یہیں پل کر جوان ہوئی ہوں۔ میں ان
پہاڑیوں میں گھومتی پھر رہی تھی کہ میں نے ایک ہیلی کاپٹر کو
دور پہاڑیوں میں اترتے دیکھ لیا۔ میں بڑی حیران ہوئی کہ ان
ویران پہاڑیوں میں یہ ہیلی کاپٹر کیوں اترا ہے۔ چنانچہ تجسس کی
وجہ سے میں اس طرف چل پڑی۔ فاصلہ کافی ہے۔ لیکن میں ایسے
راستوں سے واقف ہوں جن کی مدد سے میں عام لوگوں کی نسبت
زیادہ جلدی وہاں پہنچ گئی۔ اور پھر میں نے وہاں ایک حیرت انگیز
منظر دیکھا۔ تم چاروں رسیوں سے چٹانوں سے بندھے ہوئے
تھے اور ایک آدمی کو زندہ جلایا جا رہا تھا۔ ایک عورت اور تین
مرد یہ کام کر رہے تھے۔ پھر اس سے پہلے کہ میں کچھ کرتی۔ اس
عورت نے تمہیں آگ لگا دی" ـــــ شوکی نے چوہان کی طرف

اشارہ کرتے ہوئے کہا اور چوہان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔
"پھر تم نے واقعی کمال جرأت اور بہادری کا مظاہرہ کیا۔ اور
جلتے ہوئے تم نے اس عورت پر چھلانگ لگا دی۔ تم اُسے
ساتھ لے کر زمین پر رول ہوتے چلے گئے۔ اس طرح تمہارے
جسم کو لگی ہوئی آگ بجھ گئی۔ اس کے بعد تم نے ان کا مقابلہ کیا۔
اور آخر کار تم نے اس عورت کے علاوہ باقی تینوں کو ختم کر دیا۔
لیکن وہ عورت فرار ہو گئی۔ تم اس کے پیچھے بھاگے لیکن تم اُسے
پکڑ نہ سکے۔ کیونکہ وہ ہیلی کاپٹر پر چلی گئی تھی۔ اس کے بعد تم نے
واپس آ کر اپنے ان ساتھیوں کو رہا کیا۔ پھر تم کچھ دور ایک بڑے
غار میں چلے گئے۔ اس کے بعد تم وہاں سے نکلے اور اس طرف کو
آنے لگے جدھر میں چھپی بیٹھی تھی۔ میں تمہارا انداز دیکھ کر ہی سمجھ گئی
کہ تم اس غار میں آؤ گے۔ جہاں میں موجود تھی۔ میرا تجسس انتہا
پر پہنچ گیا تھا۔ چنانچہ میں نے وہاں زیرو الیون ڈکٹا فون لگایا۔
اور وہاں سے ہٹ کر کچھ دور ایک اور غار میں آ گئی۔ زیرو الیون
کی وجہ سے میں نے نہ صرف تمہاری ساری باتیں سنیں بلکہ تمہاری
یہ باتیں میرے پاس ٹیپ بھی ہو گئیں۔ اس کے بعد تم وہاں سے نکل
کر آگے بڑھ گئے۔ میں تمہارے پیچھے چلتی رہی۔ تمہارا انداز بتا
رہا تھا کہ تم ان راستوں سے قطعی ناواقف ہو۔ چنانچہ میں سمجھ گئی
کہ تم رات پڑنے تک زیادہ سے زیادہ اسی بستی تک ہی پہنچو گے۔
اور پھر یہیں کہیں کسی غار میں رات گزارو گے اور صبح آگے جاؤ
گے۔ چنانچہ میں اپنے گھر آ گئی۔ تاکہ آرام کر کے صبح پھر تمہارے

تعاقب میں چل سکوں۔ اور اب یہ اتفاق ہے کہ تم خود ہی میرے
گھر میں آ گئے" ـــــ شوکی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
" لیکن تم نے تو پہلے نفسیاتی دلائل دیئے تھے۔ حالانکہ اس
ٹیپ کے سننے کے بعد تمہیں ویسے ہی سب کچھ معلوم تھا" ـــــ
اس بار تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
" ہاں مجھے معلوم تھا۔ لیکن میں اس وقت یہ فیصلہ نہ کر سکی تھی۔
کہ تمہارے متعلق میرا آئندہ اقدام کیا ہونا چاہیئے۔ کیا میں
تمہاری مدد کر دوں یا تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دوں۔ اور پھر
کھانا کھاتے ہوئے میں نے ایک فیصلہ کر لیا ہے کہ میں تمہاری
مدد کر دوں گی۔ اس لئے نہیں کہ تم مسلمان ہو اور میں بھی مسلمان ہو
چکی ہوں۔ بلکہ اس لئے کہ مجھے ان صاحب جن کا نام میرے
خیال میں چوہان ہے۔ جرأت، بہادری، حوصلہ اور ذہانت دل
سے پسند آئی ہے۔ ایسا مرد میرا آئیڈیل ہے۔ اور آج میں نے
اپنے آئیڈیل کو حقیقی روپ میں دیکھ لیا ہے۔ اور اپنے آئیڈیل
کے لئے میں ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہوں۔ چاہے اس
میں میرے ملک کافرستان کا ہی کیوں نہ نقصان ہو۔ ویسے
بھی میں نے مستقل طور پر گریٹ لینڈ کی شہریت اختیار کرنے کا
فیصلہ کافی عرصہ پہلے کر لیا تھا۔ لیکن فی الحال میں ماں کی وجہ
سے مجبور تھی۔ لیکن اب اگر میرا آئیڈیل مجھے حکم دے۔ تو میں
پاکیشیائی شہری بننے کے لئے بھی تیار ہوں۔ چنانچہ یہ فیصلہ
کرنے کے بعد میں نے سب کچھ تمہیں بتا دیا ہے۔ اب آگے تم

جیسے کہو" ـــــ شوکی نے بڑے بے باکانہ لہجے میں کہا اور چوہان
کی نظریں بے اختیار جھک گئیں۔ شوکی تو اس کے متعلق یہ سب
کچھ کہتے ہوئے ذرا بھی نہ شرمائی تھی۔ لیکن چوہان مرد ہونے کے
باوجود بے اختیار شرما گیا تھا۔ اور تنویر اور دوسرے ساتھی اُسے
اس طرح شرماتا دیکھ کر معنی خیز انداز میں مسکرانے لگے۔
" اس کا نام چوہان ہی ہے۔ مس شوکی۔ میرا نام تنویر ہے اور یہ
نعمانی اور یہ صدیقی ہے اور ہمارا تعلق بھی پاکیشیا کی ایک سرکاری
ایجنسی سے ہے۔ اگر تم ہماری مدد کرو تو میرا وعدہ کہ میں چوہان
سے تمہاری سفارش کر دوں گا۔ کیونکہ چوہان صاحب ذرا عورت
بیزار ٹائپ آدمی واقع ہوئے ہیں" ـــــ تنویر نے مسکراتے ہوئے
کہا۔
" کسی مرد کی عورت بیزاری اس میں دلچسپی لینے والی لڑکی کے لئے
خامی نہیں بلکہ خوبی ہوتی ہے۔ اور جس طرح چوہان صاحب شرما
رہے ہیں۔ اسے دیکھ کر تو مجھے واقعی حیرت ہو رہی ہے کہ یہ وہی
چوہان ہے جس نے آگ میں جلتے ہوئے بھی اس قدر حیرت انگیز
بہادری، جرأت اور حوصلے کا مظاہرہ کیا تھا کہ کم از کم میں تو
سوچ بھی نہ سکتی تھی۔ کیوں چوہان صاحب۔ کیا آپ کے شرمانے
سے میں یہ سمجھوں کہ آپ کے دل میں میرے لئے کوئی نرم گوشہ
پیدا ہو چکا ہے" ـــــ شوکی واقعی انتہائی حد تک بے باک
لڑکی تھی۔
" سوری مس شوکی۔ میں اس لائن کا آدمی نہیں ہوں۔ البتہ

دوستی کی حد تک تو بات چل سکتی ہے۔ اس سے زیادہ نہیں"۔۔۔۔
چوہان نے یک لخت انتہائی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔
" دوستی۔ ٹھیک ہے۔ مجھے دوستی بھی منظور ہے۔ مجھے یقین ہے
کہ یہی دوستی ایک روز بات کو خود بخود آگے بڑھا دے گی وہاں
گریٹ لینڈ میں بھی ایسے ہی ہوتا ہے۔ بے حد شکریہ۔ اب میں
آپ کے ساتھ ہوں۔ آپ مجھے بتائیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں"۔۔۔۔
شوکی نے اس طرح خوش ہوتے ہوئے کہا جیسے اُسے کوئی بہت بڑی
دولت مل گئی ہو۔ اور چوہان نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔
شوکی میں ویسے تو کوئی بُرائی نہ تھی۔ لیکن اس کی یہ انتہا درجے
کی بے باکی سے چوہان کو واقعی گھبراہٹ ہو رہی تھی۔ لیکن چونکہ
موجودہ حالات میں شوکی ایک بہترین رہنما ثابت ہو سکتی تھی۔
اس لئے وہ اُسے کوئی ایسی بات بھی نہ کرنا چاہتا تھا جس سے وہ
بگڑ جائے۔
" سارتو پہاڑی پر کافرستان نے ایک خفیہ لیبارٹری بنائی
ہے جس میں ایسا ہتھیار تیار کیا جا رہا ہے۔ جو پاکیشیا کے
لاکھوں بے گناہ افراد کو ایک لمحے میں ہلاک کر سکتا ہے۔ ہم نے
اس لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے۔ جب کہ اس لیبارٹری کی حفاظت
کے لئے پاور ایجنسی کو اس طرف تعینات کیا گیا ہے۔ جس کی
سربراہ مادام ریکھا ہے۔ وہی مادام ریکھا جس نے ہمیں زندہ جلانے
کی کوشش کی تھی۔ ہم اس کا مین اڈہ تلاش کر کے اس کا
خاتمہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ ہم سارتو پہاڑی تک پہنچ سکیں"۔۔۔۔

چوہان نے اصل بات کر دی۔
" وہ عورت انتہائی بے رحم اور سفاک ہے۔ اس نے جس
بے رحمانہ انداز میں ایک آدمی کو زندہ جلا دیا اور تمہیں جلانے
کی کوشش کی اس سے مجھے اس سے شدید نفرت ہو گئی ہے۔
میں صبح تمہارے ساتھ چلوں گی اور تم دیکھنا کہ میں اسے کس طرح
آسانی سے تلاش کر لیتی ہوں۔ آؤ میں تمہیں بڑا کمرہ دکھا دوں"۔۔۔۔
شوکی نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ انہیں ایک بڑے کمرے میں
آکر چھوڑ گئی۔ جہاں ایک قالین پر چار بستر بچھے ہوئے تھے شاید
یہ بستر شوکی کی ماں نے بچھائے تھے۔ شوکی انہیں وہاں چھوڑ کر
واپس چلی گئی۔
" مبارک ہو چوہان۔ آج تک تو عمران کو ہی پسند کرنے والی
لڑکیاں ملتی تھیں آج تمہارا نمبر بھی آگیا ہے"۔۔۔۔ نعمانی نے
شوکی کے جاتے ہی مسکرا کر کہا۔
" میں صرف اس لئے خاموش ہو گیا ہوں کہ یہ لڑکی رفیق کی طرح
ہمارے لئے بہتر گائیڈ ثابت ہو سکتی ہے۔ ورنہ مجھے اس سے کیا
دلچسپی ہو سکتی ہے"۔۔۔۔ چوہان نے منہ بناتے ہوئے انتہائی سنجیدہ
لہجے میں کہا۔
" یہی بات تو وہ بھی کر رہی تھی کہ اگر آج دلچسپی نہیں ہے تو آگے
چل کر پیدا ہو ہی جائے گی۔ لڑکی بھی خاصی تیز ہے۔ آسانی سے
تمہارا پیچھا چھوڑنے والی بھی نہیں ہے"۔۔۔۔ تنویر نے کہا۔
" مجھے ایسی لڑکیوں سے پیچھا چھڑانا آتا ہے۔ تم میری فکر نہ کرو"

چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یار چوہان۔ ویسے اگر تم شوکی میں دلچسپی لینی بھی شروع کر دو تو اس میں حرج ہی کیا ہے۔ آخر تنویر بھی تو کسی نہ کسی میں دلچسپی لیتا ہی ہے" ـــــ صدیقی نے کہا اور تنویر بے اختیار گھور کر صدیقی کو دیکھنے لگا۔

"یہ سب بعد کی باتیں ہیں۔ فی الحال مجھے نیند آ رہی ہے" ـــــ چوہان نے شاید جان چھڑانے کے لئے کہا۔

"ظاہر ہے نیند تو آنی ہی ہے تاکہ تم خواب میں اکیلے شوکی سے مل سکو۔ ہم تو کباب میں ہڈی بلکہ ہڈیاں بنے ہوئے ہیں" ـــــ صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔ چوہان بھی مسکرا دیا۔ لیکن اس نے آنکھیں بند ہی رکھیں۔ چونکہ وہ سارا دن پیدل چل چل کر بری طرح تھکے ہوئے تھے۔ اور پھر انہوں نے کھانا بھی ڈٹ کر کھایا تھا۔ اس لئے انہیں جلد ہی نیند نے آ لیا۔ پھر شاید دروازہ کھلنے کی آواز تھی جس نے انہیں جگا دیا۔ کیونکہ دروازے پرانے زمانے کے تھے۔ اور اس کے کھلنے اور بند ہونے سے خاصی آواز پیدا ہوتی تھی۔

"اٹھیئے۔ غسل کا سامان اور ناشتہ تیار ہے" ـــــ شوکی نے دروازے میں داخل ہو کر مسکراتے ہوئے کہا وہ اس وقت بھی اسی لباس میں تھی جو اس نے رات کو پہن رکھی تھی۔ اور اس کا چہرہ اور بال بتا رہے تھے کہ وہ غسل وغیرہ کر کے تیار ہو چکی ہے

تنویر اور اس کے ساتھیوں نے غسل خانے میں جا کر غسل کیا اور پھر وہ ناشتے کی میز کے گرد پہنچ گئے۔ شوکی اور اس کی ماں پہلے سے وہاں موجود تھیں۔

"آپ کا بے حد شکریہ کہ آپ نے ہماری اس طرح مہمان نوازی کی ہے" ـــــ چوہان نے شوکی کی ماں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس میں شکریے والی کوئی بات نہیں۔ شوکی تو اب آئی ہے ورنہ میں یہاں ایک ملازمہ کے ساتھ اکیلی رہتی ہوں۔ تمہارے آنے سے تو مجھے گھر میں رونق محسوس ہونے لگی ہے" ـــــ شوکی کی ماں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب مسکرا دیئے۔ ناشتے کے بعد انہوں نے شوکی کی ماں سے اجازت لی۔ اور اپنا سامان لے کر گھر سے باہر آ گئے۔ شوکی بھی ان کے ہمراہ تھی۔

"آپ لوگوں کو شاید یقین نہ آئے تو میں بتا دوں کہ رات کو میں جا کر مادام ریکھا اور اس کا اڈہ دیکھ آئی ہوں۔ اس کے ساتھ دو آدمی ہیں۔ ایک ہیلی کاپٹر کے پاس پہرہ دے رہا تھا۔ اور دوسرا ایک اونچی چٹان پر چڑھا ہوا تھا۔ وہاں ایک چٹان پر ایک کیمرہ نما مشین بھی لگی ہوئی ہے۔ جو مسلسل گھوم رہی ہے" شوکی نے باہر آتے ہی کہا۔ اور وہ سب اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے۔ شوکی ان کی توقع سے کہیں زیادہ تیزی دکھا رہی تھی۔

"اوہ۔ پھر تو انہوں نے تمہیں چیک کر لیا ہوگا اور ہو سکتا ہے
کہ وہ تمہارے پیچھے بھی آ گئے ہوں"۔۔۔ تنویر نے بُری طرح
چونکتے ہوئے کہا۔
"تم نے مجھے احمق سمجھ رکھا ہے۔ میں یہاں کے ایک ایک
پتھر ایک ایک چٹان اور ایک ایک راستے سے واقف ہوں۔
میں اس راستے سے وہاں پہنچی تھی کہ مشین مجھے چیک ہی نہیں
کر سکتی۔ پہلے تو میں نے سوچا کہ اکیلی ہی ان کا خاتمہ کر دوں۔
لیکن پھر میں اس لئے رک گئی کہ شاید تم لوگوں نے ان سے کوئی
پوچھ گچھ کرنی ہو"۔۔۔ شوکی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔
اور وہ سب ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئے۔
"اچھا کیا تم نے انہیں چھیڑا نہیں۔ ورنہ تم اکیلی شاید ان پر
قابو نہ پا سکتیں اور تمہاری وجہ سے ہم بھی ان کے ہتھے چڑھ
جاتے"۔۔۔ چوہان نے کہا۔
اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر بے اختیار جھینپ گیا کیونکہ
اس کی بات پر تنویر سمیت سب ساتھیوں کے چہروں پر
معنی خیز مسکراہٹ نمایاں ہو گئی تھی۔
"مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں تو سب کی وجہ سے یہ بات کر رہا تھا"
چوہان نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں اپنی بات کی وضاحت کرنے
کی کوشش کی تو اس بار سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے
اور چوہان اور زیادہ جھینپ گیا۔
"تم سب چوہان کا مذاق اڑا رہے ہو۔ لیکن میں جانتی ہوں

کہ چوہان کا دل میری محبت کا اثر ضرور قبول کرے گا۔ اور تم نے
دیکھا کہ تم میری بات سن کر کٹھوروں کی طرح خاموش رہے۔
جب کہ چوہان کو فوراً ہی میری سلامتی کی فکر لاحق ہو گئی تھی۔ اس
کا مطلب ہے کہ دوستی نے جلد ہی کام دکھانا شروع کر دیا ہے"
شوکی نے بڑے بے باکانہ لہجے میں کہا۔ اور چوہان اور بھی
زیادہ جھینپ گیا۔
"ہمیں معلوم جو تھا کہ ہمدردی کرنے والا موجود ہے۔ اس
لئے ہم خاموش رہے"۔۔۔ نعمانی نے کہا۔۔۔ اور ایک
بار پھر سب بے اختیار ہنس پڑے۔
"میں آئندہ کوئی بات نہ کروں گا۔ تم سب نے خواہ مخواہ
میرا مذاق اڑانا شروع کر دیا ہے"۔۔۔ چوہان نے مصنوعی
غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔
"تم ان کی بجائے مجھ سے بات کیا کرو نا۔ یہ تو تمہاری کیفیات
نہیں سمجھ سکتے۔ صرف میں ہی سمجھ سکتی ہوں"۔۔۔ شوکی اسی
طرح بے باکی سے بات کر رہی تھی۔
"پلیز شوکی۔ اس وقت ہم ڈیوٹی پر ہیں اس لئے ایسی بات نہ
کرو"۔۔۔ چوہان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"اوکے مائی آئیڈیل۔ تم جیسا کہو ویسا ہی ہوگا"۔۔۔ شوکی
نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور سب ہنسنے لگے۔ چوہان واقعی بُری
طرح پھنس کر رہ گیا تھا۔ اور وہ سب اس کی کیفیات سے پوری
طرح محظوظ ہو رہے تھے۔ وہ سب شوکی کی رہنمائی میں قدرتی

سرنگوں اور کریکوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا
رہے تھے۔ تقریباً دو گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد شوکی نے انہیں رکنے
کا اشارہ کیا۔ اور وہ سب رک گئے۔

" آپ لوگ یہاں رکیں میں آگے جا کر چیکنگ کرتی ہوں کہ اس وقت
کیا صورت حال ہے۔ کیونکہ آگے جس سرنگ سے گزرنا ہو گا وہ اس
قدر تنگ ہے کہ تم میں سے کوئی بھی نہ گزر سکے گا"۔۔۔۔ شوکی نے کہا۔
اور پھر تیزی سے اس کریک میں جہاں سے وہ گزر رہی تھی دوڑتی ہوئی
کچھ دور ایک غار کے دہانے میں داخل ہو کر غائب ہو گئی۔ کریک کی
سائیڈوں پر اس قدر اونچی پہاڑیاں تھیں کہ اوپر آسمان ایک پٹی کی
صورت میں ہی نظر آ رہا تھا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد اسی غار کے
دہانے سے شوکی باہر آئی۔ اس کے لباس پر گرد و غبار کی تہہ چڑھی
ہوئی تھی۔ جیسے وہ کسی جگہ زمین پر گھسٹ گھسٹ کر چلتی رہی ہو۔

" وہاں مطلع صاف ہے۔ غار کا دہانہ کھلا ہوا ہے۔ اندر سامان
کے بڑے بڑے تھیلے۔ مشینیں اور ایک فولڈنگ بستر موجود ہے۔
ساتھ والی غار میں وہی دو آدمی گہری نیند سوئے ہوئے ہیں اور وہ
مادام ریکھا اور ہیلی کاپٹر غائب ہے"۔۔۔۔ شوکی نے جلدی جلدی
تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

" وہ صبح ہوتے ہی ہماری تلاش کے لئے گئی ہو گی۔ آؤ یہ موقع
غنیمت ہے"۔۔۔۔ چوہان نے تیز لہجے میں کہا۔

" لیکن اس سرنگ سے تو ہم گزر نہیں سکتے پھر ہمیں کھلی جگہ پر سے
گزرنا ہو گا اور وہ مشین"۔۔۔۔ تنویر نے کہا۔

" جب وہاں مشین کو چیک کرنے والا کوئی نہیں ہے تو خالی مشین
ہمارا کیا بگاڑے گی۔ البتہ ہمیں اس ہیلی کاپٹر کا خیال رکھنا ہو گا"
چوہان نے کہا۔ اور اس کے بعد وہ شوکی کی رہنمائی میں تیزی سے
آگے بڑھنے لگے۔ کریک کے اختتام پر وہ ایک پہاڑی پر چڑھے
اور پھر چٹانیں پھلانگتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد
وہ ایک ایسی جگہ پہنچ گئے تھے جہاں کا ماحول بتا رہا تھا کہ وہاں انسان
رہتے ہیں۔

" وہ غار کہاں ہے۔ جہاں وہ دو آدمی موجود ہیں"۔۔۔۔ تنویر نے
سرگوشی کے سے انداز میں شوکی سے مخاطب ہو کر پوچھا اور شوکی نے
ایک طرف غار کے دہانے کی طرف اشارہ کر دیا تنویر مشین گن ہاتھ
میں پکڑے پنجوں کے بل دوڑتا ہوا اس غار کے دہانے کی طرف بڑھ
گیا۔ جب کہ باقی ساتھی شوکی کے ساتھ دوسری غار کی طرف بڑھے۔
جس کا دہانہ کافی بڑا تھا۔ غار میں واقعی دو آدمی گہری نیند سو رہے
تھے۔ وہاں بند ڈبوں میں کھانے پینے کے سامان کا بھی ایک کافی
بڑا ڈھیر تھا۔ اور ایک طرف پٹرول کے بڑے بڑے ٹن بھی پڑے
تھے۔ یہ بالکل ویسے ہی ٹن تھے جیسے ٹن مادام ریکھا وہاں انہیں زندہ
جلانے کے لئے لے آئی تھی۔ تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے مشین گن
ان سوتے ہوئے افراد کی طرف کی اور ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی
تیز آواز کے ساتھ ہی ان دونوں کے جسموں پر گولیوں کی بارش ہونے
لگ گئی۔ اور وہ دونوں اسی طرح نیند کی حالت میں ہی چند لمحے تڑپ
سکے پھر ساکت ہو گئے۔ تنویر نے ٹریگر سے انگلی ہٹائی اور تیزی

سے غار کے دہانے سے باہر نکل آیا۔ اب اس کا رخ اس بڑی غار کے
دہانے کی طرف تھا۔ ابھی وہ دہانے تک پہنچا ہی تھا کہ اُسے دور سے
ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی اور وہ ٹھٹھک گیا۔ دوسرے لمحے اُسے
دور ایک پہاڑی کے پیچھے سے نکلتا ہوا ہیلی کاپٹر نظر آ گیا۔ وہ بجلی کی
سی تیزی سے غار میں داخل ہو گیا۔

" مادام ریکھا آ رہی ہے۔ وہ جیسے ہی غار میں داخل ہو۔ ہم نے اُسے
قابو کر لینا ہے۔ اور سنو اُسے زندہ پکڑنا ہے۔ میں اُسے عبرتناک
سزا دینا چاہتا ہوں"۔۔۔۔ تنویر نے کہا اور وہ سب شوکی کے ساتھ
ہی سر ہلاتے ہوئے غار کے دہانے کی سائیڈوں میں دیوار سے پشت
لگا کر چوکنے انداز میں کھڑے ہو گئے۔ ہیلی کاپٹر کی آواز اب انہیں قریب
سے سنائی دے رہی تھی۔ پھر کافی دیر بعد قدموں کی آواز ابھری جو
تیزی سے غار کے دہانے کی طرف بڑھتی آ رہی تھی۔ ان سب نے بے
اختیار سانس روک لئے اور چند لمحوں بعد مادام ریکھا غار میں داخل
ہوئی۔ دوسرے لمحے سائیڈ پر کھڑا ہوا چوہان کسی بھوکے عقاب کی طرح
اس پر جھپٹا اور اس نے پلک جھپکنے میں مادام ریکھا کو اٹھا کر انتہائی
بے دردی سے پٹخا۔ مادام ریکھا کے حلق سے زوردار چیخ نکلی۔ لیکن اُسی
لمحے چوہان کی لات گھومی اور اس کے زوردار ضرب مادام ریکھا کی
پسلیوں پر پوری قوت سے پڑی۔ اور مادام ریکھا ایک اور چیخ مار کر
یک لخت زور سے تڑپی اور پھر ساکت ہو گئی۔

" گڈ چوہان۔ تم نے واقعی انتہائی پھرتی دکھائی ہے۔ اب اسے باندھ
لو۔ میں نے دیکھا ہے ساتھ والی غار میں پیٹرول کے ٹن موجود ہیں۔ تاکہ

اسے بھی بالکل اُسی طرح زندہ جلایا جا سکے۔ جس طرح اس نے ہمیں جلانے
کی کوشش کی تھی"۔۔۔۔ تنویر نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ وہ اب غار
میں موجود مشینری کا جائزہ لے رہا تھا۔ پہلے بھی اس نے اندھا دھند
مشینری پر فائر کھول دیا تھا اور وہ اچانک بے ہوش ہو گئے تھے۔ اس
لئے اب وہ دیکھ بھال کر کے ہی فائر کھولنا چاہتا تھا۔ اُسے اندازہ ہو
گیا تھا۔ کہ سائیڈ کی دیوار پر نصب مشین پر فائر کھولنے کے بعد ہی
وہ بے ہوش ہو گئے تھے۔ اس لئے اُسے اُس مشین کی تلاش تھی۔ لیکن
یہاں وہ مشین اُسے کہیں نظر نہ آئی۔

" اوہ۔ اس بیگ میں موجود ڈبے میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں
آ رہی ہیں"۔۔۔۔ اُسی لمحے نعمانی کی آواز سنائی دی وہ کونے میں رکھے
ہوئے تھیلوں کی تلاشی میں مصروف تھا۔

" ڈبہ دکھاؤ"۔۔۔۔ شوکی نے جو چوہان کے ساتھ مل کر مادام ریکھا
کے ہاتھ اس کے عقب میں باندھنے میں مصروف تھی تیزی سے نعمانی
کی طرف بڑھ گئی۔

" اسے باہر جا کر کہیں دور پھینک دو۔ نجانے کیا چیز ہو یہ"۔۔۔۔
تنویر نے کہا اور نعمانی سر ہلاتا ہوا اس ڈبے کو احتیاط سے اٹھائے
باہر کی طرف مڑ گیا۔

" یہ ریز بم ہے۔ ریموٹ کنٹرول سے چارج ہوتا ہے۔ میں نے
اسے دیکھا ہوا ہے"۔۔۔۔ شوکی نے کہا۔ لیکن کسی نے اس کی
بات کا جواب نہ دیا۔ اور نعمانی اُسے اٹھائے غار سے باہر نکل گیا۔

" آپ سب لوگ باہر چلیں۔ اس ریکھا کو بھی اٹھا کر باہر لے چلو۔

یں دہانے میں کھڑا ہو کر اس مشینری کو تباہ کر دوں گا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے
اس کی وجہ سے ہم کہیں دور کسی کی نظروں میں آ رہے ہوں "۔۔۔۔
نعمانی نے کہا۔ اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چوہان نے
جھک کر بے ہوش پڑی مادام ریکھا کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور
غار سے باہر آ گیا۔

" کیا تم واقعی اس کو زندہ جلا دو گے "۔۔۔۔ شوکی نے قدرے
خوفزدہ سے لہجے میں چوہان سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ارے نہیں مس شوکی۔ ہم اتنے ظالم کیسے ہو سکتے ہیں کہ کسی
انسان کو زندہ جلا دیں۔ ہمیں اگر مجبوراً کسی کو ہلاک ہی کرنا پڑتا ہے
تو ہماری کوشش ہوتی ہے کہ اسے آسان اور فوری موت مار
دیں "۔۔۔۔ چوہان نے کہا۔

" لیکن وہ تنویر تو کہہ رہا تھا کہ اسے زندہ جلانا ہے "۔۔۔۔
شوکی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" وہ ایسا ہی آدمی ہے۔ لیکن بہرحال ایسا ہو گا نہیں۔ ابھی تو
ہم نے اس سے پوچھ گچھ کرنی ہے "۔۔۔۔ چوہان نے جواب دیا۔
باہر دھوپ تھی اس لئے وہ اسے لے کر ایک طرف بڑھ گیا جہاں
ایک چھجے دار چٹان نوکیلی صورت میں باہر کو نکلی ہوئی تھی۔ شوکی
اس کے ساتھ ساتھ تھی۔ جب کہ صدیقی تنویر کے ساتھ وہیں غار
کے دہانے کے باہر کھڑا ہوا تھا۔ نعمانی بھی اب واپس آ چکا
تھا۔ پھر فائرنگ کی آوازیں آنی شروع ہو گئیں۔ اس کے ساتھ
ہی غار میں دھماکے ہونے لگے۔

" اسے کسی چٹان سے باندھ دو۔ میں پٹرول لے آتا ہوں "۔۔۔۔
تنویر نے فائرنگ سے فارغ ہو کر ان کے قریب آتے ہوئے کہا۔

" پہلے اس سے پوچھ گچھ تو کر لیں "۔۔۔۔ صدیقی نے کہا جو تنویر
اور نعمانی کے ساتھ وہیں آیا تھا۔

" کیا پوچھنا ہے اس سے "۔۔۔۔ تنویر نے چونک کر پوچھا۔

" اس کے دوسرے اڈے بھی ہوں گے۔ اس بارے میں بھی پوچھ گچھ
ہو سکتی ہے اور سادتو پہاڑی پر موجود لیبارٹری کے بارے میں بھی
ہو سکتی ہے۔ اور لازماً اسے شاگل کی کارکردگی کے بارے میں بھی
علم ہو گا۔ سب کچھ پوچھا جا سکتا ہے "۔۔۔۔ صدیقی نے جواب دیا۔

" لیکن یہ عورت انتہائی ضدی ہے۔ یہ آسانی سے کچھ نہیں اگلے
گی۔ اس لئے میرا خیال ہے اس کے ساتھ باقاعدہ ڈرامہ کھیلا جائے۔
پھر ہی اس کی زبان کھلوائی جا سکتی ہے "۔۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

" ڈرامہ۔ کیسا ڈرامہ "۔۔۔۔ سب نے چونک کر نعمانی کی طرف
دیکھتے ہوئے کہا۔

" اسے اس باہر کو کھلی ہوئی چٹان کے ساتھ الٹا لٹکا دیا جائے۔ نیچے
اس کے ساتھیوں کی دو لاشیں رکھ دی جائیں اور ساتھ ہی پٹرول کے
ٹن۔ تاکہ جب یہ ہوش میں آئے تو اسے یہ منظر نامہ دیکھ کر مکمل یقین ہو
جائے کہ اسے اور اس کے ساتھیوں کو زندہ جلانے کا پورا پروگرام سیٹ
ہے۔ الٹا لٹکنے کی وجہ سے یہ اپنے آپ کو چھڑانے کی بھی کوشش
نہ کر سکے گی۔ اور دوسری بات یہ کہ اسے فوراً سمجھ آ جائے گی کہ ہم نہیں
چاہتے کہ جلنے کی وجہ سے اس کی رسیاں پہلے جل جائیں اس لئے

ہم نے اسے الٹا لٹکایا ہے" ۔۔۔ نعمانی نے باقاعدہ منظر نامہ بتلاتے ہوئے کہا۔

"پھر کیا یہ بول پڑے گی" ۔۔۔ تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"نہ بولے گی تو پٹرول چھڑک کر آگ لگا دیں گے" ۔۔۔ نعمانی نے کہا اور تنویر بے اختیار مسکرا دیا۔ جیسے اس کی دلی خواہش بھی یہی ہو۔

"اگر ڈرامہ ہی کرنا ہے تو پھر مکمل ڈرامہ کیا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ اس طرح اس کی زبان آسانی سے کھل جائے گی" ۔۔۔ چوہان نے کہا۔

"مکمل ڈرامہ ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔ سب نے چونک کر تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمارے تھیلے میں میک اپ کا سامان موجود ہے۔ میرا قد وقامت شاگل جیسا ہے۔ میں شاگل کا میک اپ کر لیتا ہوں۔ تم سب غار میں چھپ جاؤ۔ میں جا کر اسے ہوش میں لاؤں گا۔ اور پھر اسے آزاد کرنے کی بجائے اس سے یہی کہوں گا کہ میں ٹرانسمیٹر پر وزیر اعظم اور اس کے باپ وکرم کو بلا رہا ہوں۔ یہ عورت شاگل سے بے حد حسد کرتی ہے۔ چنانچہ جب شاگل وزیر اعظم اور اس کے باپ کو بلانے کی بات کرے گا تو وہ لازماً شاگل کی منتیں شروع کر دے گی کہ وہ ایسا نہ کرے۔ اس کے بعد شاگل آسانی سے اُس سے سب کچھ اگلوا لے گا۔ اس کے اڈوں کے بارے میں اور سارتو پہاڑی

کی لیبارٹری کے بارے میں اس کے سامنے یہ سب کچھ کھول کر رکھ دے گی" ۔۔۔ چوہان نے کہا۔

"لیکن شاگل تو خود سیکرٹ سروس کا چیف ہے۔ اُسے کیا ضرورت ہے ریکھا سے یہ سب کچھ پوچھنے کی" ۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"اس کے دوسرے اڈوں کے بارے میں تو پوچھ گچھ ہو سکتی ہے" ۔۔۔ چوہان نے کہا۔

"کیا ضرورت ہے اس قدر لمبے چوڑے ڈرامے کرنے کی۔ لٹکاؤ اسے الٹا اور پٹرول چھڑک کر آگ لگا دو۔ اس جیسی بے رحم اور سفاک قاتلہ کا یہی حشر ہونا چاہئے" ۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تنویر۔ یہ کام تو بعد میں بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے اتنی جلدی کی کیا ضرورت ہے۔ ہو سکتا ہے شاگل کے سامنے آنے سے کوئی ایسی بات سامنے آجائے جو ہمارے لئے مفید ثابت ہو" اس بار نعمانی نے کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ یہ بھی کر دیکھو" ۔۔۔ تنویر نے ایسے لہجے میں کہا۔ جیسے بصد مجبوری ایسا کرنے کی اجازت دے رہا ہو۔

"او کے۔ آؤ۔ پہلے اسے اس چٹان کے ساتھ باندھ لیں رسی کافی بڑی ہے" ۔۔۔ چوہان نے کہا۔

"میں اوپر جاتا ہوں تم یہ رسی نیچے سے اوپر پھینکنا میں اسے پکڑ لوں گا پھر باندھ دوں گا اسے چٹان سے" ۔۔۔ نعمانی نے کہا۔ اور تیزی سے چٹان کی عقبی طرف کو بڑھ گیا تاکہ اوپر جا سکے۔ صدیقی

بھی اس کے ساتھ ہی چلا گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد مادام ریکھا اُسی بے ہوشی کے عالم میں چٹان سے الٹا لٹک رہی تھی۔ اس کے ہاتھ ویسے ہی اس کی پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ انہوں نے منظر نامہ مکمل کر دیا۔ اس کے ساتھیوں کی لاشیں اس کے سر کے نیچے ایک دوسرے کے ساتھ رکھ دیں۔ ساتھ ہی پٹرول سے بھرے ہوئے دو ٹن بھی رکھ دیئے۔

" آؤ اب ڈرامے کا دوسرا سین شروع کریں۔ میں شاگل کا میک اپ کر لوں"۔۔۔ چوہان نے کہا اور غار کی طرف مڑ گیا۔

" تمہارا یہ لباس مناسب نہیں رہے گا۔ میں نے دوسری غار میں لباس بھی پڑے دیکھے ہیں وہاں جا کر لباس بدل لو۔ پھر آ کر میک اپ کر لینا"۔۔۔ نعمانی نے کہا اور چوہان سر ہلاتا ہوا دوسری غار کی طرف بڑھ گیا۔ لباس بدل کر وہ بڑی غار میں آیا اور اس کے بعد اس نے اپنے چہرے پر ماسک میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ شوکی واقعی میک اپ کے فن میں ماہر تھی۔ اس نے فائنل ٹچز دیئے۔ اور چوہان واقعی شاگل بن گیا۔ جب باقی ساتھیوں نے بھی تصدیق کر دی کہ وہ بالکل شاگل لگ رہا ہے تو چوہان مسکراتا ہوا غار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ باقی ساتھی دہانے کی سائیڈوں میں چھپ گئے۔ اور اوٹ میں سے باہر دیکھنے لگے۔ اب شاید یہ اتفاق ہی تھا کہ جب چوہان شاگل کے میک اپ میں وہاں پہنچا تو ریکھا ہوش میں آ چکی تھی۔ چوہان اس سے باتیں کرتا رہا۔ پھر تیزی سے مڑ کر واپس غار کی طرف آنے لگا۔ فاصلہ ہونے کی وجہ

سے وہ ان کے درمیان ہونے والی باتیں تو نہ سن سکے۔ البتہ چوہان جب واپس آ رہا تھا تو ریکھا نے اُسے انتہائی منت بھرے انداز میں آوازیں دینی شروع کر دیں۔ لیکن چوہان تیز تیز قدم اٹھاتا غار میں آ گیا۔

" وہ مجھے نہیں پہچان سکی اور وزیر اعظم اور اپنے باپ کی آمد کی بات سن کر انتہائی گھبرا گئی ہے۔ اب میں تھوڑی دیر بعد دوبارہ جاؤں گا اور اُسے بتاؤں گا کہ ٹرانسمیٹر سے رابطہ نہیں ہو سکا۔ پھر میں اس سے ذہنی شطرنج کھیلوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی اہم کلیو سارتو لیبارٹری کے بارے میں مل ہی جائے گا"۔۔۔ چوہان نے اندر آ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

" جلدی سے یہ باتیں ختم کرنا۔ زیادہ لمبی گیم نہ شروع کر دینا"۔ تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ٹھہرو۔ یہ زیرو الیون ڈکٹا فون جیب میں ڈال لو۔ اس طرح ہم یہاں رہ کر بھی تمہارے درمیان ہونے والی باتیں سن سکیں گے"۔ شوکی نے جیب سے ایک چھوٹا سا بٹن نکال کر چوہان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور چوہان نے سر ہلاتے ہوئے بٹن لے کر جیب میں ڈال لیا۔ جب کہ شوکی نے دوسری جیب سے ایک چھوٹا سا ڈبہ نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ چوہان ایک بار پھر غار سے نکل کر ریکھا کی طرف بڑھنے لگا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت ہیلی کاپٹر پر سوار خاصی تیز رفتاری سے سارتو پہاڑی کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ پائلٹ سیٹ پر وہ خود تھا۔ جب کہ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور عقبی سیٹوں پر باقی ساتھی تھے۔ شاکو کو انہوں نے ماکھن سے کافی آگے پڑنے والے ایک اور قصبے کے قریب اتار دیا تھا۔ کیونکہ اب اس کی ضرورت بھی ایک لحاظ سے ختم ہو گئی تھی۔ اب وہ آسانی سے سارتو پہاڑی تک پہنچ سکتے تھے۔ اور راستے میں انہیں روکنے والا بھی کوئی نہ تھا۔

"کیا ہم براہِ راست اس پہاڑی کی چوٹی پر اتریں گے"۔۔۔۔ جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ہو سکتا ہے انہوں نے اس لیبارٹری کی حفاظت کے لئے کوئی ایسا اڈہ بھی بنا رکھا ہو جہاں سے ہیلی کاپٹروں کو چیک کر کے نشانہ بنایا جا سکتا ہو۔ آخر انہیں بھی تو خیال آ سکتا ہے کہ

ہم لوگ ہیلی کاپٹر کے ذریعے براہِ راست پہاڑی پر بھی اتر سکتے ہیں"۔۔ صفدر نے کہا۔

"ہو سکتا نہیں بلکہ یقیناً ہو گا۔ ایسی لیبارٹریوں کی حفاظت کے لئے ایسا انتظام لازمی ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ ہیلی کاپٹر سیکرٹ مروس کا ہے۔ اور اس پر سیکرٹ مروس کا مخصوص نشان بھی بنا ہوا ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ وہ اسے اپنا ہی ہیلی کاپٹر سمجھیں گے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ شاگل کسی طرح اس اڈے تک یہ بات پہنچا دے"۔۔۔۔ اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔ اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ بالکل اس بات کا تو مجھے خیال بھی نہ آیا تھا۔ یہی تو میں بھی سوچ رہا تھا کہ زیادہ سے زیادہ وہ ٹرانسمیٹر پر بات کریں گے اور میں شاگل کے لہجے میں ان کی تسلی کرا دوں گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اب یہ بھی تو معلوم نہیں کہ وہ اڈہ کہاں ہو گا۔ ضروری تو نہیں کہ وہ بالکل سارتو پہاڑی کے قریب ہی ہو"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"اگر ہیلی کاپٹر پہلے چھوڑ دیں تو پھر بھی آگے بڑھنے میں خطرہ موجود ہے۔ وہ پاور ایجنسی کی مادام ریکھا بھی اپنا جال بچھائے موجود ہو گی"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور یک لخت جولیا چونک پڑی۔

"اوہ اوہ۔ تنویر کا گروپ پاور ایجنسی کے خاتمے کے لئے گیا تھا۔ اس کے متعلق پھر کوئی اطلاع ہی نہیں ملی"۔۔۔۔ جولیا نے چونک

کر کہا۔

"یہاں سے ہم ٹرانسمیٹر پر بھی رپورٹ طلب نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس طرح اگر کوئی اڈہ ہوا تو وہ بھی اسے کیچ کرے گا۔ اور سکے ٹھکار ہے۔ اب یہی صورت ہے کہ ہم ہیلی کاپٹر کا رخ ہی اس طرف کو موڑ دیں۔ اس طرح شاگل بھی ہمیں ادھر ہی ڈھونڈھتا رہے گا اور اڈے والے بھی۔ اور ہم دوسری طرف سے تنویر وغیرہ کو ساتھ لے کر آگے بڑھ جائیں گے" ——— عمران نے کہا۔ اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کو نیچے کر کے اُسے اتارنے کے لئے مناسب جگہ کی تلاش شروع کر دی اور تھوڑی دیر بعد مناسب جگہ تلاش کر کے اس نے ہیلی کاپٹر پہاڑیوں کے درمیان اتار دیا۔ اس کے بعد اس نے جیب سے تہہ شدہ نقشہ نکالا اور اُسے کھول کر اس میں سارتو پہاڑی کی اس سمت کو مارک کرنا شروع کیا جدھر سے تنویر اور اس کے ساتھی پاور ایجنسی کی مادام ریکھا کو چیک کرنے گئے تھے۔ مطلوبہ راستہ اور نشانات چیک کر لینے کے بعد اس نے نقشہ جولیا کو دیا اور ہیلی کاپٹر ایک بار پھر فضا میں بلند کرنا شروع کر دیا۔ کافی بلندی پر جا کر اس نے ہیلی کاپٹر کا رخ موڑا اور اُسے اس طرف کو لے جانے لگا جدھر پاور ایجنسی کا مرکز ہو سکتا تھا۔ تقریباً تین گھنٹوں کی مسلسل پرواز کے بعد ہیلی کاپٹر جیسے ہی ایک چوٹی کے پیچھے سے نکل کر آگے بڑھنے لگا۔ جولیا یک لخت چیخ پڑی۔ وہ دوربین آنکھوں سے لگائے نیچے اور ارد گرد کا جائزہ لینے میں مصروف تھی۔

"دائیں طرف دائیں طرف۔ ادھر میں نے ایک ہیلی کاپٹر کی جھلک دیکھی ہے" ——— جولیا نے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم پاور ایجنسی کے مرکز کی رینج میں ہیں" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا اور ہیلی کاپٹر کو دائیں طرف موڑ دیا۔

"کہیں ہم پر نیچے سے میزائل نہ فائر کر دیا جائے" ——— پیچھے بیٹھے صفدر نے کہا۔

"نہیں ہیلی کاپٹر پر سیکرٹ سروس کا نشان موجود ہے۔ اس لئے فوری طور پر کوئی خطرہ نہیں ہے" ——— عمران نے کہا اور ذرا سا آگے جانے کے بعد واقعی انہیں ایک ہیلی کاپٹر کھڑا نظر آنے لگ گیا۔ پھر عمران نے جیسے ہی ہیلی کاپٹر کو گھمایا۔

"ارے ارے۔ وہ دیکھو کسی کو یہاں الٹا لٹکایا گیا ہے" ——— جولیا نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"الٹا لٹکایا گیا ہے۔ کیا مطلب۔ کہیں تم نے دوربین تو الٹی نہیں کر لی" ——— عمران نے چونک کر کہا۔

"اوہ اوہ۔ یہ تو ریکھا ہے۔ مادام ریکھا۔ وہ الٹی لٹک رہی ہے۔ اوہ۔ میں نے اُسے پہچان لیا ہے" ——— جولیا نے چیختے ہوئے کہا۔ جولیا کی بات سن کر عمران سمیت سب کے چہرے شدید حیرت سے بگڑ سے گئے۔ پھر ابھی عمران نے ہیلی کاپٹر ذرا سا آگے بڑھایا تھا کہ یک لخت نیچے سے مشین گن کے شعلے لپکے اور عمران نے انتہائی حیرت انگیز پھرتی سے ہیلی کاپٹر کو گھما کر افقی طرف کو

اٹھا دیا۔ اور پھر اسی طرح اوپر بلندی پر لے جاتا گیا۔ تاکہ وہ مشین گن کی رینج سے باہر ہو جائے۔

" یہ کیا تماشہ ہے۔ مادام دیکھا الٹی لٹکی ہوئی ہے۔ اور ہیلی کاپٹر پر فائرنگ ہو رہی ہے "۔۔۔۔ جولیا نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

" اوہ اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ یہ یقیناً تنویر اور اس کے ساتھیوں کی کارروائی ہوگی۔ انہوں نے مرکز پر قبضہ کر لیا اور ریکھا سے پوچھ گچھ کے لئے اُسے لٹکا دیا ہوگا۔ لیکن اب ہیلی کاپٹر پر سیکرٹ سروس کا نشان دیکھ کر انہوں نے فائر کھول دیا ہوگا "۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے ہیلی کاپٹر کو کافی دور لے جا کر نیچے اتارنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہیلی کاپٹر کو ایک مناسب جگہ پر اتار چکا تھا اور پھر وہ اچھل کر نیچے اترا اور دوڑتا ہوا ایک اونچی چٹان پر چڑھنے لگا۔

" یہ کیا کر رہے ہو۔ وہ فائر کھول دیں گے "۔۔۔۔ جولیا نے نیچے اترتے ہوئے چیخ کر کہا۔ لیکن عمران اُسی رفتار سے اوپر چڑھتا گیا اور پھر چٹان پر چڑھ کر اس نے دو انگلیاں منہ میں ڈالیں اور دوسرے لمحے اس کے منہ سے تیز سیٹی کی آواز نکلی جو پہاڑیوں میں گونجتی چلی گئی۔ وہ رک رک کر اور مخصوص انداز میں سیٹی بجا رہا تھا۔ جولیا اور دوسرے ساتھی حیرت سے اس کا یہ نیا انداز دیکھ اور سُن رہے تھے۔ چند لمحوں بعد دور سے اُسی طرح کی سیٹی کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔ اور پھر رک رک کر بار بار سنائی دینے لگی اور عمران جواب خاموش ہو کر یہ آوازیں سن رہا تھا تیزی سے واپس اترنے لگا۔

" یہ تنویر اور اس کے ساتھی ہی ہیں۔ آؤ ادھر چلیں "۔۔۔۔ عمران نے نیچے اترنے کے بعد کہا۔ اور ایک بار پھر وہ ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گئے۔ دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور تیزی سے اس طرف کو بڑھنے لگا جدھر ان پر فائرنگ ہوئی تھی۔

" یہ کوئی نیا کوڈ تھا "۔۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں تم اسے لوفرانہ کوڈ کہہ سکتے ہو۔ یہ تنویر اور میرا مخصوص کوڈ ہے۔ اس طرح ہم کسی خوب صورت لڑکی کو دیکھ کر سیٹی بجا بجا کر دوسرے کو پیغام دیتے ہیں کہ تم درمیان سے ہٹ جاؤ۔ کیس سمجھے "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اچھا تو تم دونوں لڑکیوں کو دیکھ کر اسی طرح سیٹیاں بجاتے رہتے ہو "۔۔۔۔ جولیا نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

" ہم نے تو آج تک بڑی کوشش کی کہ سیٹی پر کوئی سدھ جائے لیکن سدھنا تو ایک طرف کوئی لڑکی سیٹی کی آواز سن کر رکتی ہی نہیں۔ اس لئے بس سیٹیاں ہی بجاتے رہ جاتے ہیں۔ حاصل وصول کچھ بھی نہیں ہوتا "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر اس جگہ اتارنا شروع کر دیا جدھر پہلے سے ایک ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ اور ابھی وہ ہیلی کاپٹر سے اترے تھے کہ یکلخت ایک چٹان کے پیچھے سے شاگل ہاتھ میں مشین گن اٹھائے اچھل کر ان کے سامنے آ گیا۔ اور وہ سب اس طرح حیرت سے اپنے سامنے کھڑے شاگل کو دیکھنے لگے۔ جیسے انہیں

اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔ ان کے تصور میں بھی نہ تھا کہ وہ تنویر
اس کے ساتھیوں کی بجائے اپنے سامنے شاگل کو کھڑا دیکھیں گے۔

ریکھا آنکھیں بند کئے انتہائی بے بسی کے عالم میں
لٹکی ہوئی تھی۔ کہ اس نے قدموں کی آواز سن کر ایک بار پھر آنکھیں کھول
دیں۔ شاگل ایک بار پھر غار سے نکل کر اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔
"پرائم منسٹر سے رابطہ نہیں ہو رہا۔ وہ کسی اہم اور خفیہ میٹنگ میں
مصروف ہیں۔ لیکن بہرحال ہو جائے گا"۔۔۔۔ شاگل نے قریب آ کر
طنزیہ لہجے میں کہا۔
"پلیز شاگل۔ مجھے معاف کر دو مت بلاؤ میرے والد اور پرائم منسٹر کو
پلیز میں تمہاری منت کرتی ہوں۔ میں کھلے دل سے اعتراف کرتی ہوں
کہ تم مجھ سے زیادہ عقلمند اور زیادہ تجربہ کار ہو۔ یہ واقعی میری انتہائی
حماقت تھی کہ میں نے تمہاری ذہانت کی قدر نہیں کی"۔۔۔۔ ریکھا نے

انتہائی ملتجیانہ لہجے میں کہا۔
"مادام ریکھا ذہانت کے ساتھ ساتھ جب پرائم منسٹر یہاں آئیں
گے تو وہ یہ بھی چیک کریں گے کہ تمہاری غفلت اور لاپرواہی کی وجہ
سے سارتو پہاڑی پر موجود لیبارٹری کا وجود کس طرح خطرے میں پڑ گیا
تھا"۔۔۔۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔
لیکن اس سے پہلے کہ ریکھا کوئی جواب دیتی اچانک کسی نے چیخ کر
شاگل کو بلایا اور شاگل یہ آواز سنتے ہی چیخ کر مڑا اور دوڑتا ہوا غار کی
طرف جانے لگا۔ ریکھا حیرت سے اُسے اس طرح جاتے دیکھتی رہی۔
اتنا تو وہ سمجھ گئی تھی کہ بلانے والا یقیناً شاگل کا کوئی ساتھی ہی ہو گا۔
کیونکہ ظاہر ہے شاگل اکیلا تو یہاں نہ آیا ہو گا۔ لیکن جس انداز میں شاگل
کو بلایا گیا تھا اور جس طرح وہ دوڑتا ہوا گیا تھا اس کی وجہ سے ریکھا
کو حیرت ہوئی تھی۔ شاگل چند لمحے غار میں رہا۔ اور دوسرے لمحے وہ
مشین گن اٹھائے تیزی سے غار سے نکلا اور دوڑتا ہوا دائیں طرف
ایک بڑی چٹان کے پیچھے غائب ہو گیا۔ ریکھا ایک بار پھر چونک پڑی۔
اور پھر اچانک اس کی نظریں آسمان پر اڑتے ہوئے ایک ہیلی کاپٹر
پر پڑیں۔ جس پر سیکرٹ سروس کا واضح نشان نظر آ رہا تھا۔ مگر
دوسرے لمحے مشین گن کی تڑتڑاہٹ سنائی دی۔ اور تقریباً
اُسی چٹان کے پیچھے سے شعلے آسمان کی طرف لپکے جس طرف شاگل
گیا تھا۔ لیکن ہیلی کاپٹر کے پائلٹ نے انتہائی حیرت انگیز انداز
میں ہیلی کاپٹر کو گھمایا اور پھر افقی انداز میں اُسے اوپر اٹھاتا چلا گیا۔
اور پلک جھپکنے میں ہیلی کاپٹر مشین گن کی رینج سے باہر ہو گیا۔ ریکھا

چونکہ الٹی لٹکی ہوئی تھی اس لئے وہ بڑی مشکل سے سر اٹھا کر یہ حیرت انگیز نظارہ دیکھ رہی تھی۔ ہیلی کاپٹر اب اس کی نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔

"یہ ۔۔۔ یہ سیکرٹ سروس کے ہیلی کاپٹر پر فائر کر رہا ہے۔ اس کا کیا مطلب" ۔۔۔ ریکھا نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ چند لمحوں بعد شاگل اس چٹان کے پیچھے سے نمودار ہوا اور ایک بار پھر دوڑتا ہوا اس غار کے اندر جا کر غائب ہو گیا۔

"یہ ہو کیا رہا ہے" ۔۔۔ ریکھا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر حیرت سے جھٹکا کھا گئی۔ کیونکہ اس نے غار میں سے شاگل کے ساتھ تین مردوں اور ایک مقامی عورت کو باہر آتے ہوئے دیکھا اور ان تین مردوں کو دیکھتے ہی اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔ کیونکہ یہ تینوں وہی پاکیشیائی ایجنٹ تھے۔ جنہیں اس نے زندہ جلانے کی ناکام کوشش کی تھی۔ وہ پانچوں تیزی سے قدم اٹھاتے ایک طرف چٹانوں کی طرف دوڑتے ہوئے اس کی نظروں سے غائب ہو گئے۔

"اوہ اوہ۔ تو یہ شاگل ان پاکیشیائی ایجنٹوں سے مل گیا ہے غداری کر رہا ہے کافرستان سے۔ اوہ اوہ" ۔۔۔ ریکھا کے ذہن میں واقعی دھماکے ہونے لگ گئے تھے۔ اُسے الٹا لٹکے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی۔ اس لئے اُسے اپنا جسم سُن اور ذہن ماؤف سا ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اس پر شاگل اور پاکیشیائی ایجنٹوں کو اکٹھا دیکھ کر تو رہی سہی کسر بھی پوری ہو گئی۔

"دیوی بیڈ۔ مجھے اب ہر صورت میں آزاد ہونا چاہیئے" ۔۔۔ ریکھا نے بُری طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کے ہاتھ اس کی پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ اس لئے وہ سوائے جھولنے کے اور کچھ بھی نہ کر سکتی تھی۔ اس نے دونوں پاؤں رسیوں میں اٹکانے کے لئے انہیں حرکت دینے کی کوشش کی۔ لیکن پنڈلیوں پر بندھی ہوئی رسی نے شاید خون کا دوران ہی پیروں کی طرف جانے سے روک دیا تھا کہ وہ باوجود کوشش کے اپنے پیروں کو ذرا سی حرکت ہی نہ دے سکی تھی۔ اسی لمحے اس کے کانوں میں دور سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی۔ اور وہ ایک بار پھر چونک پڑی۔ سیٹی کی آواز رک رک کر اور ایک مخصوص وقفے سے آ رہی تھی۔

"یہ کون سیٹیاں بجا رہا ہے۔ آخر یہاں ہو کیا رہا ہے۔ یہ آخر میں کس طلسم میں پھنس گئی ہوں۔ نئے سے نیا کام ہو رہا ہے" ۔۔۔ ریکھا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور اُسی لمحے اُسے قریب سے سیٹی کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز بھی اُسی طرح رک رک کر اور ایک مخصوص وقفے سے آ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد آوازیں آنی بند ہو گئیں۔ اور ہر طرف خاموشی سی چھا گئی۔ پھر تھوڑی دیر بعد اُس کے کانوں میں ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز اس طرف سے آ رہی تھی جدھر اس کا ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ اس کے دو ہی مطلب ہو سکتے تھے کہ یا تو اس کا ہیلی کاپٹر اڑایا جا رہا تھا۔ یا وہ دوسرا سیکرٹ سروس والا ہیلی کاپٹر وہاں اتر رہا تھا وہ ہونٹ بھینچے خاموش صرف گردن گھما کر ادھر دیکھنے کی کوشش کرتی رہی۔ اب ہیلی کاپٹر کے صرف پنکھے چلنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اور کوئی آواز نہ تھی۔ لیکن تھوڑی دیر بعد اُسے دور سے ایک اونچی آواز سنائی دی۔

اور اس کے جسم کو بے اختیار زوردار جھٹکا لگا ۔ یہ آواز علی عمران کی تھی
"مجھے افسوس ہے چوہان ۔ میں سمجھتا تھا کہ تمہیں میک اپ کرنا
ہے ۔ لیکن تم نے جس گھٹیا انداز میں شاگل کا میک اپ کیا ہے ۔ اس
سے مجھے بے حد مایوسی ہوئی ہے "۔۔۔۔ اور ریکھا کے ذہن میں جیسے
یہ فقرہ پڑا ۔ اس کا ذہن جیسے دھماکے سے پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا ۔ اس
نے اتنی سختی سے اپنے ہونٹ کاٹے کہ اسے ہونٹوں پر خون کا ذائقہ
محسوس ہونے لگ گیا ۔

" اوہ اوہ ۔ تو یہ شاگل نہ تھا ۔ پاکیشیائی ایجنٹ تھا ۔ شاگل کے روپ
میں "۔۔۔۔ ریکھا نے انتہائی مایوسانہ انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔
پھر باتوں کی آوازیں اس طرح سنائی دینے لگیں جیسے بہت سے
لوگ بیک وقت بول رہے ہوں ۔ لیکن الفاظ واضح نہ تھے ۔ اب تک
ریکھا کے ذہن میں امید کی ایک ہلکی سی کرن موجود تھی کہ شاگل اسے صرف
تنگ کر رہا ہے ۔ آخر کار وہ اسے کھول دے گا ۔ لیکن اب اس انکشاف
کے بعد کہ یہ شاگل کی بجائے پاکیشیائی ایجنٹ ہے ۔ اس کی تمام
امیدوں پر اوس پڑ گئی ۔ اب اسے اپنی یقینی موت آنکھوں کے سامنے
نظر آنے لگی تھی ۔ باتوں کی آوازیں اب قریب آتی جا رہی تھیں اور پھر
اس نے شاگل اور اس کے چار ساتھیوں کے ساتھ ساتھ پانچ اور افراد
کو بھی اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا ۔ ان میں سے دو دیوزاد قد و قامت
کے تھے ۔ وہ سب مقامی تھے ۔

"یہ کیا کیا تم نے ۔ اسے الٹا کیوں لٹکا رکھا ہے "۔۔۔۔ ایک نوجوان
نے انتہائی غصیلے لہجے میں دوسروں سے مخاطب ہو کر کہا ۔ اور اس کی

آواز سنتے ہی ریکھا پہچان گئی کہ یہ علی عمران ہے ۔
" یہ انتہائی بے رحم اور سفاک عورت ہے ۔ اس نے ایک انسان کو
واقعی زندہ جلا دیا اور ہمیں بھی زندہ جلانے کی کوشش کی ہے ۔ اس
لئے اسے یہی سزا ملے گی ۔ اس پر پیٹرول چھڑک کر اسے زندہ جلا دیا
جائے گا "۔۔۔۔ ایک لمبے تڑنگے پاکیشیائی ایجنٹ نے سخت لہجے میں کہا ۔
شٹ اپ ۔ کیا تم اب اخلاقی طور پر اس قدر گھٹیا ہو گئے ہو کہ ایک
عورت کے ساتھ اس قدر گھٹیا سلوک کرنے پر تل گئے ہو ۔ اتار دو اسے
نیچے "۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا ۔
سنو ۔ میں اس گروپ کا انچارج ہوں ۔ سمجھے ۔ یہاں جو کچھ بھی ہو
گا میرے حکم سے ہو گا ۔ تم میرے اختیارات میں مداخلت نہیں کر
سکتے "۔۔۔۔ اسی آدمی نے عمران سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا ۔
" تنویر ۔ کیا تم واقعی اخلاقی طور پر اس حد تک گر گئے ہو ۔ میں حکم دیتی
ہوں کہ اسے نیچے اتارا جائے ۔ دشمنی اور اختلافات اپنی جگہ ۔ لیکن میں
اس حد تک غیر اخلاقی حرکت کی اجازت نہیں دے سکتی "۔۔۔۔ عمران
کے ساتھ آنے والی مقامی عورت نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا اس
دوہ آدمی جسے تنویر کہا گیا تھا ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا ۔
چند لمحوں بعد ایک دیوزاد آدمی نے اسے ہاتھوں پر سنبھالا اور
اسے اس طرح دونوں ہاتھوں پر اٹھا لیا جیسے بچے کسی کھلونے کو اٹھاتے
ہیں ۔
اس کے پیروں اور ہاتھوں کی رسیاں بھی کھول دو "۔۔۔۔ عمران
نے کہا اور اس کے ایک ساتھی نے آگے بڑھ کر اس کے پیروں اور

عقب میں بندھے ہوئے ہاتھوں کی رسیاں بھی کھول دیں۔ اور
اکٹھا کردہ سب غار کی طرف چل پڑے۔

" مجھے اتار دو۔ میں اب چل سکتی ہوں "۔۔۔۔ ریکھا نے اس
سے کہا اور اس نے اُسے نیچے اتار دیا۔ ایک لمحے کے لئے تو ا
قدم لڑکھڑائے۔ مگر دوسرے لمحے اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا
میں داخل ہو کر اس کے ہونٹ اور زیادہ بھنچ گئے۔ غار میں موجود تم
مشینری تباہ کر دی گئی تھی۔

" ہاں تو مس ریکھا۔ اب تم یہ بتا دو کہ تمہارے اور مرکز کہاں
ہیں "۔۔۔۔ عمران نے غار میں داخل ہوتے ہی ریکھا سے مخاطب

" اب بتانے کا کیا فائدہ۔ تمہیں روکنے کے لئے میں نے یہ
قائم کئے تھے۔ لیکن ان مراکز کے باوجود تم صحیح سلامت یہاں تک
جانے میں کامیاب ہو گئے ہو۔ اور ویسے بھی اب میرا رابطہ ان سے
ہو سکتا۔ کیونکہ تمہارے ساتھیوں نے تمام مشینری تباہ کر دی
ریکھا نے ایک طرف زمین پر ہی بیٹھتے ہوئے کہا۔ کیونکہ مسلسل الٹا
کی وجہ سے وہ بُری طرح تھک گئی تھی۔

" اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ سیکرٹ سروس کے نشان د
کا بیڑہ کام دکھا گیا۔ مجھے شاگل نے بتایا تھا کہ سادتو پہاڑی کی حفا
کے لئے ایک ہوائی اڈہ قائم کیا گیا ہے۔ میں نے بڑی کوشش
کہ لیبارٹری تباہ کرنے سے پہلے اُسے ڈھونڈ نکالوں۔ لیکن
مجھے کہیں نظر نہیں آیا "۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کک۔۔۔ کک۔۔۔ کیا مطلب۔ کیا تم نے لیبارٹری تباہ

۔۔۔۔ ریکھا نے ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کا دماغ
عمران کی یہ بات سن کر ہی بھک سے اڑ گیا تھا۔

" وہاں سے فارغ ہو کر ہی تو یہاں آیا ہوں۔ اور شکر کرو کہ وقت پر
پہنچ گیا ہوں۔ ورنہ تنویر جس طرح تم پر غصہ کھائے ہوئے تھا اس نے
واقعی تمہیں زندہ جلا دینا تھا "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ایسا تو ہونا ہی ناممکن ہے۔ ٹوچی اڈہ
تباہ کئے بغیر تو تم لیبارٹری تک پہنچ ہی نہ سکتے تھے۔ اور لیبارٹری تو
قطعی طور پر بم پروف ہے۔ اُسے تو کسی صورت تباہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔
نہیں۔ تم غلط کہہ رہے ہو۔ بلف کر رہے ہو "۔۔۔۔ مادام ریکھا نے
ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" دیکھا چوہان۔ تم خواہ مخواہ شاگل کی اداکاری کے چکر میں پڑے رہے۔
اصل میں تمہیں تجربہ ہی نہیں کہ کسی عورت سے کوئی راز کیسے اگلوایا جاتا
ہے۔ اب دیکھو مادام ریکھا نے کس طرح یہ اطمینان سے بتا دیا ہے کہ
ہوائی اڈہ ٹوچی نامی پہاڑی پر قائم کیا گیا ہے اور دوسری بات یہ کہ
لیبارٹری کو مکمل طور پر بم پروف بنایا گیا ہے "۔۔۔۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

" تمہیں عورتوں سے راز اگلوانے کا تجربہ کیسے حاصل ہو گیا ہے "۔۔۔۔
چوہان نے یکلخت کاٹ کھانے والے لہجے میں پوچھا۔

" اس معاملے میں میری استاد بوڑھی اور ادھیڑ عمر عورتیں ہیں۔ وہ
بڑی آسانی سے دوسری عورتوں سے راز اگلوا لیتی ہیں کہ آدمی کو حیرت
ہوتی ہے "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عورتیں اگلوالیتی ہوں گی تم تو عورت نہیں ہو" ——— جولیانے
طرح سخت لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ ہمیں بھی تو وہ نسخہ بتائیے" ——— صفدر نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"بڑا آسان سا نسخہ ہے۔ یہ بوڑھی عورتیں کیا کرتی ہیں کہ جس
کوئی بات پوچھنی ہو۔ اس کے سامنے اس بات سے بھی آگے کی
کر دی۔ نتیجہ یہ کہ وہ عورت فوراً اس بات کی تردید کرنے کی غرض
اصل بات آؤٹ کر دیتی ہے۔ اور اُسے احساس تک نہیں ہوتا۔
ہاں اسے آگے لگ کر بات کرنا کہتے ہیں۔ اب دیکھو میں نے ریکھا
صرف اتنا کہا ہے کہ میں نے لیبارٹری تباہ بھی کر دی ہے۔ لیکن
اڈہ مجھے نظر نہیں آیا۔ ظاہر ہے یہ آگے کی بات تھی۔ چنانچہ ریکھا
فوراً جواب دیا۔ کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ٹوچی اڈہ تباہ کئے بغیر لیبارٹری
تباہ ہو جائے۔ اور پھر وہ بھی مکمل طور پر بم پروف۔ اس طرح یہ بات
سامنے آگئی ناں۔ ورنہ تم چاہے اسے زندہ بھی جلا دیتے یہ اصل
بات سامنے نہ لاتی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ریکھا
بُری طرح ہونٹ چبانے شروع کر دیئے۔ واقعی اس سے حماقت
گئی تھی۔ اس نے ٹوچی اڈہ کہہ کر اڈے کا محل وقوع بتا دیا تھا
اُسے اب اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ وہ ٹوچی اڈہ کہنے کی بجائے
صرف اڈہ بھی تو کہہ سکتی تھی۔ لیکن عمران نے بات ہی ایسی کی
کہ بے اختیار اس کے منہ سے سب کچھ نکل گیا تھا۔

"تم جو چاہے کر لو تم لیبارٹری تباہ نہیں کر سکتے کبھی نہیں

سکتے" ——— ریکھا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ لوگ تمہیں زندہ جلا کر ضائع کر دینا چاہتے تھے۔ لیکن میں تمہیں
ضائع نہیں کروں گا مادام ریکھا۔ بلکہ تم سے بھرپور فائدہ اٹھاؤں گا۔
لطف تو اس وقت ہی آتا ہے جب وہ لوگ جو کسی چیز کی حفاظت
کے لئے تعینات کئے گئے ہوں۔ وہی خود اپنے ہاتھوں سے اس چیز
کو تباہ کر دیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ چاہے تم میرے ساتھ جو سلوک بھی کر دو۔
میں اپنے ملک سے غداری نہیں کر سکتی" ——— ریکھا نے بڑے مضبوط
لہجے میں کہا۔

"یہ بعد کی بات ہے۔ فی الحال اگر تم وعدہ کرو کہ کوئی شرارت کرنے
کی کوشش نہ کرو گی تو میں تمہیں اپنے ساتھ رکھ سکتا ہوں۔ ورنہ
دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ میں تمہیں تنویر اور اس کے ساتھیوں
کے حوالے کر دوں۔ اور خود آگے بڑھ جاؤں۔ اس کے بعد تنویر
اور اس کا گروپ تمہارے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ یہ ان کے
ساتھ تمہارے کئے گئے حسن سلوک پر مبنی ہے" ——— عمران نے
یک لخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں وعدہ کرتی ہوں کوئی شرارت نہ کروں گی" ——— ریکھا نے
فوراً ہی وعدہ کرتے ہوئے کہا۔ ویسے اُسے دل ہی دل میں اس
احمق عمران پر ہنسی بھی آ رہی تھی۔ جو اس سے صرف وعدہ لے کر مطمئن
ہو رہا تھا۔ وہ تو بس کوئی موقع تلاش کرنا چاہتی تھی۔ اس کے بعد
وہ ان سب کا کیا حشر کرے گی یہ تو وہی جانتی تھی۔ لیکن اس وقت

واقعی وہ بے بس ہو چکی تھی۔ اس لئے ظاہر ہے وعدہ کئے بغیر چارہ نہ تھا۔

" اور کے۔ جوانا۔ مادام ریکھا کو ساتھ والی غار میں لے جاؤ۔ تاکہ ہم ذرا آئندہ کی پلاننگ کر سکیں " ——— عمران نے اس دیو زاد آدمی سے مخاطب ہو کر کہا جو اسے اٹھا کر لے آیا تھا۔

" آؤ " ——— جوانا نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ریکھا خاموشی سے اس کے آگے آگے دہانے کی طرف چل پڑی۔ لیکن اندر سے اس کا دل مسرت کی وجہ سے بلیوں اچھلنے لگا تھا۔ کہ اسے قدرت خود کو ایک سنہری موقع مہیا کر رہی تھی۔ ساتھ والی غار میں ایک خفیہ سرنگ موجود تھی اور وہ آسانی سے اس سرنگ کی مدد سے اس جگہ جا نکلتی جہاں قریب ہی اس کا ہیلی کاپٹر موجود تھا۔

" میں غار میں جاتی ہوں تم باہر ٹھہرنا۔ ورنہ تم اس طرح میرے سر پر چڑھے رہو تو مجھے الجھن ہو گی۔ ویسے تم بے شک اندر جا کر جائزہ لے لو۔ کہ کوئی ایسی چیز تو موجود نہیں ہے۔ جس سے میں تمہیں یا کسی کو نقصان پہنچا سکوں " ——— چھوٹی غار کے دہانے پر پہنچ کر ریکھا نے اپنے پیچھے آنے والے دیو قامت جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ظاہر ہے میں چیک تو کر دوں گا۔ لیکن اس کے باوجود اگر تمہارے ذہن میں کوئی حرکت کرنے کا خیال ہو تو اسے ذہن سے نکال دو۔ میں ایسے معاملات میں تنویر سے بھی زیادہ بے رحم واقع ہوا ہوں " ——— اس آدمی جوانا نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ لیکن ریکھا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور غار کے اندر جا کر ایک طرف زمین

پر اس طرح لیٹ گئی جیسے بری طرح تھک جانے کی وجہ سے وہ اب سونا چاہتی ہو۔ اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ لیکن پلکوں کی جھریوں سے وہ جوانا کو مسلسل دیکھ رہی تھی۔ جو غار میں موجود مختلف چیزوں کا جائزہ لینے میں مصروف تھا۔ لیکن ریکھا کو معلوم تھا کہ وہ خفیہ سرنگ کا دہانہ تلاش نہ کر سکے گا۔ کیونکہ اس نے اسے خود ہی پتھر سے بند کرایا تھا۔ اور وہ اب سرسری نظروں سے نظر نہ آسکتا تھا۔ چند لمحوں بعد جوانا خاموشی سے چلتا ہوا غار سے باہر نکل گیا۔ ریکھا چونکہ پہلے سے پلاننگ کر چکی تھی۔ اس لئے وہ جان بوجھ کر غار کے اندر ایسی جگہ لیٹی تھی جہاں سے غار کے اندر آئے بغیر اسے دیکھا نہ جا سکتا تھا۔ اور دہانہ بھی اسی طرف کو تھا۔ وہ کچھ دیر تو اسی طرح لیٹی رہی۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جوانا کچھ دیر بعد دوبارہ اندر ضرور جھانکے گا۔ کیونکہ انسانی نفسیات بھی یہی تھی اور واقعی دس منٹ بعد جوانا اچانک اندر آیا۔ لیکن ریکھا اسی طرح آنکھیں بند کئے پہلو کے بل لیٹی ہوئی تھی۔ چنانچہ چند لمحے رک کر جوانا باہر چلا گیا اور ریکھا بجلی کی سی تیزی سے اٹھی اور پھر بلی کی طرح انتہائی محتاط انداز میں چلتی ہوئی وہ اس سرنگ کے دہانے کے قریب پہنچ گئی۔ دوسرے لمحے اس نے انتہائی احتیاط سے پتھر ہٹایا اور پھر کسی سانپ کی طرح اس تنگ سی سرنگ کے اندر رینگتی چلی گئی۔ سرنگ خاصی تنگ تھی۔ لیکن بہرحال اتنا ضرور تھا کہ وہ آسانی سے اس کے اندر رینگ کر آگے بڑھ سکتی تھی۔ جب پہلی بار یہ سرنگ اس نے دیکھی تھی تو وہ خود ہی اسے کراس کر کے دوسری طرف گئی تھی تاکہ اس غار کو اپنا مرکز بنانے سے پہلے اس بارے میں مکمل جائزہ

لے سکے۔ وہ خاصی تیزی سے رینگتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ اس کی
کہنیاں بُری طرح چھل گئیں۔ لیکن اس وقت مسئلہ اس کی جان بچانے
کا تھا۔ اس لئے بغیر کسی چیز کی پرواہ کئے وہ آگے بڑھتی چلی ہی گئی۔
سرنگ آگے جاکر گھوم گئی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کا اختتام ایک
کھلی جگہ پر ہوا۔ اور ریکھا نے سرنگ کے دوسرے دہانے سے نکل کر
ایک لمحے کے لئے کھڑے ہو کر زور زور سے سانس لئے۔ اور پھر
تیزی سے اس طرف کو بڑھ گئی۔ جدھر اس کا ہیلی کاپٹر موجود تھا وہ اب
یہی دعا کر رہی تھی کہ عمران نے وہاں اپنا کوئی ساتھی نہ کھڑا کر دیا ہو۔
لیکن وہاں پہنچ کر اس کا دل ایک بار پھر مسرت سے بلیوں اچھل پڑا۔
کہ وہاں کوئی پہرہ دار موجود نہ تھا۔ وہ زمین پر رینگ کر تیزی سے
اپنے ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچی اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر اس پر
سوار ہو گئی۔ اب مسئلہ تھا اسے اڑانے کا۔ اُسے معلوم تھا کہ جیسے
ہی ہیلی کاپٹر کے پنکھے چلے۔ غار کے باہر موجود جوانا چونک پڑے گا۔
اور چونکہ فاصلہ کچھ زیادہ نہ تھا۔ اس لئے جب تک کہ انجن اپنی پوری
طاقت پکڑے وہ آسانی سے یہاں تک پہنچ سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے
ایک اور ترکیب استعمال کی۔ اس کے ہیلی کاپٹر میں ایسا نظام موجود
تھا کہ رفتار کو یک لخت ڈبل کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے
انجن سٹارٹ کرنے کے ساتھ ہی سوئچ دبا کر رفتار ڈبل کر دی۔ اور
چند لمحوں میں انجن پوری رفتار پر آ گیا۔ دوسرے لمحے اس نے ہیلی کاپٹر
کو فضا میں بلند کیا اور پھر اُسے انتہائی رفتار سے اوپر اٹھاتی چلی گئی۔
کافی بلندی پر لے جاکر اس نے اُسے موڑا۔ اور پھر اُسی طرح ڈبل

رفتار پر اڑاتی ہوئی اپنے ایک اور مرکز کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ چونکہ اس
کی پوری توجہ ہیلی کاپٹر چلانے پر مبذول تھی۔ اس لئے وہ نیچے نہ
دیکھ سکی کہ جوانا اور عمران کا کیا ردعمل ہوا ہے۔ لیکن اب وہ پوری
طرح مطمئن تھی۔ کہ وہ ان کے چنگل سے زندہ اور صحیح سلامت نکل آنے
میں کامیاب ہو گئی ہے۔ گو اُسے معلوم تھا کہ دوسرا ہیلی کاپٹر وہاں
موجود ہے۔ لیکن چونکہ اس کی رفتار ڈبل تھی۔ اس لئے جب تک وہ
فضا میں بلند ہوتا وہ کافی فاصلہ طے کر سکتی تھی۔ اور ایک بار اپنے
مرکز میں پہنچنے کے بعد وہ آسانی سے ان کا مقابلہ بھی کر سکتی تھی اس
نے اب یہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ اپنے دوسرے مرکز پر پہنچ کر اپنے
ساتھیوں کی مدد سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو انہی پہاڑیوں
میں اس طرح گھیرے گی کہ انہیں کہیں جائے پناہ ہی نہ مل سکے گی۔

شاگل کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے ۔ وہ اس وقت کاشی کے ساتھ ٹوچی پہاڑی پر بنے ہوئے ایئر ڈیفنس اڈے میں موجود تھا ۔ سارے راستے اُسے عمران کا ہیلی کاپٹر نظر نہ آیا تھا اور راستے میں ٹرانسمیٹر پر بھی اڈے کے کمانڈر آتمارام نے اُسے یہی بتایا تھا کہ اور کوئی ہیلی کاپٹر ان کے راڈار پر نظر ہی نہیں آیا ۔ اور اب بھی اس کے سامنے موجود کمانڈر آتمارام کا یہی اصرار تھا کہ انہوں نے شاگل کی کال ملنے کے بعد مکمل چیکنگ کی ہے ، لیکن کوئی ہیلی کاپٹر اس طرف آیا ہی نہیں ۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ اگر وہ لوگ راستے میں کہیں اتر جاتے تب بھی ہیلی کاپٹر تو ہمیں دکھائی دے جاتا" ـــــ شاگل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"باس ۔ ہو سکتا ہے انہیں کسی طرح علم ہو گیا ہو کہ اڈے والے

ان کی تاڑ میں ہیں تو انہوں نے ہیلی کاپٹر کہیں اتار کر یا تو اُسے تباہ کر دیا ہو یا پتھروں سے ڈھک کر چھپا دیا ہو" ـــــ کاشی نے کہا ۔

" انہیں الہام تو نہیں ہو جاتا تھا ۔ وہ یقیناً کسی اور راستے سے نکل گئے ہیں ۔ اوہ اوہ ۔ اب بات سمجھ میں آ رہی ہے ۔ وہ یقیناً پادر ایجنسی کی طرف نکل گئے ہوں گے ۔ ان کا ایک گروپ ادھر گیا تھا ۔ ہو سکتا ہے انہوں نے ٹرانسمیٹر کال دے کر کوئی ایسی بات کی ہو ۔ جس پر انہیں فوری طور پر ادھر جانا پڑ گیا ہو ۔ بس یہی ایک صورت ہے کہ وہ ٹوچی اڈے کے راڈار کی رینج میں نہ آ سکے ہوں ۔ لانگ رینج ٹرانسمیٹر لے آؤ کمانڈر ۔ اب مجھے ریکھا سے بات کرنی پڑے گی" شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے انداز میں کہا ۔

" ابھی لے آتا ہوں جناب" ـــــ کمانڈر آتمارام نے کہا اور تیزی سے مڑ کر اس خیمے سے باہر نکل گیا ۔ یہاں ایک پیچھے دار جگہ پر تین خیمے لگے ہوئے تھے ۔ جب کہ راڈار اور ایئر کرافٹ گنیں وغیرہ اوپر پہاڑی پر چاروں طرف فٹ کی گئی تھیں ۔ ایک بڑا خیمہ آپریشن روم تھا ۔ وہاں ایسی مشینری موجود تھی جس کی مدد سے وہ چوٹی پر لگی ہوئی تمام مشینری کو اس خیمے میں بیٹھے بیٹھے آپریٹ کر سکتے تھے ۔ تین جنگی ہیلی کاپٹر ایک سائیڈ پر موجود تھے ۔ ان میں پائلٹ ہر وقت موجود رہتے تھے ۔ ایک خیمہ کمانڈر آتمارام کے لئے مخصوص تھا ۔ جب کہ دوسرے بڑے خیمے میں اڈے میں موجود دوسرے لوگ سوتے تھے ۔ چونکہ یہاں شفٹوں میں کام ہوتا تھا ۔ اس لئے خیمے میں زیادہ بھیڑ نہ ہو سکتی تھی ۔ اور سب اپنی اپنی شفٹ میں آرام کر سکتے تھے ۔ شاگل

اور کاشی کمانڈر آمارام کے خیمے میں فولڈنگ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے
تھے۔ جب کہ ان کے ساتھ آنے والے سیکرٹ سروس کے چار
مسلح افراد کو شاگل وہیں ہیلی کاپٹر میں ہی چھوڑ آیا تھا۔ چند لمحوں بعد
کمانڈر آمارام ایک مخصوص ساخت کا لانگ رینج ٹرانسمیٹر اٹھائے
اندر داخل ہوا۔ اور اس نے ٹرانسمیٹر درمیانی فولڈنگ میز پر رکھ دیا
اور خود تیسری کرسی پر کاشی کے ساتھ بیٹھ گیا۔ شاگل نے اس پر
مادام ریکھا کی مخصوص فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر
دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ شاگل کالنگ مادام ریکھا اوور"۔۔۔ بار بار بٹن پریس
کر کے اس نے کال دینی شروع کر دی۔

"یس۔ ریکھا اٹنڈنگ یو اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد مادام ریکھا
کی آواز سنائی دی۔

"مادام ریکھا۔ میں فوجی اڈے سے بول رہا ہوں۔ عمران اور اس
کے ساتھی تمہاری طرف تو نہیں پہنچے۔ اوور"۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"مسٹر شاگل۔ تمہاری کارکردگی انتہائی مایوس کن ہے۔ تمہاری
وجہ سے میرے دو انتہائی قیمتی اڈے بھی تباہ ہو گئے ہیں۔ اور
مجھے بھی انتہائی مشکل سے اپنی جان بچا کر یہاں دوسرے مرکز پر آنا
پڑا ہے۔ اور یہ سب کچھ صرف اور صرف تمہاری ناقص اور مایوس
کن کارکردگی کی وجہ سے ہوا ہے اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے
مادام ریکھا نے انتہائی غصیلے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"جو میں پوچھ رہا ہوں وہ بتاؤ۔ تم کیا کر رہی ہو اور کیا نہیں۔

اس سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے اوور"۔۔۔ شاگل نے بھی انتہائی
غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیسے تعلق نہیں ہے۔ تم سے عمران سنبھالا نہیں جا سکتا تھا۔
تو پہلے بتا دینا تھا۔ وہ تمہیں چکمہ دیتا ہوا آخر کار مجھ تک پہنچ گیا۔
مجھے چونکہ اعتماد تھا کہ تم اسے کور کر لو گے اس لئے اس کی اچانک
آمد کی وجہ سے میرا بے حد نقصان ہو گیا۔ لیکن اب بہر حال میں اسے
زندہ بچ کر نہ جانے دوں گی۔ کسی صورت میں بھی اور کسی قیمت پر
بھی اوور"۔۔۔ مادام ریکھا نے چیختے ہوئے کہا۔

"تو میرا خیال درست نکلا کہ عمران بجائے سانڈو پہاڑی کی
طرف جانے کے تمہاری طرف پہنچ گیا۔ اس کے وہ ساتھی جو پہلے
گروپ کی صورت میں تمہاری طرف آئے تھے اور جن کی میں نے
تمہیں اطلاع بھی دی تھی ان کا کیا ہوا ہے اوور"۔۔۔ شاگل نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ میں تمہیں رپورٹ دینے کی پابند نہیں ہوں اوور اینڈ
آل"۔۔۔ دوسری طرف سے انتہائی کرخت لہجے میں کہا گیا اور
اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"اس لڑکی کو ضرورت سے زیادہ غلط فہمی ہو گئی ہے۔ اب مجھے
اس کے دماغ کے کیڑے بھی جھاڑنے ہی پڑیں گے"۔۔۔ شاگل نے
ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔
کمانڈر آمارام کے سامنے ریکھا نے جو رویہ اختیار کیا تھا اس
نے شاگل کے دل میں آگ لگا دی تھی۔

"اب کیا حکم ہے جناب" ـــــ کمانڈر آتمارام نے کہا۔

"تم اسی طرح چوکنے رہو۔ میں اب اپنے ساتھیوں سمیت سارتو پہاڑی کے دامن میں اس طرف کو کیمپ لگاؤں گا جس طرف پاور ایجنسی کے مراکز ہیں۔ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ عمران اس ریکھا کے بس کا روگ نہیں ہے۔ وہ اسے ختم کر کے لازماً اسی طرف سے لیبارٹری تک پہنچے گا۔ اور وہاں میں اس کے استقبال کے لئے موجود ہوں گا" ـــــ شاگل نے کہا۔ اور کمانڈر آتمارام اثبات میں سر ہلا کر خیمے سے باہر نکل گیا۔

"لیکن باس۔ ہو سکتا ہے وہ ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر براہِ راست لیبارٹری پر ہی پہنچ جائیں اور ہم نیچے ان کا انتظار ہی کرتے رہیں" کاشی نے کہا۔

"نانسنس۔ کبھی تو عقل کی بات کیا کرو۔ ہیلی کاپٹر جیسے ہی لیبارٹری پر پہنچے گا وہ ٹوچی اڈے کے راڈار میں آجائے گا۔ اور پھر یہاں موجود آٹومیٹک ایئر کرافٹ گنیں ایک لمحے میں ہیلی کاپٹر کے پرزے اڑا دیں گی۔ اور مجھے یقین ہے کہ اگر پہلے عمران کو اس ٹوچی اڈے کا علم نہ ہوگا تو اب اس ریکھا سے ضرور ہو گیا ہوگا۔ وہ دوسروں سے اپنے مطلب کی باتیں اگلوا لینے کا ماہر ہے" ـــــ شاگل نے کہا۔

"اوہ باس۔ پھر تو وہ پہلے اس اڈے کو تباہ کرنے کی سوچے گا۔ وہ پہلے یہاں آئے گا" ـــــ کاشی نے چونک کر کہا۔

"نہیں۔ وہ ایسے فضول کاموں میں وقت ضائع نہیں کیا کرتا۔

ٹوچی اڈہ صرف ہوا میں اڑنے والے ہیلی کاپٹروں اور جہازوں کو چیک کر سکتا ہے۔ زمین پر اور چٹانوں کی اوٹ میں چلنے والے انسان اس کی رینج سے باہر ہیں۔ اس لئے اسے اڈے کے بارے میں جیسے ہی معلوم ہوگا وہ ایسی پلاننگ بنائے گا کہ جس سے وہ اڈے کی چیکنگ سے بچ کر لیبارٹری تک پہنچ سکے اور اب چونکہ یہ معلوم ہو گیا ہے کہ وہ سارتو پہاڑی کی شمالی سمت میں موجود ہیں۔ اس لئے وہ ادھر سے ہی آئیں گے اور ہم وہاں پہلے سے ان کے استقبال کے لئے موجود ہوں گے" ـــــ شاگل نے جواب میں پوری تقریر کر ڈالی۔

"باس اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں ایک تجویز پیش کروں" ـــ کاشی نے قدرے ہچکچاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"تجویز ـــــ کیسی تجویز۔ کھل کر بات کرو" ـــــ شاگل نے چونک کر کہا۔

"باس۔ کیوں نہ ہم ایئر ہیڈ کوارٹر سے ماؤنٹن ویو چیکنگ اینڈ فائرنگ سسٹم منگوا کر اسے سارتو پہاڑی کی شمالی سمت کسی مناسب جگہ پر نصب کر دیں۔ اس طرح ہمیں وہاں جانے اور ان سے لڑنے کی بھی ضرورت نہ رہے گی۔ ہم یہیں رہ کر ہی ان کو نہ صرف آسانی سے چیک کر لیں گے بلکہ ان کے درمیان ہونے والی باتیں بھی سن سکیں گے اور ان پر فائر بھی کر سکیں گے اور انہیں چونکہ اس کا سرے سے علم ہی نہ ہوگا اور نہ ہی وہ اس تک پہنچ سکیں گے۔ اس لئے وہ یقینی موت سے دوچار ہو جائیں گے" ـــــ

کاشی نے کہا تو شاگل بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"تم ایم۔ڈی۔سی ویو سسٹم کی بات کر رہی ہو۔اوہ اوہ۔میں نے اس کے متعلق سنا ہوا تو ہے۔کہ اس جدید سسٹم سے کسی بھی پہاڑی کو ناقابل عبور بنایا جا سکتا ہے۔فوج میں ماؤنٹین ڈویژن اسے استعمال کرتا ہے۔کیا تم اس کی تفصیلات جانتی ہو"۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔میں نے تو اس کی باقاعدہ ایکریمیا جا کر ٹریننگ لی ہوئی ہے۔یہ ایک جدید ترین دفاعی سسٹم ہے۔یہ ٹی۔وی کے ڈش انٹینا کی طرح کا ہوتا ہے۔جس کے اندر انتہائی دور مار دس ریوالونگ گنیں نصب ہوتی ہیں۔جو کمپیوٹر کنٹرولڈ ہوتی ہیں اور ان کی مار تقریباً چار کلو میٹر تک ہوتی ہے اور اس میں ایسے نصب ہوتے ہیں جو آوازوں کی لہروں کو جذب کر لیتے ہیں۔یہ وائر لیس کنٹرول چارجر سے چلتا ہے۔آپ اگر اسے لیبارٹری کے نیچے کسی بھی چٹان پر اس طرح فٹ کر دیں کہ گھومتی ہوئی گنیں نیچے گہرائی تک مار کر سکیں تو وہ سارا علاقہ آسمان سمیت چار کلو میٹر کے فاصلے تک اس کی رینج میں آجائے گا۔اس کے ریسیونگ سیٹ پر موجود سکرین پر ہم اس کی رینج کو یہاں بیٹھے چیک کرتے رہیں گے اور ان کے درمیان ہونے والی باتیں بھی سن سکیں گے۔پھر جب ہم چاہیں گے ہم کمپیوٹر کو فائر کرنے کا آرڈر دے دیں گے اور دوسرے لمحے چاہے وہ ایک ہزار افراد ہی کیوں نہ ہوں ایک لمحے میں ہلاک ہو جائیں گے۔اور اگر وہ ہیلی کاپٹر پر آئیں

گے۔تب ہی ان پر فائر کھولا جا سکتا ہے اور چونکہ یہ انتہائی بلندی پر نصب ہو گا اس لئے نیچے سے نہ اسے دیکھا جا سکے گا اور نہ اس پر فائر کیا جا سکے گا"۔۔۔ کاشی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ کاشی ویری گڈ۔یہ واقعی فول پروف انتظام ہے۔میں ابھی اسے منگواتا ہوں اور پھر ہیلی کاپٹر پر جا کر ہم اسے کسی مناسب جگہ پر فٹ بھی کر دیں گے۔پھر میں دیکھوں گا یہ عمران اور اس کے ساتھی کس طرح بچ کر لیبارٹری تک پہنچتے ہیں۔ادھر نوچی اڈہ اور ادھر یہ حفاظتی آلہ۔دونوں مل کر عمران کے لئے موت کا جال ہی ثابت ہوں گے"۔۔۔ شاگل نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا خیمے سے باہر نکل گیا۔اس کے چہرے پر بے پناہ مسرت اور یقینی کامیابی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"ریکھا صرف تمہاری وجہ سے زندہ نکل جانے میں کامیاب ہوئی ہے" ---- تنویر نے عمران پر آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"چلو کوئی بات نہیں۔ کسی شریف آدمی کا گھر ہی بس جائے گا" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کے دوسرے مراکز بھی موجود ہیں۔ وہ لازماً اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس آئے گی۔ اس لئے ہمیں فوراً یہاں سے ہٹ جانا چاہیئے" ---- جولیا نے کہا۔ وہ بھی تنویر سے آنکھیں چرا رہی تھی۔ کیونکہ تنویر تو عمران کے خلاف ڈٹ گیا تھا مگر جولیا نے عمران کی حمایت کر کے ریکھا کو رہائی دلائی تھی۔ جوانا بھی ایک طرف ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا تھا۔ وہ ہیلی کاپٹر کے پنکھے چلنے کی آواز سن کر اس کی طرف بھاگا ضرور تھا۔ لیکن جب تک وہ وہاں پہنچا ہیلی کاپٹر کافی بلندی پر پہنچ چکا تھا۔ ہیلی کاپٹر کی آواز سن کر

عمران اور دوسرے لوگ بھی غار سے باہر آگئے تھے اور پھر جب وہ اس چھوٹی غار میں گئے تب انہیں پتہ چلا کہ وہاں ایک پتلی سی خفیہ سرنگ بھی موجود تھی۔ جو اس سے پہلے نظر نہ آئی تھی۔ ریکھا اسی سرنگ کی مدد سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ اور اب وہ دوبارہ اسی غار میں آ کر بیٹھے ہوئے تھے۔

"اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ ہاں تو مس شوکی۔ آپ سارتو پہاڑی تک جانے کے اس خفیہ راستے کے متعلق بتا رہی تھیں" ---- عمران شوکی سے مخاطب ہو گیا۔ ہیلی کاپٹر کی آواز سن کر باہر جانے سے پہلے وہ شوکی کے ساتھ نقشہ پر جھکا اس راستے کے بارے میں تفصیلات پوچھ رہا تھا۔ جس کے متعلق شوکی نے دعویٰ کیا تھا کہ یہاں سے کسی کی نظروں میں آئے بغیر وہ سارتو پہاڑی تک ان کو آسانی سے پہنچا سکتی ہے۔ عمران کو جب شوکی کے بارے میں تفصیلات کا پتہ چلا کہ شوکی اسی علاقے میں پلی بڑھی ہے اور یہاں کے راستوں سے بخوبی واقف ہے تو اس نے مسرت کا اظہار کیا تھا۔ شوکی بھی سمجھ گئی تھی کہ عمران ہی اس سارے گینگ کا رنگ لیڈر ہے۔ اس لئے وہ بھی اس سے مکمل تعاون کر رہی تھی۔

"ہاں۔ یہ دیکھو یہاں سے ایک کریک دائیں طرف تقریباً چار کلو میٹر تک سیدھا چلا جاتا ہے۔ اس کے بعد ختم ہوتا ہے۔ لیکن اس کے اختتام سے پہلے ہی ایک بڑی سرنگ ہے۔ وہاں سے ہم آسانی سے درشن پہاڑی کے اندر تک پہنچ سکتے ہیں" ---- شوکی نے میز پر کھلے ہوئے نقشے پر انگلی سے نشان لگاتے ہوئے کہا۔ باقی ساتھی

خاموشی سے ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سن رہے تھے۔ اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد ان دونوں نے نقشے سے سر اٹھایا تو نقشے پر سرخ رنگ کی پنسل سے ایک لمبی لکیر ٹیڑھے میڑھے انداز میں لگی ہوئی اس طرح نظر آ رہی تھی جیسے نقشے پر سرخ رنگ کے داغ چھوڑنے والا کوئی کیڑا رینگتا رہا ہو۔

" اب صرف مسئلہ اتنا رہ گیا ہے کہ مادام ریکھا کے دوسرے کیمپ کیا اسی راستے پر پڑتے ہیں یا اس سے ہٹ کر ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ یہ کیمپ اسی راستے پر ہی ہوں گے۔ کیونکہ یہ سمت پاور ایجنسی کے کنٹرول میں ہے۔ جب کہ دوسری سمت جس طرف سے ہم آئے ہیں ادھر شاگل کا کنٹرول ہے"۔ صفدر نے کہا۔

" لیکن اگر کیمپ ہوں بھی سہی تو ہم اس خفیہ راستے سے آسانی سے ان کی نظروں میں آئے بغیر نکل سکتے ہیں"۔۔۔۔ شوکی نے کہا۔

" محترمہ شوکی۔ یہ اس قدر طویل فاصلہ ہے کہ اگر ہم پیدل چلتے رہے تو یقیناً ہمیں سارتو پہاڑی تک پہنچتے پہنچتے ایک ہفتہ لگ جائے گا۔ اس لئے میں سوچ رہا ہوں کہ کیوں نہ اس ہیلی کاپٹر کو استعمال کیا جائے۔ اور جہاں تک ممکن ہو سکے اس ہیلی کاپٹر میں جایا جائے اس کے بعد آگے پیدل چل پڑیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" لیکن ایک ہیلی کاپٹر میں ہم اتنے سارے افراد کیسے سوار ہو سکتے ہیں"۔۔۔۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اگر آپ چاہیں تو واپس میری بستی تک چلے چلیں۔ وہاں سے میں آسانی سے ایسے تیز رفتار خچروں کا بندوبست کر سکتی ہوں جو ہمیں جلد از جلد وہاں تک پہنچا دیں گے"۔۔۔۔ شوکی نے کہا۔

" لیکن سرنگوں میں خچر کیسے سفر کریں گے"۔۔۔۔ جولیا نے کہا اور شوکی نے اس طرح سر ہلایا جیسے یہ بات واقعی اس کے ذہن میں پہلے نہ آئی ہو۔

" اس ریکھا کی وجہ سے شاگل کو یقیناً اس بات کا علم ہو گیا ہو گا۔ کہ ہم ادھر پہنچ گئے ہیں اور اب ادھر سے ہی سارتو پہاڑی تک پہنچیں گے۔ اس لئے وہ بھی یقیناً اپنے گروپ کو لے کر ہمیں ادھر ہی تلاش کرے گا۔ اس لئے میں سوچ رہا ہوں کہ ہم کسی ایسی سمت سے آگے بڑھیں جو اس سے قطعی مختلف ہو"۔۔۔۔ عمران نے سوچنے کے سے انداز میں کہا۔

" لیکن پھر تو ہمیں انتہائی طویل چکر کاٹنا پڑے گا۔ اس میں تو ہفتے تو چھوڑ کئی ماہ بھی لگ سکتے ہیں"۔۔۔۔ شوکی نے کہا۔

" سوچنے کی اصل بات یہ ہے کہ بفرض محال ہم سارتو پہاڑی تک پہنچ بھی جاتے ہیں تو پھر ہم اس لیبارٹری کو کیسے تباہ کریں گے یہ لیبارٹری پہاڑی کی چوٹی پر بنی ہوئی ہے اور ہر طرف سے بند ہے۔ اور نیچے سے پہاڑی اس قدر دشوار گزار ہے کہ اوپر تک جانے کا کوئی راستہ ہی نہیں اور پھر لیبارٹری بم پروف بھی ہے۔ اور اگر ہیلی کاپٹر پر جایا جائے تو پھر ہم یقیناً ان کے اڈے کی نظروں میں آ جائیں گے اور وہ ہمیں آسانی سے مار گرائیں گے"۔۔۔۔ جوہان

نے کہا۔

"یہ بعد کی بات ہے چوہان، اور پلاننگ میں کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی ایسی کمزوری بہرحال موجود ہوتی ہے جس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اور ابھی تو ہم نے صرف لیبارٹری کا نام ہی سنا ہے اسے دیکھا تو ہے نہیں۔ اس لئے اس بارے میں اس وقت سوچنا فضول رہے گا۔ اس وقت تو مسئلہ شاگل، ڈوجی اڈے اور مادام ریکھا کے مراکز سے بچ کر اور جلد از جلد سارتو پہاڑی تک پہنچنے کا درپیش ہے"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ سب باتیں تم ہی سوچ سکتے ہو۔ انوکھی ترکیبیں سوچنا تمہارا ہی کام ہے۔ ورنہ ہمارے ذہن کے مطابق تو ہمیں مس شوگی کے بتائے ہوئے راستے پر چل پڑنا چاہیے۔ بعد میں جو ہوگا دیکھا جائے گا"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"او کے ٹھیک ہے۔ فی الحال یہاں سے تو روانہ ہوں۔ ہیلی کاپٹر ہمیں یہیں چھوڑنا ہوگا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے یہ ریکھا کے کسی مرکز کی رینج میں آجائے۔ اور ہمیں پتہ بھی نہ چل سکے۔ اور ریکھا نے ہیلی کاپٹر اڑانے میں ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں ہچکچانا"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر دوسری غار میں موجود بند ڈبوں میں پیک کھانے پینے کے سامان کے علاوہ پانی کی بوتلیں اور ضروری اسلحہ لے لیا گیا۔ اور وہ سب اپنی اپنی پشت پر تھیلے باندھے اور ہاتھوں میں مشین گنیں لئے شوگی کی رہنمائی میں اس مرکز سے نکل کر سارتو پہاڑی کی

طرف روانہ ہو گئے۔

شوگی واقعی بہترین گائیڈ ثابت ہو رہی تھی۔ اور وہ مسلسل کھلے آسمان کے نیچے سے گزرنے کی بجائے سرنگوں اور کمیکوں میں سفر کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ جولیا اور شوگی کے درمیان گاڑھی چھننے لگ گئی تھی۔ اس لئے وہ دونوں سب سے آگے تھیں۔ جب کہ باقی ساتھی ان کے عقب میں تھے۔

"مبارک ہو چوہان۔ بس یہ مشن مکمل ہوتے ہی تمہارا بینڈ باجہ بجوا دیتے ہیں"۔۔۔ عمران نے چوہان کے قریب پہنچ کر سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب پلیز مجھے فی الحال بینڈ باجے بجوانے کا کوئی شوق نہیں ہے"۔۔۔ چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے تو کیا اس وقت بینڈ باجہ بجواؤ گے جب بینڈ باجے کی آوازیں سننے سے ہی محروم ہو چکے ہو گے"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور چوہان بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"پہلے آپ کا بینڈ باجہ بجے گا پھر ہی کسی اور کا نمبر آئے گا"۔۔۔ چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ آہستہ بولو۔ تنویر نے سن لیا تو وہ ابھی مشین گن سے باجہ بجانا شروع کر دے گا"۔۔۔ عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور چوہان ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"یہ کس بات پر ہنسا جا رہا ہے"۔۔۔ ان کے پیچھے آنے والے صفدر نے آگے بڑھتے ہوئے پوچھا۔

"میں چوہان کو مبارک دے رہا تھا۔ کہ اس نے آخر کار تنگ آ کر خود ہی اپنے بینڈ باجے کا بندوبست کر لیا ہے۔ ورنہ وہ تمہارا چیف تو خود بھی شاید خود رو پودے کی طرح زمین سے پیدا ہوا ہے۔ اور اسی طرح اکیلا ہی زمین میں گھس جائے گا۔ نہ وہ خود اپنا بینڈ باجہ بجواتا ہے، اور نہ تم لوگوں گا" ــــ عمران نے کہا۔

"ہمارے بینڈ باجے تو ایک ہی صورت میں بج سکتے ہیں۔ کہ ہم سیکرٹ سروس چھوڑ دیں۔ اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں" ــ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پہلے ہی سیکرٹ سروس کتنی بڑھی ہے کہ تم اُسے چھوڑنے کا سوچ رہے ہو۔ یار ملک کی آبادی کو دیکھو کتنی بڑھ گئی ہے۔ اور تمہارے چیف نے ابھی تک اپنی سروس میں ایک ممبر کا بھی اضافہ نہیں کیا۔ وہی چار درویش جو شروع سے چلے آ رہے ہیں۔ وہی گھسٹ رہے ہیں" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو آپ کا مطلب ہے کہ آبادی کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ سیکرٹ سروس میں بھی بھرتی جاری رہے" ــــ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بھرتی ــــ ہونہہ۔ وہ نجانے تم لوگوں کو کس دل سے تنخواہ دیتا ہے۔ اس کا بس چلے تو الٹا تم سے رقم لے کر خزانے میں جمع کراتا رہے۔ ایک نمبر کنجوس ہے تمہارا چیف۔ پیسے پیسے پر جان دینے والا۔ وہ بھرتی کرے گا" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور اس بار صفدر کے ساتھ ساتھ چوہان بھی ہنس پڑا۔

"آپ ہی اُسے کنجوس کہتے رہتے ہیں۔ ہمارے ساتھ تو اس نے کبھی حساب ہی نہیں کیا" ــــ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"حساب تو جب کرے جب کچھ دے بھی سہی" ــــ عمران نے کہا اور وہ دونوں ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"ہمیں تو ہماری ڈیمانڈ سے بھی زیادہ مل جاتا ہے" ــــ اس بار چوہان نے کہا۔

"خاک ملتا ہے۔ چند ہزار روپے تنخواہ۔ اتنی تنخواہ تو آج کل خاکروب بھی نہیں لیتا" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو ہمارے اخراجات ہی کیا ہیں۔ فلیٹ۔ فون۔ گاڑی۔ پٹرول، خوراک، لباس سب کچھ تو فری ہے۔ تنخواہ تو بس بینک کے کھاتوں میں پڑی سڑتی رہتی ہے" ــــ صفدر نے کہا۔

"اس لئے تو کہہ رہا ہوں کہ اُسے سڑنے سے بچانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ خرچہ بڑھا لو۔ جیسے چوہان نے خرچہ بڑھانے کا سکوپ بنا لیا ہے۔ اس طرح سیکرٹ سروس کی آبادی بھی بڑھتی رہے گی۔ اور تمہاری تنخواہیں بھی سڑنے سے بچ جائیں گی" ــــ عمران نے کہا۔

"یہ نسخہ آپ کیوں استعمال نہیں کرتے" ــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تو تیار ہوں۔ بس تنویر کو منا لو۔ کہ وہ بہن کی ڈولی دینے پر تیار ہو جائے" ــــ عمران نے کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"میرا نام کس سلسلے میں لیا جا رہا ہے"۔۔۔ پیچھے سے تنویر نے آگے بڑھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے کسی نیک کام کے لئے ہی لیا جا رہا ہو گا۔ بہن کی ڈولی دینا نیکی میں ہی شمار ہوتا ہے۔ کیوں صفدر"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کس بہن کی بات کر رہے ہو"۔۔۔ تنویر نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے ہاں۔ اب تو دو ہو گئیں۔ شوکی بھی تو موجود ہے۔ چلو ڈبل نیکی کا سکوپ بن گیا"۔۔۔ عمران بھلا کہاں پیچھے رہنے والا تھا۔

"بکواس مت کرو۔ تمہیں سوائے اس بھانڈپن کے اور آتا ہی کیا ہے"۔۔۔ تنویر نے انتہائی درشت لہجے میں کہا۔

"ارے۔ مجھ میں کوئی کوالٹی ہوتی تو اب تک تم ہاتھ جوڑ کر مجھے سہرا باندھ چکے ہوتے"۔۔۔ عمران نے کہا۔ مگر تنویر اُسے کوئی جواب دیئے بغیر تیز تیز قدم اٹھاتا سب سے آگے جانے والی شوکی اور جولیا کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"ارے ارے۔ ابھی نہیں۔ مشن تو مکمل ہو جانے دو۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے"۔۔۔ عمران نے کہا مگر تنویر سنی ان سنی کرتا ہوا آگے بڑھتا ہی چلا گیا۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ شوکی اور جولیا تک پہنچتا اچانک وہ دونوں تیزی سے مڑیں اور انہوں نے اس طرح ہاتھ اٹھائے جیسے

ان سب کو رکنے کا اشارہ کر رہی ہوں۔ اور وہ سب بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئے۔

"آگے کچھ لوگ موجود ہیں"۔۔۔ شوکی نے تیزی سے واپس آتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ سرگوشیانہ تھا۔

"کتنا آگے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"اس کریک کا اختتام ایک چھوٹے سے درہ میں ہوتا ہے۔ اس کے بعد ہم نے ایک اور سرنگ میں سفر کرنا ہے۔ اس درے کے باہر سے آوازیں آ رہی ہیں۔ یوں لگ رہا ہے جیسے آدمی وہاں موجود ہوں"۔۔۔ شوکی نے کہا اور پھر جولیا نے بھی اس کی بات کی تصدیق کر دی۔

"اوکے۔ محتاط ہو کر آگے بڑھو۔ اور درے کے قریب رک جاؤ۔ میں خود آگے جا کر جائزہ لوں گا"۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ اب وہ انتہائی محتاط انداز میں آگے بڑھ رہے تھے۔ ہاتھوں میں موجود مشین گنیں فائرنگ کرنے کے لئے تیار تھیں۔ عمران درے کے قریب جا کر رک گیا۔ واقعی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دے رہی تھی۔ کوئی آدمی دوسرے سے کہہ رہا تھا۔

"مادام ریکھا نے خود تو سارا تو پہاڑی کے دامن میں کیمپ لگا لیا ہے۔ مگر ہمیں یہاں چھوڑ گئی ہیں۔ میری سمجھ میں تو ان کا مقصد نہیں آیا"۔

"مادام کا خیال ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی اگر اس راستے

پر آئے تو یہاں سے وہ مغرب کی طرف گھوم کر سارتو پہاڑی کے مغرب
کی طرف جا سکتے ہیں۔ اور سارتو پہاڑی کی غربی طرف ہی ایسی جگہ ہے
جہاں چیکنگ ممکن نہیں ہے۔ پہاڑی اس طرف سے انتہائی سیدھی
اور افقی چٹانوں پر مشتمل ہے۔ اس لئے اس نے ہمیں یہاں رکنے کا
حکم دیا ہے" ۔۔۔۔ دوسری آواز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اگر واقعی ایسا ہی ہے تو پھر عمران اور اس کے ساتھی اس غربی
سمت جا کر کیا کریں گے۔ کیا انہوں نے وہاں جا کر پکنک منانی ہے"
پہلی آواز نے کہا
"میں نے بھی یہی سوال مادام سے کیا تھا۔ پتہ ہے مادام نے کیا
جواب دیا ہے" ۔۔۔۔ دوسری آواز سنائی دی۔
"تم بتاؤ گے تو معلوم ہو گا ویسے کیسے معلوم ہو جائے گا" ۔۔۔ پہلے
آدمی نے ہنستے ہوئے کہا۔
"مادام نے کہا ہے کہ عمران ناممکن کو ممکن بنا لینا جانتا ہے۔ اور
مغربی طرف ایک ایسے غار کی نشاندہی ہو چکی ہے۔ جو کافی بلندی پر
واقع ایک چٹان پر ہے۔ اگر عمران اس غار تک پہنچ گیا تو پھر وہ انتہائی
خفیہ طریقے سے لیبارٹری تک بھی پہنچ سکتا ہے۔ ویسے تو یہ غار اس
قدر بلندی پر ہے کہ وہاں سوائے ہیلی کاپٹر کی مدد کے آدمی پہنچ ہی
نہیں سکتا۔ لیکن مادام کو پھر بھی خطرہ ہے" ۔۔۔۔ دوسرے آدمی
نے کہا۔
"تو پھر یہ عمران انسان کی بجائے کوئی پرندہ ہی ہو سکتا ہے۔
کہ وہ بغیر ہیلی کاپٹر کی مدد کے اڑتا ہوا اس غار تک پہنچ جائے۔"

ویسے مادام پہلے اس عمران سے اس قدر خائف نہ تھیں جتنا اب خائف
نظر آتی ہیں" ۔۔۔ پہلی آواز نے کہا۔
"بہر حال وہ چیف ہیں۔ اس لئے ہم سے بہتر سمجھ سکتی ہیں۔ آؤ
اب ذرا گھوم پھر لیں۔ کافی آرام کر لیا ہے" ۔۔۔ دوسرے آدمی
نے کہا۔ اور اسی لمحے عمران نے پیچھے مڑ کر اپنے ساتھیوں کو اشارہ
کیا۔ اور مشین گن کاندھے سے لٹکا کر اس نے جیب سے سائیلنسر
لگا ریوالور نکالا اور درے کی دوسری طرف نکل گیا۔
"خبردار" ۔۔۔ عمران کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے
ساتھ ہی انسانی چیخیں سنائی دیں اور پھر خاموشی چھا گئی۔ سب لوگ
جب اس درے کی دوسری طرف آ گئے تو انہوں نے دو آدمیوں کو
پہلو کے بل ایک چٹان پر پڑے تڑپتے ہوئے دیکھا۔ عمران جھک کر ان
کی ایک طرف گری ہوئی مشین گنیں اکٹھی کر رہا تھا۔ وہ دونوں بری
طرح تڑپنے کے ساتھ ساتھ کراہ رہے تھے۔ گولیوں کے سوراخ ان کے
سینوں پر نظر آ رہے تھے۔ اور جب تک وہ سب ان کے قریب پہنچے
وہ ساکت ہو چکے تھے۔
"یہ تو مر گئے ہیں" ۔۔۔ صفدر نے قریب جا کر انہیں دیکھتے ہوئے
کہا۔
"خاصے طاقتور تھے۔ کہ دل پر گولیاں کھا کر اتنا تڑپ گئے" ۔۔۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"ان کے دوسرے ساتھی بھی یہیں قریب ہی ہوں گے۔ یہ صرف دو
آدمی اکیلے نہیں ہو سکتے" ۔۔۔ جوہان نے کہا۔

" آدمی کیا پورا کیمپ ہوگا۔ بہرحال اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہمیں سارتو پہاڑی کے مغرب کی طرف ہی جانا ہے۔ یہ سمت کسی صورت محفوظ نہیں ہے۔ مادام ریکھا یقیناً وہاں ہمارے استقبال کے لئے پوری طرح تیار ہوگی"۔۔۔ عمران نے کہا۔

" لیکن مغربی طرف جانے کے لئے ہمیں طویل چکر کاٹنا پڑے گا" شوکی نے کہا۔

" مغربی طرف جانے والے راستے میں کہیں کوئی آبادی بھی ہے یا نہیں"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" ہاں۔ ایک بڑا قصبہ ہے۔ کشام نامی قصبہ ہے۔ وہ راستے میں آتا ہے"۔۔۔ شوکی نے جواب دیا۔

" وہاں سے خچر مل جائیں تو ہمارا سفر زیادہ تیز رفتاری سے طے ہو سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے مل جائیں گے۔ میرا چچا وہاں رہتا ہے۔ وہ ہماری مدد خوشی سے کرے گا۔ بشرطیکہ ہم اُسے یہ بتائیں کہ ہم کافرستان حکومت کے آدمی ہیں"۔۔۔ شوکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" وہ تو ظاہر ہے ہم ہیں۔ ہمیں تو خچر چاہئیں۔ لوگ تو گدھوں کے لئے باپ بدل لیتے ہیں۔ ہم ملک نہیں بدل سکتے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور شوکی ہنس پڑی۔ اور تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔

عمران کے اشارے پر باقی سب افراد اس کے پیچھے چل پڑے۔ چونکہ اب وہ سارتو پہاڑی کی طرف جانے والے راستے سے یکسر ہٹ چکے تھے۔ اس لئے اب انہیں چھپ کر جانے کی ضرورت نہ رہی تھی۔

تقریباً تین گھنٹوں کے مسلسل اور تیز سفر کے بعد وہ کشام نامی قصبے کے قریب پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے۔ کاشی نے انہیں وہیں روکا اور اکیلی ہی قصبے کی طرف بڑھ گئی تاکہ اپنے چچا سے مل کر حالات کا جائزہ لے سکے۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد کاشی واپس آتی دکھائی دی تو اس کے ساتھ ایک ادھیڑ عمر لیکن مضبوط جثے کا پہاڑی آدمی بھی تھا۔ شوکی نے دور سے اس طرح ہاتھ ہلایا جیسے وہ کہہ رہی ہو کہ اس آدمی سے چھپنے کی ضرورت نہیں ہے۔

" یہ لڑکی ہمیں کہیں پھنسوا نہ دے"۔۔۔ چوہان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" ہمارا تو پتہ نہیں۔ بہرحال تمہیں تو اس نے پھنسا ہی لیا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور چوہان بے اختیار جھینپ کر رہ گیا۔ تھوڑی دیر بعد کاشی اس آدمی سمیت ان کے پاس پہنچ گئی۔

" یہ میرا چچا ٹھاکر راجندر سنگھ ہیں۔ اور چچا یہ کافرستان حکومت کے وہ لوگ ہیں جن کا ذکر میں نے آپ سے کیا ہے"۔۔۔ کاشی نے اپنے چچا کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

" مجھے کاشی نے بتایا ہے کہ تم لوگ سارتو پہاڑی پر جانا چاہتے ہو۔ اور وہاں ملک دشمنوں کا قبضہ ہے۔ اس پہاڑی پر جا کر تم کیا کرو گے۔ اور ملک دشمنوں نے وہاں کیوں قبضہ کر رکھا ہے وہ تو ویران اور بنجر پہاڑی ہے"۔۔۔ ٹھاکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ٹھاکر صاحب۔ حکومت نے پہاڑی کے اوپر ایک خفیہ لیبارٹری

قائم کی ہوئی تھی۔ اور دشمنوں نے اس لیبارٹری کا گھیراؤ کر رکھا ہے وہ لیبارٹری کے اندر تو نہیں جا سکتے۔ لیکن کسی دوسرے کو بھی نہیں جانے دے رہے۔ اور بظاہر انہوں نے کافرستانی آدمیوں کا روپ دھار رکھا ہے۔ لیکن ہیں وہ ملک دشمن۔ چنانچہ حکومت نے یہ کام ہمیں سونپا ہے۔ کہ ہم کسی طرح ان کی نظروں سے بچ کر اس لیبارٹری تک پہنچ جائیں اور وہاں موجود ایک انتہائی اہم سائنسدان کو ان دشمنوں کی نظروں سے بچا کر نکال لائیں۔ کیونکہ یہ لوگ اُسی سائنسدان کو اغوا کرنا چاہتے ہیں" ——— عمران نے ٹھاکر کو ایک نئی کہانی سناتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ یہ بات ہے۔ تو پھر میں تمہاری واقعی مدد کروں گا" ——— ٹھاکر نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

" لیکن چچا وہ ملک دشمن بے حد ہوشیار لوگ ہیں۔ انہیں کسی طرح بھی ہمارے متعلق پتہ نہ لگنا چاہئے" ——— شوکی نے کہا۔

" تم فکر نہ کرو شکنتلا بیٹی۔ میری ساری عمر ان پہاڑوں میں گزر گئی ہے۔ میں اس سارتو پہاڑی کی چوٹی تک جانے کے ایسے ایسے راستے جانتا ہوں کہ شاید وہاں رہنے والے جانور بھی نہ جانتے ہوں گے۔ آؤ میرے ساتھ" ——— ٹھاکر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

تھوڑی دیر بعد عمران اور اس کے ساتھی ٹھاکر کے خاصے بڑے مکان کے ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ٹھاکر نے انہیں خچر مہیا کرنے کے وعدے کے ساتھ ساتھ یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ وہ ان کے ساتھ ایک ایسا آدمی بھی بھیجے گا جو انہیں انتہائی کم وقت میں

سارتو پہاڑی کی مغربی سمت پہاڑی کے دامن تک پہنچا دے گا۔

" آپ نے کہا تھا کہ آپ ایسے راستے جانتے ہیں۔ جن سے ہم کسی کی نظروں میں آئے بغیر چوٹی تک پہنچ سکتے ہیں" ——— عمران نے کہا۔

" ہاں۔ لیکن تم لوگ ان راستوں پر سفر نہ کر سکو گے وہ انتہائی دشوار گزار ہیں۔ وہاں قدم قدم پر موت انسان پر جھپٹتی ہے اور تمہارے ساتھ تو عورتیں بھی ہیں اور تم شہری لوگ ہو" ——— ٹھاکر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" آپ ان راستوں کی نشاندہی نقشے پر کر سکتے ہیں" ——— عمران نے کہا۔

" نقشے پر۔ نہیں۔ نقشے پر وہ راستے کہاں نظر آ سکتے ہیں۔ وہ تو صرف ہم جیسے لوگوں کو علم ہو سکتا ہے۔ جن کی پوری عمر انہی پہاڑیوں میں ہی گزر گئی ہو" ——— ٹھاکر نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ہمیں بتایا گیا ہے کہ مغربی سمت کافی بلندی پر ایک غار ہے جو پہاڑی کے اندر ہی اندر لیبارٹری تک پہنچ جاتا ہے" ——— عمران نے کہا۔

" ہاں ہے۔ ہم مقامی زبان میں اسے راس مور کا غار کہتے ہیں۔ راس مور ایک پہاڑی چیونٹی کا نام ہے۔ جو پہاڑ کے اندر راستہ بنا کر چلتی ہے۔ لیکن وہ غار تو دامن سے کافی بلندی پر ہے۔ اور پھر وہ اس قدر تنگ اور حبس زدہ ہے کہ اس کے اندر تو سفر کرنا ہی انتہائی مشکل ہے۔ البتہ ایک اور غار ہے اس طرف۔

لیکن وہ کچھ دور جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ وہ کافی وسیع اور کشادہ غار ہے"۔ ٹھاکر نے جواب دیا۔

" یہ راس مور غار کیا سیدھا اوپر جاتا ہے یا چکر لگاتا ہوا جاتا ہے اور اس میں ہوا کہاں سے داخل ہوتی ہو گی"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"راس مور غار قدرت کا ایک عجوبہ ہے۔ یہ پوری پہاڑی کے گرد باقاعدہ چکر کھاتا ہوا اوپر جاتا ہے۔ جیسے پہاڑی پر چڑھنے کے لئے چکردار راستے بنائے جاتے ہیں۔ جب یہ گھومتا ہوا پہاڑی کی سائیڈوں پر جاتا ہے تو وہاں سوراخوں میں سے ہوا اندر داخل ہوتی ہے"۔۔۔ ٹھاکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ راستہ چوٹی پر جا کر نکلتا ہو گا"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" جی ہاں۔ چوٹی کے عین درمیان میں۔ لیکن اب تو تم کہہ رہے تھے کہ وہاں کوئی لیبارٹری بن چکی ہے۔ پھر تو یہ راستہ بند ہو چکا ہو گا"۔۔۔ ٹھاکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ ظاہر ہے"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک ملازم نما آدمی نے اندر آ کر ٹھاکر سے کوئی بات کی تو ٹھاکر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" خچر آ گئے ہیں۔ لیکن میں نے آپ سب کے لئے کھانا تیار کرایا ہے۔ آپ کھانا کھا کر جائیں"۔۔۔ ٹھاکر نے کہا۔ اور پھر شوکی نے بھی اصرار کیا تو عمران مجبوراً کھانا تیار ہونے اور کھانے تک رکنے پر رضامند ہو گیا۔

کھانا اسی بڑے کمرے میں ہی دری پر بٹھا کر انہیں دیا گیا۔ کھانا

سادہ اور پہاڑی علاقے کی روایات کے مطابق تھا۔ اور ویسے بھی پہاڑوں میں مسلسل چل چل کر ان سب کا بھوک سے برا حال تھا۔ اس لئے ان سب نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ کھانے کے ساتھ لسی کے رنگ کا پہاڑی پانی انہیں پینے کے لئے دیا گیا۔ ٹھاکر کے مطابق یہ پانی اس قدر زود ہضم تھا کہ کھانا فوراً ہی ہضم ہو جاتا ہے۔

کھانا کھانے کے بعد وہ سب آگے سفر کے لئے تیار ہو رہے تھے کہ اچانک عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دماغ کسی لٹو کی طرح گھوما ہو۔ اس نے آنکھیں جھپکیں۔ لیکن دوسرے لمحے ذہن پہلے سے کہیں زیادہ تیز رفتاری سے گھوما۔

" یہ۔۔۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ میرا دماغ کیوں گھوم رہا ہے"۔۔۔

اسی لمحے جولیا کی چیختی ہوئی آواز عمران کے کانوں میں پڑی لیکن اس کے بعد اسے کسی بات کا احساس نہ رہا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا تیزی سے گھومتا ہوا ذہن کسی اندھے کنوئیں کی گہرائی میں اترتا چلا جا رہا ہو۔ اور چند لمحوں بعد یہ احساس بھی فنا ہو گیا۔

مادام ریکھا نے سارتو پہاڑی کی شمالی سمت میں ایک
اونچی چٹان کے پیچھے موجود ایک بڑی سی غار میں اپنا نیا کیمپ بنایا
تھا اس نے یہاں باقاعدہ اینٹی ایئر کرافٹ گنیں بھی نصب کر دی تھیں
اس کے ساتھ بارہ افراد تھے۔ کیونکہ اس نے باقی تمام کیمپ ختم کر
دیئے تھے۔ اور وہ سب اکٹھے ہی یہاں آ گئے تھے۔ مادام ریکھا نے
یہاں چیکنگ مشین نصب کرنے کی بجائے اپنے ساتھیوں کو پہاڑی
پر پھیلا دیا تھا۔ تاکہ وہ دوربینوں کی مدد سے دور دور تک چٹانوں
میں رینگتے ہوئے کسی کیڑے کی بھی نگرانی جاری رکھیں۔ اس کے
پاس نائٹ ٹیلی سکوپس بھی کافی تعداد میں موجود تھیں۔ اس لئے
اس نے رات کو بھی دو شفٹوں میں نگرانی کا حکم دیا تھا۔ اُسے معلوم
تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی بہر حال اسی طرف آئیں گے۔ وہ
صرف اپنے دو ساتھی جن کے پاس مخصوص ٹرانسمیٹر تھے۔ ایک خاص

پوائنٹ پر چھوڑ آئی تھی۔ تاکہ وہ اس بات کی نگرانی کرتے رہیں۔ کہ
عمران اور اس کے ساتھی کہیں مغرب کی سمت سارتو پہاڑی کی طرف
بڑھنے کا پروگرام نہ بنائے ہوئے ہوں۔ وہ جگہ ایسی تھی کہ اگر عمران
وغیرہ مغرب کی طرف جاتے تو لازماً اس جگہ سے نظر آ سکتے تھے اور
دوسری بات یہ کہ اس طرح اُسے یہ بھی آسانی سے معلوم ہو جاتا کہ
عمران اور اس کے ساتھیوں کی کتنی تعداد ہے۔ اور وہ کس انداز
میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ کیونکہ یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ وہ پہلے
کی طرح دو گروپ بنا کر آگے بڑھتے۔ اور ایک گروپ اُسے
الجھا لیتا جب کہ دوسرا گروپ اپنا کام دکھا سکتا تھا۔ لیکن ابھی
تک ان دونوں کی طرف سے اُسے مسلسل یہی رپورٹیں مل رہی تھیں
کہ انہیں کوئی آدمی ان پہاڑیوں میں چلتا ہوا دکھائی نہیں دیا۔
"مادام۔ آپ پریشان لگ رہی ہیں" ____ ایک لمبے تڑنگے آدمی
نے غار میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور یہ پاور ایجنسی کا نمبر ٹو راکھن تھا۔
اسے ریکھا نے ملٹری انٹیلی جنس کے ایک خفیہ شعبے سے اپنے پاس
ٹرانسفر کرایا تھا۔ انتہائی ہوشیار۔ مستعد۔ ذہین آدمی ہونے
کے ساتھ ساتھ اس میں اور بھی بے شمار صلاحیتیں تھیں۔ اور انہی
صلاحیتوں کی وجہ سے ریکھا نے اُسے پاور ایجنسی کا نمبر ٹو بنا دیا
تھا۔ وہ ریکھا سے خاصا بے تکلف تھا۔ اور ریکھا بھی اس کی کسی
بات کا بُرا نہ مناتی تھی۔ وہ اُسے پسند کرتی تھی۔ اور چاہتی تھی کہ
راکھن سے شادی کر لے۔ لیکن آج تک یہ بات اس کی زبان پر اس
لئے نہ آ سکی تھی کہ راکھن کا تعلق ٹھاکر ذات سے تھا۔ جب کہ

ریکھا برہمن ذات کی تھی۔ اور ریکھا جانتی تھی کہ اس کے معاشرے میں
چاہے کتنی ہی آزادی اور تعلیم آ جائے۔ بہرحال کسی برہمن لڑکی کی
برہمن سے نیچی ذات کے مرد سے شادی ایک ناممکن بات تھی۔ لیکن
ریکھا صرف موقعے کے انتظار میں تھی۔ اُسے یقین تھا کہ اس کا
باپ ایسے خیالات کا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے وہ موقع دیکھ کر کسی روز
اپنے باپ سے اس سلسلے میں بات کر لینا چاہتی تھی۔ اُسے یقین تھا
کہ اس کا باپ خوشی سے اُسے راکھن سے شادی کی اجازت دے
دے گا۔ اور اس کے بعد اُسے کسی معاشرے وغیرہ کی پرواہ نہ
رہے گی۔ اور شاید یہ بات ہو بھی جاتی لیکن درمیان میں یہ سارتو
پہاڑی والا کیس سامنے آ گیا۔ اور وہ ادھر الجھ گئی۔

"ہاں راکھن۔ میں واقعی بے حد پریشان ہوں" ---- ریکھا نے سنجیدہ
لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ کیا یہ پریشانی اس مشن سے متعلق ہے یا کوئی اور مسئلہ ہے"
راکھن نے پاس رکھی فولڈنگ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اور کیا مسئلہ ہونا ہے۔ یہی مسئلہ ہی عذاب بنا ہوا ہے۔ یہ
عمران اور اس کے ساتھی ہمارے ہی ملک میں ہمارے لئے مصیبت
بن گئے ہیں" ---- ریکھا نے تلخ لہجے میں کہا۔

"ریکھا۔ اگر میں ایک بات کہوں تم ناراض تو نہ ہو گی" ----
راکھن نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"کیا بات۔ کھل کر بتاؤ۔ صرف تمہاری ہی تو ایک ذات ایسی
ہے جس کی بات پر میں ناراض نہیں ہوتی" ---- ریکھا نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ لیکن پھر بھی بات ہی ایسی ہے کہ تمہارے ناراض ہونے
کا خدشہ ہے۔ اور میں پوری دنیا کو تو ناراض کر سکتا ہوں لیکن تمہیں
نہیں" ---- راکھن نے بھی مسکراتے ہوئے کہا اور ریکھا بے اختیار
کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"بہرحال بتاؤ۔ کیا بات ہے۔ یہ باتیں تو اطمینان سے اس مشن کی
کامیابی کے بعد بیٹھ کر کریں گے" ---- ریکھا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بات یہ ہے ریکھا کہ تمہاری ساری منصوبہ بندی قطعی بے کار اور
ایک لحاظ سے حماقت پر مبنی ہے۔ اس منصوبہ بندی کی بنا پر تم کبھی بھی
اس عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف کامیابی حاصل نہیں کر
سکتیں" ---- راکھن نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا ---- کیا کہہ رہے ہو۔ میری پلاننگ کے بارے میں تم یہ
بات کہہ رہے ہو۔ تم نے تو واقعی ناراض ہونے والی بات کر دی ہے۔
اگر تمہاری بجائے کسی اور کی زبان سے یہ باتیں نکلی ہوتیں تو اب تک
اس کا جسم بے جان ہو چکا ہوتا۔ بہرحال اب مجھے بتاؤ کہ تم نے یہ
بات کس بنیاد پر کی ہے" ---- ریکھا کے لہجے میں یکلخت انتہائی تلخی
عود کر آئی تھی۔

"تم نے وعدہ کیا تھا کہ میری بات پر ناراض نہ ہو گی۔ میں یہ بات
تمہارے اور پاور ایجنسی کے بھلے کے لئے کہہ رہا ہوں۔ تم نے اپنے
طور پر واقعی بہترین پلاننگ کی تھی۔ لیکن تم نے اس کا حشر دیکھ لیا۔
کہ پاور ایجنسی کے کتنے افراد ان لوگوں کے ہاتھوں مر چکے ہیں۔ حتیٰ کہ

تم بھی بس مرنے سے بال بال بچی ہو۔ اور صورت حال یہ ہے کہ ہم مسلسل پسپا ہوتے جا رہے ہیں اور یہ لوگ آگے بڑھتے آ رہے ہیں۔ اور اگر یہی حال رہا تو تم دیکھنا کہ ہم اسی طرح اس کا انتظار کرتے رہ جائیں گے اور وہ لوگ اپنا کام کر کے واپس بھی جا چکے ہوں گے"۔۔۔ راکھن نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آخر کچھ پتہ بھی چلے کہ خرابی کیا ہے۔ تم تو بس تقریر کئے چلے جا رہے ہو"۔۔۔ ریکھا نے پہلے سے بھی زیادہ تلخ اور غصیلے لہجے میں کہا۔

"خرابی یہ ہے ریکھا کہ تم نے یہ نہیں سوچا کہ یہ لوگ لیبارٹری کو آخر کس طرح تباہ کریں گے۔ کیا ان کا مقصد صرف سارتو پہاڑی تک پہنچنا ہے یا لیبارٹری تباہ کرنا ہے"۔۔۔ راکھن نے کہا۔

"ظاہر ہے ان کا مقصد لیبارٹری کی تباہی ہے۔ پہاڑی پر انہوں نے پرندوں کا شکار تو نہیں کھیلنا"۔۔۔ ریکھا نے کچھ نہ سمجھنے کے انداز میں کہا۔

"تو وہ یہ مقصد کیسے حاصل کریں گے"۔۔۔ راکھن نے کہا۔

"وہ یہ مقصد حاصل ہی نہیں کر سکتے۔ وہ یہاں پہنچ بھی جائیں اور بفرض محال ہم انہیں روک بھی نہ سکیں پھر بھی لیبارٹری کو وہ تباہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ لیبارٹری کو چاروں طرف سے بند کر دیا گیا ہے۔ نہ ہی اس کے اندر کوئی جا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی باہر آ سکتا ہے۔ لیبارٹری کو بم پروف بنایا گیا ہے۔ اس پر ایٹم بم بھی فائر کر دیئے جائیں تب بھی اسے معمولی سا نقصان بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے

عمران کو چاہے اس لیبارٹری تک پہنچا بھی دیا جائے تب بھی وہ کسی طرح بھی اس لیبارٹری کو تباہ کرنا تو ایک طرف معمولی سا نقصان بھی نہیں پہنچا سکتا"۔۔۔ ریکھا نے زوردار لہجے میں کہا۔

"اس کے باوجود مادام ریکھا عمران اور اس کے ساتھی اپنی جانوں پر کھیل کر آگے بڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ کیا وہ احمق ہیں۔ اور صرف سارتو پہاڑی کو ہاتھ لگا کر واپس چلے جائیں گے"۔۔۔ راکھن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تمہاری بات واقعی قابل غور ہے۔ تمہارا مطلب ہے۔ انہوں نے اس سلسلے میں کوئی خاص پلاننگ کر رکھی ہے"۔۔۔ ریکھا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ اور میرا مطلب صرف اتنا تھا کہ انہیں راستے میں روکنے کی کوشش کر کے اپنی توانائیاں ضائع کرنے کی بجائے ہمیں اپنی تمام توانائیاں اس کی فائنل پلاننگ کو فیل کرنے پر لگا دینی چاہئیں۔ اس طرح نہ صرف یہ کہ ان کا مشن ناکام ہو جائے گا بلکہ وہ اپنی جانوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے"۔۔۔ راکھن نے کہا

"ویری گڈ راکھن۔ تم واقعی بے حد ذہین آدمی ہو۔ اس پوائنٹ پر تو میں نے آج تک غور ہی نہ کیا تھا۔ لیکن ہمیں کس طرح یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ ان کی کیا پلاننگ ہے"۔۔۔ ریکھا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"بڑی آسانی سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اگر ان کی جگہ ہم ہوتے تو کیا پلاننگ کرتے"۔۔۔ راکھن نے کہا۔

"ہم کیا پلاننگ کرتے۔ اوہ۔ یہ تو واقعی سوچنے کی بات ہے۔ ہم ا
لیبارٹری کو بموں سے اڑانے کی کوشش کرتے اور کیا کر سکتے ہیں۔
ریکھا نے کہا اور راکھن بے اختیار ہنس پڑا۔
"ابھی تم خود ہی تو کہہ رہی تھیں کہ لیبارٹری کو ایٹم بم سے بھی نہیں
اڑایا جا سکتا"۔۔۔ راکھن نے کہا۔
"لیکن ظاہر ہے اس بات کا علم عمران کو تو نہ ہوگا۔ اس کا علم تو ہمیں
ہی ہے"۔۔۔ ریکھا نے کہا۔
"نہیں ریکھا۔ جو لوگ اس طرح اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھ کر دشمن ملک
میں کارروائیاں کرتے ہیں۔ ان کے لئے یہ جان لینا معمولی بات ہوتی
ہے۔ اور عمران کے متعلق میں نے کافی معلومات حاصل کی ہیں۔ وہ
انتہائی خوف ناک حد تک ذہین اور شاطر دماغ آدمی ہے۔ اس
نے لامحالہ لیبارٹری کو اڑانے کی کوئی ایسی ترکیب سوچ رکھی ہوگی
جو بظاہر تو انتہائی سادہ ہوگی۔ لیکن جب اس کے نتائج سامنے
آئیں گے تو وہ انتہائی ہولناک ہوں گے"۔۔۔ راکھن نے کہا۔
"تم تو اس کی باقاعدہ وکالت کر رہے ہو۔ اچھا تم بتاؤ اگر عمران
کی جگہ تم ہوتے تو تم کیا کرتے"۔۔۔ ریکھا نے کہا۔
"میں بڑی آسانی سے اس لیبارٹری کو تباہ کر دیتا"۔۔۔ راکھن
نے انتہائی پراعتماد لہجے میں کہا۔
"کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کس طرح۔ مجھے بتاؤ"
ریکھا بے اختیار اچھل کر کھڑی ہو گئی۔
"بڑی سادہ سی بات ہے۔ لیبارٹری پر بم اثر نہیں کرتے نہ کریں لیکن

لیبارٹری جس پہاڑی پر بنی ہوئی ہے اس پر تو بم اثر کرتے ہیں۔ اگر پہاڑی
کے اس حصے کو اڑا دیا جائے یا اس حد تک تباہ کر دیا جائے کہ اس
کی بنیاد ہی ہل جائے تو بتاؤ کیا لیبارٹری ہوا میں کھڑی رہے گی"۔۔۔
راکھن نے کہا اور ریکھا کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھٹ کر کانوں
تک پھیلتی چلی گئیں۔
"کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم پاگل تو نہیں ہو گئے۔ کیا تم نے
نشہ تو نہیں کر رکھا۔ اتنی چوڑی اور بڑی پہاڑی کو کیسے تباہ کیا جا
سکتا ہے۔ یہ تو سوچنا ہی حماقت ہے"۔۔۔ ریکھا نے کہا۔
"پھر بتاؤ۔ تم نے دو آدمی پیچھے کیوں چھوڑے تھے۔ تم اس بات سے
کیوں خائف ہو کہ وہ مغربی سمت والی اس غار تک نہ پہنچ جائیں
جو پوری پہاڑی کے اندر گھومتی ہوئی چوٹی تک چلی جاتی ہے۔ کیا
تمہارے ذہن میں یہی خدشہ نہیں ہے کہ اس غار میں داخل ہو کر
وہ لیبارٹری کو اڑا سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے لیبارٹری کی سائیڈ کی
دیواریں اور چھت اس قدر مضبوط ہو کہ اس پر ایٹم بم اثر نہ کرے
لیکن وہ حصہ جو پہاڑی کے اوپر ہے جس کے متعلق کوئی سوچ بھی
نہیں سکتا کہ اس کو بھی نقصان پہنچایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ نیچے پہاڑی
ہے۔ ضروری تو نہیں کہ اسے بھی اتنا ہی مضبوط بنایا گیا ہو۔ کہ اس
پر بھی بم اثر نہ کرے"۔۔۔ راکھن نے کہا۔
"اوہ۔ تمہاری بات درست ہے۔ میرے ذہن میں یہ خدشہ موجود
ہے۔ لیکن ایک چھوٹے سے حصے کو تباہ کرنے سے پوری لیبارٹری
تو تباہ نہیں ہو سکتی اور دوسری بات یہ کہ یہ سرنگ انتہائی تنگ

ہے۔ اس میں ایک آدمی بھی مشکل سے چل سکتا ہے"۔۔۔ ریکھا نے کہا۔

"وائرلیس کنٹرولڈ بم تو اس سرنگ کے اندر چلایا جا سکتا ہے جو خود بخود غار کے اندر سفر کرتا ہوا اوپر پہنچ جائے گا۔ اور وہ اس قدر طاقتور بھی ہو سکتا ہے کہ پوری لیبارٹری کو اڑا دے۔ اس کے علاوہ اس پورے غار میں ایسی طاقتور بارودی سرنگیں بھی بچھائی جا سکتی ہیں۔ جو اگر بیک وقت پھٹ پڑیں تو آدھی سے زیادہ پہاڑی اڑ جائے گی۔ اور لیبارٹری ظاہر ہے۔ بنیاد ختم ہو جانے سے اس طرح تباہ ہو گی کہ اس کا کوئی حصہ بھی سلامت نہ رہے گا"۔۔۔ راکھن نے کہا اور ریکھا ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھی اسے دیکھتی رہی

"تم عمران سے کم ذہین نہیں ہو راکھن۔ آج سے میرے دل میں تمہاری عزت اور بڑھ گئی ہے۔ اور اگر پہلے تم سے شادی کرنے میں اگر کوئی ہچکچاہٹ تھی بھی تو اس لمحے کے بعد وہ بھی ختم ہو گئی ہے۔ تم جیسے ذہین آدمی سے شادی ایک قابل فخر بات ہو گی۔ واقعی عمران کے ذہن میں لازماً ایسی ہی کوئی تجویز موجود ہو گی"۔۔۔ ریکھا نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا اور راکھن کا چہرہ مسرت سے جگمگا اٹھا۔

"شکریہ ریکھا۔ تم نے یہ بات کر کے مجھے بے پناہ حوصلہ بخشا ہے"۔۔۔ راکھن نے کہا۔

"اب بتاؤ کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ آئندہ میں کوئی بھی پلاننگ تمہارے مشورے کے بغیر نہ کروں گی"۔۔۔ ریکھا کچھ ضرورت سے زیادہ ہی راکھن کی گرویدہ ہوتی جا رہی تھی۔

"صاف اور سیدھی بات یہ ہے کہ ہمیں وہ تمام خلا بھر دینے چاہئیں جنہیں عمران استعمال کر سکتا ہو۔ اس طرح ہم نہ صرف عمران کو ناکام بنا دیں گے بلکہ اسے زندگی سے بھی آؤٹ کر سکتے ہیں۔ اور مجھے صرف تمہاری اجازت کی ضرورت تھی۔ باقی کام تم مجھ پر چھوڑ دو۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ میں اس علاقے کا باشندہ ہوں۔ یہاں سے قریب ہی میرا آبائی قصبہ ہے۔ اس لئے مجھے معلوم ہے کہ سارنو پہاڑی میں ایسے بند کہاں کہاں ہیں اور کون سے ہیں۔ میں انہیں بند کرا سکتا ہوں۔ تم صرف ایک دو آدمی عمران کی نگرانی پر چھوڑ دو۔ باقی میں ساتھ لے جاتا ہوں۔ پھر ہم اطمینان سے یہاں بیٹھ کر عمران کی آمد کا انتظار کریں گے۔ اور اسے پہاڑی سے ٹکریں مارتے اور ناکام ہوتے دیکھیں گے"۔۔۔ راکھن نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ جاؤ میری طرف سے تمہیں مکمل اختیارات ہیں۔ جس طرح جی چاہے پاور ایجنسی کو استعمال کرو۔ میں ہر حال عمران کے مقابلے میں واضح کامیابی کی خواہاں ہوں"۔۔۔ ریکھا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ میں تمہارے اعتماد پر ہمیشہ پورا اتروں گا"۔۔۔ راکھن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اٹھ کر غار سے باہر نکل گیا۔ ریکھا نے پاس پڑا ہوا خصوصی ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس پر اپنے ان دونوں آدمیوں کو کال کرنے میں مصروف ہو گئی۔ جنہیں وہ پیچھے چھوڑ آئی تھی۔ اب تک تو ان کی طرف سے یہی جواب ملتا رہا تھا کہ انہیں کوئی آدمی نظر نہیں آیا۔ لیکن شاید اب انہوں نے عمران

اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ لیا ہو۔ کیونکہ گذشتہ کال کو کئی گھنٹے گزر
چکے تھے۔ اور انہوں نے بھی اس دوران کال نہ کی تھی۔ حالانکہ اس
نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ ہر ایک گھنٹے بعد اُسے کال کر کے رپورٹ
دیتے رہیں۔ ٹرانسمیٹر پر مخصوص فریکونسی پہلے سے موجود تھی۔ اس لئے
اس نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اُسے سامنے موجود میز پر رکھ کر اس کا
بٹن دبا دیا۔ اور بار بار کال دینی شروع کر دی۔ لیکن کئی منٹ تک
مسلسل کال دینے کے باوجود دوسری طرف سے رابطہ قائم نہ ہو
سکا۔ ریکھا کے چہرے پر پریشانی کے آثار پیدا ہو گئے۔

"انہیں آخر کیا ہو گیا ہے۔ یہ کال کیوں رسیو نہیں کر رہے"۔
ریکھا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور چند لمحے مزید کوشش کرنے
کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اور کرسی کی نشست سے سر
ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں۔ اب اُسے واقعی احساس ہونے لگ گیا تھا
کہ راکھن کی بات درست ہے۔ اس کی پلاننگ واقعی غیر حقیقت
پسندانہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی مسلسل آگے
بڑھتے چلے آرہے تھے۔

"کاش۔ کسی طرح یہ معلوم ہو سکتا کہ عمران کے ذہن میں لیبارٹری
کو تباہ کرنے کی کیا پلاننگ ہے"۔۔۔ ریکھا نے خود کلامی کے
انداز میں کہا ہی تھا کہ یکلخت باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی
آواز سنائی دی اور ریکھا بے اختیار چونک کر سیدھی ہو گئی۔
اور غار کے دہانے کی طرف پریشانی کے عالم میں دیکھنے لگی۔

"ریکھا ریکھا۔ مبارک ہو۔ عمران اور اس کے تمام ساتھی پکڑے

گئے ہیں"۔۔۔ راکھن نے اندر داخل ہوتے ہوئے انتہائی مسرت
بھرے لہجے میں کہا۔ اور ریکھا اس کی یہ بات سن کر بے اختیار کرسی سے
اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کہاں پکڑا گیا ہے۔ انہیں کب اور
کس نے پکڑا ہے"۔۔۔ ریکھا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرے باپ ٹھاکر راجندر سنگھ نے انہیں پکڑا ہے۔ ابھی میرے
باپ کی کال آئی ہے"۔۔۔ راکھن نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

"تمہارے باپ نے پکڑا ہے۔ کیا مطلب۔ یہ تمہارا باپ یہاں
کہاں سے آگیا۔ اور اس نے انہیں کیسے پکڑ لیا"۔۔۔ ریکھا
اور زیادہ الجھ گئی۔

"میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں۔ تمہیں میں نے پہلے ہی بتایا ہے کہ
میں اس علاقے کا رہنے والا ہوں۔ یہاں سے قریب ہی ایک
قصبہ ہے کشام۔ وہ ہمارا آبائی قصبہ ہے۔ میرا باپ ٹھاکر راجندر
سنگھ کافرستان کی ملٹری انٹیلی جنس سے ریٹائرڈ شدہ ہے۔ عام
لوگ چونکہ انٹیلی جنس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ اس لئے
وہ یہی سمجھتے ہیں کہ ٹھاکر راجندر سنگھ ریٹائرڈ فوجی ہے۔ میرا
تقرر بھی اپنے باپ کی انٹیلی جنس میں خدمات کی بنا پر ہی ہوا تھا۔
یہاں سے اب میں پاور ایجنسی میں منتقل ہوا ہوں۔ جب میں
نے یہاں اپنا اڈہ بنایا تو میں کشام قصبے اپنے باپ سے ملنے
گیا تھا۔ وہاں میں نے انہیں تفصیل سے بتایا تھا کہ ہم کس قسم
کے مشن کے سلسلے میں یہاں مقیم ہیں اور کون لوگ ہمارے دشمن

ہیں۔ میں نے اپنے باپ کے ذمے بھی لگایا تھا کہ ہو سکتا ہے یہ لوگ
چکر دے کر اس قصبے میں پہنچ جائیں تو میرا باپ مجھے اطلاع دے
دے۔ اس کے لئے میں اس کے پاس ایک خصوصی ٹرانسمیٹر چھوڑ آیا
تھا۔ اور میں نے اپنی مخصوص فریکوئنسی بھی اُسے بتا دی تھی۔ ابھی چند
لمحے پہلے میرے باپ کی اچانک کال آئی ہے۔ اس نے بتایا ہے
کہ ہماری ایک دور کی رشتہ دار لڑکی شکنتلا جو دوسرے قصبے
میں رہتی ہے۔ اس کے پاس پہنچی اور اس نے اسے بتایا کہ اس
کے ساتھ کافرستان حکومت کے گیارہ افراد ہیں۔ جن میں ایک
عورت اور دس مرد ہیں۔ وہ ایک خصوصی مشن پر سارتو پہاڑی پر
جانا چاہتے ہیں۔ اس لئے وہ ان کے لئے خچروں کا بندوبست کر
دے۔ میں باپ کو چونکہ پہلے ہی بتا چکا تھا۔ اس لئے وہ اس
کی بات سن کر چونک پڑا۔ اس نے بظاہر حامی بھر لی۔ اور شکنتلا
کے ساتھ جا کر ان لوگوں سے ملا۔ اور چونکہ وہ انٹیلی جنس میں رہ
چکا تھا۔ اس لئے وہ انہیں دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ لوگ میک اپ
میں ہیں۔ بہرحال وہ انہیں اپنے ساتھ گھر میں لے آیا۔ اور پھر بظاہر
اس نے ان کے لئے خچروں کا بندوبست کر دیا۔ لیکن اس کے
ساتھ ہی اس نے انہیں کھانا کھلانے پر اصرار کیا۔ اور کھانے کے
ساتھ اس نے پانی انہیں مہیا کیا۔ اس میں اس نے ان پہاڑوں
میں ملنے والی ایک ایسی بوٹی کا رس ملا دیا جو قطعی بے ذائقہ
اور بے بو ہوتا ہے۔ اور کچھ دیر بعد اثر کرتا ہے۔ لیکن جب اس کا
اثر ظاہر ہوتا ہے تو آدمی ایک لمحے میں بے ہوش ہو جاتا ہے۔

چنانچہ وہی ہوا۔ اس پانی کے پینے کے تھوڑی دیر بعد وہ سب بے ہوش
ہو گئے۔ اور میرے باپ نے ان گیارہ افراد کے ہاتھ
اور پاؤں رسیوں سے باندھ کر انہیں مکمل طور پر بے بس کر کے
مجھے کال کیا۔ تاکہ میں انہیں لے جاؤں"۔۔۔ راکھن نے پوری
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور ریکھا کی آنکھیں فرط مسرت سے
قندیلوں کی طرح جگمگا اٹھیں۔

"زندہ باد راکھن زندہ باد۔ تم نے کمال کر دیا۔ اوہ اوہ۔ آخر کار
فتح ہمارے نصیب میں ہی لکھی گئی تھی۔ چلو جلدی۔ تاکہ وہاں جا
کر انہیں فوری طور پر گولیوں سے اڑا دیا جائے۔ اور پھر ان کی
لاشیں میں خود جا کر وزیراعظم کے سامنے رکھ دوں گی"۔۔۔
ریکھا نے مسرت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہاں گاؤں میں انہیں گولیاں نہیں ماری جا سکتیں ریکھا۔
ورنہ گاؤں والے ہمارے خلاف کھڑے ہو جائیں گے۔ وہاں
میرے باپ کا ایک مخالف گروپ بھی موجود ہے۔ ایسا نہ
ہو کہ وہ یہ سمجھے کہ ان کے آدمیوں کو گولیوں سے اڑایا جا رہا
ہے۔ اس لئے ہمیں وہاں سے ان لوگوں کو یہاں لے آنا پڑے
گا۔ اور پھر ہم جس طرح چاہیں اور جس قسم کا چاہیں سلوک ان سے
کر سکتے ہیں"۔۔۔ راکھن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جیسا کہو گے ویسے ہی ہو گا۔ یہ شاندار کامیابی
بھی تو تمہاری ہی مرہون منت ہے۔ چلو اس معاملے میں دیر
نہیں ہونی چاہئے۔ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ

کوئی اور ہی شاخسانہ کھڑا کر دیں" ـــــ ریکھا نے غار کے دہانے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ایک درخواست اور ہے" ـــــ راکھن نے اس کے پیچھے چلتے ہوئے کہا۔

"درخواست کیسی حکم کرو راکھن۔ تم نے اس گروپ کو پکڑ کر مجھے ہمیشہ کے لئے خرید لیا ہے" ـــــ ریکھا نے مڑ کر انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ میری رشتہ دار لڑکی شکنتلا کو وہیں چھوڑ دینا" ـــــ راکھن نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کہیں تمہارا کوئی افیئر تو نہیں اس سے" ـــــ ریکھا نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں ریکھا۔ میں نے تو اُسے آج تک دیکھا بھی نہیں وہ تو گریٹ لینڈ پڑھنے کے لئے چلی گئی تھی۔ یہ درخواست میرے باپ نے کی ہے" ـــــ راکھن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اپنے باپ کو کہہ دینا کہ وہ اس لڑکی سے تمہارے رشتے کے بارے میں قطعاً نہ سوچے۔ ہو سکتا ہے وہ ایسی بات سوچ رہا ہو" ـــــ ریکھا نے غار سے باہر نکل کر ایک طرف کھڑے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں اپنے باپ کو تمہارے متعلق سب کچھ بتا دوں گا۔ میں اس کا اکلوتا لڑکا ہوں وہ میری خواہش کے بغیر میرے متعلق کوئی فیصلہ نہ کرے گا" ـــــ راکھن نے کہا اور ریکھا

نے اس بار مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔

شاگل نے ٹوچی اڈے سے ہٹ کر ایک اور پہاڑی پر اپنا علیحدہ کیمپ لگا لیا تھا۔ کاشی کی تجویز کے مطابق شاگل تیز رفتار ہیلی کاپٹر کے ذریعے خود دارالحکومت گیا اور پھر وہاں سے نہ صرف وہ ایم۔ڈی۔سی۔ ایف سسٹم ساتھ لے آیا تھا۔ بلکہ اپنے ساتھ دس اور سیکرٹ سروس کے آدمی۔ مخصوص اسلحہ۔ کیمپ اور کھانے پینے کے سامان سے بھرا ہوا ایک ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر بھی لے آیا تھا۔ واپسی پر سب سے پہلے ٹوچی اڈے کے کمانڈر آتمارام کو اطلاع دی اور پھر ہیلی کاپٹر کو سارتو پہاڑی کے اوپر بنی ہوئی لیبارٹری کے قریب شمالی سمت ایک چٹان پر اتارا۔ اور پھر چار افراد کے ساتھ مل کر کاشی نے ایم۔ڈی۔سی۔ ایف سسٹم کو ایک مخصوص جگہ پر اس طرح فٹ کر دیا کہ جب

تک وہاں تک کوئی پہنچ نہ جائے اس کا پتہ نہ چل سکتا تھا۔ اس
دوران ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر شاگل کی ہدایت کے مطابق ایک پہاڑی
پر اتر گیا تھا اور جب شاگل اور کاشی سسٹم نصب کرنے کے
بعد وہاں پہنچے تو ان کے لئے کیمپ لگائے جا چکے تھے۔ اور اسلحہ
اور دوسرا سامان ان کیمپوں میں شفٹ کیا جا چکا تھا۔ شاگل اور
کاشی کے لئے باقی افراد سے ہٹ کر علیحدہ کیمپ لگایا گیا تھا۔
اور سسٹم کا آپریشن سیٹ انہوں نے اس خیمے میں نصب کیا تھا۔
یہ ایک اونچی سی مشین تھی۔ جس پر ایک بڑی سکرین بھی موجود تھی۔
یہ سسٹم چونکہ خود کار بیٹری سے چلتا تھا۔ اس لئے اس کے لئے
بجلی کی ضرورت نہ تھی۔ اس وقت وہ دونوں اس مشین کے
سامنے کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سسٹم سیٹ کرنے
کے کچھ دیر بعد ہی مادام ریکھا بھی ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچی تھی۔ اور
اس نے بھی اس پہاڑی کے نیچے غار دل میں اپنا کیمپ لگا لیا
تھا۔ مادام ریکھا اور اس کا مکمل کیمپ نہ صرف ان کی نظروں میں
تھا بلکہ وہ ریکھا اور اس کے آدمیوں کے درمیان ہونے والی
تمام بات چیت بھی یہاں بیٹھے اس طرح سن رہے تھے جیسے ان
کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس وقت سکرین پر ریکھا اور راکھن
ایک غار میں بیٹھے نظر آ رہے تھے۔ اس سسٹم میں یہی خوبی تھی
کہ یہ اپنی رینج میں آنے والے کسی خاص غار یا چھپی ہوئی جگہ کو
چیک کرنا ہو تو کمپیوٹر کی مدد سے ایسا آسانی سے کیا جا سکتا تھا
ریکھا نے جو غار اپنے لئے منتخب کیا تھا۔ شاگل نے اس غار کو

خاص طور پر چیک کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور کاشی نے کمپیوٹر کو مخصوص
ہدایات دے دی تھیں۔ جس کی وجہ سے خاصی بڑی سکرین کے ایک
کونے میں ایک چوکھٹا علیحدہ نظر آنے لگ گیا تھا۔ جس میں غار کا
اندرونی منظر واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔ جب کہ باقی سکرین پر پہاڑی
کا سامنے کا رخ دور دور تک نظر آ رہا تھا۔ غار میں اس وقت ریکھا
اور اس کا کوئی آدمی جس کا نام راکھن لیا گیا تھا۔ بیٹھے باتوں میں
مصروف تھے۔ اور ان کی باتیں مشین کے ایک خانے سے ٹرانسمیٹر
کی طرح نشر ہو رہی تھیں۔ راکھن ریکھا کے ساتھ اس کی پلاننگ
کے سلسلے میں بحث میں مصروف تھا اور شاگل اور کاشی انتہائی
دلچسپی سے ان کے درمیان ہونے والی یہ بحث سن رہے تھے۔
"یہ راکھن تو خاصا ذہین آدمی ہے۔ واقعی ہم نے بھی اب تک
اس پوائنٹ پر غور نہیں کیا کہ آخر عمران یہاں پہنچ کر اس لیبارٹری
کو کیسے تباہ کرے گا"۔۔۔ شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
"باس ہمیں سوچنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ہم اسے پہاڑی
تک پہنچنے بھی دیں گے تو وہ کوئی اقدام کرے گا۔ ہم تو اسے پہلے
ہی ختم کر دیں گے۔ ریکھا اور راکھن کو یہ معلوم ہی نہیں کہ اب
سب کچھ ہمارے کنٹرول میں ہے"۔۔۔ کاشی نے مسکراتے
ہوئے کہا۔
"لیکن ایک بات ہے کاشی۔ ہم ایم۔ ڈی۔ سی۔ ایف کی مدد
سے ان پر فائر کھولیں گے تو ہمارے پہنچنے سے پہلے یہ ریکھا اور
اس کے آدمی ان کی لاشیں تک پہنچ جائیں گی۔ اس طرح تو وہ سارا

کریڈٹ اپنے کھاتے میں ڈال لیں گے" ——— شاگل نے چونک کر کہا۔

" ایسی صورت میں ہم ان پر بھی فائر کھول دیں گے" ——— کاشی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ اگر انہوں نے اس طرح کریڈٹ لینے کی کوشش کی تو پھر ان کا بھی یہی انجام ہوگا۔ ہم اعلیٰ حکام کو اطمینان سے رپورٹ دے سکتے ہیں۔ کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے ریکھا اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا تھا" ——— شاگل نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

راکھن اب غار سے باہر جا چکا تھا۔ اور ریکھا ٹرانسمیٹر پر اپنے کسی ساتھی کو کال کرنے میں مصروف تھی لیکن دوسری طرف سے کال اٹنڈ ہی نہ کی جا رہی تھی۔ اور شاگل اور ریکھا دونوں سمجھ گئے کہ یہ انہی لوگوں کو کال کر رہی ہے جسے اس نے پیچھے پہاڑیوں میں عمران کی نشاندہی کے لئے چھوڑا ہے۔ پہلے بھی وہ کئی بار ان سے رپورٹ لے چکی تھی۔ کافی دیر تک کوشش کے باوجود جب دوسری طرف سے کال رسیو نہ ہوئی تو ریکھا نے منہ بناتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ اس کے دونوں آدمی ختم ہو چکے ہیں۔ اور ان آدمیوں کے ختم ہونے کا واضح مطلب ہے عمران اور اس کے ساتھیوں کی اس مقام تک آمد جہاں یہ لوگ موجود ہوں گے" ——— شاگل نے کہا اور کاشی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اسی لمحے راکھن دوڑتا ہوا غار میں داخل ہوا اور پھر اس نے جو بات کی۔ اس نے ان دونوں کو بھی ایک جھٹکے سے کرسیوں سے اٹھ کر کھڑا ہونے پر مجبور کر دیا۔ راکھن نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کا مژدہ سنایا تھا۔ اور پھر جیسے جیسے راکھن تفصیل بتاتا جا رہا تھا۔ شاگل کا چہرہ بری طرح بگڑتا جا رہا تھا۔ اور پھر وہ دونوں تیزی سے دوڑتے ہوئے غار سے باہر نکل گئے۔ اب وہ بڑی سکرین پر دو چھوٹے سے نقطوں کی صورت میں نظر آ رہے تھے۔

" روکو انہیں روکو۔ گولیوں سے اڑا دو انہیں۔ ورنہ یہ کریڈٹ لے جائیں گے" ——— شاگل نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

" کک ——— کک ——— کسے اڑا دوں کسے باس" ——— کاشی نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں بوکھلا کر پوچھا۔

" اوہ۔ یو ڈیم فول۔ اس ریکھا اور راکھن کو۔ جلدی کرو" ——— شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور کاشی تیزی سے مشین پر جھپٹی اور اس نے اس کے کئی بٹن آن آف کرنے شروع کر دیئے۔ شاگل ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا تھا۔

" جلدی کرو۔ احمق کی اولاد۔ وہ نکل جائیں گے" ——— شاگل نے غصے کی شدت سے کاشی پر برستے ہوئے کہا۔

اور کاشی نے کئی بٹن دبائے اور نابیں گھمانے کے بعد اس ہیلی کاپٹر کو ٹارگٹ میں لے ہی لیا۔ جس پر ریکھا اور راکھن سوار ہو رہے تھے۔ اور پھر اس نے تیزی سے دوسرے دو بٹن دبائے مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑی۔

"اوہ اوہ ۔ ویری بیڈ" ۔۔۔ کاشی کا چہرہ یک لخت زرد پڑ گیا ۔
"کیا ۔۔۔ کیا ہوا" ۔۔۔ شاگل نے غراتے ہوئے کہا ۔
"فائرنگ باکس کا میگزین سیکشن تو خالی ہے ۔ اس میں میگزین ڈالا ہی نہیں گیا" ۔۔۔ ریکھا نے ڈرتے ڈرتے کہا ۔
اور شاگل کی آنکھیں غصے کی شدت سے باہر کو ابل آئیں ۔ چہرہ بُری طرح بگڑ گیا ۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ابھی کاشی پر کسی ڈریکولا کی طرح جھپٹ پڑیگا ۔ اور اس کی گردن میں اپنے دانت چبا دے گا ۔
"بب ۔۔۔ بب ۔۔۔ باس ۔ مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ میرا کوئی قصور نہیں ہے ۔ آپ نے جلدی کی تھی" ۔۔۔ کاشی نے شاگل کی حالت دیکھ کر بُری طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا ۔
شاگل کا چہرہ کاشی کا یہ فقرہ سن کر اور زیادہ بگڑ گیا ۔ اس کی آنکھوں سے شعلے سے نکلنے لگے ۔ مگر اسی لمحے کاشی یک لخت بچاؤ ۔ بچاؤ ۔ چیختی ہوئی خیمے سے باہر کی طرف دوڑ پڑی ۔ وہ واقعی انتہائی خوفزدہ ہو گئی تھی ۔
"کیا ہوا ۔ کیا ہوا" ۔۔۔ باہر سے سیکرٹ سروس کے دوسرے افراد کے چیخنے کی آوازیں سنائی دیں تو شاگل کی دونوں مٹھیاں بے اختیار بھینچ گئیں ۔ اس کے دانت ہونٹوں پر اس طرح جم گئے تھے کہ ہونٹوں سے خون رسنے لگا تھا ۔
"باس باس ۔ مادام کاشی بے ہوش ہو گئی ہیں" ۔۔۔ اچانک ایک آدمی نے خیمے میں داخل ہو کر حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"اسے اٹھا کر کسی پہاڑی سے نیچے پھینک دو ۔ احمق ۔ الو ۔ نانسنس ۔ عین موقع پر کہتی ہے ۔ میگزین نہیں ہے ۔ بڑی عقلمند بنی پھرتی ہے ۔ پھینک دو اسے نیچے ۔ مار ڈالو اسے" ۔۔۔ شاگل یک لخت اس طرح پھٹ پڑا ۔ جیسے کوئی غبارہ پھٹ گیا ہو ۔ اور وہ آدمی بھی سہم کر مڑا اور تیزی سے باہر نکل گیا ۔ شاگل کا چونکہ غبار گالیاں دینے سے نکل گیا تھا ۔ اس لئے آہستہ آہستہ وہ نارمل ہونے لگ گیا ۔ لیکن ظاہر ہے اتنی دیر میں ریکھا اور راکھن کا ہیلی کاپٹر اس سسٹم کی رینج سے نکل گیا تھا ۔
"ہونہہ ۔ نانسنس ۔ میگزین کا خیال ہی نہیں ہے اور بیٹھ گئی ہیں سسٹم آپریٹ کرنے" ۔۔۔ شاگل نے اسی طرح بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا خیمے سے باہر آ گیا ۔ جہاں اس کے ساتھی ایک خیمے کے باہر خاموش کھڑے تھے ۔
"کہاں ہے وہ عقلمند محترمہ کاشی" ۔۔۔ شاگل نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا ۔
"خیمے میں ہے جناب ۔ وہ ہوش میں آ گئی ہیں لیکن بُری طرح رو رہی ہیں" ۔۔۔ ایک آدمی نے ڈرے ڈرے لہجے میں کہا ۔
"ہونہہ ۔ رونے سے کیا فائدہ ۔ بلاؤ اسے باہر" ۔۔۔ شاگل نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا ۔ اور وہ آدمی تیزی سے خیمے کے اندر چلا گیا ۔ چند لمحوں بعد کاشی باہر آئی تو رو رو کر اس کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں ۔ اور چہرہ خوف کی شدت سے زرد پڑا ہوا تھا ۔

"سنو۔ اس طرح رونے دھونے سے مشن مکمل نہیں ہوتے۔ سمجھیں۔ آؤ میرے ساتھ۔ ہم نے اس ریکھا کے ہاتھ سے شکار جھپٹنا ہے۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے کر یہاں آئیں گے۔ اس لئے تم ان کی آمد تک میگزین فل کر دو"۔۔۔ شاگل نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"باس۔ میگزین تو ہم ساتھ لائے ہی نہیں"۔۔۔ ریکھا نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کا چہرہ ایک بار پھر بگڑنے لگا۔

"تم۔۔۔ تم اس قدر احمق ہو گی مجھے تصور تک نہ تھا۔ کیا فائدہ اس ساری بھاگ دوڑ کا اس سسٹم کا کیا فائدہ"۔۔۔ شاگل نے غصے سے ناچتے ہوئے کہا۔

"باس۔ اس کا یہ فائدہ تو ہو گیا ہے کہ ہمیں ان کے پروگرام کا علم ہو گیا ہے۔ ریکھا اور راکھی تو عمران اور اس کے ساتھیوں کو لینے گئے ہیں۔ ہم اس دوران آسانی سے ان کے باقی بچے ہوئے ساتھیوں کو ہلاک کر سکتے ہیں اور پھر جیسے ہی وہ واپس آئیں ہم ان پر آسانی سے قابو پا سکتے ہیں۔ وہ دو ہوں گے ہمارا کیا بگاڑ لیں گے"۔۔۔ کاشی نے اس بار سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔ شاید اب اس کے ذہن پر چھا جانے والا غبار بھی نکل چکا تھا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ اب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ لیکن بہرحال میرے ساتھ آؤ۔ میں کچھ سوچتا ہوں"۔۔۔ شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے خیمے کی طرف بڑھ گیا۔

کاشی بھی اس کے پیچھے چلتی ہوئی خیمے میں آ گئی۔ ویسے وہ ابھی تک کسی خوفزدہ ہرنی کی طرح سہمی ہوئی تھی۔

"تم سر سے پیر تک احمق ہو۔ تم نے سب کے سامنے یہ بات کر دی ہے۔ اب کل کو ان میں سے کوئی بھی اعلیٰ حکام کو اطلاع کر دے کہ ہم نے جان بوجھ کر ریکھا اور اس کے گروپ کو قتل کیا ہے تو ہمارا کیا حشر ہو گا۔ وہ کوئی مجرم تو نہیں سرکاری آدمی ہیں" شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ ویری سوری باس۔ مجھے تو اس بات کا خیال ہی نہیں آیا"۔۔۔ کاشی نے انتہائی شرمندہ لہجے میں کہا۔

"اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ اب تو ہم ان لوگوں کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتے۔ ورنہ حکام ہمیں بھی پھانسی پر لٹکا دیں گے۔ اب یہ مشن تو بہرحال ریکھا کے حصے میں چلا گیا۔ اور ہمیں اسی طرح ناکام اور شرمندہ واپس جانا پڑے گا۔ میری زندگی بھر کی حسرت تھی کہ میں عمران کو ہلاک کرنے کا کریڈٹ حاصل کرتا۔ لیکن تمہاری ذرا سی حماقت نے سب کچھ چوپٹ کر دیا ہے"۔۔۔ شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور پھر زخمی شیر کی طرح خیمے میں ٹہلنے لگا۔ کاشی خاموش سر جھکائے کھڑی رہی۔ اسے بھی احساس ہو گیا تھا۔ کہ اس سے میگزین لے آنا یاد نہ رکھ کر جو حماقت ہوئی سو ہوئی سارول کے سامنے ریکھا اور اس کے آدمیوں کے قتل کی بات کر کے اور زیادہ حماقت ہوئی ہے۔ اور واقعی پاور ایجنسی اب ان پر سبقت لے جائے گی۔ لیکن ظاہر ہے وہ اب کیا کر سکتی تھی۔

"کاش کاش۔ ایسا نہ ہوتا۔ کاش ایسا نہ ہوتا"۔۔۔۔ شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ضروری تو نہیں کہ ریکھا اور راکھن اپنے مقصد میں کامیاب ہوں۔ وہ عمران اور اس کے ساتھی اتنا تر نوالہ بھی تو نہیں ہیں"۔۔۔۔ یک لخت کاشی نے کہا۔ اور شاگل چونک کر رک گیا۔

"ہاں۔ لیکن بہرحال وہ انسان ہیں۔ اور اس راکھن کے باپ نے انہیں کوئی مشروب پلا کر بے ہوش کر رکھا ہے۔ اور بیہوش آدمی مردہ کے برابر ہوتا ہے"۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"فرض کیا باس۔ ایسا نہیں ہوتا اور الٹا عمران اور اس کے ساتھی ریکھا اور راکھن پر قابو پا لیتے ہیں پھر"۔۔۔۔ کاشی اپنی بات پر اڑی ہوئی تھی۔

"اوہ۔ پھر تو واقعی ہماری کامیابی کا سکوپ نکل سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ اب ہمیں یہیں بیٹھ کر انہیں چیک کرنا ہوگا اور اگر واقعی ایسا ہوا تو پھر لازماً عمران اور اس کے ساتھی اوپر آئیں گے۔ اب ہم اس سسٹم سے انہیں ہلاک تو نہیں کر سکتے۔ لیکن ہیلی کاپٹر کے ذریعے ان پر بم تو پھینک سکتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ تم باہر جا کر کہہ دو کہ سب لوگ اسلحہ لے کر تیار رہیں۔ لیکن میزائل گنوں میں میگزین پہلے فل کر لیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ عین موقع پر وہ یہی جواب دیں کہ میگزین فل کرنا رہ گیا ہے"۔۔۔۔ شاگل نے کہا اور آگے بڑھ کر مشین کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

جب کہ کاشی سر ہلاتی خیمے سے باہر نکل گئی۔ شاگل کا چہرہ بری طرح لٹکا ہوا تھا۔ اور آنکھوں سے شدید مایوسی کے آثار نمایاں تھے۔

عمران کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں تو اس کے کانوں میں ریکھا کا طنزیہ قہقہہ پڑا اور اس کا سویا ہوا شعور ایک ہی جھٹکے سے بیدار ہو گیا۔ دوسرے لمحے وہ حیران رہ گیا۔ اسے فوراً یاد آ گیا کہ ٹھاکر راجندر سنگھ کے گھر کھانا کھانے کے بعد اس کا ذہن اچانک چکرایا تھا اور پھر اسے ہوش نہ رہا تھا۔ لیکن یہ ٹھاکر راجندر سنگھ کا گھر نہ تھا۔ وہ اس وقت کھلے پہاڑی علاقے میں موجود تھے اس کا جسم رسیوں سے ایک چٹان سے باندھا گیا تھا۔ اور دونوں ہاتھ عقب میں کر کے کلائیوں میں کلپ ہتھکڑی ڈالی گئی تھی۔ اس نے سر گھما کر دیکھا تو اسے سوائے شوکی کے باقی سب ساتھی اسی طرح مختلف چٹانوں سے بندھے کھڑے نظر آئے۔ ایک آدمی کوئی بوتل باری باری

ان کی ناک سے لگ کر آگے بڑھ جاتا تھا۔ اور سامنے ریکھا ایک مقامی
آدمی کے ساتھ کھڑی تھی۔ اس کے پیچھے دس مشین گنوں سے مسلح
آدمی کھڑے تھے۔ اس آدمی کو دیکھتے ہی عمران بے اختیار چونک پڑا
کیونکہ اس آدمی کی شکل ٹھاکر راجندر سنگھ سے کافی ملتی تھی۔ اور
وہ فوراً سمجھ گیا کہ ٹھاکر راجندر سنگھ نے اس شخص کی وجہ سے ہی ان سے
غداری کی ہے۔

" اسے ہوش آگیا ہے ریکھا "۔۔۔ اس آدمی نے عمران کی طرف اشارہ
کرتے ہوئے ریکھا سے کہا۔

" اچھا۔ دنیا کے عظیم جاسوس کو ہوش آگیا ہے "۔۔۔ ریکھا نے
طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتی وہ عمران کی طرف
بڑھنے لگی۔ اس کے چہرے پر کامیابی کے تاثرات نمایاں تھے۔

" ہوش کیسے آسکتا ہے مادام ریکھا۔ حسن کا جلوہ ہی اس قدر ہوشربا
ہے کہ ہوش آ ہی نہیں سکتا "۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اور ریکھا قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔

" سنو۔ تم نے مجھے اپنے اس ساتھی تنویر سے بچایا تھا۔ اس لئے
میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو تو گولی مار کر
آسان موت مارا جائے گا۔ مگر اس تنویر اور اس کے تین ساتھیوں کو
میں زندہ ہی جلاؤں گی۔ انہوں نے میری توہین کی ہے۔ مجھے الٹا
لٹکایا تھا اور مجھے جلانے کے درپے تھے "۔۔۔ ریکھا نے یک لخت
سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" پہلے یہ تو بتاؤ کہ ہم یہاں پہنچے کیسے ویسے یہ کارنامہ تمہارے

اس ساتھی کا لگتا ہے۔ اس کی شکل ٹھاکر راجندر سنگھ سے ملتی ہے "
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی انگلیاں تیزی
سے کڑ کلپ ہتھکڑی کے درمیان بٹن کو دبانے کی کوشش میں مصروف تھیں۔

" ہاں ۔۔۔ یہ ٹھاکر راجندر سنگھ کا بیٹا راکھن ہے۔ پاور ایجنسی
کا نمبر ٹو ہے اور میرا ہونے والا شوہر "۔۔۔ ریکھا نے بڑے
فخریہ لہجے میں کہا۔

" شوہر کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ نمبر ٹو ہی کافی ہے۔ ویسے بھی
بیوی کو نصف یا نصف اول ہی کہا جاتا ہے۔ ویسے میری طرف
سے پیشگی مبارکباد قبول کرو۔ تم نے واقعی اچھا شوہر منتخب کیا
ہے۔ لیکن ایک بات بتا دوں۔ بزرگ کہتے ہیں کہ دلہن منتخب کرنے
سے پہلے اس کی ماں کو دیکھ لو۔ اور دولہا منتخب کرنے سے پہلے اس کے
باپ کو۔ باقی تم عقلمند ہو سمجھ سکتی ہو "۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ٹھاکر راجندر سنگھ کو میں نے دیکھ لیا ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ صرف
اتنا بتا دو کہ تم اپنے ساتھیوں کے زندہ جلنے کا تماشہ دیکھنا چاہتے
ہو یا پہلے تمہیں ہلاک کرا دوں۔ بولو۔ انتخاب تمہارے ہاتھ میں
ہے "۔۔۔ ریکھا نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

" ایک شرط پر مرنے کو تیار ہوں۔ کہ تم اپنے ہاتھوں سے گولیاں
مارو۔ اور اپنے ان مسلح ساتھیوں کو دور بھجوا دو۔ تاکہ مجھے اطمینان
رہے کہ مجھے واقعی تم نے ہلاک کیا ہے۔ اور میں شہید حسن کہلانے
کا حقدار بن جاؤں "۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ بات کر کے تم نے اپنا ذہن کھول دیا ہے علی عمران۔ تم مسلح افراد

کو دور کھجوا کر کوئی چال کھیلنا چاہتے ہو۔ ٹھیک ہے۔ تم خطرناک آدمی
ہو اس لئے پہلے تمہیں مرنا ہو گا۔ پھر تمہارے ساتھیوں کی باری
آئے گی۔ اور یہ اعزاز میں اپنے ہونے والے شوہر کو بخشنا چاہتی ہوں"
ریکھا نے یک لخت بگڑے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے پیچھے
ہٹنے لگی جہاں اس کا ساتھی راکھن کھڑا ہوا تھا۔

"سنو ریکھا۔ پہلے میری بات سنجیدگی سے سن لو۔ اس کے
بعد جو تمہارے جی میں آئے کر گزرنا"۔۔۔ اچانک عمران نے
انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر یک لخت پتھریلی
سی سنجیدگی نمایاں ہو گئی تھی۔

"تم نے اور کیا کہنا ہے۔ رحم کی بھیک ہی مانگنی ہے۔ لیکن
میں ملک دشمنوں پر رحم کھانے کی عادی نہیں ہوں۔ میں انہیں تڑپا
تڑپا کر مارنا پسند کرتی ہوں۔ اب بولو۔ کیا کہنا چاہتے ہو"۔۔۔ ریکھا
نے بڑے سخت اور اکڑے ہوئے اور انتہائی رعونت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے غلط سمجھا ہے مادام ریکھا۔ زندگی موت اللہ کے ہاتھ میں
ہے۔ وہی اس کا فیصلہ کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ تمہارے پاس تو
اتنا بھی اختیار نہیں ہے کہ تم اپنے سانسوں کو روک سکو۔ میں تم
سے صرف اتنی بات پوچھنا چاہتا تھا کہ کافرستان سیکرٹ سروس
کا چیف شاگل کہاں ہے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"شاگل ۔۔۔ کیوں تمہیں شاگل سے کیا کام ہے"۔۔۔ ریکھا نے
حیرت بھرے لہجے میں چونک کر کہا۔

"وہ سیکرٹ سروس کا چیف ہے اور اس کی اور میری پرانی یاد اللہ

ہے۔ اسے یہیں کہیں قریب ہی موجود ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن وہ ابھی
تک نظر نہیں آیا۔ حالانکہ اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ جیسے ہی
تم فائر کھولنے کا ارادہ کرو گی وہ تم پر عقب سے فائر کھول دے گا۔ اور
مجھے معلوم ہے کہ وہ وعدے کا پکا ہے۔ اب اگر تم نے واقعی اپنی اور
اپنے ساتھیوں کی پشت پر گولیاں کھانا چاہتی ہو تو کھولو فائر"۔۔۔ عمران
نے انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ۔ تو شاگل غدار ہے۔ وہ تم سے مل چکا ہے۔ اوہ ویری
بیڈ۔ راکھن پہلے اُسے تلاش کرو۔ وہ احمق ہے۔ وہ ضرور یہیں
کہیں چھپا ہوا ہو گا"۔۔۔ ریکھا نے مڑ کر انتہائی جذباتی لہجے میں
ساتھ کھڑے راکھن سے کہا۔ لیکن جیسے ہی وہ راکھن کی طرف مڑی اور
عمران کا ہاتھ سانپ کی طرح اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں گھس گیا۔ جہاں
ایک خفیہ جیب میں اس نے ایک خاص چیز چھپائی ہوئی تھی۔

"ریکھا۔ یہ بکواس کر رہا ہے۔ میں اس کا مقصد سمجھتا ہوں۔ یہ
چاہتا ہے کہ ہم سب شاگل کی تلاش میں لگ جائیں اور اسے اور اس
کے ساتھیوں کو آزاد ہونے کا موقع مل جائے"۔۔۔ راکھن نے ریکھا
کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

ریکھا کے مڑ جانے کی وجہ سے راکھن کو بھی بات کرنے کے لئے
اس کی طرف منہ کرنا پڑا تھا۔ اور اُسی لمحے عمران کا ہاتھ جیب سے
باہر آیا اور اس کے ساتھ ہی شوں کی تیز آواز کے ساتھ کوئی چھوٹی
سی چیز اڑتی ہوئی ریکھا اور راکھن کے قدموں میں گری۔ اور ایک خوفناک
دھماکے کے ساتھ ہی ریکھا۔ راکھن اور اس کے دسوں مسلح

ساتھی بُری طرح چیختے ہوئے اور ہوا میں حقیر تنکوں کی طرح اڑتے ہوئے
پیچھے جا گرے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے کسی خوفناک طوفان نے انہیں اٹھا
کر دور پھینک دیا ہو۔ ریکھا، راکھن اور دوسرے مردوں کی نسبت
وزن میں ہلکی ہونے کی وجہ سے اڑتی ہوئی ایک اونچی چٹان کے پیچھے گر کر
نظروں سے غائب ہو چکی تھی۔ اُسی لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے
ساتھ ہی جوانا اپنی جگہ سے اچھلا اور پھر بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے دوڑتا
ہوا وہ راکھن کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف گرنے والی مشین گن پر جھپٹا۔ راکھن
اور اس کے ساتھی اچانک اچھل کر پتھریلی زمین پر گرنے کی وجہ سے خاصی چوٹ
کھا چکے تھے اس لئے انہیں اٹھنے میں چند لمحے لگ ہی جانے تھے اور انہی چند
لمحوں میں جوانا مشین گن جھپٹ چکا تھا۔ دوسرے لمحے مشین گن کی تڑتڑاہٹ اور
انسانی چیخوں سے فضا گونج اٹھی۔

"ریکھا کو تلاش کرو جوانا۔ وہ نکل نہ جائے"۔۔۔۔ عمران نے رسیوں کی
گرفت سے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے چیخ کر کہا۔
اور جوانا دوڑتا ہوا چٹانوں کے پیچھے غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ایک
بار پھر تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ انسانی چیخیں بلند ہوئیں۔ اور
پھر خاموشی چھا گئی۔ عمران اس دوران اپنے آپ کو رسیوں کی گرفت سے
آزاد کرا چکا تھا۔ اس نے آزاد ہوتے ہی تیزی سے ساتھ کی چٹان سے
بندھے ہوئے صفدر کی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔ جب رسیاں اس حد
تک کھل گئیں کہ اب صفدر خود آزاد ہو سکتا تھا۔

"تم باقی ساتھیوں کو کھولو۔ میں جوانا کے پیچھے جا رہا ہوں"۔۔۔۔
عمران نے تیز لہجے میں کہا اور دوڑتا ہوا ان چٹانوں کی طرف بڑھ

گیا۔ جس کے پیچھے جوانا غائب ہوا تھا۔ البتہ اس نے ایک چٹان کے
ساتھ پڑی ہوئی مشین گن ضرور جھپٹ لی تھی۔ اور پھر وہ دوڑتا ہوا
چٹانوں کے درمیان سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اُسی لمحے اُسے جوانا
واپس آتا دکھائی دیا۔

"ماسٹر۔ وہ کہیں غائب ہو چکی ہے۔ البتہ ادھر دو غاروں میں
اسلحہ اور مشینری کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں"۔۔۔۔ جوانا نے کہا۔

"تم وہیں جاؤ۔ وہ ضرور کہیں قریب ہی کسی چٹان کے پیچھے چھپی ہوئی
ہوگی۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اسلحہ حاصل کر لے تو پھر وہ ہمارے لئے خطرناک
ثابت ہو سکتی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور جوانا تیزی سے مڑ کر
دوڑتا ہوا واپس چلا گیا۔ ریکھا ائیر پش فائر کی وجہ سے اچھل کر
ایک بڑی چٹان کے اوپر سے ہوتی ہوئی اس کے عقب میں جا
گری تھی اور اس کے بعد سے غائب تھی۔ چونکہ جسمانی طور پر وہ
راکھن اور دوسرے مردوں کی نسبت ہلکی تھی۔ اس لئے ائیر پش فائر
نے اسے کسی پتنگ کی طرح فضا میں اچھال دیا تھا۔ ابھی عمران
تھوڑا ہی آگے بڑھا تھا کہ یک لخت دور سے اس کے کانوں میں
ہیلی کاپٹر کی آواز پڑی۔ اور وہ یک لخت مڑ کر بجلی کی سی تیزی
سے دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھنے لگا۔ یہ آواز کافی دور ایک بڑی
چٹان کے پیچھے سے آ رہی تھی۔ جو اب آہستہ آہستہ دور ہوتی جا رہی
تھی اور جب عمران اس چٹان کے پاس پہنچا تو اس نے دور گہرائی
میں ایک چھوٹے مگر تیز رفتار ہیلی کاپٹر کو اڑتے ہوئے دیکھا۔
وہ اس کی مشین گن کی رینج سے بہر حال باہر جا چکا تھا اور اسنے

فاصلے کے باوجود وہ پائلٹ سیٹ پر بیٹھی ہوئی ریکھا کو پہچان گیا تھا۔
ریکھا نے واقعی انتہائی عقلمندی سے کام لیا تھا کہ وہ ہیلی کاپٹر
کو اوپر اٹھانے کی بجائے اس چٹان کی اوٹ میں ہی نیچے گہرائی
کی طرف لے گئی تھی۔ اس طرح وہ عمران کے سامنے آنے سے بچ
گئی تھی ورنہ عمران لازماً مشین گن کی مدد سے اُسے ہٹ کر لینے
میں کامیاب ہو جاتا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر اس کی نظروں سے غائب
ہو گیا اور عمران ایک طویل سانس لے کر مڑ گیا۔ ریکھا ایک بار پھر
کسی چکنی مچھلی کی طرح اس کے ہاتھوں سے پھسل جانے میں کامیاب
ہو گئی تھی۔ اُسی لمحے اس کے ساتھی بھی دوڑتے ہوئے وہاں پہنچ
گئے۔

"کیا ہوا۔ وہ ریکھا ملی" ——— جولیا نے پوچھا۔

"نہیں۔ وہ ہیلی کاپٹر کی مدد سے نکل گئی ہے" ——— عمران نے
کہا اور اس طرف کو بڑھ گیا جدھر جوانا گیا تھا۔ تھوڑی دیر
بعد وہ ان غاروں میں پہنچ گئے۔ جو ریکھا اور اس کے ساتھیوں کا
کیمپ تھا۔ وہاں واقعی ہر قسم کے اسلحے کے ڈھیر بھی موجود تھے۔
اور عجیب و غریب ٹائپ کی مشینیں بھی۔

"اب ہم ساروتو پہاڑی کے دامن میں تو پہنچ گئے ہیں۔ اور
اس پہاڑی کی بلندی پر وہ لیبارٹری موجود ہے۔ جس کے لئے
ہم نے آگ و خون کا یہ سمندر پار کیا ہے۔ اور اب اصل مسئلہ
باقی رہ گیا ہے۔ اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کا" ——— عمران
نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تم نے ضرور اس سلسلے میں کوئی پلاننگ کر رکھی ہو گی" ———
جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ میرے ذہن میں ایک پلاننگ ہے۔ لیکن اس کے لئے
ضروری ہے کہ ریکھا کی طرح پہلے ہم شاگل سے بھی نمٹ لیں۔
کیونکہ ریکھا نے تو پھر بھی ہمیں ختم کرنے میں کچھ توقف کیا ہے۔
شاگل ایک لمحے کا بھی توقف نہ کرے گا۔ اور اگر ہم اس طرح
پہاڑی پر چڑھے تو وہ ہمیں آسانی سے ہیلی کاپٹر کے ذریعے بھون
ڈالے گا" ——— عمران نے کہا۔

"آپ کے ذہن میں کیا پلاننگ ہے۔ پہلے یہ بتائیں" ———
صفدر نے کہا۔

"لیبارٹری کے متعلق تمہارے چیف کو کافرستان کے فارن
ایجنٹ ناٹران نے جو رپورٹ دی ہے اس کے مطابق لیبارٹری
کو ہر لحاظ سے بم پروف انداز میں بنایا گیا ہے۔ اوپر سے بھی
اور سائیڈوں سے بھی۔ اس لئے لیبارٹری پر بم مارنے یا اُسے
ڈائنامیٹ سے تباہ کرنے کا تو خیال ہی حماقت ہے۔ ایک ہی طریقہ
باقی رہ جاتا ہے کہ ہم اس لیبارٹری کے اندر داخل ہو کر اسے
تباہ کریں۔ پہاڑی کی ساخت بتا رہی ہے کہ اس لیبارٹری سے
نیچے دامن تک کوئی باقاعدہ راستہ موجود نہیں ہے۔ اس لئے
یقیناً یہ دروازہ یا راستہ لیبارٹری کی چھت پر بنایا گیا ہو گا۔
اور خصوصی ہیلی کاپٹروں کی مدد سے آمد و رفت ہوتی رہتی ہو گی۔
اس لئے ہمیں اب یہ بات سوچنی ہے کہ شاگل اور اس کے

ساتھیوں کی نظروں سے بچ کر ہم لیبارٹری کی چھت تک پہنچ سکتے ہیں" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جب تم کہہ رہے ہو کہ اس کی چھت اور سائیڈیں بم پروف ہیں تو پھر ہم چھت پر جا کر کیا کریں گے۔ اور ویسے بھی اتنی بلندی پر بغیر ہیلی کاپٹر کے ہم کسی طرح بھی نہیں پہنچ سکتے۔ اور ہیلی کاپٹر اول تو یہاں موجود نہیں ہے۔ اور اگر ہو بھی سہی تو توپچی اڑنے والے اسے آسانی سے ہٹ کر سکتے ہیں" ——— جولیا نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"کمال ہے۔ پہاڑی علاقے میں آتے ہی تمہارا ذہن کچھ ضرورت سے زیادہ ہی کام کرنے لگ گیا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے کوئی غلط بات کی ہے" ——— جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"تم غلط بھی کہو تو اُسے صحیح قرار دینے والا تنویر یہاں موجود ہے۔ کیوں تنویر۔ کیا جولیا کبھی غلط بات کہہ سکتی ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ جب جولیا کی دلیل کا جواب نہ مل سکا تو اس طرح آئیں بائیں شائیں کرنے لگ گئے ہو" ——— تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور تنویر کی بات سن کر سب بے اختیار ہنس پڑے۔ کیونکہ واقعی تنویر نے ایک لحاظ سے جولیا کی بات کی تصدیق بھی کر دی تھی۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی بات کرتا۔ جوزف دوڑتا ہوا غار میں داخل ہوا۔ وہ ٹائیگر اور جوانا غار سے باہر ہی کھڑے تھے۔

"باس۔ میں نے اوپر جانے کا ایک راستہ ڈھونڈ نکالا ہے" ——— جوزف نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

"ڈھونڈنے کی کیا ضرورت تھی۔ بس کسی چٹان سے سر مار دو۔ اوپر پہنچ جاؤ گے۔ اتنے اوپر کہ پھر واپسی کا سکوپ ہی ختم ہو جائے گا" ——— عمران نے مسکرا کر جواب دیا۔ اور جوزف اس طرح آنکھیں پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگا جیسے اُسے عمران کی بات سمجھ ہی نہ آئی ہو۔

"کیا مطلب باس۔ کیا یہ جادو کی پہاڑی ہے کہ چٹان سے سر مارنے سے اوپر جانے کا راستہ مل جائے گا" ——— جوزف نے بات کو کسی اور طرف لے جاتے ہوئے کہا اور اس کی اس معصومیت پر سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"یہ جادوگری نہیں عشق کی کرامات ہے۔ بہر حال تم یہ بتاؤ کہ کون سا راستہ تم نے تلاش کیا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس۔ یہاں سے شمال کی طرف ایک غار ہے۔ میں اس غار میں گھستا گیا کہ ہو سکتا ہے کہ دیکھا کا کوئی آدمی اندر نہ چھپا ہوا ہو۔ تو وہ غار اس طرح اوپر چڑھنے لگا۔ جیسے سیڑھی۔ میں اوپر چڑھتا گیا۔ اور پھر غار ایک ایسی سرنگ سے جا ملی۔ جو چکر کھا کر اوپر جا رہی تھی۔ میں آپ کو بتانے کے لئے واپس آ گیا" ———

جوزف نے جواب دیا۔

"صفدر تم۔ تنویر اور نعمانی کو ساتھ لے کر جاؤ اور اس سرنگ کی اچھی طرح چیکنگ کرو۔ خاص طور پر تم نے یہ دیکھنا ہے کہ یہ سرنگ اوپر چوٹی تک جاتی ہے یا کہیں راستے میں ہی ختم ہو جاتی ہے"۔۔۔۔ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور صفدر سر ہلاتا ہوا دہانے کی طرف مڑ گیا۔ تنویر اور نعمانی کے ساتھ ساتھ جوزف بھی اس کے پیچھے غار سے باہر نکل گیا۔ غار کے اندر ایک سائیڈ پر بڑی سی دری بچھی ہوئی تھی۔ عمران اس دری پر بیٹھ گیا تو کیپٹن شکیل اور جولیا بھی اس کے ساتھ ہی دری پر بیٹھ گئے۔ جب کہ باقی ساتھی غار سے باہر نکل گئے۔

"عمران صاحب۔ اس وقت ہماری پوزیشن انتہائی خطرناک ہے۔ شاگل اور اس کے ساتھی اس وقت نجانے کہاں ہوں گے۔ اور دوسری بات یہ کہ فوجی اڈہ بھی یہاں سے قریب ہی موجود ہے۔ کسی بھی لمحے یہاں جنگی ہیلی کاپٹروں اور سینکڑوں کی تعداد میں چھاتہ بردار اتر سکتے ہیں۔ اس لئے میرا تو خیال ہے۔ کہ ہمیں اس طرح اس غار کے اندر بیٹھنے کی بجائے فوری طور پر اس مشن کو تکمیل تک پہنچانے کا کوئی طریقہ سوچنا چاہیئے"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیپٹن شکیل درست کہہ رہا ہے۔ اب تک ہماری جدوجہد سارا تو پہاڑی تک پہنچنے کے لئے تھی۔ لیکن اب جب کہ ہم یہاں پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں تو ہمیں بہر حال مشن مکمل

کرنے کے لئے آگے بڑھنا چاہیئے"۔۔۔ جولیا نے بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرے ذہن میں ایک پلان ہے۔ صفدر واپس آئے گا تو اس بارے میں مزید وضاحت ہو سکتی ہے۔ ویسے نجانے کیا بات ہے۔ یہاں آتے ہی میری چھٹی حس نے مسلسل سائرن بجانا شروع کر دیا ہے کہ ہمیں نہ صرف کہیں دیکھا جا رہا ہے بلکہ شاید ہماری باتیں بھی سنی جا رہی ہوں"۔۔۔ عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ اور اس کی یہ بات سن کر کیپٹن شکیل اور جولیا دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"اوہ اوہ۔ یہ احساس تمہیں کیسے ہوا۔ یہاں غار کے اندر تمہارا مطلب ہے کوئی مخصوص مشین کام کر رہی ہے"۔۔۔ جولیا نے اس طرح ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا جیسے وہ ایسی کسی مشین کو تلاش کر لے گی۔

"یہاں تو سب مشینیں آف ہیں۔ بس مجھے مسلسل احساس ہو رہا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تو پھر ہمیں یہاں سے فوراً باہر چلا جانا چاہیئے"۔۔۔ جولیا نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے اگر کوئی دیکھ رہا ہے یا سن بھی رہا ہے تو کیا ہوا۔ ہم یہاں اکیلے تو نہیں ہیں۔ کیپٹن شکیل جیسا معزز گواہ ہمارے ساتھ ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جولیا پہلے تو شاید عمران کی بات نہ سمجھ سکی۔ لیکن پھر کیپٹن شکیل

کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرتی دیکھ کر اُسے شاید عمران کی بات کا مطلب سمجھ آ گیا۔

"تم باز نہیں آؤ گے بکواس کرنے سے۔ جب دیکھو ہی بکواس شروع کر دیتے ہو"۔۔۔ جولیا نے قدرے جھینپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اُسی لمحے صدیقی غار میں داخل ہوا۔ اس کے گلے میں ایک دوربین تھی۔

"عمران صاحب۔ پہاڑی کے اوپر ایک ڈش انٹینا جیسا آلہ نصب ہے۔ میں اوپر چڑھ کر پوری وادی کا جائزہ لے رہا تھا کہ میں نے اُسے دیکھا ہے"۔۔۔ صدیقی نے کہا۔ تو عمران یک لخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"ڈش انٹینا جیسا آلہ اور پہاڑی کے اوپر۔ اوہ۔ آؤ میرے ساتھ"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور تیزی سے قدم بڑھاتا وہ صدیقی کو ساتھ لئے باہر آ گیا۔ ظاہر ہے کیپٹن شکیل اور جولیا نے بھی ان کے پیچھے ہی آنا تھا۔ صدیقی عمران کو ساتھ لے کر ایک چٹان کی طرف بڑھا اور پھر وہ اوپر چڑھنے لگے۔

"یہاں سے دیکھیں اوپر سامنے بالکل ناک کی سیدھ میں"۔۔۔ صدیقی نے گلے سے طاقتور دوربین اتار کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ناک کی سیدھ میں۔ تمہاری ناک یا اپنی ناک۔ ہو سکتا ہے تمہاری ناک ٹیڑھی ہو"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران نے دوربین آنکھوں سے

لگائی اور اوپر اس طرح سر اٹھا کر دیکھنے لگا کہ اس کے سر کی پشت تقریباً اس کی گردن سے جا لگی تھی۔

"اوہ اوہ۔ میری چھٹی حس درست سائرن بجا رہی تھی۔ یہ ایم۔ ڈی سی۔ ایف سسٹم ہے۔ مگر۔۔۔۔۔۔"۔۔۔ عمران نے دوربین ہٹاتے ہوئے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"کیسا سسٹم عمران صاحب"۔۔۔ صدیقی نے چونک کر پوچھا۔

"جلدی جلدی نیچے۔ اس وقت ہم شدید خطرے میں ہیں۔ جلدی کرو"۔۔۔ عمران نے واپس مڑتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے چٹانیں پھلانگتا ہوا نیچے اترتا گیا۔

"کیا ہوا۔ کیا چیز ہے وہ"۔۔۔ نیچے کھڑے کیپٹن شکیل اور جولیا نے کہا۔

"سب سے کہہ دو کہ وہ غاروں کے اندر رہیں۔ باہر کوئی نہ نکلے"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور صدیقی تیزی سے دوڑتا ہوا دوسری طرف چلا گیا۔ جہاں اس کے دوسرے ساتھی موجود تھے۔ اور عمران ہونٹ کاٹتا اُسی غار میں آ گیا جہاں وہ پہلے موجود تھے۔

"ہوا کیا ہے"۔۔۔ جولیا نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"پہاڑی کی چوٹی پر اس سمت انتہائی خطرناک اور جدید ترین چیکنگ اور فائرنگ سسٹم نصب کیا گیا ہے۔ اسے ماؤنٹین ڈیو چیکنگ اینڈ فائرنگ یا ایم۔ ڈی۔ سی۔ ایف سسٹم کہتے ہیں۔ اس کی مدد سے اس پوری سمت میں تقریباً تین چار کلومیٹر

کی وسیع رینج میں ہونے والی معمولی سی حرکت نہ صرف ریسیونگ
سیٹ پر دیکھی جا رہی ہو گی بلکہ اس کی مدد سے وہ ہم سب کو آسانی
سے اور یقینی طور پر ہلاک بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن سنجلنے اب تک
ایسا کیوں نہیں ہو سکا۔ حالانکہ وہ جگہ جہاں دیکھا سے ٹکراؤ ہوا
تھا وہ بھی اس سسٹم کی رینج میں تھا۔ وہ آسانی سے اس
وقت ہمیں ہلاک کر سکتے تھے"۔۔۔ عمران نے الجھے ہوئے لہجے
میں کہا۔

"اوہ۔ یہ تو انتہائی خطرناک صورت حال ہے"۔۔۔ جولیا نے
کہا۔

"ہاں۔ اس سسٹم کی موجودگی میں ہمارا الیبارٹری تک زندہ
پہنچ جانا ہی ناممکن ہے۔ اس لئے اب ہمیں یہ مشن ناکام چھوڑ کر
واپس جانا ہو گا"۔۔۔ عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ مشن ناکام چھوڑ کر واپسی۔ کیا
تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ اتنی مشکلوں سے تو یہاں تک
پہنچے ہیں"۔۔۔ جولیا نے حیرت کے مارے پھٹی پھٹی آواز میں
کہا۔

"جولیا۔ اگر زندگی بچ جائے تو ایسے کئی اور مشن مکمل ہو سکتے
ہیں۔ لیکن اس سسٹم کے سامنے آنے کے بعد ہمارا یہاں سے
زندہ بچ کر نکل جانا بھی ایک معجزے سے کم نہیں ہو گا۔ ہمیں
اب فوری واپس جانا ہو گا ہر صورت میں۔ اٹ از مائی آرڈر۔
چلو سب ساتھیوں کو بلاؤ"۔۔۔ عمران نے انتہائی سخت

اور فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"یہ ناممکن ہے۔ ہم کسی صورت واپس نہیں جا سکتے"۔۔۔ جولیا
نے غصیلے لہجے میں پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"مس جولیا۔ اگر عمران صاحب ایسا کہہ رہے ہیں تو پھر ٹھیک ہو
گا۔ آپ کو ضد نہیں کرنی چاہئے"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تم۔۔۔ تم بھی یہ بات کر رہے ہو۔ حیرت ہے"۔۔۔ جولیا نے
حیرت بھرے انداز میں کیپٹن شکیل کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب سمجھ دار آدمی ہیں مس جولیا۔ کیا ہوا اگر ایک مشن
کامیاب نہ ہو سکا۔ اور دوسری بات یہ کہ عمران صاحب کو چیف نے
اس مہم کا لیڈر بنایا ہے۔ اس لئے ان کے حکم کی تعمیل فرض ہے"۔
کیپٹن شکیل نے اپنے مخصوص سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"چیف کا حکم ہے۔ اور تم بھی یہی کہہ رہے ہو تو ٹھیک ہے۔ میرا کیا
خود ہی چیف کو جواب دینا پڑے گا"۔۔۔ جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے
کہا۔ لیکن اس کے چہرے پر غصے اور بے بسی کے ملے جلے تاثرات
نمایاں تھے۔ وہ شاید چیف کے حوالے کی وجہ سے خاموش ہو گئی تھی۔

"چلو ایک آدمی تو ایسا ملا جس کی بات تم مان لیتی ہو۔ اب یہاں
سے واپسی پر مجھے کیپٹن شکیل کی خدمت کرنی پڑے گی"۔۔۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جولیا بے اختیار جھینپ گئی۔

"تم پھر۔۔۔۔"۔۔۔ جولیا نے مصنوعی غصے سے کہا۔

"ہمارا تو کام ہی دستک دینا ہے۔ کوئی دروازہ کھولے یا نہ
کھولے۔ یہ اس کی مرضی ہے"۔۔۔ عمران نے ڈھیٹ عاشقوں

جیسے لہجے میں کہا۔

"دروازہ تو نجانے کب سے کھلا ہوا ہے۔ لیکن تم پھر بھی دستک ہی دے رہے ہو"۔۔۔ جولیا نے جذباتی سے لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر غار کے دہانے کی طرف بڑھ گئی۔ اور عمران کا ہاتھ بے اختیار سر پر پہنچ گیا۔ جب کہ کیپٹن شکیل مسکرانے لگا۔

اسی لمحے صفدر اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے جوزف، تنویر اور نعمانی تھے۔

"وہ سرنگ تو کچھ اوپر جا کر ختم ہو گئی ہے۔ ویسے بھی وہ بے حد تنگ ہے۔ بڑی مشکل سے میں اس میں گھسٹ کر آگے بڑھا ہوں" صفدر نے کہا۔

"اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔ ہم نے فوری واپسی کا فیصلہ کر لیا ہے"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو"۔۔۔ تنویر نے بری طرح اچھلتے ہوئے کہا۔ صفدر کی آنکھیں بھی حیرت سے پھیلتی چلی گئی تھیں۔ ان کے ظاہر ہے وہم و گمان میں بھی نہ آ سکتا تھا کہ عمران اس قسم کی بات ان حالات میں کہہ بھی سکتا ہے۔

"مجبوری ہے۔ تم بھی تیار ہو جاؤ واپسی کے لئے"۔۔۔ عمران کا لہجہ اور بھی زیادہ سنجیدہ ہو گیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ میں تمہارا حکم ماننا تو ایک طرف اس طرح کی واپسی کا کہنے پر گولی سے بھی اڑا سکتا ہوں۔ تم مشن سے پیچھے ہٹ کر پاکیشیا سے غداری

کر رہے ہو"۔۔۔ تنویر بری طرح بھڑک اٹھا۔

"جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسا ہی ہوگا۔ سمجھے۔ اور سنو۔ مجھے آنکھیں دکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آئندہ تم نے کوئی ایسی بات کی تو دوبارہ سانس نہ لے سکو گے۔ میں اس مشن کا لیڈر ہوں۔ اور مجھے لیڈر بھی تمہارے چیف نے بنایا ہے۔ میں خود اسے جواب دے لوں گا"۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں نجانے کیا بات تھی کہ تنویر جیسا شخص بھی ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔ صفدر اور صدیقی کی حالت بھی تنویر سے مختلف نہ تھی۔ جب کہ جولیا اور کیپٹن شکیل خاموش کھڑے تھے۔

"آخر کیوں۔ وجہ"۔۔۔ تنویر نے آخر کار بری طرح ہونٹ چباتے ہوئے پوچھ ہی لیا۔ لیکن اب لہجے میں سختی کی بجائے بے چارگی اور بے بسی کا عنصر نمایاں تھا۔ چیف والا حوالہ اس کے لئے بھی جولیا کی طرح فیصلہ کن ثابت ہوا تھا۔

"کافرستان والوں نے لیبارٹری سے نیچے ایک جدید ترین چیکنگ اور فائرنگ سسٹم نصب کر رکھا ہے۔ جس کی رینج تقریباً تین چار کلو میٹر ہوتی ہے۔ اس جدید نظام کے اندر فائرنگ سسٹم بھی موجود ہے۔ جو مکمل طور پر کمپیوٹرائزڈ ہوتا ہے۔ اس سسٹم سے وہ جب چاہیں اور جسے چاہیں اپنی رینج کے اندر ایک لمحے میں ہلاک کر سکتے ہیں۔ کسی بھی جنگی ہیلی کاپٹر کو تباہ کر سکتے ہیں۔ اور رینج میں ہونے والی ہر قسم کی آواز سن سکتے ہیں اور رینج میں ہونے والی ہر قسم کی نقل و حرکت کو ویونگ سیٹ کی سکرین پر دیکھ سکتے

ہیں۔ حتیٰ کہ رینج کے اندر کسی بھی غار یا خفیہ جگہ کو بھی ٹارگٹ بنایا جا سکتا ہے۔ اس سسٹم کے مقابلے میں سوائے اس کے ہم یقینی موت کا شکار ہو جائیں اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ ابھی تک اس سسٹم سے ہمیں ہلاک کیوں نہیں کیا گیا۔ بہرحال وہ جس لمحے چاہیں صرف ایک بٹن دبا کر ہم سب کو یقینی طور پر لاشوں میں تبدیل کر سکتے ہیں۔ لہٰذا مجبوری ہے۔ ہمیں اس مشن میں اپنی ناکامی کا برملا صرف اعتراف کرنا ہوگا بلکہ یہ دعا بھی کرنی ہوگی کہ ہم صحیح سلامت اس کی رینج سے باہر بھی نکل جائیں۔ یہ لیبارٹری سار تو واقعی ناقابل تسخیر ہے" —— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اگر واقعی ایسی بات ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ مجبوری کا کوئی علاج نہیں ہے" —— صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ تنویر بھی خاموش ہو گیا تھا۔ لیکن اس کے ہونٹ اس طرح سختی سے بھینچے ہوئے تھے۔ جیسے کسی نے اس کے حلق میں کونین کی گولیوں کا پورا پیکٹ اتار دیا ہو۔ اور پھر وہ سب اس غار سے باہر نکل آئے اور تھوڑی دیر بعد ان کی واپسی شروع ہو گئی۔

" ہمیں اس ٹھاکر راجندر سنگھ کے گاؤں کشام جانا ہوگا۔ وہاں سے ہمیں آسانی سے خچر مل جائیں گے" —— عمران نے کہا اور ان سب نے سر ہلا دیئے۔ لیکن واپس جاتے ہوئے ان کے چہرے بجھے ہوئے اور مایوسی سے بری طرح لٹکے ہوئے تھے۔ شاید زندگی میں پہلی بار وہ اس طرح ناکام اور نامراد واپس لوٹ رہے تھے۔

" کیا کسی طرح اس سسٹم کو ناکام نہیں بنایا جا سکتا" —— صفدر

نے کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" اگر تباہ کیا جا سکتا تو کیا میرا دماغ خراب ہے کہ میں یہاں آ کر اس طرح واپس چل دیتا" —— عمران نے صفدر کو بری طرح جھڑکتے ہوئے کہا۔ حالانکہ اس سے پہلے کبھی عمران نے صفدر سے اس لہجے میں بات نہ کی تھی۔ شاید اس وقت عمران کا ذہن اس کے اپنے کنٹرول میں نہ تھا ظاہر ہے۔ ٹیم کے سارے ممبران اس ناکامی پر دل گرفتہ تھے تو عمران جیسے شخص کی ذہنی کیفیت کیا ہو سکتی تھی۔

" چیف تمہیں گولی مار دے گا۔ یہ میری پیش گوئی ہے۔ اس کی لغت میں ناکامی کا لفظ ہی نہیں ہے" —— یک لخت تنویر نے اونچی آواز میں کہا۔

" مجھے معلوم ہے۔ لیکن جب مرنا ہی ہے تو اپنے ملک میں کیوں نہ مریں۔ یہاں تو ہماری لاشیں بھی کسی نے دفن نہیں کرنیں۔ اور دوسری بات یہ کہ یہاں تم سب کی جانوں کے لئے حقیقی خطرہ ہے۔ وہاں صرف میری ہی جان جائے گی۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس بچ سکتی ہے تو میری جان کا سودا مہنگا نہیں ہے" —— عمران نے اسی طرح انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہو سکتا ہے۔ شاگل یا وہ ریکھا ہمیں ہلاک کرنے کی کوشش کریں" —— کیپٹن شکیل نے کہا۔

" وہ احمق نہیں ہیں۔ اس وقت ہم جس حالت میں جا رہے ہیں اگر ہمیں راستے میں چھیڑا گیا تو ہم واپس بھی پلٹ سکتے ہیں۔ اور پھر مرنا تو ہے ہی۔ لیکن یہ پوری پہاڑی شاگل اور ریکھا سمیت اڑا کر رکھ

دوں گا۔ کیا ان دونوں کے لئے اتنا کافی نہیں ہے کہ عمران نے ان کے مقابلے میں اپنی شکست قبول کر لی ہے۔ کیا اس سے زیادہ اذیت ناک موت بھی میرے لئے ہو سکتی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ چیف کو میں سمجھا دوں گی۔ وہ میری بات مان جائے گا"۔۔۔۔ یک لخت جولیا نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

"مس جولیا۔ تم سے زیادہ میں تمہارے چیف کے مزاج سے واقف ہوں۔ اس لئے مجھے معلوم ہے کہ میری موت اب یقینی امر بن چکی ہے۔ اور ویسے بھی کسی سفارش کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر چیف نہیں مارے گا تو میں خود ہی اپنے آپ کو ہلاک کر لوں گا۔ میرے لئے ناکامی ہی موت کا دوسرا نام ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر میں نہیں جاتی اور نہ ٹیم جائے گی۔ ہم سب اکٹھے ہی یہاں مریں گے"۔۔۔۔ جولیا نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

"مس جولیا۔ جو میں کہہ رہا ہوں وہی ہو گا۔ سمجھیں۔ اب اگر تم نے اس سلسلے میں کوئی بات کی تو ایک لمحے میں گولیوں سے بھون ڈالوں گا۔ جو میں نے فیصلہ کیا ہے وہ قطعی اور حتمی ہے۔ آئندہ اس معاملے میں زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکالنا"۔۔۔۔ عمران نے اُسے بُری طرح جھڑکتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ صفدر سے ہونے والی بات سے بھی زیادہ سخت تھا۔

"تم جولیا کو اس طرح نہیں جھڑک سکتے۔ سمجھے۔ تمہارے

لیڈر بننے کا یہ مطلب نہیں کہ تم۔۔۔۔۔" تنویر نے بھڑکتے ہوئے کہا۔

"تم خاموش رہو۔ تمہیں کیا حق ہے بات کرنے کا"۔۔۔۔ اس سے پہلے کہ تنویر کا فقرہ مکمل ہوتا جولیا نے اُسے جھڑک دیا اور تنویر خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔ ظاہر ہے۔ اب وہ مزید کیا کہہ سکتا تھا۔

شاگل کا چہرہ بری طرح بگڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں اور وہ مسلسل بے بسی کے عالم میں اپنے ہی ہونٹ اس بری طرح چبائے چلا جا رہا تھا جیسے اپنا لہو خود پینا چاہتا ہو۔ سکرین پر عمران اور اس کے ساتھی چٹانوں سے بندھے ہوئے تھے ریکھا اور اس کے ساتھیوں نے ان پر مشین گنیں تانی ہوئی تھیں۔ اور وہ انہیں روک ہی نہ سکتا تھا۔ اور نہ کسی طور مداخلت کر سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے جسم میں جیسے غصے سے آگ بھڑک اٹھی تھی۔ اس کا چہرہ ٹماٹر کی طرح سرخ ہوتے ہوتے اب غصے کی شدت سے نیلا پڑنے لگ گیا تھا۔

"یہ عورت مجھ سے آگے بڑھ گئی ہے۔ یہ عمران اور پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ابھی خاتمہ کر دے گی اور میں۔ میں صرف تماشہ دیکھتا رہ جاؤں گا۔ میں سیکرٹ سروس کا چیف۔ میں کچھ

بھی نہ کر سکا۔ اور یہ کل کی چھوکری مجھ سے آگے نکل جائے گی۔ اوہ کاش کاش اس وقت میگزین لوڈ ہوتا تو میں اس ریکھا سمیت سب کو گولیوں سے اڑا دیتا" ۔۔۔۔ شاگل نے غصے کی شدت سے اپنے بال نوچتے ہوئے کہا۔

کاشی پہلے ہی اٹھ کر چلی گئی تھی ورنہ اگر وہ اس وقت موجود ہوتی تو یقیناً شاگل اسے گولیوں سے اڑا دینے سے دریغ نہ کرتا۔ دوسرے لمحے عمران نے اس کا نام لیا تو وہ یک لخت چونک پڑا۔ اور اب وہ غور سے ان کی باتیں سننے لگا۔

"اوہ اوہ۔ یہ عمران کوئی چکر چلا رہا ہے۔ کاش یہ چکر چلا دے۔ کاش یہ ریکھا کو شکست دے دے" ۔۔۔۔ شاگل نے ایسے گڑگڑا کر دعا کرتے ہوئے کہا جیسے عمران اس کا ساتھی ہو۔ اور ریکھا اس کے دشمن گروپ سے تعلق رکھتی ہو۔ اور دوسرے لمحے وہ یک لخت اچھل کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ کیونکہ اس نے ریکھا اور اس کے ساتھیوں کو ہوا میں اڑ کر عقب میں چٹانوں اور پتھروں پر گرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اور پھر عمران کا دیو ہیکل ساتھی یکلخت دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور پھر مشین گن کی تڑتڑاہٹ اور انسانی چیخوں کی آوازیں اس مشین سے نکلنے لگیں۔

"وہ مارا۔ اب پتہ چلے گا ریکھا کو۔ کہ عمران سے مقابلہ کیسے ہوتا ہے۔ ہا۔۔۔۔ ہا۔۔۔۔ ہا۔ اب پتہ چلے گا اس چھوکری کو کہ عمران کس بلا کا نام ہے" ۔۔۔۔ شاگل بے اختیار مسرت بھرے انداز میں حقیقتاً ناچنے لگ گیا۔

" باس باس " ___ اُسی لمحے کاشی کی حیرت بھری آواز سنائی
دی وہ شاید خوف کے مارے خیمے سے باہر چھپی کھڑی تھی - اور
شاگل کی مسرت بھری آوازیں سن کر وہ اندر داخل ہوئی تھی -
" اوہ اوہ کاشی - آؤ دیکھو - اس عمران نے کس طرح ریکھا اور
اس کے ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے - آؤ دیکھو" ___
شاگل نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں مڑ کر کاشی سے بات
کرتے ہوئے کہا -
" ریکھا بھی مر گئی ہے " ___ کاشی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے
میں کہا -
" ابھی مری نہیں تو اب زندہ بھی نہیں بچ سکتی - وہ بچ کر کہاں
جا سکتی ہے " ___ شاگل نے کہا - لیکن تھوڑی دیر بعد جب
انہوں نے ایک چٹان کے پیچھے کھڑے ہیلی کاپٹر کو اڑ کر نیچے گہرائی
میں جاتے ہوئے دیکھا تو شاگل کے بے اختیار ہونٹ بھنچ گئے -
" ہونہہ - قسمت کی دھنی ہے - اس بار بچ کر نکل گئی ہے - لیکن
اس کی پوری پاور ایجنسی ختم ہو گئی ہے - اب یہ کیا کرے گی " ___
شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا -
اُسی لمحے پاس پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز سنائی
دی اور شاگل نے چونک کر ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس کا بٹن
دبا دیا -
" ہیلو ہیلو ___ ریکھا کالنگ چیف شاگل - ہیلو ہیلو اوور " ___
ریکھا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی -

" یس - شاگل اٹنڈنگ چیف آف سیکرٹ سروس اوور " ___
شاگل نے بڑے رعونت بھرے لہجے میں کہا -
" چیف آپ کہاں موجود ہیں - میں آپ کے پاس آنا چاہتی ہوں
میں اس وقت ہیلی کاپٹر پر اکیلی ہوں اور نیچی پرواز کر رہی ہوں - مجھے
خطرہ ہے کہ کہیں ٹوچی اڈے والے میرا ہیلی کاپٹر نہ تباہ کر دیں اوور "
ریکھا نے کہا - وہ لہجے سے ہی بے حد ہراساں اور گھبرائی ہوئی لگ
رہی تھی -
" تمہیں معلوم ہے ریکھا کہ عمران نے تمہاری پوری پاور ایجنسی
کو ختم کر دیا ہے - اور تم بس اتفاق سے بچ کر نکل جانے میں
کامیاب ہو گئی ہو - بہرحال آجاؤ - میں ٹوچی اڈے سے جنوب
کی طرف تیسری بڑی پہاڑی سنگرام پر موجود ہوں - تم یہاں آجاؤ
میں ٹوچی اڈے والوں کو کہہ دیتا ہوں - اوور اینڈ آل " ___ شاگل
نے ایسے لہجے میں کہا جیسے عمران کی بجائے اُسے فتح حاصل ہوئی
ہو - اور پھر اس نے جلدی سے بٹن آف کر کے ٹوچی اڈے کی
مخصوص فریکونسی سیٹ کی اور اڈے کے کمانڈر آتما رام کو اس
نے ریکھا کے ہیلی کاپٹر کے متعلق بتا دیا تاکہ وہ اس پر فائر نہ کھول
دیں -
" کاشی - اب تم باہر جاؤ - اور جیسے ہی ریکھا کا ہیلی کاپٹر یہاں
پہنچے اُسے اترنے کی جگہ کا کاشن دو - اور پھر اُسے لے کر میرے
پاس آؤ " ___ شاگل نے ٹرانسمیٹر آف کر کے کاشی سے مخاطب
ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا -

"بس باس" ۔۔۔ کاشی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔ اور خیمے سے باہر نکل گئی۔

" اب مجھے اس عمران اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کے لئے آگے بڑھنا ہوگا۔ کاش سسٹم میں میگزین لوڈ ہوتا" ۔۔۔ شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں تو سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ لیکن ذہن کہیں اور تھا۔ اب وہ کوئی ایسی ترکیب سوچ رہا تھا جس سے وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا یقینی طور پر خاتمہ کر سکے۔ لیکن جو بھی تجویز اس کے ذہن میں آتی وہ خود ہی اُسے مسترد کر دیتا۔ وہ مسلسل سوچتا رہا۔ لیکن کوئی ایسی ترکیب اس کے ذہن میں نہ آرہی تھی ۔۔۔ جو ہر لحاظ سے فول پروف ثابت ہو سکتی۔

" ارے۔ یہ کیا۔ یہ اوپر کیا دیکھ رہا ہے" ۔۔۔ یک لخت شاگل نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس نے دیکھا تھا کہ عمران کا ایک ساتھی ایک چٹان پر چڑھا دوربین سے اوپر دیکھ رہا تھا۔ اور اس کا انداز ایسا تھا کہ شاگل کو خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں وہ سسٹم کو نہ چیک کر لے۔ اور پھر وہ آدمی چٹان سے اترا اور دوڑتا ہوا غار کے اندر چلا گیا۔ جس کا اندرونی منظر سکرین کی ایک سائیڈ پر بنے ہوئے چوکٹے میں نظر آرہا تھا اور عمران اور اس کی ساتھی لڑکی جولیا اور ایک اور آدمی اس غار میں موجود تھے۔ اور پھر اس کے ذہن میں ابھرنے والا اندیشہ درست ثابت ہوا۔ وہ آدمی عمران کو اس سسٹم کے متعلق ہی بتا رہا اس نے عمران کو چونک کر باہر جاتے دیکھا۔

" کاش فائرنگ سسٹم کام کر رہا ہوتا عمران، تو اس وقت تک تم دس بار جہنم میں اتر چکے تھے" ۔۔۔ شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

عمران چیکنگ کے بعد غار میں آیا۔ تو شاگل بڑے اشتیاق بھرے انداز میں اس کے رد عمل کا انتظار کرنے لگا۔ لیکن جب عمران نے انتہائی فیصلہ کن لہجے میں واپسی کا اعلان کر دیا تو شاگل بے اختیار چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔

" اوہ اوہ۔ اب ٹھیک ہے۔ اب راستے میں انہیں آسانی سے ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ اوہ ویری گڈ۔ ویری گڈ" ۔۔۔ شاگل نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

اُسی لمحے اس کے عقب میں قدموں کی آواز ابھری۔ اور شاگل نے چونک کر دیکھا تو کاشی ریکھا کے ہمراہ اندر آرہی تھی۔

" ارے۔ یہ مشین۔ کیا مطلب۔ اس پر تو میرے کیمپ کی تصویر آرہی ہے۔ اوہ۔ عمران کی آواز" ۔۔۔ ریکھا نے آگے بڑھتے ہی بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

" ہاں یہ جدید ترین ایم۔ وی۔ سی۔ ایف سسٹم ہے۔ ہم نے تو یہاں بیٹھ کر تمہارا عمران سے ہونے والا مقابلہ اور تمہارے آدمیوں کی ہلاکت اور تمہارے فرار کا منظر بھی دیکھا ہے" ۔۔۔ شاگل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ اوہ۔ مگر پھر آپ کو میری امداد کے لئے آنا چاہیئے تھا" ۔۔۔ ریکھا نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اگر اس میں میگزین لوڈ ہوتا تو ہم یہیں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیتے۔ لیکن اب اس کا کیا کیا جائے کہ سسٹم لے آتے ہوئے اس کا میگزین لانا کاشی بھول گئی۔ اور اب دارالحکومت جانے اور وہاں سے میگزین لانے اور اسے سسٹم میں لوڈ کرنے کا وقت بھی نہیں رہا" ——— شاگل نے اسے تفصیل سے سمجھاتے ہوئے کہا۔

" لیکن آپ ہیلی کاپٹر میرا جا کر اس پر گولیوں کی بارش تو کر سکتے تھے۔ اس پر بم تو برسا سکتے تھے" ——— ریکھا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" میں تمہاری طرح احمق نہیں ہوں۔ تم نے خواہ مخواہ اسے ہوش میں لانے اور پھر اس سے گپیں مارنے کی حماقت کی۔ اس طرح اسے موقع مل گیا۔ اور نتیجہ تم نے دیکھ لیا۔ اس طرح اگر میں بھی حماقت کروں اور ہیلی کاپٹر لے کر اس پر چڑھ دوڑوں تو تمہاری طرح نتیجہ میرے خلاف بھی نکل سکتا ہے۔ میں سوچتا رہا ہوں کہ عمران پر آخر کس طرح حملہ کیا جائے اور اب عمران نے خود ہی اس کا سکوپ پیدا کر دیا ہے" ——— شاگل نے کہا۔

" کیسا سکوپ" ——— ریکھا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" وہ ایم۔ ڈی۔ سی۔ ایف سسٹم سے ڈر کر پسپا ہو رہا ہے۔ ناکام ہو کر واپس جا رہا ہے۔ ظاہر ہے اسے تو یہ معلوم نہیں کہ اس میں سرے سے میگزین ہی لوڈ نہیں ہے۔ اور اب اسے راستے میں کہیں بھی آسانی سے نشانہ بنایا جا سکتا ہے" ——— شاگل

نے کہا۔

" واپس جا رہا ہے عمران۔ مشن چھوڑ کر جا رہا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ سب اپنی جانوں پر کھیل کر یہاں پہنچے ہیں" ——— ریکھا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" سنو۔ سنو ——— خود سن لو" ——— یک لخت شاگل نے چیخ کر کہا۔ اور وہ سب مشین سے نکلنے والی آواز کی طرف متوجہ ہو گئے۔ جہاں عمران اپنے ساتھیوں کو سسٹم کی تفصیلات اور واپسی کا فیصلہ سنا رہا تھا۔ اس کے ساتھیوں نے بڑا احتجاج کیا۔ لیکن عمران اپنی ضد پر اڑا رہا۔ اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے ان کی ناکام و نامراد واپسی کا منظر بھی دیکھ لیا۔

" اوہ اوہ۔ واقعی اب یہ آسانی سے مارے جا سکتے ہیں" ——— ریکھا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ پاکیشیا کی سرحد یہاں سے بے حد دور ہے۔ اور پیدل یہ لوگ آسانی سے وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس لئے کسی ایسی جگہ انہیں آسانی سے گھیرا جا سکتا ہے۔

" اوہ۔ یہ تو کشام جا رہے ہیں۔ جہاں سے میں انہیں بیہوشی کے عالم میں اٹھا لائی تھی۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ وہاں میں آسانی سے ان کا خاتمہ کر سکتی ہوں" ——— ریکھا نے عمران کی یہ بات سن کر کہ وہ کشام جائیں گے جہاں سے خچر لے کر وہ آگے بڑھیں گے" ——— ریکھا نے مسرت سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ مڑی اور بھاگتی ہوئی خیمے سے باہر نکل گئی۔

"اسے روکو۔ اسے روکو۔ ورنہ یہ اس بار نہ بچ سکے گی۔ اس طرح احمقانہ انداز میں عمران پر حملہ کرنے کا مطلب سوائے موت کے اور کچھ نہیں ہو سکتا" شاگل نے کھڑے ہو کر چیختے ہوئے کہا اور کاشی دوڑتی ہوئی خیمے سے باہر نکل گئی۔ عمران اور اس کے ساتھی باتیں کرتے ہوئے آگے بڑھتے جا رہے تھے اور عمران اپنے ہی ساتھیوں کو بری طرح جھاڑ رہا تھا۔ شاگل سمجھ گیا کہ ناکامی کی وجہ سے اس کا دماغ خراب ہو رہا ہے لیکن سسٹم سے جانیں بچانے کی غرض سے وہ فرار ہونے پر مجبور رہتے۔

"تم مجھ سے نہ بچ سکو گے عمران۔ اس بار کسی صورت بھی نہ بچ سکو گے"۔ شاگل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ریکھا بھی جھڑک کر چلی گئی ہے ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر"۔۔۔ کاشی نے اندر آتے ہوئے کہا۔

"احمق ہے۔ خود ہی مرے گی۔ وہ ضرور اس قصبے کشام کی طرف گئی ہو گی۔ اگر عمران اتنی آسانی سے ہاتھ آنے والا ہوتا تو اسے عمران نہ ٹالتا"۔۔۔ شاگل نے کہا اور خیمے کے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"اب یہ مشین آف کر دو۔ اب اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے"۔۔۔ شاگل نے کہا۔ اور کاشی سر ہلاتی ہوئی مشین کی طرف بڑھ گئی۔ شاگل نے باہر آ کر اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور انہیں کیمپ سمیٹنے کے احکامات دینے شروع کر دیئے۔

"باس۔ کیا ہم بھی اس قصبے میں جائیں گے"۔۔۔ کاشی نے خیمے سے باہر آتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ میں نے پلاننگ کر لی ہے۔ رشوم پہاڑی کے پاس ایک تنگ درہ ہے۔ ہم وہاں پکٹنگ کریں گے۔ اور اس بار عمران اور

اس کے ساتھی میرے ہاتھوں نہ بچ سکیں گے"۔۔۔ شاگل نے کہا۔ اور کاشی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سامان تیزی سے سمیٹا جانے لگا۔ اور شاگل اب ٹوچی اڈے والوں سے ٹرانسمیٹر پر کال کرنے میں مصروف ہو گیا۔ وہ انہیں بتا رہا تھا کہ وہ اپنے ہیلی کاپٹر پر رشوم پہاڑی کی طرف جا رہا ہے۔ اس لئے اس کے ہیلی کاپٹر کو چیک نہ کیا جائے۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کا ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور تیزی سے مڑ کر دائیں طرف کو جانے لگا۔ پائلٹ سیٹ پر خود شاگل تھا۔ جب کہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر کاشی بیٹھی ہوئی تھی۔ اور باقی ساتھی اور سامان اس بڑے ہیلی کاپٹر کے عقبی حصے میں تھا۔ شاگل کے چہرے پر اب یقینی کامیابی کے آثار نمایاں تھے۔

تقریباً پانچ کلو میٹر کا فاصلہ عمران نے اس قدر تیز رفتاری سے طے کیا کہ اس کے ساتھیوں کو اس کا ساتھ دینے میں خاصی دشواری ہوئی۔ لیکن پھر عمران اس طرح ٹھٹھک کر رک گیا جیسے کوئی خاص بات اس کے ذہن میں آ گئی ہو۔

"کیا ہوا" ــــــ صفدر اور جولیا نے بھی اس کے ساتھ ہی ٹھٹھکتے ہوئے پوچھا۔ وہ دونوں تیز تیز سانس لے رہے تھے۔

"یہ ہم لوگ کہاں جا رہے ہیں" ــــــ عمران نے اس طرح معصومانہ لہجے میں پوچھا۔ جیسے ابھی تک وہ بے ہوش رہا ہو اور اب اُسے ہوش آیا ہو۔

"کشام قصبے میں جانے کا کہا تھا تم نے" ــــــ جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"کشام قصبے میں۔ وہی قصبہ جہاں وہ محترمہ شوکی ہمیں اپنے چچا

کے پاس لے گئی تھی اور جہاں ہمیں کھانا کھلانے کے بعد ہوش نہ رہا تھا وہ پھر یہ سارا چکر ان محترم چوہان نے چلایا ہوگا۔ کیوں چوہان۔ کیا مشن کی تکمیل سے پہلے ہی اس شوکی سے شادی کا شوق چرایا ہے کہ پوری بارات لے کر جا رہے ہو" ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے چوہان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔ چوہان ہمیں کیوں لے جائے گا۔ خود ہی تو مشن چھوڑ کر واپسی کے لئے کہا اور اب خود ہی الٹی سیدھی باتیں شروع کر دی ہیں تم نے" ــــــ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مشن چھوڑ کر لاحول ولا قوۃ۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم مشن چھوڑ کر واپس چلے جائیں۔ یہ تو آج تک کسی کتاب میں نہیں لکھا گیا" عمران نے اس طرح منہ بناتے ہوئے کہا۔ جیسے جولیا کی بات اُسے سخت ناپسند محسوس ہوئی ہو۔

"عمران صاحب۔ کہیں واقعی آپ کے ذہن پر اس ناکامی کا کوئی بُرا اثر تو نہیں پڑ گیا" ــــــ اس بار صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آخر تم لوگ میرے ذہن کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو۔ ابھی تو میں نے نئی نئی اس کی بیٹری چارج کرائی ہے۔ میں نے اس مشن پر آنے سے پہلے اماں بی سے جولیا کے متعلق بات کرنے کا پروگرام بنایا۔ اور پھر میں نے جا کر اماں بی کے سامنے جولیا کی تعریفوں میں زمین آسمان کے قلابے ملانے شروع کر دیئے۔ یقین کرو جولیا کی مدح

میں ایسا قصیدہ کہا کہ کسی بڑے سے بڑے شاعر نے بھی ایسا قصیدہ
کسی بادشاہ کی مدح میں نہ کہا ہو گا۔ میں نے سوچا تھا کہ اماں بی تعریفیں
سن کر فوراً رضامند ہو جائیں گی۔ لیکن پتہ ہے اماں بی کا کیا ردعمل ہوا۔
انہوں نے جوتی اتاری اور میرے سر پر یہ کہتے ہوئے جوتیوں کی بارش
کر دی۔ کہ مجھے کسی نامحرم لڑکی کو غور سے دیکھنے کی جرات ہی کیسے
ہوئی۔ اماں بی کی نظروں میں اس سے بڑا گناہ ہی اور کوئی نہیں ہے
کہ کسی نامحرم لڑکی کو غور سے دیکھا جائے۔ اور ظاہر ہے تعریفیں
تو اُس کی کی جاتی ہیں جسے غور سے دیکھا جائے۔ بس پھر نہ پوچھو ایسی
بیٹری چارج ہوئی میرے ذہن کی کہ اس کے سارے سیل ڈبل
چارج ہو گئے اور تم کہہ رہے ہو کہ میرا دماغ خراب ہو گیا ہے"۔
عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"آخر تمہیں ہوا کیا ہے جو تم نے یوں راستے میں رک کر بکواس
شروع کر دی ہے"۔۔۔۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
عمران کی پہلی بات سن کر تو اس کا چہرہ خود بخود کھل اٹھا تھا لیکن
آخر میں اس کا موڈ آف ہو گیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے وہ عمران کی
اماں بی کے خلاف کچھ نہ بول سکتی تھی۔ کیونکہ ایک بار اس نے ذرا
سی بات کی تھی تو عمران نے اُسے اس بُری طرح جھاڑ دیا تھا کہ جیسے
گولی مار دے گا۔ تب سے جولیا اس معاملے میں بے حد محتاط
ہو گئی تھی۔

"یہ ڈرامہ کر رہا ہے۔ تاکہ دماغ کی خرابی کا بہانہ بنا کر چیف کی
سزا سے بچ سکے"۔۔۔۔ تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"چیف کی سزا۔ کیا مطلب۔ یہ چیف کے عہدے میں ترقی ہو گئی ہے
با۔ کیا اب وہ کسی جیل کا جلاد لگ گیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے چونکتے
ہوئے کہا۔

"عمران صاحب پلیز آپ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں یا جو کچھ کہنا چاہتے ہیں
کھل کر کہیں۔ ہم اس وقت کھلی جگہ پر ہیں اور کسی بھی لمحے موت ہم پر
جھپٹ سکتی ہے"۔۔۔۔ اس بار کیپٹن شکیل نے منہ بناتے ہوئے
کہا۔

"موت کی رینج ختم ہو چکی ہے کیپٹن شکیل۔ اس سسٹم کی رینج زیادہ
سے زیادہ چار کلومیٹر ہوتی ہے۔ اور ہم تقریباً پانچ کلومیٹر کے فاصلے
پر آ چکے ہیں اور ابھی بھی زندہ سلامت"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔ اور وہ سب عمران کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

"اوہ اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ تو آپ نے یہ سب ڈرامہ اس سسٹم سے
بچنے کے لئے کیا تھا"۔۔۔۔ صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"تو اور کیا۔ تم واقعی یہ سمجھنے لگ گئے تھے کہ عمران مشن کو اس
طرح ادھورا چھوڑ کر چلا جائے گا۔ آئندہ ایسی سوچ بھی میرے متعلق
ذہن میں نہ لانا۔ وہاں ہم واقعی بُری طرح پھنس گئے تھے۔ ہماری زبان
سے نکلا ہوا ہر لفظ سنا جا رہا تھا اور ہماری ہر حرکت چیک کی جا
رہی تھی۔ اس لئے وہاں سے نکلنے کا یہی ایک طریقہ تھا کہ ہم فوری
طور پر اپنی پسپائی کا اعلان کر دیتے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا اور عمران کے ساتھیوں کے چہرے بے اختیار کھل
اٹھے۔

"لیکن تمہارا یہ خیال تو غلط ثابت ہوا ہے کہ وہ ہم پر فائر کھول سکتے ہیں۔ اب تک تو ایک گولی بھی فائر نہیں ہوئی" ——— جولیا نے کہا۔

"سسٹم تو ایسا ہی ہے۔ نجانے کیوں فائرنگ نہیں کی گئی۔ یا ہو سکتا ہے میری پسپائی اور کشام قصبے جانے کی بات سن کر انہوں نے یہی سوچا ہو کہ ہم لوگ سارتو پہاڑی سے تو دور چلے جائیں، پھر آسانی سے ان کا خاتمہ ہو سکتا ہے" ——— عمران نے کہا۔

"لیکن اب مشن کس طرح مکمل ہوگا۔ مشن مکمل کرنے کے لئے تو بہرحال ہمیں سارتو پہاڑی پر دوبارہ جانا ہی ہوگا" ——— صفدر نے کہا۔

"نہیں اب ہمیں یہاں سے گھوم کر ٹوچی اڈے پر پہنچنا ہے۔ وہاں سے ہمیں ہیلی کاپٹر آسانی سے ہاتھ لگ سکتا ہے۔ اور ہیلی کاپٹر کے بغیر ہم لیبارٹری تک پہنچ ہی نہیں سکتے" ——— عمران نے کہا۔ اور پھر اس نے جیب سے تہہ شدہ نقشہ نکالا۔ اور چٹان پر بیٹھ کر اس نے اسے کھولا اور اپنے سامنے بچھا کر اس پر جھک گیا۔ تھوڑی دیر تک اس پر پہلے سے لگے ہوئے نشانات کو غور سے دیکھنے کے بعد اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اسے دوبارہ تہہ کر کے جیب میں ڈالا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"میرا خیال ہے۔ اب تم لوگوں کو خاصا ریسٹ مل چکا ہوگا اس لئے اب چلنا چاہیئے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ایک بار پھر تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ پھر تقریباً دو گھنٹے تک مسلسل سفر کرنے کے بعد عمران رک گیا۔

"یہ سامنے ٹوچی پہاڑی ہے۔ جس پر اڈہ ہے۔ اور یہ اس کا سامنے کا رخ ہے" ——— عمران نے کہا۔ اور وہ سب اس اونچی پہاڑی کو دیکھنے لگے۔

"ٹائیگر" ——— عمران نے مڑ کر ٹائیگر سے کہا۔

"یس باس" ——— ٹائیگر نے چونک کر آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"تم جوزف اور جوانا کو لے کر اوپر جاؤ۔ اور وہاں جتنے بھی افراد ہوں سب کا خاتمہ کر دو" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس باس" ——— ٹائیگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ شاید اب تک عمران کے ساتھ بیکار پھر پھر کر وہ خاصا بور ہو چکا تھا۔

"کیوں۔ یہ کیوں جائیں گے۔ کیا سیکرٹ سروس یہ کام نہیں کر سکتی" ——— تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ معمولی سا کام ہے۔ سیکرٹ سروس تو بڑے بڑے کاموں کے لئے بنی ہے۔ اس لئے فکر نہ کرو۔ سیکرٹ سروس کے لئے کئی کام سامنے آجائے گا۔ ٹائیگر زیرو الیون ٹرانسمیٹر ساتھ لے جاؤ۔ جب اڈے پر موجود ہر شخص کا خاتمہ ہو جائے تو مجھے کال کرنا پھر میں تمہیں مزید ہدایات دوں گا۔ اب روانہ ہو جاؤ۔ بلندی کافی ہے۔ اور تمہیں اوپر پہنچتے پہنچتے کافی وقت لگ جائے گا" ——— عمران نے کہا۔ اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا جوزف اور جوانا کو ساتھ لے

کر تیزی سے پہاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ ان تینوں کی پشت پر اسلحے کے تھیلے
لدے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں موجود تھیں۔

"آؤ اب کوئی غار تلاش کر لیں تاکہ سیکرٹ سروس کے لئے بڑا کام اطمینان
سے بیٹھ کر سوچا جا سکے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ادھر ادھر دیکھنے
لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک خاصی بڑی غار میں پہنچ گئے۔

"کیا کام ہے" ۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"سنو۔ لیبارٹری واقعی انتہائی مضبوط ہے۔ اس لئے
اُسے باہر سے کسی صورت بھی تباہ نہ کیا جا سکے گا۔ چاہے اس کی
چھت پر ہی کیوں نہ بم مارے جائیں۔ اس لئے میں نے اس لیبارٹری
کی تباہی کے لئے ایک اور پلاننگ کی ہے۔ ہمیں ہیلی کاپٹر کے
ذریعے سارا تو پہاڑی کے مغربی سمت اس غار میں اترنا ہو گا۔ جو
آگے جا کر چکر کھاتی ہوئی پہاڑی کی چوٹی تک پہنچتی ہے۔ اس طرح
لیبارٹری کی بنیاد تک پہنچی ہوئی یہ بنیاد بھی یقیناً انتہائی مضبوط
بنائی گئی ہو گی۔ کیونکہ لیبارٹری کا فرش ویسے بھی انتہائی مضبوط
بنایا جاتا ہے۔ اس لئے ہم اس کے نیچے جا کر بھی شاید اسے تباہ
یا توڑ نہ سکیں۔ چنانچہ اب ہم نے یہ کرنا ہے کہ انتہائی طاقت ور
ڈائنامیٹ سٹکس کے بنڈلوں کے ساتھ ساتھ انتہائی طاقت ور
بموں کو باندھ کر اس پوری سرنگ میں بچھانا ہو گا۔ سرنگ
چونکہ پہاڑی کے اندر چکر کھاتی ہوئی گزرتی ہے۔ اس لئے ظاہر ہے
یہ پہاڑی کی سائیڈوں کے قریب ہو گی۔ جب تمام اسلحہ
سرنگ کے اندر بچھ جائے گا تو ہم ہیلی کاپٹر کے ذریعے

دور ہٹ کر اسے چارج کر دیں گے۔ نتیجہ یہ کہ جب سارا خوف ناک
اور طاقتور اسلحہ بیک وقت پھٹے گا تو لازماً پہاڑی کے چاروں طرف
کے حصوں کے پرخچے درمیان سے لے کر لیبارٹری تک اڑتے
جائیں گے اور اس طرح ہم ایک لحاظ سے اس لیبارٹری کے
نیچے سے زمین کھینچ لیں گے۔ نتیجہ ظاہر ہے۔ یہ لیبارٹری کسی فٹ بال
کی طرح لڑھکتی ہوئی نیچے گرے گی اور پھر چاہے یہ کتنی ہی مضبوط
کیوں نہ ہو۔ اس کی تباہی ایک لازمی امر ہو جائے گی۔ اس طرح
ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے
میں کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ پلاننگ۔ کمال ہے۔ تمہارا دماغ تباہی کے
معاملے میں انتہائی تیز چلتا ہے۔ ایسی پلاننگ تمہارے علاوہ
شاید ہی اور کسی کے ذہن میں آ سکے" ۔۔۔ تنویر نے فوراً ہی مسرت
بھرے لہجے میں کہا۔ یہ اس کی عادت تھی کہ وہ جو بات بھی محسوس
کرتا اسے لازماً کر دیتا تھا۔ چاہے وہ اس کے کسی دشمن کی
تعریف ہی کیوں نہ ہو۔

"شکریہ۔ تمہاری تعریف میرے لئے سرٹیفکیٹ کی حیثیت
رکھتی ہے۔ اور میں یہ سرٹیفکیٹ اپنے ہونے والی بیگم کی خدمت
میں بطور ثبوت پیش کر دوں گا" ۔۔۔ عمران نے مسکرا کر جولیا کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آخر تمہیں کیا مصیبت ہے۔ اچھی خاصی سنجیدہ بات کرتے
کرتے پٹڑی سے اتر جاتے ہو" ۔۔۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کانٹا بدل جائے تو پٹڑی سے اترنا ہی پڑتا ہے ورنہ اسٹیشن
پہ پہنچنے کی بجائے ٹرین اُسی تیز رفتاری سے اُسے کراس کرتی ہوئی
آگے نکل جاتی ہے۔ اور اسٹیشن بے چارہ اُسی طرح حسرت و
یاس سے تکتا رہ جاتا ہے" ___ عمران کی زبان بھلا کب رکنے
والی تھی۔

"عمران صاحب۔ آپ کا مطلب ہے کہ اس پوری سرنگ کو
خطرناک اسلحہ سے بھر دیا جائے" ___ صفدر نے شاید موضوع
بدلنے کے لئے کہا۔

"ہاں۔ تب ہی ایک پہاڑی کو تباہ کیا جاسکتا ہے" ___ عمران
نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن اس قدر اسلحہ کہاں سے آئے گا۔ سرنگ کوئی چھوٹی
سی تو نہیں ہوگی خاصی طویل ہوگی" ___ صفدر نے کہا۔

"جتنی بھی طویل ہو۔ ویسے تو صرف اکیلی جولیا ہی کافی ہے۔
مزید کسی خطرناک اسلحے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔ لیکن مسئلہ
یہ ہے کہ اس اسلحے کا فیوز فوراً اجارج ہو جاتا ہے۔ اور نتیجہ یہ کہ
اسلحہ رکھنے والا پہلے بھسم ہو جاتا ہے۔ اس لئے مجبوری ہے"
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور اس بار سوائے تنویر کے
باقی سب ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم باز نہیں آؤ گے بکواس کرنے سے۔ پھر کہتے ہو کہ
مجھے احمق نہ کہو" ___ جولیا نے اس بار واقعی جھلاتے ہوئے
لہجے میں کہا۔

کمال ہے۔ اب کسے کہہ سکوگی۔ اب تو میں سرٹیفکیٹ پیش کر
نا ہوں تنویر کا دیا ہوا۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ مجھ جیسے آدمی
عقلمندی کا سرٹیفکیٹ دینے والے کو چاہیے تم جو مرضی آئے
ہی رہو" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب پلیز یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔ اس پہ سارے
مشن کا انحصار ہے" ___ صفدر نے منت بھرے لہجے میں کہا

"کون سا معاملہ۔ سرٹیفکیٹ کا۔ کمال ہے۔ سارے میرے
سرٹیفکیٹ کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ تم سب نے تو عقلمندی کی ڈگریاں
لے رکھی ہیں اور میں نے کبھی اعتراض نہیں کیا اور مجھے صرف ا
معمولی سا سرٹیفکیٹ ملا ہے اور تم سب پنجے جھاڑ کر بلکہ جھاڑ پھونک
کر اس کے پیچھے پڑ گئے ہو" ___ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور صفدر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو
گیا۔ ظاہر ہے عمران کو اس کی مرضی کے بغیر کسی لائن پہ لے آنا
اس کے بس کی بات نہ تھی۔

"تم خاموش ہی رہو تو بہتر ہے۔ صفدر۔ اس کا دماغ اسی
طرح ٹھیک ہوتا ہے ورنہ اسے جتنا کہتے جاؤ گے اس کا دماغ اتنا
ہی خراب ہوتا جائے گا" ___ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ماشاءاللہ ماشاءاللہ۔ کتنا قریب سے جاننے لگی ہو مجھے۔
اس کا مطلب ہے کچھ امید اب لگ جانی چاہیے۔ کیوں تنویر
تمہارا تجربہ کیا کہتا ہے" ___ عمران نے بڑے شرارتی انداز
میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"جواب جاہلاں خاموشی باشد" ——— تنویر نے جل کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو بھئی صفدر اب تو خوش ہو۔ پہلے عقلمندی کا سرٹیفکیٹ ملا تھا تو تم سب ناراض ہو گئے تھے۔ اب تو جہالت کی ڈگری مل گئی ہے۔ میرا خیال ہے وہ عقلمندی والا سرٹیفکیٹ جعلی تھا۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جہالت یونیورسٹی کے وائس چانسلر صاحب عقلمندی کا سرٹیفکیٹ دیں وہ تو جہالت کی ہی ڈگری دے سکتے ہیں" ——— عمران کی زبان ایک بار چل پڑی اور تنویر ...سے کھولتا ہوا تیزی سے غار کے دہانے کی طرف مڑ گیا۔

"آجاؤ آجاؤ۔ دوسری ڈگری نہیں مانگوں گا۔ ایک ہی کافی ہے میری باقی ساری عمر کے لئے" ——— عمران نے کہا۔ اور صفدر اور دوسرے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔ لیکن تنویر سنی ان سنی کرتا ہوا باہر چلا گیا۔

"تنویر نے واقعی بے حد ضبط کیا ہے" ——— صفدر نے کہا۔

"کیوں نہ کرتا۔ آخر اتنے بڑے عہدے پر فائز ہے۔ وائس چانسلر ہی کم عہدہ تو نہیں ہوتا چاہے جہالت یونیورسٹی کا ہی کیوں نہ ہو۔ ہے تو وائس چانسلر" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تم باز نہیں آؤ گے" ——— جولیا نے اس بار انتہائی غصیلے انداز میں دانت کچکچاتے ہوئے کہا۔

"آؤں گا۔ کیوں نہیں آؤں گا۔ تم جب بھی بلاؤ گی میں فوراً باز

آؤں گا۔ باز فارسی زبان میں دوبارہ کو ہی کہتے ہیں ناں۔ ویسے ایک بات ہے جب میں جاؤں ہی ناں تو باز کیسے آؤں گا" ——— عمران نے باز کے لفظی معنوں کو استعمال کرتے ہوئے کہا۔ اور اس بار جولیا کی حالت دیکھنے والی ہو گئی تھی۔ اس نے اتنے زور سے اپنے جبڑے بھینچ رکھے تھے کہ چہرے کا رنگ نیلا پڑنے لگ گیا تھا۔ وہ واقعی انتہائی حد تک زچ ہو چکی تھی۔

"زیادہ اسلحہ بھرنے کی ضرورت نہیں ہے صفدر۔ میں پاکیشیا سے اپنے ساتھ ایکس الیون بموں کا ایک ڈبہ اس مقصد کے لئے لے آیا تھا۔ اور تم جانتے ہو کہ ایکس الیون بم میں کس قدر ڈسٹرکشن پاور ہوتی ہے۔ اگر معلوم نہ ہو تو بتا دیتا ہوں کہ جب کسی پہاڑ کے اندر سرنگ بنانی ہو۔ تو پہلے اس کے لئے ڈائنامنٹ سٹکس کے سینکڑوں بنڈل یکے بعد دیگرے استعمال کئے جاتے تھے۔ لیکن اب اس کی جگہ صرف ایک ایکس الیون بم استعمال کیا جاتا ہے۔ اس بم سے ڈسٹرکشن کے ساتھ اس قدر ہولناک پریشر پیدا ہوتا ہے۔ کہ بڑی بڑی چٹانیں واقعی روئی کے گالوں کی طرح اڑتی نظر آتی ہیں۔ اور ڈبے میں چھ ایکس الیون بم ہوتے ہیں" ——— عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔ تو صفدر اور جولیا کے ساتھ ساتھ سارے ممبرز کے چہرے کھل اٹھے۔

"اوہ۔ تو تمہارے ذہن میں پہلے سے یہ پلاننگ تھی۔ لیکن کیا تمہیں اس سرنگ کے بارے میں بھی پہلے سے علم تھا" ——— جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"نہیں۔ اس کا علم تو چوہان کی محترمہ شوکی سے ہوا اور جس کی

کنفرمیشن اس کے چچا ٹھاکر راجندر سنگھ نے کر دی تھی، ویسے یہ
سرنگ نہ بھی ہوتی تو سرنگ بنائی بھی جاسکتی تھی، چاہے اس قدر
طویل نہ بن سکتی۔ چھوٹی سی ہی کافی رہتی"۔۔۔۔ عمران اب مرجانے
کی حد تک سنجیدہ تھا۔ اس کا چہرہ دیکھ کر یہ تصور بھی نہ ہو سکتا تھا کہ
وہ زندگی میں کبھی کوئی مذاق کرنا تو در کنار مسکرایا بھی ہوگا۔

"اگر تم اس طرح سنجیدہ رہو تو کتنی اچھی بات ہے"۔۔۔۔ جولیانے
طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"بے چارے تنویر نے آج تک سنجیدہ رہ کر کون سا تیر مار لیا ہے،
جو میں بھی سنجیدہ رہ کر اس کی طرح اپنے ذہن پر دس بارہ فٹ موٹی تہہ
چڑھوا لوں۔ جس کے نیچے بے چاری عقل دب کر سسک سسک
کر وفات پاجائے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس
بار جولیا سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران۔ اس ٹھاکر راجندر سنگھ نے ہم سے شدید دھوکہ کیا
ہے۔ اس کا انداز اب بھی جب مجھے یاد آتا ہے کہ کس طرح پرخلوص
انداز میں باتیں کر رہا تھا تو میرا خون کھول اٹھتا ہے"۔۔۔۔ جولیا
نے کہا۔

"ٹھاکر بے چارے نے ہمیں بغیر خچروں کے یہاں پہنچانے کا
بندوبست کیا ہے اور تم اس پر غصہ کھا رہی ہو"۔۔۔۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار جولیا بھی ہنس پڑی۔

"عمران صاحب۔ آپ سے یہ پوچھنا تو یاد ہی نہیں رہا کہ آپ
نے کیا چیز دیکھا اور اس کے ساتھیوں پر فائر کی تھی اور وہ آپ کے

پاس رہ کیسے گئی تھی۔ ہماری تو مکمل تلاشی لی گئی تھی"۔۔۔۔ صفدر نے
چونکتے ہوئے کہا۔

"وہ پنسل فائر تھا۔ ایک مخصوص قسم کا بم۔ بس ایسے سمجھو کہ انتہائی
ہلکی طاقت کا ایکس الیون بم تھا۔ اور جہاں تک تلاشی کا تعلق ہے۔ تو
تلاشی تو میری بھی لی گئی تھی۔ لیکن جس طرح پچھلے زمانے میں عمرو عیار کے
پاس ایسی زنبیل ہوتی تھی جو دوسروں کو خالی ہی نظر آتی تھی بلکہ اگر
دوسرا اس کے اندر ہاتھ بھی ڈال دے تب بھی وہ خالی ہی رہتی تھی۔
لیکن عمرو عیار اس کے اندر سے دنیا کی ہر چیز نکال لیتا تھا۔ اس طرح
میں نے بھی ایک ایسی جیب بنوائی ہوئی ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"جیب کیا بنوائی ہوئی ہے۔ تم ہو ہی عمرو عیار"۔۔۔۔ جولیا نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نام بھی ملتا ہے۔ پہلے عمرو اب عمران"۔۔۔۔ صفدر نے لقمہ
دیتے ہوئے کہا اور غار قہقہوں سے گونج اٹھی۔

"لیکن عمرو عیار کی بیوی کا نام تو چاند ستارہ تھا اور وہ بے حد
موٹی اور غصیلی عورت تھی۔ پھر تو سکوپ صرف غصیلی کی حد تک ہی
رہ جاتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور اس بار جولیا بُری طرح
جھینپ کر رہ گئی۔ جب کہ غار ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

پھر اسی طرح ہلکی پھلکی باتوں میں وقت نکلتا چلا گیا۔ اور یہ باتیں اس
وقت ختم ہوئیں جب تنویر دوڑتا ہوا اندر آیا۔

"ایک بڑا ہیلی کاپٹر چوٹی سے اڑ کر نیچے آ رہا ہے"۔۔۔۔ تنویر

نے اندر آتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب اٹھ کر تیزی سے غار کے دہانے
کی طرف بڑھ گئے۔ عمران کے کہنے پر تنویر نے ایک اونچی چٹان پر چڑھ
کر مخصوص اشارے کرنے شروع کئے تو چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر ان
کی طرف آنے لگا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ قریب ہی ایک وسیع چٹان
پر اتر گیا۔ اور ٹائیگر، جوزف اور جوانا نیچے اتر آئے۔

"اوپر دو اور ہیلی کاپٹر بھی موجود ہیں۔ اور انٹی ایئر کرافٹ گنیں اور
دوسرا بے شمار اسلحہ بھی ہے۔ میں نے صرف ان گنوں کے فیوز آف کر
دیئے ہیں۔ اگر آپ کہیں تو جا کر ان سب کو تباہ کر دیا جائے"۔۔۔۔
ٹائیگر نے قریب آکر کہا۔

"اوپر کوئی آدمی تو زندہ نہیں رہ گیا"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے
میں پوچھا۔

"نہیں باس۔ بارہ آدمی تھے۔ بارہ کے بارہ ہلاک ہو گئے ہیں"۔۔۔۔
ٹائیگر نے جواب دیا۔

"پھر ضرورت نہیں اسے تباہ کرنے کی۔ جب تک کوئی اوپر پہنچے
گا ہم اپنا کام مکمل بھی کر چکے ہوں گے۔ آؤ اب چلیں۔ اپنے مشن کی
تکمیل کی طرف"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور وہ سب اس بڑے ہیلی کاپٹر
کی طرف بڑھ گئے۔

ریکھا ہیلی کاپٹر کو پوری رفتار سے اڑاتی ہوئی ایک لمبا
چکر کاٹ کر ترکشم قصبے پہنچ گئی۔ اس نے ہیلی کاپٹر کو ٹھاکر راجندر
سنگھ کے مکان کے قریب اتارا اور پھر اس میں سے اتر کر وہ
دوڑتی ہوئی مکان کی طرف بڑھ گئی۔ اسی لمحے شاید ہیلی کاپٹر کی آواز
سن کر ٹھاکر راجندر سنگھ بھی باہر آگیا۔

"اوہ۔ مادام ریکھا۔ آپ اکیلی آئی ہیں۔ راکھن نہیں آیا"۔۔۔۔
ٹھاکر راجندر سنگھ نے چونک کر کہا۔

"وہ ایک خاص جگہ پر ڈیوٹی دے رہا ہے اور مجھے ہنگامی طور پر
آنا پڑا ہے۔ وہ عمران اور اس کے ساتھی راکھن کی حماقت کی وجہ سے
نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ میں نے صرف آپ کی خاطر
راکھن کو کوئی سزا نہیں دی۔ ورنہ ہمارے محکمے میں غفلت کی سزا
موت ہوتی ہے۔ لیکن آپ نے جس طرح ہماری مدد کی تھی۔ اس کی

خاطر مجھے راکھن کی اس غفلت کو نظر انداز کرنا پڑا ہے۔ ویسے اب
راکھن نے بڑی کامیابی سے انہیں اصل مشن سے پسپا کرنے
میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ اور وہ سب اب واپس کشام قصبے
کی طرف ہی آ رہے ہیں۔ میں یہاں ایک لمبا چکر کاٹ کر آئی ہوں۔
تاکہ آپ کی مدد سے انہیں یہاں پہنچنے سے پہلے ہی ہلاک کیا جا
سکے"۔۔۔۔ ریکھا نے جان بوجھ کر راکھن کی موت کو نہ صرف
چھپاتے ہوئے بلکہ سارا الزام اس پر ڈالتے ہوئے کہا تاکہ کٹھاکر
اس کی پوری طرح مدد پر آمادہ ہو سکے۔

"اوہ۔ یہ آپ کی انتہائی مہربانی ہے مادام۔ راکھن میرا اکلوتا
بیٹا ہے۔ آپ نے اُسے معاف کر کے مجھ پر رحم کھایا ہے۔ آپ
بے فکر رہیں۔ ان لوگوں کا خاتمہ اب میری ذمہ داری رہی آپ
مجھے صرف اتنا بتا دیں کہ وہ لوگ کس راستے سے آ رہے ہیں"۔۔۔
کٹھاکر نے انتہائی ممنونانہ لہجے میں کہا۔

"وہی عام راستہ جو یہاں سے سارتو پہاڑی کی طرف جاتا ہے"
کیا اور بھی کوئی راستہ ہے اس کے علاوہ"۔۔۔۔ ریکھا نے چونک
کر پوچھا۔

"ہاں۔ ہیں دو اور راستے۔ لیکن وہ انتہائی دشوار گزار ہیں۔
بہر حال میں ایک ایسی جگہ جانتا ہوں جہاں سے ان کا گزرنا لازمی
امر ہے۔ چاہے وہ کسی بھی راستے سے کیوں نہ آئیں میں اپنے ملازمین
سمیت وہاں چھپ کر بیٹھ جاتا ہوں اور آپ یقین کریں کہ وہ اس
راستے سے گزرتے ہوئے میرے ملازموں کی گولیوں سے کسی

طرح بھی نہ بچ سکیں گے"۔۔۔۔ کٹھاکر نے کہا۔

"میں تمہارے ساتھ جاؤں گی۔ اور کسی پہاڑی پر چڑھ کر میں
دوربین سے انہیں چیک کرتی رہوں گی"۔۔۔۔ ریکھا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ملازموں کو بلا لیتا ہوں۔ چار ہی کافی ہوں
گے۔ آپ ہمیں ہیلی کاپٹر پر ہی وہاں لے جائیں۔ اس طرح ہم
جلدی وہاں پہنچ جائیں گے"۔۔۔۔ کٹھاکر نے کہا۔ اور مڑ کر مکان
کے اندرونی حصے کی طرف بڑھ گیا۔ ریکھا ہونٹ دباتے وہیں
کھڑی رہی۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات تھے۔ تھوڑی
دیر بعد کٹھاکر واپس آیا تو اس کے ساتھ چار مقامی پہاڑی آدمی
تھے۔ اور ان کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹکی ہوئی تھیں۔

"کہیں وہ لوگ ہیلی کاپٹر چیک نہ کر لیں"۔۔۔۔ ریکھا نے اپنی
الجھن آخر کار ظاہر کر دی۔

"وہ کب سارتو پہاڑی سے روانہ ہوئے ہیں"۔۔۔۔ کٹھاکر نے
چونک کر پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ چالیس منٹ ہوئے ہوں گے"۔۔۔۔ ریکھا
نے جواب دیا۔

"پھر آپ بے فکر رہیں۔ وہ جس قدر بھی تیز رفتاری سے آئیں
چھ گھنٹوں سے پہلے اس جگہ نہیں پہنچ سکتے۔ اور اتنا پہلے جانے
کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ آپ اندر چلیں آرام کریں۔ ہم تین
چار گھنٹوں بعد چلیں گے"۔۔۔۔ کٹھاکر نے مطمئن لہجے میں کہا۔
ریکھا نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

پھر ٹھاکر نے اپنے آدمیوں کو واپس بھیج دیا اور ریکھا کو لے
کر وہ مہمان خانے میں پہنچ گیا۔ اس نے ریکھا کی خاطر داری میں
کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ ریکھا نے بھی اس وقفے کو غنیمت سمجھا۔
اس نے غسل کر کے کھانا کھایا اور پھر ایک آرام دہ بستر پر وہ اطمینان
سے لیٹ گئی۔ چونکہ اس کے ذہن میں خاصا دباؤ رہا تھا۔ اس لئے
لیٹتے ہی وہ گہری نیند سو گئی۔ پھر اسے ٹھاکر نے ہی جگایا۔

"مادام۔ اب ان کے آنے کا وقت قریب ہے۔ اب ہمیں
چلنا چاہئے" ـــ ٹھاکر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ کتنا وقت گزر چکا ہے" ـــ ریکھا نے جلدی سے
دونوں ہاتھوں سے اپنے تراشیدہ بالوں کو سیٹ کرتے ہوئے
کہا۔

"چار گھنٹے گزر چکے ہیں" ـــ ٹھاکر نے جواب دیا اور ریکھا
اچھل کر بیڈ سے اتر آئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہیلی کاپٹر پر سوار
اس جگہ کی طرف بڑھے جا رہے تھے جس کی نشاندہی ٹھاکر نے کی
تھی۔ ٹھاکر کے چار مسلح ملازم بھی ہیلی کاپٹر میں موجود تھے۔ اس جگہ
پہنچ کر اس نے ٹھاکر اور اس کے ملازموں کو اتار دیا۔ یہ ایک
تنگ سی گھاٹی تھی۔ اور خود وہ ہیلی کاپٹر لے کر دوبارہ فضا میں
بلند ہوئی اور اس نے ایک اونچی پہاڑی پر ایک ایسی جگہ ہیلی
کاپٹر اتارا جہاں سے وہ اس گھاٹی کی طرف آنے والوں کو کسی
طرح بھی نظر نہ آسکے۔ اور خود وہ دوربین لے کر ایک ایسی جگہ
بیٹھ گئی۔ جہاں سے وہ دور دور تک چیکنگ کر سکتی تھی۔ لیکن نیچے

سے خود اسے نہ دیکھا جا سکتا تھا۔ اس نے ٹھاکر اور اس کے ملازموں
کو بھی اس گھاٹی کے دونوں طرف پتھروں کے پیچھے چھپا ہوا دیکھ لیا
تھا۔ لیکن پھر دو تین گھنٹے مزید گزر گئے اور دوپہر ہونے کے قریب
آ گئی۔ لیکن پہاڑیاں ویسے ہی ویران اور بنجر دکھائی دے رہی تھیں۔

"اب تک تو انہیں پہنچ جانا چاہئے تھا۔ کہیں وہ کسی اور طرف
نہ نکل گئے ہوں" ـــ ریکھا نے انتظار کرتے کرتے تنگ آکر سوچا۔
ایک بار پھر اس نے سوچا کہ ہیلی کاپٹر لے کر نیچے جائے اور ٹھاکر
سے بات کرے۔ لیکن پھر اس نے کچھ دیر مزید انتظار کرنا مناسب
سمجھا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد اسے دور ایک چٹان کے پیچھے
ایک آدمی خچر پر بیٹھا آتا دکھائی دیا۔ تو وہ بے اختیار چونک پڑی۔
اس نے جدید اور طاقتور دوربین کے درمیان لگی ہوئی ایک ناب
کو ہاتھ سے گھمانا شروع کیا۔ تو خچر پر سوار آدمی طویل فاصلے پر
ہونے کے باوجود تیزی سے قریب آتا دکھائی دینے لگا۔ اور
چند لمحوں بعد اس کا چہرہ کلوز اپ میں آگیا۔ ریکھا غور سے اسے
دیکھتی رہی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ذہن میں عمران اور
اس کے ساتھیوں کے خدوخال موجود تھے وہ ان سے اس
آدمی کے خدوخال کا مقابلہ کرتی رہی۔ لیکن اسے مسلسل مایوسی
ہو رہی تھی۔ یہ شخص ان سب سے قطعی مختلف تھا۔ میک اپ
سے شکل تو بدلی جا سکتی تھی۔ لیکن بنیادی خدوخال کم ہی بدلے
جا سکتے تھے۔ اور اس نے ناب دوبارہ گھمانی شروع کر دی۔
اب خچر بردار تیزی سے دور ہٹتا چلا گیا۔ وہ اب یہ چیک کر رہی

تھی کہ یہ اکیلا ہے یا اس کے ساتھ اور بھی لوگ ہیں۔ لیکن وہ آدمی
مزے سے خچر پر بیٹھا آگے بڑھتا چلا آرہا تھا۔ ریکھا کو جب یقین
ہو گیا کہ وہ اکیلا ہے تو وہ تیزی سے اٹھی اور ہیلی کاپٹر کی طرف
بڑھ گئی۔ چند لمحوں بعد اس کا ہیلی کاپٹر پہاڑی سے اڑا اور
اس جگہ پر اتر گیا جہاں ٹھاکر موجود تھا۔

"کیا بات ہے مادام"۔۔۔۔ ٹھاکر نے ریکھا کے نیچے اترتے
ہی کہا۔

"ان لوگوں کو اب تک پہنچ جانا چاہیئے تھا۔ ایک آدمی البتہ
مغرب کی طرف سے خچر پر سوار آرہا ہے۔ لیکن وہ اکیلا ہے"۔۔۔
ریکھا نے کہا۔

"اوہ۔ دوربین مجھے دکھایئے۔ میں چٹان پر چڑھ کر اسے دیکھتا
ہوں"۔۔۔۔ ٹھاکر نے تیز لہجے میں کہا تو ریکھا نے دوربین گلے
سے اتار کر نہ صرف ٹھاکر کی طرف بڑھا دی بلکہ اُسے اس ناب
کا فنکشن بھی سمجھا دیا۔ ٹھاکر دوڑتا ہوا ایک چٹان کی طرف بڑھا
اور تھوڑی دیر بعد وہ چٹان پر کھڑا دوربین سے آنے والے کو
چیک کر رہا تھا۔ مگر جلد ہی وہ نیچے اتر آیا۔

"یہ تو منگتا رام ہے مادام۔ ہمارے قصبے کا ایک آدمی۔ جو
مال لے کر مختلف قصبوں میں جا کر بیچتا ہے۔ میں اُسے اچھی طرح
پہچانتا ہوں"۔۔۔۔ ٹھاکر نے قریب آ کر مادام ریکھا سے کہا۔
اور مادام ریکھا کا مایوس چہرہ اور زیادہ لٹک گیا۔

"پھر یہ عمران اور اس کے ساتھی کہاں رہ گئے۔ اب تک تو

انہیں ہر صورت میں پہنچ جانا چاہیئے تھا"۔۔۔۔ مادام ریکھا نے
ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے وہ راستے میں آرام کرنے رک گئے ہوں۔ آخر
انہوں نے پیدل سفر کرنا ہے"۔۔۔۔ ٹھاکر نے کہا تو مادام
ریکھا کا ستا ہوا چہرہ کھل اٹھا۔ واقعی ٹھاکر کی بات درست
تھی۔ فاصلہ کافی تھا اور سفر بھی پہاڑی تھا اس لئے لازماً وہ
راستے میں ہی رک گئے ہوں گے اور ہو سکتا ہے انہوں نے یہ
سوچا ہو کہ وہ رات پڑنے کے بعد ہی قصبے میں داخل ہوں۔ یہ
سوچ کر وہ خاصی مطمئن ہو گئی۔ کیونکہ اس کے پاس ایک نائٹ
ٹیلی سکوپ بھی ہیلی کاپٹر میں موجود تھا۔

"ہو سکتا ہے تمہارے اس منگتا رام نے انہیں راستے
میں دیکھا ہو۔ اس سے پوچھو تو سہی"۔۔۔۔ ریکھا نے ایک
خیال کے آتے ہی کہا۔

"یہ مغرب کی طرف سے آرہا ہے مادام۔ اس کا ٹکراؤ ان سے
نہیں ہو سکتا۔ پھر بھی میں پوچھ لیتا ہوں"۔۔۔۔ ٹھاکر نے کہا اور
تیزی سے اس طرف کو بڑھ گیا جدھر سے وہ منگتا رام خچر پر آ
رہا تھا۔ ریکھا وہیں کھڑی رہی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ دونوں
آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ وہ منگتا رام اب خچر سے اتر کر
پیدل چلتا ہوا ٹھاکر کے ساتھ آرہا تھا۔

"مادام۔ منگتا رام نے عجیب سی بات بتائی ہے۔ اس کے
کہنے کے مطابق اس نے ٹوچی پہاڑی کے اوپر دو قوی ہیکل

افراد اور ایک مقامی آدمی کو بڑے محتاط انداز میں اس کے عقبی
طرف سے چڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ ان تینوں کی پشت پر بڑے
بڑے تھیلے لدے ہوئے تھے۔ اور کاندھوں پر مشین گنیں بھی موجود
تھیں۔ مادام میں نے جب اس سے تفصیل پوچھی ہے تو پتہ چلا ہے
کہ یہ تینوں وہی عمران کے ساتھی ہیں" ــــ ٹھاکر نے کہا تو ریکھا
بے اختیار چونک پڑی۔

" ٹوچی پہاڑی کے عقبی طرف۔ مگر وہ ادھر کیا کرنے گئے ہیں۔
وہ تو ادھر آ رہے تھے۔ اوہ اوہ۔ میں سمجھ گئی۔ ان کا مقصد وہاں
سے ہیلی کاپٹر اڑانا ہو گا۔ تاکہ ہیلی کاپٹر پر سفر کر سکیں۔ ویری بیڈ۔
مجھے اب وہاں جانا ہو گا" ــــ ریکھا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" ہم ساتھ چلیں مادام" ــــ ٹھاکر نے کہا۔

" ہاں۔ صرف تم آجاؤ۔ تاکہ اگر ضرورت پڑے تو تم اسلحہ
استعمال کر سکو۔ باقی افراد کو ہدایات دے کر یہاں رہنے دو"
ریکھا نے کہا۔ اور ٹھاکر منگتا رام کو آگے جانے کا اشارہ کرتے
ہوئے اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ منگتا رام بڑے مؤدبانہ
انداز میں ریکھا کو سلام کرتا ہوا خچر کو تھامے آگے بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد ٹھاکر واپس آ گیا۔ اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر
ان دونوں کو لئے فضا میں بلند ہو گیا۔

" ہمیں کسی ایسے راستے سے ٹوچی اڈے پر جانا چاہیئے۔ کہ
ان کی نظروں میں نہ آ سکیں" ــــ ریکھا نے کہا۔

" میں آپ کو ساتھ ساتھ بتاتا جاؤں گا" ــــ ٹھاکر نے

کہا اور ریکھا نے سر ہلا دیا۔ پھر وہ ایک لمبا چکر کاٹ کر ٹوچی اڈے
کے قریب پہنچ گئے۔

" مجھے تو ٹوچی اڈے کی فریکونسی معلوم نہیں۔ لیکن اڈے والوں
کو تو لازماً کال کرنا چاہیئے تھا۔ چیکنگ کے لئے" ــــ ریکھا نے
بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور تھوڑی دیر بعد اُسے اڈے پر موجود
ہیلی کاپٹر کھڑے نظر آ گئے۔ ہیلی کاپٹر تیزی سے اڈے کے
قریب ہوتا گیا۔

" اوہ اوہ مادام۔ وہاں تو لاشیں بکھری پڑی ہیں" ــــ ٹھاکر
نے یک لخت چیختے ہوئے کہا وہ دوربین سے اڈے کو چیک کر
رہا تھا۔

" لاشیں۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران کے ساتھیوں نے
اڈے پر قبضہ کر لیا ہے۔ پھر تو ہمارے لئے وہاں خطرہ ہے"
ریکھا نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

" نہیں مادام۔ وہاں کوئی زندہ انسان موجود ہی نہیں ہے"
ٹھاکر نے کہا۔ اور ریکھا نے اُسی طرح ہونٹ دبائے ہیلی کاپٹر
کو اڈے کے اوپر لے گئی اور چند لمحوں بعد اس نے ہیلی کاپٹر
اڈے کے قریب کھڑے دو ہیلی کاپٹروں کے قریب اتار دیا۔
دونوں مشین گنیں اٹھائے اچھل کر نیچے اترے۔ وہاں واقعی
لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ اور اڈے پر مکمل خاموشی طاری تھی۔
چند لمحوں بعد انہوں نے چیک بھی کر لیا۔ اڈے پر کوئی زندہ
انسان موجود نہ تھا۔ البتہ انہوں نے دیکھا کہ انٹی ایئر کرافٹ

گنوں کے فیوز آف تھے۔ باقی تمام اسلحہ وغیرہ اپنی جگہ پر موجود تھا۔
"وہ یہاں سے کیلیے گئے ہیں۔ اسلحہ بھی موجود ہے۔ ہیلی کاپٹر بھی موجود ہیں" ——— ریکھا نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔
"مادام۔ جس جگہ ہمارا ہیلی کاپٹر اترا ہے۔ وہاں تیل کے ایسے نشانات موجود ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں کوئی بڑا ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ جو وہ لے گئے ہیں" ——— ٹھاکر نے کہا۔ اور ریکھا چونک پڑی۔
"اوہ۔ تمہاری نظریں تو مجھ سے بھی تیز ہیں" ——— ریکھا نے تحسین آمیز نظروں سے ٹھاکر کو دیکھتے ہوئے کہا۔
"مادام۔ میری ساری عمر انٹیلی جنس میں ہی گزری ہے" ——— ٹھاکر نے مسکراتے ہوئے کہا اور ریکھا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
"میرا خیال ہے۔ مجھے شاگل سے بات کرنی چاہئے۔ وہ یہاں سے قریب موجود ہے۔ وہ کیا کر رہا ہے" ——— ریکھا نے کہا۔ اور تیزی سے ایک خیمے میں موجود لانگ رینج ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر شاگل کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر اس کا بٹن دبا دیا۔
"ہیلو ہیلو ——— ریکھا کالنگ اوور" ——— ریکھا نے بار بار یہی فقرہ دوہرا کر کال دینی شروع کر دی۔
"یس ——— شاگل چیف آف سیکرٹ سروس اٹنڈنگ اوور" ——— چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے شاگل کی آواز سنائی دی۔ اور ریکھا ان حالات میں بھی بے اختیار مسکرا دی۔ اُسے

ہنسی اس لئے آ رہی تھی کہ شاگل اپنا عہدہ ساتھ ضرور بتاتا تھا حالانکہ ریکھا اس کے لئے اجنبی تو نہ تھی کہ اُسے عہدہ بتایا جاتا۔
"چیف شاگل آپ کہاں ہیں۔ عمران کے ساتھیوں نے ٹوچی اڈے پر حملہ کیا ہے۔ یہاں موجود سب افراد کو قتل کر کے وہ یہاں سے ہیلی کاپٹر لے اڑے ہیں۔ میں اس وقت ٹوچی اڈے سے ہی بول رہی ہوں اوور" ——— ریکھا نے تیز لہجے میں کہا۔
"کیا ——— کیا کہہ رہی ہو۔ ٹوچی اڈے پر حملہ۔ مگر وہ تو اپنے ساتھیوں سمیت کشام قصبے کی طرف گیا تھا۔ تاکہ وہاں سے خچر لے کر فرار ہو سکے۔ اور تم اس کے پیچھے گئی تھیں اوور" ——— شاگل نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اور جواب میں ریکھا نے اُسے کشام قصبے پہنچنے اور پھر چیکنگ اور منگتا رام کی اطلاع سے ٹوچی اڈے تک پہنچنے کی تمام تفصیل بتا دی۔
"ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے اس عمران نے صرف ہمیں ڈاج دینے کے لئے ناکام واپسی کی باتیں کی تھیں۔ بڑا اداکار ہے۔ وہ تو اپنے ساتھیوں سے لڑ رہا تھا میں تو اس کو ختم کرنے کے لئے ادھر شوم پہاڑی کے پاس ایک تنگ درے پر چیکنگ کئے ہوئے ہوں۔ اگر وہ ہیلی کاپٹر پر بھی جاتا تو لازماً یہاں سے گزر کر ہی جاتا مگر ہم نے تو کوئی ہیلی کاپٹر جاتے ہوئے نہیں دیکھا اوور" ——— شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔
"ہو سکتا ہے وہ کسی اور راستے سے نکل گئے ہوں اوور" ——— ریکھا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہونے کو تو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ وہ راکھن قصبے کی طرف بھی جا سکتا ہے۔ لیکن اگر اس نے واقعی ٹوچی اڈے پر حملہ کیا ہے۔ تو پھر وہ واپس نہیں گیا ہوگا۔ بلکہ سارتو پہاڑی پر حملہ کرنے کی لازماً منصوبہ بندی کر رہا ہوگا۔ میں تو پہلے ہی سوچ رہا تھا کہ عمران جیسا شخص آخر اس طرح ناکام واپس کیسے جا سکتا ہے اوہ اوہ۔ کہیں وہ سارتو پہاڑی کے مغرب میں واقع اس غار کی طرف تو نہیں گیا۔ جس سے ایک سرنگ گھومتی ہوئی لیبارٹری کی بنیاد تک چلی جاتی ہے۔ وہ تمہارا ساتھی راکھن کچھ ایسی ہی بات بتا رہا تھا۔ میں نے اس سسٹم کے ذریعے سنا تھا۔ اور اس نے اپنے ساتھیوں کو پہلے ہی کسی غار اور سرنگ میں بھیجا تھا اوور"۔۔۔۔ شاگل کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ یس۔ واقعی مجھے اس کا خیال نہیں آیا۔ اوہ یقیناً اس نے یہاں سے ہیلی کاپٹر اس لئے حاصل کیا ہوگا۔ تاکہ انتہائی بلند غار میں داخل ہو کر وہ سرنگ سے ہوتا ہوا لیبارٹری کی بنیاد تک پہنچ سکے۔ میں چیک کرتی ہوں۔ اُسے یہاں ایف۔ آر۔ وی مشین موجود ہے۔ اس سے آسانی سے سارتو پہاڑی کے عقبی طرف میرا مطلب ہے مغربی طرف کا ویو چیک کیا جا سکتا ہے اوور" ریکھا نے کہا۔

"جلدی چیک کر کے مجھے کال کرو۔ تاکہ میں بھی وہاں ساتھیوں سمیت آجاؤں اوور"۔۔۔۔ شاگل نے چیختے ہوئے کہا اور ریکھا نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اور پھر وہ تیزی سے

ایک کونے میں موجود مشین کی طرف بڑھ گئی۔ وہ اس مشین کی کارکردگی کو اچھی طرح سمجھتی تھی۔ اس نے جلدی سے جا کر مشین آن کی لیکن مشین ویسے ہی آف رہی۔

"اوہ۔ اس کی بیٹری آف ہے۔ ایک منٹ میں چیک کروں کہاں رکھی ہوتی ہیں بیٹریاں"۔۔۔۔ ریکھا نے کہا اور تیزی سے خیمے سے باہر نکل کر دوڑتی ہوئی اس طرف کو گئی جہاں عقبی طرف ایک چھوٹی سی غار نظر آ رہی تھی اور اس میں ایک بڑی سی سرخ رنگ کی بیٹری بھی پڑی نظر آ رہی تھی۔ خیمے سے ایک موٹی تار نکل کر اس کی طرف جا رہی تھی۔ ریکھا دوڑتی ہوئی اس غار میں پہنچی اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ بیٹری کو فائر کر کے اڑا دیا گیا تھا اور وہ اب ناکارہ ہو چکی تھی۔

"اوہ اوہ۔ ایک منٹ"۔۔۔۔ ریکھا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور تیزی سے غار سے نکل کر دوبارہ اس طرف کو دوڑنے لگی جہاں ہیلی کاپٹر کھڑے تھے۔ ٹھاکر بھی وہیں موجود تھا۔

"ٹھاکر۔ ان دونوں ہیلی کاپٹروں کی بیٹریاں نکالو اور ادھر غار میں لے چلو۔ یہ دونوں بیٹریاں مل کر یقیناً اس مشین کو چلا دیں گی۔ جلدی کرو۔ ایک بیٹری تم نکالو اور ایک میں نکالتی ہوں"۔۔۔۔ ریکھا نے کہا اور دوڑتی ہوئی وہاں پہلے سے کھڑے ایک ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گئی۔ ٹھاکر بھی سر ہلاتا ہوا دوسرے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھا۔ اور تھوڑی دیر بعد اس غار میں دونوں ہیلی کاپٹروں کی طاقتور بیٹریاں پہنچ چکی تھیں۔ ریکھا نے ایک تار کی مدد سے ان دونوں

بیٹریوں کو ایک دوسرے سے لنک کیا۔ اور پھر مشین کی تار ایک بیٹری کے ٹرمینلز سے فٹ کر دی۔ اچھی طرح انہیں ایڈجسٹ کرنے کے بعد وہ دوڑتی ہوئی خیمے کی طرف دوڑ پڑی۔ خیمے میں داخل ہو کر اس بار جب اس نے مشین آن کی تو بے اختیار مسرت سے اچھل پڑی۔ مشین میں زندگی کی لہر دوڑ گئی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کا آئیڈیا درست ثابت ہوا تھا۔ اس نے تیزی سے مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ اور چند لمحوں بعد جب اس نے مشین کے اندر موجود کمپیوٹر کو مخصوص انداز میں سارتو پہاڑی کی عقبی طرف کا نقشہ فیڈ کر کے اسے ٹارگٹ میں ایڈجسٹ کر دیا تو اس نے ایک اور بٹن دبایا اور اس کے ساتھ مشین کے درمیان میں موجود بڑی سی سکرین پر روشنی پھیل گئی۔ لیکن اس پر رنگ برنگی آڑی ترچھی لکیریں دوڑ رہی تھیں۔ ریکھا ہونٹ بھینچے خاموش کھڑی تھی۔ پھر ایک جھماکے سے سکرین پر ایک منظر روشن ہوا اور اس کے ساتھ ہی ریکھا بے اختیار اچھل پڑی۔ کیونکہ سکرین پر سارتو پہاڑی کی مغربی سمت کا منظر مکمل طور پر واضح نظر آ رہا تھا۔ اور نیچے گہرائی میں ایک ہیلی کاپٹر بھی کھڑا تھا۔ اور چند افراد بھی حرکت کرتے نظر آ رہے تھے۔ لیکن وہ واضح طور پر نظر نہ آ رہے تھے۔ صرف ایسے لگتا تھا جیسے سیاہ رنگ کے بونے حرکت کر رہے ہوں۔ ریکھا نے اس جگہ کو کلوز اپ میں لانے کی کارروائی شروع کر دی۔ اور سکرین پر وسیع منظر تیزی سے سکڑنے لگ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ جگہ کلوز اپ میں آ گئی جہاں ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ اور ریکھا ایک بار پھر اچھل پڑی۔ کیونکہ اس

نے واضح طور پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک تار کے ساتھ ڈائنامیٹ سٹکس کے بنڈل اور عجیب سی ساخت کے بم باندھتے ہوئے دیکھا۔ تار بے حد لمبی تھی۔ اور وہ اس ساری لمبی تار کے ساتھ جگہ جگہ بم اور ڈائنامیٹ سٹکس فٹ کر رہے تھے۔

" اوہ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ شاگل کی بات درست ثابت ہوئی۔ یہ اسی سرنگ میں اسلحہ بھر کر اسے فائر کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ لیبارٹری کی بنیاد کو توڑا جا سکے" ۔۔۔ ریکھا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے تیزی سے مشین کو آف کیا اور ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھ گئی۔ تاکہ شاگل کو اس کی اطلاع دے۔ لیکن ٹرانسمیٹر آن کرتے کرتے وہ رک گئی۔

" مجھے خود یہ کریڈٹ لینا چاہیئے۔ ورنہ تو شاگل سارا کریڈٹ لے جائے گا۔ لیکن کس طرح میں انہیں ہلاک کر سکتی ہوں" ۔۔۔ ریکھا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ مڑی اور خیمے سے باہر نکل گئی۔ جہاں نٹاکر ویسے ہی کھڑا تھا۔ وہ دوڑتی ہوئی اس خیمے کی طرف بڑھ گئی۔ جہاں اسلحے کا ذخیرہ موجود تھا۔ یہ بڑے بڑے باکسز میں رکھا ہوا تھا۔ اس نے باری باری ہر باکس کو کھول کر دیکھنا شروع کر دیا اور پھر ایک باکس کھولتے ہی وہ مسرت سے اچھل پڑی۔ اس میں لانگ رینج میزائل گنیں موجود تھیں۔ ایسی گنیں جن سے خاصے فاصلے سے انتہائی طاقتور اور خوفناک میزائل فائر کئے جا سکتے تھے۔ اس نے تیزی سے دو گنیں باہر نکالیں۔ اور ایک بار پھر اس نے باکس کھولنے شروع

کر دیئے ۔ ٹھاکر کو بھی اس نے اپنی مدد کے لئے اندر بلا لیا ۔ اب
اُسے میزائلوں کی تلاش تھی اور ایک باکس میں سے میزائل بھی اس
نے برآمد کر لئے ۔ یہ میزائل ایک بلیٹ کی صورت میں تھے ۔ اس طرح
انہیں مشین گن کی طرح مسلسل اور تیزی سے فائر کیا جا سکتا تھا ۔
اس نے چھ بلیٹیں اٹھائیں اور پھر ٹھاکر کو ساتھ لئے وہ خیمے سے باہر
آگئی ۔

" ٹھاکر راجندر سنگھ ۔ کیا تم ہیلی کاپٹر اڑا سکتے ہو " ۔۔۔۔ ریکھا
نے پوچھا ۔

" یس مادام ۔ ہمیں اس کی باقاعدہ ٹریننگ دی گئی تھی گو اب
تو کافی عرصہ ہو گیا ہے ۔ اسے چلائے ہوئے ۔ پھر بھی بہرحال میں
اسے سنبھال سکتا ہوں " ۔۔۔۔ ٹھاکر نے اثبات میں سر ہلاتے
ہوئے کہا ۔

" او کے ۔ میں ساتھ بتاتی جاؤں گی ۔ چلو پائلٹ سیٹ پر بیٹھو "
ریکھا نے کہا اور ٹھاکر تیزی سے اچھل کر پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا ۔
ریکھا نے دونوں گنیں اور میگزین دوسری طرف سے عقبی طرف پھینکے ۔
اور اچھل کر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گئی ۔

" ایک منٹ رک جاؤ ۔ میں ان گنوں میں میگزین بھی فٹ کر لوں
اور تمہیں صورت حال بھی بتا دوں ۔ تاکہ تم پوری ہوشیاری سے
کام کر سکو " ۔۔۔۔ ریکھا نے کہا ۔ اور پھر اس نے میگزین فٹ کرتے
ہوئے اُسے مشین سے نظر آنے والی صورت حال بتا دی ۔

" اب ہم نے انتہائی بلندی پر رہ کر ان پر میزائل فائر کرنے ہیں ۔

تاکہ نیچے سے ہمیں ہٹ نہ کیا جا سکے ۔ تم نے بھی ہیلی کاپٹر معلق کر کے
دوسری طرف سے فائرنگ کرنی ہے ۔ کسی ایک آدمی کو بھی کسی طرح
بھی زندہ بچ کر نہیں جانا چاہئے " ۔۔۔۔ ریکھا نے تیز لہجے میں کہا ۔

" یس مادام ۔ آپ بے فکر رہیں ۔ ویسے مادام ۔ کیا میں پوچھ
سکتا ہوں کہ آپ یہ سب کچھ اکیلی کرتی پھر رہی ہیں ۔ راکھی اور
آپ کے دوسرے ساتھی کہاں چلے گئے ہیں " ۔۔۔۔ ٹھاکر نے
ہیلی کاپٹر کا انجن سٹارٹ کرتے ہوئے کہا ۔

" وہ ایک اور سپاٹ پر ڈیوٹی دے رہے ہیں ۔ یہ انتہائی نازک
اور اہم وقت ہے ۔ اس لئے سوائے اس مشن کے اور کوئی
بات مت سوچو " ۔۔۔۔ ریکھا نے غصیلے لہجے میں کہا ۔

" یس مادام " ۔۔۔۔ ٹھاکر نے کہا اور پھر ریکھا کی ہدایات
میں اس نے ہیلی کاپٹر کو اڑانا شروع کر دیا ۔ چند لمحوں بعد ہی
ٹھاکر پوری طرح مشینری آپریشن کو سمجھ گیا ۔ اور اب وہ بغیر
ہدایات کے اعتماد سے ہیلی کاپٹر پائلٹ کرنے لگا ۔ پھر ایک
لمبا چکر کاٹ کر وہ سارتو پہاڑی کی مغرب میں پہنچ گئے انہوں
نے جان بوجھ کر ہیلی کاپٹر کی بلندی کافی رکھی ہوئی تھی ۔ اور جیسے
ہی وہ ایک چٹان کی اوٹ سے نکلے ۔ دونوں ہی بری طرح چونک
پڑے ۔ پہاڑی کی بلندی کے تقریباً درمیان میں پہاڑی سے
بالکل قریب وہی ہیلی کاپٹر معلق کھڑا تھا ۔ جو ریکھا نے پہلے
پہاڑی سے نیچے گہرائی میں کھڑے دیکھا تھا ۔

" اوہ ۔ روکو روکو ۔ ہیلی کاپٹر کو روکو " ۔۔۔۔ ریکھا نے چیختے

ہوئے کہا۔ اور ٹھاکر نے جلدی سے ہیلی کاپٹر کو فضا میں ہی روک لیا۔ ریکھا نے گن باہر نکالی اور دوسرے لمحے اس نے مسلسل ٹریگر دبانا شروع کر دیا۔ اور گن میں سے سرخ رنگ کے کیپسول نما میزائل نکل کر گولی کی سی رفتار سے اڑتے ہوئے پہاڑی کے ساتھ کھڑے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھے۔ دوسرے لمحے یکے بعد دیگرے کئی ہولناک دھماکے ہوئے اور ہیلی کاپٹر کے فضا میں ہی پرخچے اڑ گئے۔ اور وہ شعلہ بن کر وہ نیچے گہرائیوں میں گرتا چلا گیا۔

"وہ مارا"۔۔۔ ریکھا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مادام مادام۔ وہ دیکھئے۔ ایک آدمی اس غار کے ساتھ لٹکا ہوا ہے۔ وہ دیکھئے"۔۔۔ یک لخت ٹھاکر نے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ ہاں ہاں"۔۔۔ ریکھا نے آدھے سے زیادہ دھڑ باہر کو نکال کر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے گن کا رخ اس غار کی طرف کیا۔ اور دوبارہ فائرنگ شروع کر دی۔ لیکن اسی لمحے وہ آدمی جو سینکڑوں فٹ کی بلندی پر غار کے دہانے پر ہاتھ جمائے لٹکا ہوا تھا۔ انتہائی حیرت انگیز انداز میں قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے وہ غار کے اندر غائب ہو گیا۔ اسی لمحے غار کے دہانے کے قریب زوردار دھماکے ہوئے اور پتھر اڑ اڑ کر نیچے گرنے لگے۔ اگر اس آدمی کو ایک لمحہ مزید دیر ہو جاتی تو وہ ہٹ ہو چکا تھا۔ لیکن میزائل دہانے تک پہنچنے

سے ایک لمحہ پہلے وہ غار کے اندر غائب ہو چکا تھا۔

"اوہ۔ یہ عمران تھا۔ اب میں نے پہچان لیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران کے ساتھی اس غار کے اندر ہوں گے ٹھاکر ہیلی کاپٹر کو سائیڈ پر رکھ کر دور سے جاؤ۔ اور پھر اسے غار کی سیدھ میں لا کر معلق کر دو۔ جلدی کرو"۔۔۔ ریکھا نے چیختے ہوئے کہا۔ اور ٹھاکر نے انتہائی تیز رفتاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو سائیڈ پر غوطہ دیا اور پھر تیزی سے اسے چکر دے کر وہ غار کی سیدھ میں آ گیا۔ لیکن اس نے بہرحال اتنی سمجھ داری ضرور کی تھی کہ ہیلی کاپٹر کو غار سے اتنے فاصلے پر ضرور رکھا تھا کہ وہ مشین گن کی رینج سے آؤٹ ہی رہے۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر غار کے مقابل آیا۔ ریکھا نے ایک بار پھر گن میزائل کا ٹریگر دبا دیا۔ اور میزائل بجلی کی سی رفتار سے اڑتے ہوئے غار کے اندر جا کر گرنے لگے۔ اور اس کے ساتھ ہی غار کا دہانہ اور اس کے ارد گرد کی چٹانیں اور پتھر خوفناک دھماکوں سے فضا میں اڑنے لگے۔ ریکھا ہونٹ بھینچے مسلسل ٹریگر دبائے چلی جا رہی تھی۔

"آہستہ آہستہ ہیلی کاپٹر غار کے قریب لیتے جاؤ۔ لیکن آہستہ آہستہ"۔۔۔ ریکھا نے کہا اور ٹھاکر نے اس کی ہدایت پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی غار کے اندر خوفناک دھماکوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ کیونکہ فاصلہ کم ہوتا جا رہا تھا۔ اس لئے میزائل اور زیادہ اندر جا کر پھٹنے لگے

تھے۔ اور پھر اچانک غار کے اندرونی طرف اس قدر خوف ناک دھماکہ ہوا کہ ہر طرف گرد و غبار سا چھا گیا۔ اور پتھر اور چٹانیں اس طرح فضا میں اڑنے لگیں کہ ٹھاکر کو بے اختیار ہیلی کاپٹر کو اونچا لے جا کر غوطہ دے کر پیچھے لے جانا پڑا۔

" وہ مارا۔ یہ دھماکہ بتا رہا ہے کہ اندر انہوں نے جو بارود رکھا ہوا تھا اس میں آگ لگ گئی ہے۔ اب یہ کسی صورت بھی نہ بچ سکیں گے" ۔۔۔۔ ریکھا نے ٹریگر سے انگلی ہٹاتے ہوئے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ اور ہیلی کاپٹر آ رہے ہیں مادام" ۔۔۔۔ یکلخت ٹھاکر نے کہا اور مادام تیزی سے اس طرف کو گھوم گئی۔ جدھر ٹھاکر اشارہ کر رہا تھا۔ اور واقعی دور سے دو بڑے ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے اڑتے ہوئے قریب آتے جا رہے تھے۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا اور ریکھا نے جلدی سے اس کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو۔ شاگل کالنگ۔ یہ سارتو پہاڑی کے مغرب میں کس کا ہیلی کاپٹر ہے اوور" ۔۔۔۔ شاگل کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی وہ جنرل فریکوینسی پر کال کر رہا تھا۔

" ریکھا بول رہی ہوں۔ یہ میرا ہیلی کاپٹر ہے۔ اور میں نے عمران اور اس کے گروپ کا خاتمہ کر دیا ہے۔ میں نے انہیں عقبی طرف کی غار اور سرنگ کے اندر میزائلوں سے ہلاک کر دیا ہے۔ وہ اپنے ساتھیوں سمیت اس غار میں گھسا ہوا تھا کہ میں نے

اس پر میزائل فائر کر دیئے اوور" ۔۔۔۔ ریکھا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ اتنی آسانی سے مرنے والا نہیں ہے۔ بہرحال میں آ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے شاگل کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ریکھا نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" ہونہہ۔ چیف بنا پھرتا ہے۔ میری کامیابی سے جل کر راکھ ہو گیا ہے" ریکھا نے حقارت بھرے انداز میں کہا۔

" مادام۔ اب کیا کرنا ہے۔ کیا اب آپ چیکنگ کے لئے غار کے اندر جائیں گی" ۔۔۔۔ ٹھاکر نے کہا۔

" نہیں۔ ابھی نہیں۔ ابھی تم اسے غار کے سامنے ہی رکھو۔ ہو سکتا ہے کوئی زندہ بچ گیا ہو تو وہ لازماً غار کے دہانے پر آئے گا" ۔۔۔۔ ریکھا نے کہا۔ اور ٹھاکر نے سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو دوبارہ غار کی سیدھ میں لے آنا شروع کر دیا۔ شاگل کے دو ہیلی کاپٹر اب کافی قریب آ چکے تھے۔

عمران نے ہیلی کاپٹر سارتو پہاڑی کے عقب میں نیچے ایک مناسب جگہ پر اتارا اور پھر وہ سب ہیلی کاپٹر سے باہر آ گئے۔ غار کا بڑا سا دہانہ کافی بلندی پر نظر آ رہا تھا۔

" اب یہاں پہلے ہم سرنگ جتنی طویل فائرنگ وائر تیار کر لیں۔ تاکہ اُسے اندر آسانی سے بچھایا جا سکے" ——— عمران نے کہا۔ اور پھر سب ساتھیوں نے نہ صرف اپنی پشت پر لدے ہوئے تھیلے اتار لئے بلکہ ہیلی کاپٹر کے اندر موجود بڑے بڑے تھیلے بھی باہر نکال لئے گئے۔ ایک تھیلے میں ایسی تار کا ایک بڑا بنڈل موجود تھا۔ جسے فائرنگ وائر میں تبدیل کیا جا سکتا تھا۔ یہ بنڈل عمران نے ریکھا کے کیمپ سے حاصل کیا تھا۔ عام طور پر اسے دور دراز علاقے میں ڈائنامیٹ فائرنگ کے لئے استعمال کیا جاتا تھا اور یہ مخصوص ٹائپ

کی تار تھی۔ ریکھا نے شاید کسی خاص مقصد کے لئے اس کا بڑا بنڈل اپنے کیمپ میں رکھا ہوا تھا۔ جو عمران کو نظر آ گیا تھا۔ اور اس بنڈل کے نظر آنے پر ہی عمران نے اس قسم کی فائرنگ وائر کی پلاننگ کی تھی۔ ورنہ پہلے اس کی پلاننگ یہی تھی کہ مختلف مقامات پر ایکس۔ ایون بم رکھ کر انہیں باری باری فائر کیا جائے۔ لیکن یہ طریقہ بہرحال غیر محفوظ تھا۔ کیونکہ کسی بھی دھماکے کی وجہ سے کوئی بھی آدمی چٹانوں اور پتھروں کی زد میں آ کر ہلاک یا زخمی ہو سکتا تھا۔ جب کہ فائرنگ وائر سے وہ محفوظ طریقے سے انہیں دور سے چارجر کی مدد سے بھی فائر کر سکتا تھا۔ چارجر بھی اُسے ریکھا کے کیمپ سے مل گیا تھا۔ اور انتہائی طاقت ور ڈائنامیٹ سٹکس کے بنڈل بھی۔ اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ اس سارے اسلحے کی مدد سے وہ آسانی سے اس بظاہر ناقابل تسخیر سارتو لیبارٹری کو تسخیر کر لے گا۔ چنانچہ اس کی ہدایات کے مطابق فائرنگ وائر کا بنڈل کھول کر اُسے دور تک سیدھا پھیلا دیا گیا۔ اور پھر سب نے مل کر اس میں ایکس۔ ایون بم اور ڈائنامیٹ سٹکس کے بنڈل مخصوص انداز میں فٹ کرنے شروع کر دیئے۔ تقریباً دو گھنٹے انہیں اس کام میں لگ گئے۔ جب فائرنگ وائر مکمل ہو گئی تو عمران نے اسے خاص طور پر چیک کیا اور پھر اسے مخصوص انداز میں لپیٹ کر ہیلی کاپٹر میں رکھا گیا۔

" اب میں ہیلی کاپٹر اس غار کے دہانے کے پاس لے جا کر

معلق کر دوں گا۔ لیکن بہرحال اتنا فاصلہ تو رہے گا جتنا پنکھے کی چوڑائی ہے۔ اس لئے آپ نے باری باری ہیلی کاپٹر کی عقبی کھڑکی سے غار کے اندر چھلانگیں لگانی ہیں۔ پہلا آدمی وائر کو کمر سے باندھ کر اندر کود ے گا۔ اور باقی افراد اسی طرح اسے اپنی بیلٹوں سے ہک کر کے باری باری اندر جائیں گے۔ اس طرح وائر بھی محفوظ طریقے سے اندر پہنچ جائے گی اور ساتھی بھی۔ اگر خدانخواستہ چھلانگ لگاتے ہوئے کسی سے غلطی ہو بھی جائے گی تو وہ اتنی بلندی سے نیچے گر کر مرنے سے بچ جائے گا۔ اور وائر کی وجہ سے وہ لٹک جائے گا اور اُسے آسانی سے اندر کھینچ لیا جائے گا۔ ہیلی کاپٹر کو چونکہ اس پوزیشن میں خالی چھوڑنے میں خطرہ تھا۔ اس لئے عمران نے مستقل ہیلی کاپٹر میں ہی رہنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اور باقی ساتھی اس سرنگ میں آگے بڑھتے ہوئے تار کے پہلے سرے کو لیبارٹری کی بنیاد سے جا کر ملا دیں گے اور پھر اسی طرح اُسے بچھاتے ہوئے واپس غار کی طرف آتے جائیں گے۔ جب سب تار بچھ جائے گی تو ایک بار پھر وہ چھلانگیں لگا کر ہیلی کاپٹر پر سوار ہو جائیں گے اور پھر محفوظ فاصلے پر پہنچ کر چارجر کی مدد سے فائر کر دیا جائے گا اور مشن مکمل ہو جائے گا۔ چنانچہ عمران کی ہدایات کے مطابق عمل درآمد کیا گیا۔ چونکہ غار کا دہانہ کافی چوڑا تھا۔ اور عمران نے ہیلی کاپٹر کی دم کو تقریباً دہانے کے ساتھ ہی لگا دیا تھا۔ اس لئے وہ سب آسانی سے وائر سمیت غار میں کود گئے اور پھر عمران نے ہیلی کاپٹر کو موڑا اور سائیڈ پر رکھ

کر وہ اب غار کے اندر جھانکنے لگا تا کہ ساتھیوں کی واپسی پر وہ فوراً اُسے دوبارہ ایڈجسٹ کر سکے۔ ابھی اُسے وہاں ہیلی کاپٹر روکے چند ہی لمحے ہوئے ہوں گے کہ یک لخت وہ بُری طرح چونک پڑا۔ اس نے ایک اور ہیلی کاپٹر کو ایک چٹان کی اوٹ سے آتے ہوئے دیکھا ہیلی کاپٹر ابھی کافی فاصلے پر تھا۔ لیکن عمران کی نظریں اب اس پر جم گئی تھیں۔ کیونکہ ان لمحوں میں اس طرح اچانک کسی ہیلی کاپٹر کی آمد اس کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔ چٹان کی اوٹ سے باہر آتے ہی ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے رکا اور اُسی لمحے عمران نے سائیڈ سے دیکھا کو باہر کی طرف جھکتے ہوئے دیکھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے لانگ رینج میزائل گن کی نال کو نہ صرف اپنے ہیلی کاپٹر کی طرف ایڈجسٹ ہوتے دیکھا بلکہ اس نے ایک سرخ رنگ کے میزائل کو بھی گن سے باہر نکلتے دیکھ لیا۔ اور اس کے ساتھ ہی جیسے بجلی کڑکتی ہے۔ اس طرح عمران سیٹ سے اچھلا اور اس نے بے اختیار غار کے دہانے کی طرف چھلانگ لگا دی۔ لیکن چونکہ ہیلی کاپٹر اس وقت سائیڈ پر تھا۔ اور بڑے پنکھے کے پروں کی طوالت کی وجہ سے دہانے سے کافی فاصلے پر تھا۔ اس لئے عمران کا اندازہ غلط ثابت ہوا۔ اور وہ چھلانگ لگا کر سیدھا غار کے اندر جانے کی بجائے دہانے سے قدرے نیچے چٹان سے جا ٹکرایا۔ لیکن اس کے ہاتھ دہانے کے ایک ابھرے ہوئے پتھر پر جم گئے۔ اُسی لمحے خوفناک دھماکوں سے ہیلی کاپٹر کے پرزے فضا میں بکھر گئے۔ اور ہیلی کاپٹر کا ڈھانچہ

شعلے میں تبدیل ہو کر نیچے گہرائی میں گرتا چلا گیا۔ عمران کے لئے اس وقت صورت حال انتہائی خطرناک تھی۔ اگر وہ فوری طور پر غار کے دہانے کے اندر نہ پہنچ سکتا تو ایک میزائل اس کے جسم کے بھی پرخچے اڑا سکتا تھا اور بازوؤں کے بل اٹھنے اور پھر گھسٹ کر غار کے اندر جانے کے لئے بہرحال وقت چاہیئے تھا۔ جب کہ وقت تو کیا چند لمحے بھی اس کے پاس نہ تھے۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر ایک اور خطرناک فیصلہ کیا۔ اس کا نچلا جسم تیزی سے اوپر کو اٹھتا چلا گیا اور دوسرے لمحے وہ الٹی قلابازی کھا کر غار کے اندر جا گرا۔ اور اسی لمحے کان پھاڑ دھماکے عین اسی جگہ ہوئے جہاں پلک جھپکنے کے عرصے سے بھی کم وقت میں وہ موجود تھا۔ عمران کا اس طرح لٹکے ہوئے الٹی قلابازی کھا جانا واقعی ایک حیرت انگیز عمل تھا۔ لیکن عمران انتہائی سخت اور مسلسل ورزشوں کی بنیاد پر اپنے جسم کو ہمیشہ ایسے ہی ناممکن لمحات کے لئے فٹ رکھتا تھا۔ اسی لئے وہ ناممکن سی بات کو بھی ممکن بناتا ہوا یقینی موت سے بچ نکلا تھا۔ اندر گرتے ہی وہ اٹھا اور وہ تیزی سے آگے دوڑنے لگا۔ سرنگ ذرا سا آگے جا کر گھوم جاتی تھی۔ اور وہاں اسے نعمانی کھڑا نظر آ گیا جو حیرت سے عمران کو آتا دیکھ رہا تھا۔ اس نے تار کا ایک سرا اپنے ہاتھ میں لپیٹ کر پکڑا ہوا تھا۔ جب کہ باقی ساتھی تار لے کر آگے گئے ہوئے تھے۔

"کیا ہوا عمران صاحب۔ آپ بھی اندر آ گئے" ـــــ نعمانی نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں جلدی کرو۔ آگے کی طرف دوڑو۔ اب یہاں میزائل فائر ہوں گے" ـــــ عمران نے اسے دھکیل کر آگے جاتے ہوئے کہا۔ اور ابھی انہوں نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ دہانے کے قریب خوفناک دھماکہ ہوا۔ اور پھر دھماکے قریب آنے لگے۔ وہ دونوں تیزی سے دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔ دھماکے مسلسل بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ اور ہر طرف پتھر اور گرد پھیل گئی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ریکھا پوری سرنگ کو اڑا کر رکھ دے گی۔ لیکن سرنگ گھوم جانے کی وجہ سے ایک بھاری چٹان درمیان میں آ گئی تھی۔ اور اب میزائل اس دیوار پر لگ رہے تھے۔ اور پھر یہ چٹان بھی ٹوٹ گئی۔ اور اب دھماکے اور آگے آ کر ہونے لگے۔ لیکن اب عمران اور نعمانی محفوظ جگہ پر پہنچ گئے تھے۔ لیکن سرنگ گرد سے بھرتی جا رہی تھی۔ اور اب انہیں سانس لینا بھی دشوار ہو رہا تھا۔ اور یہ خطرہ بھی بہرحال موجود تھا کہ اگر کوئی پتھر کسی ڈائنامیٹ سٹکس بنڈل سے ٹکرا گیا تو پھر وہ سب اپنے ہی بموں کے ہاتھوں ہی ہلاک ہو جائیں گے۔ عمران نے فوراً ہی تار میں سے ایک ڈائنامیٹ سٹکس کا بنڈل علیحدہ کیا اور پھر اسے تیزی سے گھما کر غار کے دہانے کی طرف پھینک دیا۔ اسی لمحے ایک میزائل ٹھیک اس جگہ پر آ گرا جہاں سٹکس کا بنڈل گرا تھا۔ نتیجہ یہ کہ اس قدر خوفناک اور کان پھاڑ دھماکہ ہوا کہ وہ دونوں خاصے فاصلے پر ہونے کے باوجود لڑکھڑا کر نیچے گر گئے۔

اُسی لمحے دوبارہ گھومتی ہوئی تنگ سی سرنگ کی اندرونی طرف سے
دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر جیسے ہی عمران
اور نعمانی اٹھے۔ صدیقی اور چوہان دوڑتے ہوئے ان کے قریب پہنچ
گئے۔

"اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ یہ کیسے دھماکے ہو رہے تھے"۔
ان دونوں نے حیران ہو کر کہا۔ اس بڑے دھماکے کے بعد مزید
دھماکے ہونے رک گئے تھے۔ اور عمران کا مقصد بھی یہی تھا کہ ریکھا
یہ سمجھ لے کہ بڑے دھماکے کے بعد ان کے زندہ بچ جانے کا
امکان ختم ہو چکا ہے۔ اس لئے وہ یقیناً مزید میزائل فائر کرنے
سے رک جائے گی۔ اور ہوا بھی ایسا ہی تھا۔ البتہ اب گرد اور
بڑے بڑے پتھر غار کے دہانے تک پھیلے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

"باہر ریکھا میزائل فائرنگ کر رہی ہے۔ وہ اچانک ہیلی کاپٹر
لے کر آ نکلی ہے۔ اور اب ہم بُری طرح پھنس گئے ہیں۔ ہمارے
باہر نکلنے کا راستہ ہی مسدود ہو گیا ہے۔ ہیلی کاپٹر تباہ ہو چکا
ہے۔ اور ویسے بھی غار کا دہانہ کافی بلندی پر ہے۔ دوسرا یہ
کہ ریکھا بھی باہر موجود ہے"۔۔۔۔ عمران نے تشویش بھرے
لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ پھر اب کیا ہو گا"۔۔۔۔ صدیقی نے پریشان سے لہجے
میں کہا۔

"تم فی الحال واپس جاؤ۔ اور اپنا کام مکمل کر دو۔ میں اس
دوران سوچتا ہوں کہ کیا کیا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے

ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور صدیقی اور چوہان واپس مڑ گئے۔ عمران
نعمانی کو وہیں رکنے کا اشارہ کرتے ہوئے محتاط انداز میں آگے
غار کے دہانے کی طرف بڑھنے لگا۔ راستے میں موجود پتھروں کی
وجہ سے اُسے بار بار ٹھوکریں لگ رہی تھیں۔ کیونکہ گرد کی دبیز
تہہ ابھی تک راستے میں پھیلی ہوئی تھی۔ لیکن آخر کار وہ دہانے
تک پہنچ گیا۔ دہانہ کافی چوڑا ہو گیا تھا۔ عمران زمین پر لیٹ گیا۔
اور پھر اس نے لیٹے لیٹے آگے کی طرف کھسکنا شروع کر دیا۔ وہ
کوئی رسک نہ لینا چاہتا تھا۔ دہانے سے باہر سر نکال کر
اس نے جیسے ہی ماحول کو دیکھا وہ بُری طرح چونک پڑا کیونکہ
اُسے نیچے گہرائی میں تین ہیلی کاپٹر نظر آئے جن کے پنکھے تیزی سے گھوم
رہے تھے۔ اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے یکے بعد دیگرے
تینوں ہیلی کاپٹر فضا میں تیزی سے بلند ہونے لگے۔ اور عمران
تیزی سے پیچھے کھسکا اور پھر اٹھ کر دوڑتا ہوا اندر کی طرف بڑھ
گیا۔ اس نے دو ہیلی کاپٹروں پر سیکرٹ سروس کے مخصوص
نشانات چیک کر لئے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ شاگل بھی ریکھا
کے ساتھ آن ملا ہے۔ اور اس کے دو ہیلی کاپٹروں میں لازماً
سیکرٹ سروس کے مسلح افراد بھی موجود ہوں گے۔ ایک لمحے
کے لئے تو اُسے خیال آیا تھا۔ کہ وہ دہانے پر رک کر ان کے
اوپر آتے ہی ان پر فائر کھول دے۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے
ذہن میں ایک اور خیال آیا۔ کہ وہ مزید اطمینان کے لئے پتہ
لازماً دہانے کے اندر فائر کریں گے۔ اس لئے وہ دوڑتا ہوا واپس

نعمانی کے پاس پہنچ گیا۔ ویسے بھی اس وقت اس کے پاس کوئی اسلحہ نہ تھا۔ البتہ نعمانی کے کاندھے سے مشین گن لٹکی ہوئی تھی۔ اس نے نعمانی سے مشین گن لی ہی تھی کہ غار کا دہانہ ایک بار پھر خوف ناک دھماکوں سے گونج اٹھا۔ خوف ناک میزائل اب زیادہ اندر آکر پھٹ رہے تھے۔

"ویری بیڈ۔ بہت برے پھنس گئے ہیں۔ اگر انہوں نے کوئی بے ہوش کر دینے والا بم پھینک دیا تو پھر اس کی لہریں پوری سرنگ میں پھیل جائیں گی"۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے اسے دوڑتے ہوئے کئی قدموں کی آوازیں اندرونی طرف سے سنائی دیں۔ اور چند لمحوں بعد ایک ایک کر کے سارے ساتھی وہاں اکٹھے ہو گئے۔ جولیا سب سے آگے تھی۔ اور صفدر سب سے آخر میں آیا تھا۔

"یہ کیسے دھماکے ہیں۔ کیا ہو رہا ہے"۔۔۔ آنے والوں نے حیرت بھرے انداز میں چیختے ہوئے کہا اور عمران نے بھی مختصر طور پر صورت حال بتا دی۔ اور ان سب کے چہرے پریشانی سے بری طرح بگڑ گئے۔ کیونکہ وہ واقعی اس بار بری طرح پھنس گئے تھے۔ بچ نکلنے کا کوئی راستہ ہی نہ رہا تھا۔

"تم نے وائر آن کر دی ہے دوسری طرف سے"۔۔۔ عمران نے صفدر سے پوچھا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"۔۔۔ نعمانی تم بھی اسے ادھر سے آن کر دو"۔۔۔ عمران نے نعمانی سے کہا اور نعمانی نے وائر کے سرے کو تیزی سے

ڑ کر آگے ایک کٹے ہوئے حصے کے ساتھ ملا کر جوڑ دیا۔

"اسے دور آگے جا کر رکھ دو۔ موڑ کی دوسری طرف"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور نعمانی اسے اٹھائے اگلے موڑ کی رف بڑھ گیا۔

"صفدر۔ کیا تم اس جگہ کی نشاندہی کر سکتے ہو۔ جہاں جا کر وہ پہاڑ کے کیمپ کے پاس سے جانے والی سرنگ بند ہوئی تھی۔ سمتوں اور اس کی وہ اونچائی جہاں سرنگ بند ہوئی تھی کا تعین کر سکتے ہو" ران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ یہاں سے کیسے معلوم ہو سکتا ہے" صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر۔ تم بھی ساتھ گئے تھے"۔۔۔ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس۔ لیکن صفدر صاحب درست کہہ رہے ہیں۔ یہاں سے واقعی تعین نہیں کیا جا سکتا۔ ویسے میرا آئیڈیا ہے۔ کہ وہ تقریباً اتنی ہی بلندی پہ جا کر ختم ہوئی تھی جتنی بلندی پر غار اور سرنگ ہے۔ لیکن ہے یہ اندازہ۔ جہاں تک سمت کا تعلق ہے۔ اوہ۔ ایک منٹ"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔ اور س کے ساتھ ہی آنکھیں بند کر لیں۔

"میرا خیال ہے۔ کہ موڑ کے قریب ہی سمت بنتی ہے۔ آپ کا مطلب ہے کہ ہم ادھر سے راستہ بنا کر نکل جائیں"۔ صفدر نے کہا۔

"بالکل باس۔ صفدر صاحب درست کہہ رہے ہیں۔ اگلے موڑ
کے قریب ہی وہ جگہ بن سکتی ہے۔ اوہ اوہ۔ واقعی واقعی ایسا
ہی ہے۔ کیونکہ جہاں وہ سرنگ بند ہوئی تھی۔ وہاں اوپر چٹان
بالکل شہد کی مکھیوں کے چھتے کی طرح تھی۔ اور یہاں اگلے موڑ
کے بعد ہی میں نے ایسی ہی چٹان دیکھی ہے"۔۔۔۔ یک لخت
ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا۔

"آؤ مجھے دکھاؤ۔ اور صفدر تم اور سارے ساتھی بڑے
بڑے پتھر چن کر اس موڑ والی جگہ کو اس طرح بھر دو کہ غار کی
طرف سے کوئی اندر آسانی سے نہ آسکے"۔۔۔۔ عمران نے تیز
لہجے میں کہا۔ اور ٹائیگر کے ساتھ دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔
اگلے موڑ سے ذرا آگے واقعی ایسی ہی چٹان سائیڈ پر موجود تھی۔
عمران نے مڑ کر مین وائر سے ڈائنامیٹ سٹکس کا ایک بنڈل
علیحدہ کیا اور پھر تیزی سے اس بنڈل کو کھول کر سٹکس علیحدہ
کرنا شروع کر دیں۔ چند لمحوں بعد اس نے دس بارہ سٹکس کو
چٹان کے سوراخوں میں جگہ جگہ ڈال کر اندر کی طرف دھکیل
دیا۔ اور پھر اس نے ٹائیگر کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا اور خود
اس نے پیچھے ہٹ کر سرنگ کی مقابل دیوار کے ساتھ کھڑے
ہو کر مشین گن کا رخ ان سٹکس کی طرف کیا اور ٹریگر دبا کر
ہاتھ کو حرکت دینی شروع کر دی۔ تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی
ڈائنامیٹ سٹکس پھٹنے لگیں اور مسلسل خوفناک دھماکے
ہونے لگے۔ لیکن چند لمحوں بعد ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔

اور اس کے ساتھ ہی وہ چٹان دوسری طرف گڑگڑاتی ہوئی آواز کے
ساتھ گری۔ اور پھر اس کے کہیں نیچے لڑھکنے کی آوازیں سنائی
دینے لگیں۔ عمران نے ٹریگر سے انگلی ہٹالی۔ اس کا چہرہ چٹان
کے گہرائی میں لڑھکنے کی آوازیں سن کر ہی کھل اٹھا تھا۔ گرد کی
وجہ سے چند لمحوں تک تو انہیں کچھ نظر نہ آیا۔ لیکن جب گرد کی
تہہ قدرے کم ہوئی تو عمران اور ٹائیگر دونوں خوشی سے اچھل
پڑے۔ ٹائیگر اور صفدر دونوں کا اندازہ درست ثابت ہوا تھا۔
وہ سرنگ انہیں نیچے جاتی صاف دکھائی دے رہی تھی۔

"تم نیچے جاؤ۔ ہو سکتا ہے ریکھا اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر
کیمپ میں آ گئی ہو۔ میں ساتھیوں کو لے کر آتا ہوں"۔۔۔۔
عمران نے ٹائیگر سے کہا اور تیزی سے واپس اپنے ساتھیوں
کی طرف مڑ گیا۔

"راستہ مل گیا ہے۔ آؤ اب جلدی سے نکل چلیں"۔۔۔۔
عمران نے کہا اور اس کے ساتھی جو اب تک اس تنگ موڑ پر
پتھروں کی دیوار چن چکے تھے۔ خوشی سے اچھل پڑے۔ یہ واقعی
اللہ تعالیٰ کا کرم تھا کہ انہیں اس طرح راستہ مل گیا تھا۔ تھوڑی
دیر بعد وہ اس سرنگ میں دوڑتے ہوئے نیچے جانے لگے تقریباً
بیس منٹ تک مسلسل اور تیز دوڑنے کے بعد وہ اس غار کے
دہانے تک پہنچ گئے۔

"آجایئے۔ کیمپ خالی پڑا ہوا ہے"۔۔۔۔ غار کے باہر سے
ٹائیگر کی آواز سنائی دی اور وہ سب اچھل اچھل کر دہانے

سے نکل کر باہر کھلی فضا میں آگئے۔ عمران دوڑتا ہوا اس بڑی
غار کی طرف بڑھ گیا۔ جو ریکھا کا مین کیمپ تھا۔ اور چند لمحوں
بعد وہ وہاں موجود ٹرانسمیٹر پر جنرل فریکونسی ایڈجسٹ کر کے
اُسے آن کر چکا تھا۔

"ہیلو ہیلو۔ عمران کالنگ ریکھا اور شاگل میری بات سنو۔
میں عمران بول رہا ہوں اوور" ---- عمران کے لہجے میں منت
کا عنصر نمایاں تھا۔

"یس ریکھا اٹنڈنگ یو۔ تم ابھی تک زندہ ہو۔ بڑے
سخت جان ہو۔ لیکن کب تک بچ سکو گے اب اوور" ----
دوسری طرف سے ریکھا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"ہیلو مادام ریکھا۔ میں نے تمہیں اپنے ساتھیوں سے بچایا
تھا۔ اس لئے پلیز اب تم ہماری جانیں بخش دو۔ ہم بُری طرح
اس سرنگ میں پھنس گئے ہیں۔ تم لوگوں نے ہمارے باہر نکلنے
کا راستہ بند کر دیا ہے۔ پلیز ہماری جانیں بخش دو۔ اوور"
عمران نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہا ---- ہا۔ اب پھنسے ہو تو منتوں پر اتر آئے ہو۔ رحم
کی بھیک مانگ رہے ہو۔ تم تو کہتے تھے کہ تم بھیک نہیں مانگتے۔
پھر اب کیا ہوا۔ اب موت سامنے نظر آئی ہے تو اب ساری
اکڑ ختم ہو گئی ہے۔ لیکن اب تمہیں بہرحال ہر صورت مرنا
پڑے گا۔ میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ میں ملک دشمنوں کو
زندہ چھوڑ دینے کی قائل ہی نہیں ہوں اوور" ---- ریکھا نے

انتہائی مغرورانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر ہم بھی تمہارے کسی آدمی کو اندر آنے پر زندہ
نہ چھوڑیں گے۔ ٹھیک ہے ہم اندر بھوک پیاس سے ایڑیاں
رگڑ رگڑ کر مر جائیں گے۔ لیکن تمہارے آدمی بھی ہماری زندگیوں
میں تو اندر داخل نہ ہو سکیں گے۔ اوور اینڈ آل" ---- عمران
نے انتہائی غصیلے لہجے میں جواب دیا۔ اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر کے
وہ تیزی سے دوڑتا ہوا غار سے باہر آگیا۔ جہاں اس کے ساتھی
موجود تھے۔

"چلو میں نے وقتی طور پر ان کا غار میں داخل ہونے کا راستہ
روک دیا ہے۔ اتنی دیر میں ہم دوڑ کر مغربی طرف کو پہنچ جائیں
گے۔ اسلحہ لے لو۔ ہو سکتا ہے ہمیں پہلے ان کا شکار کھیلنا
پڑے۔ لیکن ہیلی کاپٹر کا بھی خیال رکھنا۔ ہو سکتا ہے ان میں
سے کوئی ادھر آ نکلے" ---- عمران نے کہا۔

"ہم نے اسلحہ پہلے ہی لے لیا ہے" ---- سب نے کہا۔

"میں نے ایک چھوٹا ٹرانسمیٹر بھی اٹھا لیا ہے۔ کیونکہ آپ
ٹرانسمیٹر پر بات کر رہے تھے۔ میں نے سوچا کہ شاید آگے جا
کر پھر بات کرنے کی ضرورت پڑ جائے" ---- ٹائیگر نے
کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"تم وہ چارجز آن کر دو۔ دیر کیوں کر رہے ہو" ---- تنویر نے کہا۔

"ابھی نہیں۔ ورنہ ہم خود چٹانوں اور پتھروں کی زد میں آجائیں
گے" ---- عمران نے کہا اور پھر وہ سب عمران کی رہنمائی میں

دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔

شاگل اپنے آدمیوں سمیت نیچے کھڑا ہوا تھا۔ اس کے چار آدمی کوہ پیماؤں کے انداز میں چٹانوں پر چڑھتے ہوئے اوپر غار کی طرف چڑھ رہے تھے اور شاگل نیچے کھڑا انہیں ہدایات دے رہا تھا۔ ریکھا کا ہیلی کاپٹر ابھی تک غار کے سامنے فضا میں ہی معلق تھا۔ ریکھا کا خیال تھا کہ سیکرٹ سروس کے افراد ہیلی کاپٹر قریب لے جا کر غار کے اندر کود جائیں۔ لیکن شاگل نے اس بات سے اتفاق نہ کیا تھا۔ اس کے خیال کے مطابق عمران اور اس کے ساتھی یقیناً دہانے کے قریب ہی چھپے ہوئے ہوں گے۔ اور اس طرح وہ آسانی سے ہیلی کاپٹر کو آدمیوں سمیت ہٹ کر لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ جب کہ نیچے سے چڑھنے والے پہلے اندر طاقتور بم پھینکیں گے اور پھر اندر جائیں

ے۔ اس طرح وہ آسانی سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر لینے کامیاب ہو جائیں گے۔ کیونکہ اول تو عمران کو یہ خیال بھی نہ ہوگا۔ کہ قدر دشوار گزار چڑھائی چڑھ کر اوپر کوئی نہ پہنچ سکے گا اور اگر خیال ی جاتے تو ریکھا کی میزائل فائرنگ اور اس کے سامنے موجود ہونے وجہ سے وہ کسی طرح بھی سر باہر نکال کر نیچے نہ جھانک سکیں گے۔ ب کہ جو آدمی اس کے ساتھ تھے۔ ان میں سے چار آدمی بڑے ماہر وہ پیما تھے۔ اور انہوں نے کوہ پیمائی کی خاص تربیت بھی لے رکھی ی۔ چنانچہ اس نے بھی فیصلہ کیا تھا اور یہی فیصلہ کر کے وہ اپنے دونوں ہیلی کاپٹر نیچے لے آیا تھا۔ اور اب اس کے تو باقی چھ ساتھی نیچے شاگل کے قریب کھڑے تھے۔ جب کہ چار اوپر چڑھتے جا رہے تھے۔ اور شاگل انہیں چیخ چیخ کر اس طرح ہدایات دے رہا تھا جیسے کوہ پیمائی کا ماہر انسٹرکٹر ہو۔ اسی لمحے اس نے ریکھا کے ہیلی کاپٹر کو نیچے اترتے دیکھا۔

" اوہ۔ یہ احمق نیچے آ رہی ہے۔ اور پھر تو وہ جھانک کر دیکھ بھی لیں گے۔ اور میرے آدمیوں کو بھی مار گرائیں گے۔ نانسنس" —— شاگل نے ریکھا کے ہیلی کاپٹر کو نیچے آتے دیکھ کر غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ لیکن ظاہر ہے اس کی آواز ریکھا تک نہ پہنچ سکتی تھی۔ اور چند لمحوں بعد ریکھا کا ہیلی کاپٹر اس کے دونوں ہیلی کاپٹروں کے قریب اتر گیا۔ اور ریکھا اچھل کر نیچے اتری اور دوڑتی ہوئی شاگل کی طرف آنے لگی۔

" تم نیچے کیوں آ گئی ہو۔ اس طرح تو وہ لوگ باہر سر نکال کر چیکنگ

کرلیں گے اور میرے اوپر چڑھتے ہوئے آدمی ان کے لئے آسان نشانہ بن جائیں گے" ـــــ شاگل نے تلخ لہجے میں کہا۔

"عمران کی ٹرانسمیٹر کال آئی ہے۔ وہ رحم کی بھیک مانگ رہا ہے۔ لیکن میں نے انکار کر دیا ہے" ـــــ ریکھا نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"کیا ـــــ کیا کہہ رہی ہو۔ ٹرانسمیٹر کال اور عمران کی۔ کہاں سے۔ وہ کہاں سے کال کر رہا تھا" ـــــ شاگل نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"اسی غار سے کر رہا ہے اور کہاں سے کر سکتا ہے" ـــــ ریکھا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ کیا کہہ رہا تھا۔ ذرا تفصیل سے بتاؤ" ـــــ شاگل نے بے چین سے لہجے میں کہا۔ اور ریکھا نے تفصیل سے ساری گفتگو دوہرا دی۔

"ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ غار سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ سارا کیا کرایا ضائع چلا گیا" شاگل نے بے اختیار اپنے سر کے بال نوچتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ غار سے نکل گیا ہے۔ کیسے نکل سکتا ہے۔ غار کے دہانے کی طرف تو ہم ہیں" ـــــ ریکھا نے ایسے لہجے میں کہا۔ جیسے اُسے اپنے کانوں پر یقین نہ آرہا ہو کہ شاگل نے واقعی ایسی بات کی ہے۔

"اوہ اوہ۔ تم اُسے نہیں جانتیں۔ میں اس کی رگ رگ سے واقف ہوں۔ وہ ذہنی طور پر حد درجہ عیار آدمی ہے۔ اس نے جو بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ کر مرنے والی بات کی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ایسا ہونے سے بچ گیا ہے وہ اس غار میں اب یقیناً موجود نہیں ہو گا" ـــــ شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ نے خواہ مخواہ عمران کا ہوا اپنے اعصاب پر سوار کر لیا ہے۔ وہ اس غار اور سرنگ سے کیسے نکل سکتا ہے۔ کہاں سے نکل سکتا ہے۔ کیا وہ کوئی جن ہے۔ بھوت ہے یا اس کے پاس سلیمانی ٹوپی ہے کہ وہ نکل جائے گا اور ہمیں علم بھی نہ ہو گا" ـــــ ریکھا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آؤ میرے ساتھ۔ آؤ۔ میں تمہیں دکھاتا ہوں کہ میں پاگل ہوں۔ یا تم پاگل ہو۔ آؤ میرے ساتھ" ـــــ شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں ریکھا کا بازو پکڑا اور اسے اس طرح کھینچتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا جیسے ریکھا کوئی چھوٹی سی بچی ہو۔

"کیا ـــــ کیا مطلب۔ آپ کہاں جانا چاہتے ہیں" ـــــ ریکھا نے ایک جھٹکے سے اپنا بازو چھڑاتے ہوئے کہا۔

"میں اس غار میں جا رہا ہوں۔ آؤ۔ میں تمہیں دکھاؤں کہ وہ یقیناً وہاں سے نکل چکا ہے۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ اس نے رحم کی بھیک اور یہ ساری باتیں صرف اس لئے کی ہیں کہ تاکہ اس غار میں نہ جائیں۔ وہ ہمیں اس غار میں جانے سے روکنا چاہتا ہے" ـــــ

شاگل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" آخر آپ کو ہو کیا گیا ہے۔ کیا آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ آخر وہ کہاں سے نکل گیا ہو گا۔ کوئی راستہ بھی تو ہو" ــــــ ریکھا نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" راستہ۔ راستہ۔ ہاں راستہ ہونا بھی تو ضروری ہے۔ واقعی راستے کے بغیر۔ اوہ اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ اوہ ویری بیڈ۔ اوہ اس نے یقیناً یہ کال تمہارے ہی کیمپ سے کی ہو گی۔ تمہارا سامان تو وہیں کیمپ میں ہی ہو گا" ــــــ شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے اچانک چونک کر کہا۔

" میرے کیمپ میں سے کال۔ وہ وہاں کیسے پہنچ سکتا ہے۔ وہ تو ساتو پہاڑی کی شمالی سمت میں ہے" ــــــ ریکھا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" میں نے اس سسٹم کے ذریعے چیکنگ کے دوران سنا بھی تھا اور دیکھا بھی تھا۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو وہاں سے قریب ایک غار کی چیکنگ کے لئے بھیجا تھا۔ یہ غار بھی سرنگ نما تھی اور پھر اس کے ساتھیوں نے واپس آکر بتایا تھا کہ وہ سرنگ کافی اوپر جا کر بند ہو گئی ہے۔ ہو سکتا ہے یہ سرنگ اس غربی طرف والی سرنگ پر ہی جا کر بند ہوتی ہو۔ اور راستہ کسی چٹان سے بند ہو۔ جسے عمران نے آسانی سے توڑ لیا ہو۔ اس طرح وہ اس سرنگ سے ہوتا ہوا تمہارے کیمپ پہنچ گیا ہو۔ اوہ واقعی ایسا ہی ہو گا۔ اس لئے اس نے تم سے رحم کی بھیک مانگ کر تمہیں

غار میں داخل ہونے سے روکا ہے۔ تم نے خود ہی بتایا ہے کہ جب تم نے ریز کی مدد سے اس سمت کو چیک کیا تھا تو وہ فائرنگ وائر تیار کر رہے تھے۔ اس نے یقیناً اس سرنگ میں خوفناک اسلحہ بچھا دیا ہو گا۔ اور وہ اب اس ساتو پہاڑی سے دور ہٹ کر اسے کسی طرح فائر کرنا چاہتا ہو گا۔ اس لئے اس نے یہ کوشش کی ہے تاکہ ہم کہیں اس دوران اندر داخل ہو کر اس فائرنگ وائر کو آف نہ کر دیں" ــــــ شاگل نے کہا اور ریکھا کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔

" اوہ۔ اگر واقعی ایسا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو جائے گا۔ ہمیں فوراً یہ وائر آف کر دینی چاہئے" ریکھا نے کہا اور تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑنے لگی۔

" کہاں جا رہی ہو۔ رک جاؤ" ــــــ شاگل نے چیخ کر کہا۔

" میں اپنے کیمپ جا رہی ہوں۔ واقعی مجھے اس کا خیال بھی نہ آیا تھا" ــــــ ریکھا نے مڑے بغیر چیخ کر کہا اور تیزی سے دوڑتی ہوئی اپنے ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ گئی۔ چند لمحوں بعد اس کا ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گیا۔ شاگل اُسے اس وقت تک دیکھتا رہا۔ جب تک وہ ایک چوٹی کے پیچھے جا کر اس کی نظروں سے دور نہ ہو گیا اور پھر وہ تیزی سے دور کھڑے اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ گیا۔ اُس کے وہ چار آدمی جو اوپر جا رہے تھے اب کافی بلندی پر پہنچ چکے تھے ظاہر ہے اب انہیں اتارنے یا واپس لے آنے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔

" کاشی۔ سب ساتھیوں کو لے کر میرے ساتھ آؤ" ــــــ شاگل

نے دور سے ہی چیخ کر کہا - اور پھر وہ خود بھی اپنے ہیلی کاپٹروں کی
طرف بڑھ گیا۔

"کیا بات ہے باس" ___ کاشی نے دوڑ کر قریب آتے ہوئے
پوچھا - باقی ممبر اس کے پیچھے تھے۔

"ہیلی کاپٹر پر سوار ہو جاؤ - عمران - اور اس کے ساتھی یقیناً سارتو
پہاڑی سے نکلنے کے لئے انہی پہاڑیوں میں چل رہے ہوں گے۔
ہم انہیں اوپر سے فائرنگ کر کے آسانی سے ختم کر سکتے ہیں" ___
شاگل نے کہا اور جلدی سے ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گیا - کاشی بھی اسی
ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئی - جب کہ باقی ساتھی دوسرے ہیلی کاپٹر پر سوار
ہو گئے اور چند لمحوں بعد ہی دونوں ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گئے۔
شاگل نے کاشی کو پائلٹ سیٹ پر بٹھایا اور خود ساتھ بیٹھ گیا ہیلی کاپٹر
فضا میں بلند ہوتے ہی اس نے کاشی کو شمالی سمت کی طرف جانے کا
کہا - اور خود ہیلی کاپٹر میں موجود دوربین لے کر آنکھوں سے لگائی
اور باہر جھک کر نیچے کا جائزہ لینے میں مصروف ہو گیا۔

"باس - عمران اور اس کے ساتھی تو غار میں تھے پھر وہ پہاڑیوں
میں کیسے پہنچ گئے" ___ کاشی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو - پہلے اس ریکھا سے مغز کھپائی کی ہے اب تم سے
بھی کروں" ___ شاگل نے اسے بری طرح جھڑکتے ہوئے کہا اور
کاشی ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئی۔

"عمران صاحب - ہیلی کاپٹر آ رہا ہے" ___ اچانک
صفدر نے چیختے ہوئے کہا - اور ایک طرف اشارہ کیا اور وہ سب
ٹھٹھک کر اسی طرف دیکھنے لگے - واقعی دور ایک ہیلی کاپٹر کافی
بلندی پر اڑتا ہوا ان کی طرف بڑھا آ رہا تھا۔

"اوٹ لے لو سب" ___ عمران نے چیخ کر کہا اور وہ سب
تیزی سے ایسی چٹانوں کی اوٹ لینے کے لئے دوڑ پڑے - کہ اوپر
سے انہیں دیکھا نہ جا سکے - ہیلی کاپٹر اب کافی قریب آ چکا تھا -
اور چند لمحوں بعد وہ ان کے سروں کے اوپر سے گزرتا ہوا
آگے بڑھ گیا۔

"اوہ ___ یہ تو ریکھا کا ہیلی کاپٹر ہے - میں اسے پہچانتا ہوں -
اور یہ جا بھی ادھر ہی رہا ہے جہاں سے ہم آئے ہیں - اس کا
مطلب ہے کہ ریکھا کو اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ کال اس کے ٹرانسمیٹر

سے کی گئی ہے" ـــــ عمران نے ہیلی کاپٹر گزر جانے کے بعد اٹھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے کہ اُسے معلوم ہو جائے کہ کس ٹرانسمیٹر سے کال ہوتی ہے" ـــــ اس کے ساتھ موجود جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"کسی نہ کسی طرح بہرحال معلوم ہو ہی گیا ہے" ـــــ عمران نے کہا۔ اُسی لمحے اس کے باقی ساتھی بھی دوڑ کر اس کے قریب پہنچ گئے۔

"ہمیں اب اس ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنا ہو گا۔ ورنہ یہ لوگ نکل جائیں گے۔ اور ہمارے لئے سفر مسئلہ بن جائے گا۔ میرا تو خیال تھا کہ انہیں شک نہ پڑے گا اور ہم آسانی سے ان کے قریب جا کر ایک ہیلی کاپٹر اڑا لیں گے۔ آؤ واپس" ـــــ عمران نے کہا اور تیزی سے واپس دوڑنے لگا۔ لیکن ابھی انہوں نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا ہو گا کہ اس بار ٹائیگر چیخ پڑا۔

"دو ہیلی کاپٹر اور آ رہے ہیں باس" ـــــ ٹائیگر کی تیز آواز سنائی دی۔ اور وہ سب بے اختیار ٹھٹھک کر رکے اور پھر مڑ کر اس سمت دیکھنے لگے۔ واقعی دور سے دو ہیلی کاپٹر آ رہے تھے۔

"اوٹ لے لو۔ یہ یقیناً شاگل کے ہیلی کاپٹر ہیں۔ اور میں کوشش کروں گا کہ ایک ہیلی کاپٹر کو اتار سکوں۔ کوئی میری اجازت کے بغیر اوٹ سے باہر نہ آئے" ـــــ عمران نے چیخ کر کہا اور سب ساتھی مختلف چٹانوں کی اوٹ میں ہوتے

گئے۔ دونوں ہیلی کاپٹر ایک دوسرے سے ہٹ کر اور کافی فاصلے پر آہستہ آہستہ آ رہے تھے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ نیچے پہاڑیوں میں کسی کو تلاش کر رہے ہوں۔ تھوڑی دیر بعد وہ ان دونوں کے اوپر سے گزرنے لگے۔ تو عمران نے دیکھا کہ ایک ہیلی کاپٹر میں سے شاگل دوربین آنکھوں سے لگائے نیچے جھکا ہوا تھا۔ جب کہ دوسرے ہیلی کاپٹر سے کوئی اجنبی آدمی اسی طرح دوربین سے چیکنگ کر رہا تھا۔ اس اجنبی والا ہیلی کاپٹر شاگل کے ہیلی کاپٹر سے کافی پیچھے تھا۔ جب شاگل کا ہیلی کاپٹر آگے نکل گیا تو یک لخت عمران اوٹ سے نکلا۔ اور جھکے جھکے انداز میں اس طرح دوڑتا ہوا اور ایک چٹان کی طرف بڑھ گیا۔ جیسے ہیلی کاپٹر سے بچنے کے لئے کسی مناسب اوٹ لینے کے لئے بھاگ رہا ہو۔ اور پھر وہ اس چٹان کے پیچھے رک کر اوپر دیکھنے لگا۔ اس کی توقع کے عین مطابق دوسرا ہیلی کاپٹر تیزی سے گھوما۔ اور اُس طرف کو آنے لگا جدھر عمران موجود تھا۔ اس کی بلندی بھی کم ہو گئی تھی۔ جب کہ شاگل کا ہیلی کاپٹر اس دوران کافی آگے نکل چکا تھا۔ عمران ایک بار پھر اس چٹان کے پیچھے سے نکلا۔ اور پہاڑی خرگوش کی طرح دوڑتا ہوا ایک اور چٹان کے پیچھے چھپ گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ خالی تھے۔ اس نے مشین گن پہلی دوڑ میں ہی چھوڑ دی تھی۔ اور چند لمحوں بعد اس نے وہاں سے کچھ دور ہیلی کاپٹر کو تیزی سے نیچے اترتے دیکھا تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔ وہ شاگل کے آدمیوں کو نفسیاتی ڈاج

دینے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو اس لئے خالی ہاتھ ظاہر کیا تھا تاکہ وہ اُسے پکڑنے کے لئے اطمینان سے ہیلی کاپٹر نیچے اتار دیں اور وہی ہوا۔ ہیلی کاپٹر نیچے اترتے ہی اس میں سے پانچ مسلح آدمی چھلانگیں لگا کر نیچے اترے اور تیزی سے بکھر کر اس طرف کو دوڑنے لگے جدھر عمران موجود تھا۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے اس چٹان کے پیچھے سے نکلا اور ایک اور چٹان کی اوٹ لے کر اُسی طرح جھکے انداز میں دوڑتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب چونکہ ہیلی کاپٹر نیچے اتر چکا تھا۔ اور اس میں سوار افراد بھی اتر کر اُسے تلاش کر رہے تھے۔ اس لئے اب وہ عمران کو چیک نہ کر سکتے تھے۔ کوبرا سانپ کی سی تیز رفتاری سے عمران مختلف چٹانوں کی اوٹ لیتا ہوا آخر کار ہیلی کاپٹر کے نیچے پہنچ گیا۔ پائلٹ سیٹ پر ایک آدمی موجود تھا عمران ہیلی کاپٹر کے نیچے سے ہوتا ہوا دوسری طرف پہنچا اور پھر وہ آہستہ سے اوپر چڑھ کر عقبی دروازے سے ہیلی کاپٹر کے اندر پہنچ گیا۔ سیٹ پر بیٹھا ہوا آدمی جو باہر دیکھ رہا تھا عمران کے اس طرح اندر کودنے کی آواز سن کر تیزی سے مڑا ہی تھا کہ عمران کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور دوسرے لمحے کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر پائلٹ کی گردن ٹوٹ گئی۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اُسے کھینچ کر نیچے ڈالا اور خود اس کی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ہیلی کاپٹر کا انجن سٹارٹ تھا۔ چنانچہ عمران نے اُسے ایک جھٹکے سے فضا میں بلند کر دیا۔

"کیا کر رہے ہو۔ سٹیش۔ کیوں اڑا رہا ہے اسے"۔۔۔۔ نزدیک سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی لیکن عمران اُسے بلندی پر لے جاتا گیا اور پھر جب اُسے یقین ہو گیا کہ ہیلی کاپٹر پر اب نیچے سے مشین گن کا فائر نہیں ہو سکتا تو اس نے ہیلی کاپٹر کو وہیں فضا میں معلق کیا اور پائلٹ سیٹ سے اٹھ کر وہ عقبی طرف کو بڑھ گیا۔ جہاں اس نے اوپر چڑھتے ہوئے ایک میزائل گن دیکھ لی تھی۔ اور اُسے دیکھ کر ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو ایک مخصوص بلندی پر معلق کیا تھا کہ نیچے سے وہ مشین گن کی رینج سے باہر ہو جائے۔ لیکن میزائل گن کی رینج میں رہے۔ کیونکہ اس نے ان پانچوں افراد کے ہاتھوں میں مشین گنیں بھی دیکھی تھیں۔ میزائل گن کا میگزین چیک کرنے کے بعد وہ عقبی دروازے کی طرف بڑھا۔ اور سائیڈ کی اوٹ لے کر اس نے باہر جھانکا تو اُسے دو افراد ایک چٹان کی اوٹ میں چھپے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھتے دکھائی دیئے۔ عمران نے گن کا رخ اس طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ گن کے سرے پر شعلہ چمکا اور دوسرے لمحے ایک خوف ناک دھماکے کے ساتھ ہی دونوں آدمیوں کے اس چٹان سمیت پرخچے اڑ گئے اور عمران تیزی سے دروازے پر نمودار ہو گیا۔

"انہیں گھیر لو اور مار ڈالو"۔۔۔۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر فضا میں مخصوص انداز میں لہراتے ہوئے چیخ کر کہا۔ تاکہ اگر اس کی آواز اس کے ساتھیوں تک نہ پہنچ سکے تو اس کے ہاتھ کا اشارہ انہیں اس کے مقصد سے آگاہ کر دے۔ اُسی لمحے دائیں طرف ایک

چٹان کے پیچھے سے اس پر مشین گن کا برسٹ مارا گیا۔ لیکن ظاہر ہے۔ گولیاں ہیلی کاپٹر کے پائدانوں تک بھی نہ پہنچ سکی تھیں۔ لیکن عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی میزائل گن کا رخ اس طرف کر کے فائر کر دیا اور دوسرے لمحے ایک اور خوف ناک دھماکے کے ساتھ ہی ایک انسانی جسم چٹان کے پتھروں کے ساتھ فضا میں اڑتا ہوا دکھائی دیا۔ اسی لمحے دو مختلف سائیڈوں سے اس پر فائر کھول دیا گیا۔ لیکن اسی لمحے سائیڈوں پر ان پر فائرنگ ہونی شروع ہو گئی۔ اور چند لمحوں بعد وہ دونوں بھی ختم ہو گئے۔ عمران تیزی سے مڑا۔ اور پھر اس نے پائلٹ سیٹ پر بیٹھ کر ہیلی کاپٹر کو نیچے موڑا اور اس طرف لے جا کر جہاں اس کے ساتھیوں کی طرف سے فائرنگ ہوئی تھی۔ اس نے ہیلی کاپٹر کو نیچے اتار دیا۔ کیونکہ اب وہ پانچوں آدمی جو ہیلی کاپٹر سے کودے تھے۔ یکے بعد دیگرے ہلاک ہو چکے تھے۔ شاگل کا ہیلی کاپٹر آگے کہیں جا کر غائب ہو چکا تھا۔

جیسے ہی اس کا ہیلی کاپٹر نیچے اترا اس کے ساتھی مختلف اوٹوں سے نکل کر ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑ پڑے۔ اور چند لمحوں بعد وہ سب ایک ایک کر کے اس پر سوار ہو گئے۔ عمران نے اس دوران پائلٹ کی لاش کو اٹھا کر باہر اچھال دیا تھا۔ جولیا اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ جب کہ باقی ساتھی عقبی سیٹوں پر سمٹ سمٹا کر بیٹھ گئے۔ البتہ جوزف اور جوانا کو سیٹیں نہ مل سکیں۔ تو وہ عقبی طرف خالی حصے میں آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئے۔ اور عمران نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کر دیا۔ دوسرے لمحے اس نے ہیلی کاپٹر

کو موڑا اور اسے انتہائی رفتار سے اڑاتا ہوا سارتو پہاڑی کی مخالف سمت میں لے جانے لگا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ عمران کالنگ ٹو چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس اوور"۔۔۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ چند لمحوں تک تو اسے کوئی جواب نہ ملا لیکن پھر ایک نسوانی آواز ابھری۔

"کون بول رہا ہے۔ کون بول رہا ہے اوور"۔۔۔ بولنے والی کا لہجہ انتہائی متوحش تھا۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ چیف شاگل کہاں ہے اور تم کون بول رہی ہو اوور"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"مم۔۔۔ میں کاشی بول رہی ہوں۔ اسسٹنٹ چیف آف سیکرٹ سروس اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ تو ریکھا کے بعد شاگل نے نئی اسسٹنٹ بھرتی کر لی ہے۔ بہرحال شاگل کہاں ہے اوور"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"وہ۔ وہ چیف تو مادام ریکھا کے ساتھ غار میں گئے ہیں اوور"۔ کاشی نے کہا۔

"انہیں فوراً واپس بلاؤ۔ میں یہ پوری پہاڑی تباہ کرنے والا ہوں۔ اب سے ٹھیک پانچ منٹ بعد میں پہاڑی تباہ کر دوں گا اوور اینڈ آل"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"کیا مطلب۔ یہ تو موقع اچھا ہے۔ اڑا دو پہاڑی۔ دونوں ساتھ

ہلاک ہو جائیں گے" ـــــ جولیانے چونک کر کہا۔

"نہیں ـــــ یہ دونوں بہرحال مجرم نہیں ہیں۔ جس طرح ہم اپنے ملک کی خاطر کام کر رہے ہیں اسی طرح وہ اپنے ملک کی خاطر لڑ رہے ہیں۔ اس لئے اصولاً انہیں ایک چانس دینا ہمارا اخلاقی فرض ہے۔ اس کے باوجود وہ مر جاتے ہیں تو پھر ان کی قسمت" ـــــ عمران نے کہا۔ اور جولیا ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئی۔ ہیلی کاپٹر اب چونکہ سارتو پہاڑی سے کافی فاصلے پر آچکا تھا۔ اس لئے عمران نے اُسے فضا میں ہی معلق کر دیا۔

"عمران صاحب ـــــ وہ اسی سرنگ میں گئے ہیں۔ جہاں سے ہم باہر آئے تھے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ فائرنگ وائر ہی آف کر دیں" ـــــ پیچھے بیٹھے صفدر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ لیکن تم فکر نہ کرو۔ میں نے سوچ سمجھ کر انہیں وقت دیا ہے۔ فائرنگ وائر صرف اسی صورت میں آف ہو سکتی ہے جب اس کے دونوں سروں کو آف کیا جائے۔ اور وہ چاہے جتنی بھی کوشش کریں اتنے کم وقت میں بہرحال دونوں سرے آف نہیں کر سکتے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ کیوں۔ اگر وہ پہلے والے مڑے ہوئے سرے کو آف کر دیں۔ تب بھی وائر آف ہو جائے گی" ـــــ جولیانے کہا۔

"نہیں ـــــ آخری سرا موڑ کر لگانے سے وائر چارج ہوتی ہے۔ اور ایک بار وہ چارج ہو جائے۔ تو پھر جب تک اس کے

دونوں سرے آف نہ کئے جائیں آف نہیں ہو سکتی۔ اس لئے بے فکر رہو۔ اگر وہ اس تک پہنچ بھی جائیں تب بھی وہ نہ اُسے اتنے کم وقت میں سمیٹ کر باہر لا سکتے ہیں اور نہ اُسے آف کر سکتے ہیں" ـــــ عمران نے کہا اور ممبرز کے ستے ہوئے چہرے بے اختیار کھل اٹھے۔ کیونکہ واقعی عمران کے اس طرح وقت دینے سے انہیں یہی خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ کہیں ان کا مشن ہی نہ فیل ہو جائے۔ ابھی دیئے ہوئے وقت میں سے صرف دو منٹ گزرے تھے اس لئے عمران نے اندرونی جیب سے ریموٹ کنٹرول نما چارجر نکالا اور اُسے چیک کرنے میں مصروف ہو گیا۔

شاگل ہیلی کاپٹر لئے اس جگہ تک پہنچ گیا۔ جہاں ریکھا کا کیمپ تھا۔ اور ریکھا کا ہیلی کاپٹر بھی اس نے ایک طرف کھڑا دیکھ لیا تھا۔ جب کہ راستے میں باوجود چیکنگ کے اُسے عمران اور اس کے ساتھی کہیں نظر نہ آئے تھے تو اس کے ہونٹ بھنچ گئے۔ اس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ اس کا آئیڈیا غلط ہے۔ اور عمران واقعی اس سرنگ میں پھنسا ہوا اپنی جان بچانے کے لئے رحم کی بھیک مانگ رہا ہے۔ دوسرا ہیلی کاپٹر جس پر اس کے ساتھی سوار تھے۔ کہیں پیچھے رہ گیا تھا۔ وہ لوگ شاید تلاش کرتے کرتے دور نکل گئے تھے۔ شاگل نے کاشی کو ہیلی کاپٹر نیچے اتارنے کے لئے کہا۔ اور ہیلی کاپٹر نیچے اترنے کے بعد وہ کاشی کو ہیلی کاپٹر کے اندر بیٹھے رہنے کا کہہ کر خود نیچے اترا اور دوڑتا ہوا اس غار کی طرف بڑھ گیا جس میں

ریکھا کا مین اڈہ تھا۔ لیکن غار میں اسلحہ، مشینیں اور دوسرا سامان تو پڑا تھا لیکن ریکھا موجود نہ تھی۔ وہ تیزی سے باہر نکلا اور دوڑتا ہوا ایک چٹان پر چڑھ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ پہاڑی کی اس طرف اوپر سے نیچے تک کئی جگہوں پر غاروں کے چھوٹے اور بڑے دہانے نظر آ رہے تھے۔ اُسی لمحے اُسے دور سے ایک غار میں سے ریکھا باہر آتی دکھائی دی۔

"ریکھا، ریکھا۔ کیا تلاش کر رہی ہو" ——— شاگل نے وہیں سے چیخ کر ریکھا سے مخاطب ہوتے ہوئے پوچھا۔ ریکھا اس کی آواز سن کر تیزی سے مڑی اور پھر چٹانیں پھلانگتی ہوئی تیزی سے نیچے اترنے لگی۔

"میں وہ غار چیک کر رہی ہوں جس میں بقول تمہارے عمران کے ساتھی گئے تھے۔ اور جس کے آگے سرنگ اوپر پہاڑی کی طرف جاتی ہے" ——— ریکھا نے قریب آ کر تیز لہجے میں کہا۔

"وہ غار ادھر آؤ۔ میں نے اس سسٹم پر اُسے دیکھا تو تھا۔ میرا خیال ہے میں لوکیشن چیک کر لوں گا" ——— شاگل نے کہا اور تیزی سے دائیں طرف بڑھ کر اوپر کو چڑھنے لگا۔ ریکھا اس کے پیچھے تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک اونچی چٹان کے ساتھ غار کے ایک دہانے کے سامنے کھڑے تھے۔

"میرا خیال ہے۔ یہی غار ہو سکتی ہے" ——— شاگل نے دہانے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"آؤ پھر چیک کر لیں کہ تمہارا خیال درست ہے یا غلط" ——— ریکھا

نے غار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال شاید غلط ہی ہے۔ کیونکہ میں نے آتے ہوئے دور دور تک چیکنگ کی ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کا کہیں سایہ تک نظر نہیں آیا" ---- شاگل نے اس کے پیچھے چلتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے وہ ہیلی کاپٹر کو دیکھ کر چھپ گئے ہوں۔ بہرحال میں اپنی پوری طرح تسلی کرنا چاہتی ہوں" ---- ریکھا نے کہا۔ اور آگے بڑھتی گئی۔ غار آگے جا کر واقعی ایک سرنگ میں تبدیل ہو گئی تھی۔ اور سرنگ پہاڑی پر چڑھنے والے راستے کی طرح گھومتی ہوئی اوپر کو ہی جا رہی تھی۔ ابھی انہوں نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ اوپر سے ایک پتھر لڑھکتا ہوا آیا۔ اور دوسرے لمحے سرنگ ریکھا کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھی۔ وہ سر کو پکڑے جھٹکے سے پیچھے ہٹی۔ اور اس طرح اچانک ہٹنے کی وجہ سے اس کے پیر اکھڑے اور وہ کسی توپ کے گولے کی طرح پیچھے آنے والے شاگل سے ٹکرائی۔ اور دوسرے لمحے شاگل کے حلق سے بھی چیخ نکلی۔ اور اس کے قدم بھی اکھڑ گئے۔ چونکہ سرنگ اوپر کو چڑھ رہی تھی۔ اس لئے وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکراتے ہوئے اس طرح نیچے گرنے لگے جیسے پہاڑی کی چوٹی سے کسی چٹان کو نیچے دھکیلا جائے تو وہ لڑھکتی ہوئی نیچے گرتی ہے۔ ان کے حلق سے مسلسل چیخیں نکل رہی تھیں۔ اور وہ موڑوں پر چٹانوں سے ٹکراتے اور لڑھکیاں کھاتے مسلسل نیچے گرتے چلے جا رہے تھے۔ اور چند لمحوں بعد وہ دونوں ایک زوردار دھماکے کے ساتھ غار میں واپس آ گرے۔ شاگل

کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم کی ایک ایک ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔ ریکھا اوندھے منہ خاموش اور بے حس و حرکت پڑی ہوئی تھی۔ وہ شاید بے ہوش ہو چکی تھی۔ جب کہ شاگل ہوش میں تو تھا۔ لیکن اس کی حالت بھی خاصی خراب تھی۔ سارے کپڑے بری طرح پھٹ گئے تھے۔ جسم کے مختلف حصوں سے خون نکل رہا تھا۔ یہی حالت ریکھا کی تھی۔ شاگل چند لمحوں تک ویسے ہی پڑا اپنے ہوش و حواس مجتمع کرتا رہا۔ پھر اس نے اٹھنے کی کوشش کی اور اس کے حلق سے بے اختیار کراہ نکل گئی۔ کیونکہ ذرا سی حرکت کرتے ہی اس کے پورے جسم میں درد کی تیز اور ناقابل برداشت لہریں دوڑنے لگ گئی تھیں۔

"باس باس۔ آپ کہاں ہیں باس۔ عمران کی کال آئی ہے۔ پانچ منٹ بعد پہاڑی تباہ کر دی جائے گی۔ باس باس۔ آپ کہاں ہیں" اچانک اس کے کانوں میں دور سے کاشی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور شاگل اس طرح اچھل کر اٹھ کھڑا ہوا جیسے اس کے جسم کی ساری ہڈیاں سپرنگوں میں تبدیل ہو گئی ہوں۔ اسے اپنے زخم اور جسم میں اٹھتی ہوئی درد کی تیز لہریں سب کچھ بھول گیا وہ تیزی سے قدم بڑھاتا غار سے باہر نکل آیا۔ اور اسے نیچے گہرائی میں کھڑی کاشی نظر آ گئی۔ کاشی نے بھی شاید اسے دیکھ لیا تھا۔

"باس باس۔ عمران کی ٹرانسمیٹر کال آئی ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ میں آپ کو آگاہ کر دوں کہ پانچ منٹ بعد سارتو پہاڑی تباہ ہو جائے گی۔ باس آپ زخمی ہیں باس" ---- کاشی نے نیچے سے

چیختے ہوئے کہا اور شاگل کا ذہن جیسے بھک سے اڑ گیا وہ ایک لمحے کے لئے تیزی سے نیچے اترنے لگا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ رکا اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا واپس غار میں آگیا۔ اس نے جھک کر بے ہوش اور زخمی ریکھا کو کھینچ کر کاندھے پر لادا اور پھر غار سے باہر آکر تیزی سے نیچے اترنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بری طرح ہانپتا ہوا نیچے پہنچ گیا۔

"باس۔ آپ تو شدید زخمی ہیں۔ یہ مادام ریکھا کو کیا ہوا"۔۔۔ کاشی نے دوڑ کر قریب آتے ہوئے کہا۔

"جلدی کرو۔ ہیلی کاپٹر چلاؤ۔ جلدی کرو۔ ورنہ ہم سب بھی ہلاک ہو جائیں گے"۔۔۔ شاگل نے ہانپتے ہوئے کہا۔ اور لڑکھڑاتے ہوئے انداز میں اپنے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتا گیا۔ کاشی البتہ اس سے آگے آگے دوڑتی ہوئی ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ جب شاگل ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچا تو اس کی حالت انتہائی دگرگوں ہو رہی تھی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی بھی لمحے دھڑام سے نیچے گر پڑے گا۔ اور اس کا سانس بند ہو جائے گا۔ کاشی صورت حال کو سمجھ گئی تھی۔ اس لئے اس نے ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر ریکھا کو آگے ہو کر سنبھالا اور پھر اسے تقریباً گھسیٹتے ہوئے اس نے اسے عقبی سیٹ پر لٹا دیا۔ کیونکہ ریکھا اس کے لئے کافی وزنی تھی۔ اور ویسے بھی بے ہوشی کے عالم میں وزن بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ اس کے گھسیٹنے کے دوران ریکھا کا سر سیٹ کی سائیڈ سے ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی ریکھا کے حلق سے ہلکی سی کراہ نکلی اور وہ ہوش میں آنے لگی۔

"مادام ریکھا۔ جلدی سے ہوش میں آجائیں۔ ہم شدید خطرے

میں ہیں"۔۔۔ کاشی نے اسے ہوش میں آتے دیکھ کر بے اختیار اسے پوری قوت سے جھنجھوڑ دیا۔ اور اس کے اس جھنجھوڑنے سے ریکھا کے حلق سے چیخیں نکلنے لگیں لیکن اس کا نتیجہ بہرحال یہ نکلا کہ وہ پوری طرح ہوش میں آگئی۔ کاشی تیزی سے واپس دروازے کی طرف پلٹی کیونکہ شاگل ابھی تک اوپر نہ آیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ شاگل ہیلی کاپٹر کے ایک پیڈ کے ڈنڈے کو پکڑے اس طرح جھول رہا تھا جیسے وہ اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا ہو۔ لیکن یہ کوشش ناکام ہوتی جا رہی ہو۔

"باس۔ باس۔ میرا ہاتھ پکڑ لیں"۔۔۔ کاشی نے دروازے کی ایک سائیڈ کو ایک ہاتھ سے پکڑ کر دوسرا ہاتھ شاگل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور شاگل نے اس کی آواز سن کر ایک جھٹکے سے اس کا بڑھا ہوا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور پھر کاشی نے پوری قوت سے شاگل کو اوپر گھسیٹنا شروع کر دیا۔ شاگل نے بھی سہارا ملنے پر اپنے آپ کو سنبھالا اور چند لمحوں کی جان توڑ کشمکش کے بعد بہرحال کاشی اسے اوپر سائیڈ سیٹ پر گھسیٹ لے آنے میں کامیاب ہو گئی۔ لیکن وہ اب بری طرح ہانپ رہی تھی۔ ریکھا سیٹ پر بیٹھی حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ اس کے ذہن میں درد کے جوالا مکھی اس خوف ناک انداز میں مسلسل پھوٹ رہے تھے۔ اور جسم میں اس قدر شدید درد تھا کہ وہ باوجود کوشش کے اٹھ کر کھڑے ہونے یا چلنے سے اپنے آپ کو معذور سمجھ رہی تھی۔

"جلدی کرو کاشی۔ یہاں سے نکل چلو۔ جلدی کرو۔ راکھن قصبے کی طرف نکل چلو"۔۔۔ شاگل نے تقریباً ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور

کاشی نے پائلٹ سیٹ پر بیٹھ کر ہیلی کاپٹر کو سٹارٹ کر دیا۔

"یہ سب کچھ کیسے ہو گیا۔ مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے میرے سر پر کوئی چٹان آ گری ہو۔ اور میں کہیں گہرائی میں گرتی جا رہی ہوں اس کے بعد مجھے یہاں ہوش آیا ہے"۔۔۔۔ ریکھا نے رک رک کر اور کراہتے ہوئے کہا۔

اور جواب میں شاگل نے بھی اسی طرح کراہتے ہوئے اور رک رک کر اسے اب تک کی ساری پوزیشن بتا دی۔ کاشی اس دوران ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کر چکی تھی۔

"اوہ اوہ۔ چیف شاگل آپ عظیم ہیں۔ آپ اس قدر زخمی ہونے کے باوجود مجھے وہاں چھوڑ کر نہیں آئے بلکہ اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر بھی مجھے لے آئے ہیں۔ میں آپ کی بے حد ممنون ہوں۔ میں نے آپ کو سمجھنے میں غلطی کی تھی۔ میں آپ کی احسان مند ہوں"۔۔۔۔ ریکھا نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔ کیونکہ اب اسے احساس ہو رہا تھا کہ شاگل نے اسے وہاں سے یہاں تک لے آنے میں کس قدر جان توڑ جدوجہد کی ہے۔

"میں تمہیں مرنے کے لئے کیسے چھوڑ سکتا تھا ریکھا۔ بہرحال تم میرے ملک کی ایک اہم ایجنسی کی چیف ہو"۔۔۔۔ شاگل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ وہ ایجنسی اب ختم ہو گئی ہے۔ اب میں کسی ایجنسی کی چیف نہیں ہوں۔ میں اب آپ کے ساتھ رہنے میں اپنی عظمت سمجھوں گی۔ پلیز آپ مجھے دوبارہ سیکرٹ سروس میں شامل کر لیں۔ میں ہمیشہ آپ کے زیر سایہ کام کرنے میں فخر محسوس کروں گی۔ میں واقعی احمق

ہوں۔ جذباتی ہوں۔ آپ عظیم ہیں"۔۔۔۔ ریکھا پر شدید جذباتی دورہ سا پڑا ہوا تھا۔ اور شاگل نے اس بار جواب دینے کی بجائے صرف اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر ایسے آثار تھے جیسے اس نے کسی بہت بڑے مشن میں کامیابی حاصل کر لی ہو۔

"ہیلو ہیلو۔ عمران کالنگ اوور"۔۔۔۔ اچانک ٹرانسمیٹر سے آواز سنائی دی اور شاگل بے اختیار تڑپ کر اٹھ بیٹھا۔ ایسے جیسے وہ سرے سے زخمی ہی نہ ہو۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"یس۔ چیف آف سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں اوور"۔ شاگل کے لہجے میں ویسے ہی رعونت تھی۔

"شکر ہے بول تو رہے ہو۔ ورنہ دنیا میں یہ بولنے والی نایاب نسل ہی ختم ہو جاتی۔ بہرحال پانچ منٹ پورے ہو چکے ہیں۔ اس لئے اب پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنا مشن مکمل کر رہی ہے اور اینڈ آل"
عمران کی ہنستی ہوئی فاتحانہ آواز سنائی دی۔ اور شاگل کا چہرہ بری طرح بگڑ گیا۔ لیکن دوسرے لمحے دور سارتو پہاڑی کی طرف سے خوفناک دھماکوں کے ساتھ ہی گڑگڑاہٹ کی ایسی ہولناک آوازیں سنائی دینے لگیں کہ جیسے اس پہاڑی پر قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔ ریکھا اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر نے ایک زوردار جھٹکا کھایا۔ کیونکہ کاشی کا چہرہ خوف سے بری طرح سکڑ گیا تھا۔ ریکھا اور شاگل دونوں کے چہرے پتھر بنے ہوئے تھے۔ ان کی آنکھوں کے سامنے سارتو پہاڑی کا درمیانی حصہ فضا میں بکھر رہا تھا۔ ہر طرف بڑی بڑی چٹانیں

فضا میں روئی کے گالوں کی طرح اڑ رہی تھیں۔ اور وہ اپنی آنکھوں سے
پہاڑی کے اوپر بنی ہوئی عظیم الشان لیبارٹری کو فضا میں کسی بند
کمرے کی طرح اڑتے اور نیچے گہرائیوں میں گرتے دیکھ رہے تھے
یہ ایسا ہولناک نظارہ تھا کہ شاید ایسا نظارہ انہوں نے اپنی زندگی
میں پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ لیبارٹری نیچے گری اور اس کے ساتھ
ہی اس قدر خوفناک دھماکہ ہوا کہ بے اختیار ریکھا، شاگل اور
کاشی تینوں نے انگلیاں کانوں میں دے لیں اور آنکھیں بند کر
لیں۔ ریکھا کے منہ سے بے اختیار سسکیاں سی نکل رہی تھیں۔
" اوہ اوہ کاش۔ ایسا نہ ہوتا کاش" ـــــ ریکھا نے ڈرتے
ہوئے لہجے میں کہا۔
" عمران واقعی ایک شریف دشمن ہے" ـــــ اچانک شاگل
نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
" کیا ـــ کیا کہہ رہے ہیں باس آپ۔ کیا آپ عمران کی
تعریف کر رہے ہیں" ـــ کاشی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین
نہ آ رہا تھا۔
" ہاں کاشی۔ وہ واقعی تعریف کے قابل ہے۔ وہ اصولوں کی
بنا پر دشمنی کرتا ہے۔ ذات کی بنیاد پر نہیں۔ اب دیکھو اگر وہ
کال کر کے پانچ منٹ کا وقفہ نہ دیتا تو ہم اور ریکھا دونوں اس
وقت اس خوفناک تباہی کے درمیان پھنسے ہوئے ہوتے اور
اور جو ہمارا حشر ہو رہا ہوتا وہ ظاہر ہے" ـــ شاگل نے ہونٹ

چباتے ہوئے کہا۔
" آپ کی بات درست ہے چیف۔ واقعی یہ عمران شریف دشمن ہے"
ریکھا نے بھی کہا اور کاشی اسے بھی حیرت سے دیکھنے لگ گئی۔

" لو جولیا۔ تم اس سارے مشن کا خاتمہ بالخیر کا فریضہ اپنے
ہاتھوں سے سر انجام دو" ـــــ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کرتے
ہوئے چارجر ساتھ بیٹھی جولیا کی طرف بڑھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔
اس نے پانچ منٹ کا جو وقفہ دیا تھا وہ ختم ہو گیا تھا اور اس نے
ایک بار پھر ٹرانسمیٹر پر کال کی تھی۔ اور پھر شاگل کی آواز سن کر وہ
سمجھ گیا تھا۔ کہ اس کی کال کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔ جولیا نے
جلدی سے چارجر عمران کے ہاتھوں سے لیا۔ اور دوسرے لمحے
اس نے اس پر موجود سرخ رنگ کے بٹن کو پوری قوت سے دبا
دیا۔ بٹن کے اوپر موجود ایک بلب تیزی سے جلا اور پھر بجھ گیا۔

اس کے ساتھ دور سے انہیں دھماکوں اور گڑگڑاہٹ کی ہلکی ہلکی آوازیں
سنائی دینے لگیں۔ اور یہ آوازیں سن کر جولیا سمیت سب کے
چہرے بے اختیار گلاب کے پھولوں کی طرح کھل اٹھے۔ انتہائی جان
لیوا جدوجہد کے بعد وہ آخر کار اپنے مشن میں کامیاب ہو ہی گئے تھے۔
انہوں نے وہ لیبارٹری ہی اڑا دی تھی جس میں پاکیشیا کے خلاف
ہتھیار بنائے جا رہے تھے۔ بظاہر ایک ناممکن کام ممکن ہو چکا تھا۔
"کاش۔ تم اس شاگل کو کال نہ دیتے تو یہ مسرت اور زیادہ بڑھ
جاتی۔ لیبارٹری کے ساتھ ساتھ جب کافرستان سیکرٹ سروس
کا چیف بھی ہلاک ہو جاتا تو ہماری کامیابی کا گراف اور زیادہ بڑھ
جاتا"۔۔۔ جولیا نے چادر ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔
"میں چیف سے باقاعدہ اس بات کی شکایت کروں گا۔ عمران
نے جان بوجھ کر انہیں جان بچانے کا موقع دیا ہے۔ اور یہ ملک سے
غداری ہے"۔۔۔ پیچھے بیٹھے ہوئے تنویر نے فوراً ہی جولیا کی بات
کی تائید پر زور انداز میں کرتے ہوئے کہا۔
"کیا شاگل کے مرنے سے کافرستان سیکرٹ سروس ختم ہو
جاتی"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"وہ تو ظاہر ہے ختم نہ ہوتی۔ مگر یہ احمق تو ختم ہو جاتا"۔۔۔ جولیا
نے کہا۔
"تو کیا تم چاہتی ہو کہ احمق ختم ہو جائے اور اس کی جگہ کوئی تنویر
جیسا عقلمند چیف بن جائے۔ تاکہ آئندہ کسی مشن میں جو پوزیشن
اس وقت کافرستان کی ہے وہ پاکیشیا کی ہو جائے"۔۔۔ عمران

نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور جولیا بے اختیار چونک پڑی۔
"اوہ اوہ۔ میں سمجھ گئی۔ اوہ تم اس لئے شاگل کو ہر بار بچ جانے
کا موقع دیتے ہو۔ اوہ واقعی تمہاری بات درست ہے۔ واقعی
یہ احمق ہی ٹھیک ہے"۔۔۔ جولیا نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے
اب بات سمجھ میں آئی ہو۔
"وہ اتنا بھی احمق نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہی ہو۔ یہ اور بات ہے
کہ عورتوں کو سارے مرد ہی احمق لگتے ہیں سوائے تنویر کے"۔۔۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"بکواس مت کرو۔ خواہ مخواہ اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے
کی کوشش کر رہے ہو۔ دشمن دشمن ہی ہوتا ہے۔ چاہے احمق
ہو یا عقلمند"۔۔۔ تنویر نے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔
"سن لیا تم نے جولیا۔ تنویر تنویر ہی ہوتا ہے۔ چاہے احمق ہو یا
عقلمند"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس بار صفدر
اور دوسرے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔
"تم خواہ مخواہ تنویر سے الجھ جاتے ہو۔ تنویر ہماری ٹیم کا
سب سے جرات مند اور دلیر رکن ہے۔ اور مجھے فخر ہے کہ پاکیشیا
سیکرٹ سروس کو تنویر جیسا ایجنٹ ملا ہوا ہے"۔۔۔ جولیا نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تنویر جس کا چہرہ عمران کے طنزیہ فقرے نے
اور باقی ساتھیوں کے ہنسنے کی وجہ سے بری طرح بگڑا ہوا تھا۔
یک لخت اس طرح کھل اٹھا جیسے جولیا کے اس فقرے نے امرت
دھارے کا کام کیا ہو۔ کہ مرتا ہوا آدمی بھی زندہ ہو جائے۔

"اچھا۔ تو تنویر ایجنٹ ہے۔ میں تو اُسے آج تک اپنا رقیب سمجھتا رہا ہوں۔ آج پتہ چلا کہ یہ تو ایجنٹ ہے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا ـــــ کیا بکواس کر رہے ہو۔ میں تمہارا سر توڑ دوں گا" یک لخت تنویر نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ وہ عمران کی بات کی تہہ تک پہنچ گیا تھا۔

"سن لیا جولیا۔ تم اس کے ایجنٹ بننے پر فخر کر رہی ہو اور وہ......" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"کیا ہوا تمہیں تنویر۔ کیا تمہیں سیکرٹ ایجنٹ بننے پر اعتراض ہے" ـــــ جولیا نے مڑ کر غصیلے لہجے میں تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کی تیز نظریں تنویر پر گڑی ہوئی تھیں۔

"ایک اور ڈگری کا بھی اضافہ ہو گیا۔ خالی ایجنٹ نہیں۔ بلکہ سیکرٹ ایجنٹ۔ مبارک ہو تنویر" ـــــ عمران نے کہا۔

"مم ـــــ مم ـــــ مس جولیا۔ یہ شخص ایجنٹ کسی اور معنی میں لے رہا ہے" ـــــ تنویر نے جولیا کے چہرے اور آنکھوں میں غصے کی کیفیت دیکھ کر گڑبڑاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"اور معنی۔ کیا مطلب۔ ایجنٹ ایجنٹ ہوتا ہے۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایجنٹ بننا دنیا کی سب سے بڑی عزت ہے۔ کیا تمہیں اعتراض ہے۔ بولو کیا تم ایجنٹ نہیں ہو" ـــــ جولیا کا غصہ اور بڑھ گیا تھا۔ اب اُسے کون سمجھاتا کہ ایجنٹ کن معنوں میں لے رہا ہے۔

"یس مس جولیا ـــــ میں ایجنٹ ہوں" ـــــ تنویر نے انتہائی بے بسی سے کہا۔ ظاہر ہے۔ نہ ہی وہ

عمران کا مطلب کھول کر بیان کر سکتا تھا اور نہ جولیا کو ناراض کر سکتا تھا۔ اس لئے مجبوراً اُسے ہاں کہنی پڑی۔ لیکن ہاں کہتے وقت اس کی جو حالت تھی اُسے دیکھ کر سارے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"اوہ اوہ۔ تم لوگوں کے ہنسنے سے میں سمجھ گئی ہوں یہ عمران ضرور کوئی چکر چلا رہا ہے۔ کیا بات ہے۔ کیا ایجنٹ کے کوئی اور معنی بھی ہوتے ہیں" ـــــ جولیا نے یک لخت عمران کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ وہ دراصل دوسرے ممبرز کے ہنسنے پر چونک پڑی تھی۔

"اپنے چیف سے پوچھنا۔ شاید وہ کوئی اور معنی جانتا ہو۔ میں تو ایجنٹ کو اے جنٹلمین کا مخفف سمجھتا ہوں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں چیف سے ضرور پوچھوں گی" ـــــ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور ایک بار پھر سب ہنس پڑے اور جولیا اس طرح مڑ کر سب کو دیکھنے لگی جیسے اُسے ان کی دماغی صحت پر شک پڑ گیا ہو۔ تنویر ہونٹ دبائے اور سر جھکائے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"عمران صاحب۔ کیا اس ہیلی کاپٹر میں اتنا فیول ہے کہ ہم اپنی سرحد تک پہنچ جائیں گے" ـــــ اچانک کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اگر ہو بھی سہی تب بھی شاگل ہمیں کہاں پہنچنے دے گا۔ وہ یقیناً راکھن قصبے کی طرف گیا ہو گا اور وہاں پہنچتے ہی اس نے سب سے پہلے ہی بندوبست کرنا ہے کہ ہمیں ایئر فورس کے جہاز گھیر

لیں" ـــــ عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
اور عمران کی بات سن کر سب بے اختیار چونک پڑے۔

" اوہ اوہ۔ پھر تم نے شاگل کو کیوں زندہ چھوڑا تھا۔ یہ تو واقعی حماقت تھی" ـــــ جولیا نے کہا۔

" تو کیا تمہارا مطلب ہے کہ واقعی اس ہیلی کاپٹر میں ہم سرحد پار کر جاتے اور سرحد کے گرد موجود حفاظتی اڈے اور ان کے حکام بغیر پوچھ گچھ کے اپنے ملک کے ہیلی کاپٹر کو دوسرے ملک کی سرحد میں جانے دیتے" ـــــ عمران نے انتہائی طنزیہ لہجے میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

" اوہ۔ واقعی مجھے اس بات کا خیال نہ رہا تھا۔ پھر تم نے کیا سوچا ہے" ـــــ جولیا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" جس ایجنٹ پر تمہیں فخر ہے اس سے پوچھو۔ مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہو۔ میں تو ایجنٹ نہیں ہوں" ـــــ عمران نے کہا۔

" بکواس مت کرو۔ یہ سنجیدہ معاملہ ہے" ـــــ جولیا نے بھڑکتے ہوئے کہا۔

" اتنی بڑی لیبارٹری کی تباہی تمہارے نزدیک غیر سنجیدہ معاملہ ہے۔ محترمہ مس جولیانا فٹز واٹر صاحبہ۔ اس وقت پورے کافرستان میں قیامت برپا ہو چکی ہو گی" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" مگر پھر بھی تم اطمینان سے ہیلی کاپٹر اڑاتے چلے جا رہے ہو" جولیا نے کہا۔

" میں تو چاہتا ہوں زندگی بھر اسی طرح ہیلی کاپٹر اڑاتا چلا جاؤں۔ کم از کم تم تو ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی ہو" ـــــ عمران نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔ اور جولیا کا چہرہ یک لخت حیا آلود ہو گیا۔

" پھر وہی بکواس۔ سیدھی طرح تو بات ہی نہیں کرتے" ـــــ جولیا نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب۔ واقعی لیبارٹری کی خبر کافرستان کے اعلیٰ حکام تک پہنچ گئی ہو گی اور جب شاگل نے یہ بتانا ہے کہ ہم اس کے محکمے کے ہیلی کاپٹر میں ہیں تو پورا ملک ہی ہمارے خاتمے کے لئے نکل کھڑا ہو گا" ـــــ اس بار صفدر نے کہا۔

" شاگل جب تک راکھن نہ پہنچے گا اس وقت تک کچھ نہ بتا سکے گا۔ کیونکہ وہ جتنا بھی احمق ہو اتنا بہرحال اسے معلوم ہے کہ جیسے ہی وہ اپنے ہیلی کاپٹر کے ٹرانسمیٹر سے کال کرے گا۔ یہ کال ہم بھی سن لیں گے اور ٹوچی اڈے کی تباہی کے بعد راکھن قصبہ ہی ایسی جگہ ہے جہاں سے وہ ٹرانسمیٹر پر اعلیٰ حکام کو ہمارے متعلق تفصیل بتا کر ہمیں روکنے کی کوشش کر سکتا ہے۔ اور مجھے معلوم ہے۔ کہ اسے راکھن قصبے تک پہنچنے میں کتنا وقت لگے گا۔ چنانچہ اس وقت تک ہم اسی ہیلی کاپٹر میں زیادہ محفوظ ہیں۔ اس طرح ہم یہ پہاڑی سلسلہ بھی عبور کر لیں گے۔ اس کے بعد ہیلی کاپٹر کسی جگہ بھی چھوڑ کر ہم آسانی سے ناٹران کو کال کر کے پاکیشیا بحفاظت پہنچنے کا انتظام کر سکتے ہیں۔ ٹائیگر کے پاس ٹرانسمیٹر موجود ہے کیوں ٹائیگر" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ میں ریکھاکے کیمپ غار سے اسے اٹھا لایا تھا"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"لیکن تم ابھی اس ٹرانسمیٹر پر کال کیوں نہیں کر دیتے"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"بلندی پر ہونے کی وجہ سے ٹرانسمیٹر کال کسی بھی پہاڑی اڈے پر کیچ کی جا سکتی ہے۔ صرف ایجنٹ ہونا ہی قابل عزت نہیں ہوتا۔ مس جولیانا فٹز واٹر۔ ساتھ کچھ عقل کی بھی ضرورت ہوتی ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور جولیا ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئی۔ ظاہر ہے عمران کی بات درست تھی۔

"باس۔ راکھن قصبے تک شاگل کے پہنچنے تک تو ہم آسانی سے سرحد کے قریب پہنچ سکتے ہیں۔ ناٹمران کو دارالحکومت سے یہاں پہنچنے اور ہمیں کنکٹ کرنے میں تو کافی وقت لگ جائے گا۔ وہاں سے ہم پیدل بھی تو پہاڑی سرحد عبور کر سکتے ہیں"۔۔۔ اچانک پیچھے بیٹھے ٹائیگر نے کہا۔

"خاموش رہو۔ عقلمندی کی باتیں ایجنٹوں کے سامنے نہیں کیا کرتے"۔۔۔ عمران نے اسے جھڑکتے ہوئے کہا۔

"کیا۔۔۔ کیا مطلب۔ کیا تم اب ٹائیگر کو ہم پر ترجیح دے رہے ہو"۔۔۔ جولیا نے یک لخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"بچہ ہے۔ غلط موقعے پر بول پڑتا ہے۔ دیکھا جوزف اور جوانا کس طرح خاموش بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہیں پتہ ہے کہ عقلمندانہ بات کن لوگوں کے سامنے کی جانی چاہیئے۔ اور کن لوگوں کے سامنے خاموشی

ہی عقلمندی ہوتی ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم ہماری توہین کر رہے ہو۔ میں چیف سے بات کروں گی"۔۔۔ جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"پھر تو تم ٹائیگر سے بھی زیادہ بچگانہ پن کا ثبوت دو گی اگر بات کرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو تنویر سے کر لو۔ کم از کم ہاں میں ہاں تو ملا دے گا۔ ورنہ چیف نے وضاحت طلب کر لی۔ کہ جو بات ٹائیگر کی سمجھ میں آ سکتی ہے۔ وہ تمہاری سمجھ میں کیوں نہیں آتی تو پھر کیا جواب دو گی"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ نہ تم اس طرح مانتے ہو نہ اُس طرح"۔۔۔ جولیا نے بے اختیار جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"میں تو ہر طرح ماننے کے لئے تیار ہوں۔ تم جس وقت چاہو تجربہ کر کے دیکھ سکتی ہو"۔۔۔ عمران نے بڑے جذباتی سے لہجے میں کہا۔

"کاش۔ واقعی ایسا ہوتا"۔۔۔ جولیا نے اپنی طرف سے دھیمے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن ظاہر ہے ہیلی کاپٹر میں سب قریب قریب بیٹھے تھے۔ اس لئے اس کی بڑبڑاہٹ بھی سب کے کانوں تک پہنچ گئی۔ اور ہیلی کاپٹر ہلکے ہلکے قہقہوں سے گونج اٹھا۔ جولیا ان ہلکے قہقہوں کی آوازیں سن کر اور بری طرح شرما گئی۔ جبکہ تنویر کا چہرہ آگ کی طرح دھکنے لگا تھا۔ لیکن ظاہر ہے اس ماحول میں وہ بول بھی کچھ نہ سکتا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ کوئی مزید بات ہوتی۔ ٹرانسمیٹر کی مخصوص

آواز سنائی دینے لگی۔ وہ سب چونک کر سنجیدہ ہو گئے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ــــ ایئر ڈیفنس سرکٹ تھری کالنگ۔ ہیلی کاپٹر میں کون سوار ہے اوور" ــــ ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"شاگل چیف آف سیکرٹ سروس بول رہا ہوں۔ کیا تم اندھے ہو۔ تمہیں ہیلی کاپٹر پر میری سروس کا مخصوص نشان نظر نہیں آ رہا اوور" عمران کے حلق سے شاگل جیسی غصیلی آواز نکلی۔

"یس سر۔ یس سر۔ مگر اس طرف آگے تو پاکیشیائی سرحد ہے سر۔ اس لئے ہم نے چیکنگ کرنے کے لئے پوچھا ہے اوور" ــــ دوسری طرف سے بولنے والا بُری طرح گھبرا گیا تھا۔

"مجھے معلوم ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف احمق ہے۔ کہ اُسے سرحدوں کا بھی علم نہیں۔ اٹ از سیکرٹ مشن۔ ہم نے پاکیشیائی سرحد کے اندر جا کر مشن مکمل کرنا ہے۔ اور سنو۔ ہمارے دشمن ایجنٹ ہمیں روکنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ لوگ میری آواز اور لہجے کی نقل کرتے ہوئے تمہیں کوئی غلط حکم دے دیں۔ اور کافرستان کا یہ اہم ترین مشن ناکام ہو جائے۔ اس لئے آئندہ جو بھی تم سے ایسی بات کرے تم اس سے مشن کوڈ پوچھنا۔ اگر وہ مشن کوڈ سار تو کہے۔ تب تم اُسے درست آدمی سمجھنا۔ سمجھ گئے ہو اوور" ــــ عمران نے شاگل کے انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ سمجھ گیا ہوں سر۔ آپ بے فکر ہو کر سرحد پار کریں سر۔ کافرستان کی خاطر تو ہم اپنی جان دے سکتے ہیں سر اوور" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے

"ویری گڈ۔ یہ تم نے اچھا ڈاج دیا ہے انہیں۔ اب ہم اطمینان سے سرحد پار کر جائیں گے" ــــ جولیا نے تعریفی لہجے میں کہا۔

"انہیں تو دے سکتا ہوں۔ مگر تمہیں نہیں۔ یہ ہمیشہ ذہن میں رکھنا" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا اس بار واقعی بُری طرح شرما کر رہ گئی۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ایڈونچر

بیس کیمپ

مصنف :- مظہر کلیم ایم اے

صادق چکاری ____ وادی مشکبار کا ایک ایسا لیڈر جسے کافرستانی فوج نے گرفتار کرلیا۔

صادق چکاری ____ جس کی گرفتاری سے وادی مشکبار میں چلنے والی تحریک آزادی کے خاتمے کا یقینی خدشہ پیدا ہوگیا۔

بیس کیمپ ____ کافرستان کی پہاڑیوں میں بنایا گیا ایک ایسا خفیہ اڈہ جسے ہر لحاظ سے ناقابلِ تسخیر بنا دیا گیا تھا اور صادق چکاری کو وہاں پہنچا دیا گیا۔

بیس کیمپ ____ جو واقعی ناقابلِ تسخیر تھا لیکن وادی مشکبار کی تحریک آزادی کیلئے صادق چکاری کی فوری رہائی انتہائی ضروری تھی اور پھر عمران اور اس کے ساتھی صادق چکاری کی فوری رہائی کے لئے میدان میں کود پڑے۔

بیس کیمپ ____ جس کی حفاظت کیلئے شاگل اور مادام ریکھا دونوں پوری قوت سے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابل آگئے۔

بیس کیمپ ____ جہاں پہنچ کر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ہر لحاظ سے بے بس ہوگئے ____ کیا وہ واقعی ناقابلِ تسخیر تھا ____ ؟

- وہ لمحہ ____ جب عمران اور اس کے ساتھیوں کو مجبوراً اپنے آپ کو شاگل کے سامنے سرنڈر کرنا پڑا ____ کیوں ____ ؟
- وہ لمحہ ____ جب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھوں میں شاگل نے ہتھکڑیاں ڈال دیں۔
- کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس صادق چکاری کی رہائی اور بیس کیمپ کو تباہ کرنے میں حقیقتاً ناکام رہے ____ یا ____ ؟
- وہ لمحہ ____ جب شاگل کو اپنی جان بچانے کے لئے عمران کو حلف دینا پڑا ____ یہ حلف کیا تھا ____ ؟

- انتہائی لرزہ خیز جدوجہد۔ انتہائی تیز رفتار ایکشن اور بے پناہ سسپنس سے بھرپور ایک ایسا ناول جو یادگار حیثیت کا حامل ہے۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان